۲۱	اور نہ اثنا قول بخاری کو۔	۲۲	جواب مجتہد و کذب بیان و انبار ایمان	۳	بیان اختلاف مصنف و ضعف امامت کا
۲۲	ثبوت قیاس کا حدیث صحیحین سے	۲۳	معصیت تقلید کی مفسدہ غیر مقلد کا	۳۷	فقہا کو برا کہنا موجب گناہ ہے۔
۲۳	منشرح ہونا قیاس کا۔		انبار ذہب بمد و سیم المثل ہونا		اسناد کو ضروری جاننا سبب متزلزل پر ادام
	اثبات قیاس کا احکام میں اور نفی قیاس	۳۴	ائمہ مجتہدین کا۔	۳۸	تطبیق ابدی فہم حدیث میں ائمہ مجتہدین
۲۴	کی تردید میں متفق علیہ ہونے کا دعوی ظاہر		کوئی مسئلہ حنفیہ کا مخالف قرآن		اور مقلدین کامل ہیں۔
	کا منکر ہے۔		اور حدیث کے نہیں۔	۳۹	ظاہر پرستی حکیم طرز جان کے مطرز البیان ہے
	مسائل مستنبطہ حدیث و قرآن		جواب اکابر تقلید قاضی ثناء اللہ کا		بقول ابن حجر کی حدیث بغیر معرفت
	بھی داخل قیاس ہیں۔		حنفیہ بعض مسائل میں تقلید امام صاحب		فقہ کے مانند دوای عطار اور نقیض حکیم ہے
۲۵	داؤد ظاہری منکر قیاس کا حال		کے نہیں کرتے ہیں۔	۴۲	اختلاف مخالفان حدیث سے بہت کم ہے
	شمار نہیں جوالعبارت تہذیب الاسماء	۳۳	مسائل اجتہادیہ مشترکہ غیر مقلدین		احادیث ہدایہ موضوع نہیں اور نہ
	جواب طعن ترمذی کا دربارہ قیاس		کسی امام کا اجتہاد مخالف حدیث ہے	۴۳	حدیث موضوع پر کسی مقلد کا عمل ہے
	ابو حنیفہ کن شخصوں کی گنتی تھی		امام طحاوی باوجود مکلہ اجتہاد مقلد ہے		ثابت ہونا عمل محدثین کا ترمذی سے
	اور دارمی کی حدیث مذمت قیاس	۳۲	عامی کو مسائل مستنبطہ میں تقلید		حدیث ضعیف پر باوجود صحیح حدیث کے
۲۶	میں امام صاحب پر گمان کرنا محض لغو ہے		ضروری ہے مجتہد کو نہیں	۴۴	مسائل اجتہادیہ میں خطا و صواب دونو
۲۷	مخالفت مولف ظفر کا تفسیر کبیر میں	۳۴	مولف ظفر کا اقوال صحابہ کو نہ ماننا اور		کا احتمال ہے مگر جانب صواب کو غالب ہے
۲۸	غائر ہونا قیاس ابن عباس کا		غیر صحابہ کے کہنے کو معتبر جاننا۔		کوئی یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ مستند امام
	ہر شخص قرآن و حدیث سے مسائل		تقلید البتہ درحقیقت تقلید خدا و رسول ہے	۴۵	بخاری کو حدیثیں پہنچیں اوس قدر
۲۹	فقیہ کا استنباط نہیں کر سکتا۔		وہ القوم مذہب میں کے۔		امام صاحب کو نہیں پہنچیں۔
۳۰	مولف ظفر کا مجوز قائل تقلید ہونا	۳۵	مسائل فقہ حدیث میں تقلید واجب نہیں		کوئی محدث ایسا نہیں کہ جسکو تمام حدیثیں
	مسائل اجتہادیہ میں تقلید ضروری ہے		قصر فرض کا نقل عبارات تقلیدیہ میں	۴۵	پہنچی ہوں۔
	عامی کو تقلید نہ کرنے میں بڑی	۳۶	تعریف مجتہد و شرائط اجتہاد کی۔		باوجود صحیح حدیث کی عمل صحابہ اور
	خرابیاں ہیں۔		صرف فہم معنی قرآن و حدیث سے استنباط		اقوال مجتہدین کے ضرورت پڑتی ہے
	داؤد ظاہری کا مسئلہ رمی جمرہ	۳۷	و استخراج مسائل فروعیہ کا ہرگز ممکن نہیں		بلا تحقیق کے حدیث صحیح پر بھی عمل
۳۱	اہل سنت کی مخالف ہوا۔		سلسلہ اسناد کا حدیث سے ثابت نہیں		کرنا مقتضای احتیاط ہے۔
	عامی کو بدون تقلید کے چارہ نہیں		حدیث کیا اسکے اسناد کی کچھ ضرورت نہیں	۴۶	تحقیق کم و بیش ہونے ایمان کے۔

قال اللہ تعالیٰ انا فتحنا لک فتحا مبینا

الحمد للہ کہ نسخہ ممعین مقلدین بجواب شبہات و مغالطات محی الدین مؤلف ظفر مبین

المسمّٰی بالفتح المبین

کشف

مکائد غیر المقلدین

مع ضمیمہ

تنبیہ الوہابیین

بہ ثبت مواہیر و دستخط علمای دین باہتمام مولانا محمد یعقوب صاحب در مطبع نجم العلوم واقع لکھنؤ محلہ

دار العلم و العمل فرنگی محل طیبہ

فضیلت امام صاحب کے تمام محدثین پر ہے	۸۹
قصہ بحث بیع کلب کا۔	۹۰
نہی بیع کلب الانفاق حرام ہے۔	〃
نہی بیع کلب کی تنزیہی ہے۔	〃
ظاہریہ سود کو چھ چیزوں میں منحصر جانتے ہیں حالانکہ جمہور امت کے نزدیک سود اور چیزوں میں بھی ثابت ہے	۹۱
ابن جریج کی فضیلت فقاہت اور فقہاء کو معترض نے قصداً اڑا دیا۔	۹۱
مرسل مطلقاً حجت اور مقبول ہیں	۹۲
مرسل اور منقطع ایک شے ہے اور دونوں قابل احتجاج ہیں۔	۹۳
بلی کی بیع جائز ہے اور حدیث نہی کو جمہور نے نہی تنزیہی یا عدم نفع پر محمول کیا ہے	۹۴
شاۃ مصراۃ کی لبن نہ پہیر احدیث ثلثہ ہے	۹۵
حدیث الخراج بالضمان کو حدیث مصراۃ پر ترجیح ہے۔	〃
فریب معترض کہ شافعیہ کا اخذ کیا اور حنفیہ کا اخذ اڑا دیا۔	۹۸
تحقیق معنی حدیث من ادرک رکعۃ کے	۹۹
حکایت نماز کی اوقات ثلثہ میں۔	۱۰۰
نزدیک امام ہر وہ نماز جو صبح اور عصر کے وقت مکروہ ہے ادا و قضا کی جائز نہیں	۱۰۱
حنفیہ کے قیاسات اور وہ کہ جن پر گرفت ہے فصوص کے بین ہوتے ہیں نہ بعض حدیث	۱۰۲
ہو کو بعض پر ترجیح دینے کیواسطے قیاس اور دلیل عقلی بیان کیجاتی ہے۔	۱۰۳
وجہ جواز نماز عصر وقت غروب آفتاب کے	۱۰۳
مسلک فقہ کا حدیث سے ثابت ہے کہ بائع کسی مال کا مفت خواہ ان دیگر کے مساوی ہے	۱۰۴
خمر کو شراب انگوری پر اطلاق کرنے میں امام صاحب کے پانچ دلیلیں قوی ہیں	۱۰۶
قرآن و حدیث و لغت و کلام عرب سے ثابت ہوا کہ اطلاق خمر کا شراب انگوری پر حقیقی ہے	۱۰۷
اطلاق عام خمر کا حکماً یا مجازاً ہے۔	۱۰۸
جواب شبہ بعمومیت معنی مخامرت کا۔	〃
چار قسم کی شراب بالاتفاق حرام ہے اور چار قسم میں اختلاف ہے اور مخالف فیہ کا	۱۰۹
بنا صحابہ اور تابعین سے مروی ہے۔	
نبیذ پختہ حلال اور نبیذ خام حرام ہے	〃
فرق کیفیت شراب اور نبیذ کا۔	۱۱۰
جواب شبہ حدیث کل مسکر خمر و کل مسکر حرام	۱۱۱
نچوڑ انگور کا جبکہ پکایا جائے دو تہائی رہ جائے اور اسکی	〃
بقدر ایک تہائی باقی رہے تو حلال ہے	
چار قسموں کی شراب حلال ہیں حدیثیں	۱۱۲
نبیذ کا حلال ہونا آثار صحابہ و تابعین سے	۱۱۳
باسناد صحیح ثابت ہے۔	
ان چار شرابوں کا بینا حلال ہے بشرطیکہ نشہ	۱۱۴
نہ لاوے ورنہ حرام ہے مگر اسمیں حد نہیں	
خمر حقیقت نبیذ میں نشہ بالفعل معتبر ہے	۱۱۵
حرمت خمر کی منصوص ہے اگرچہ قلیل و نشہ ہو	۱۱۶
تحقیق معنی اعتکاف کہ روزہ کے امکان	۱۱۷
میں شب ضرور داخل ہے۔	
مواظبت نفل بعد غروب و قبل نماز مغرب	۱۱۸
باوجود معارضہ فرع اجماع پر عمل ہوگا	۱۱۹
جواب حدیث ابن عباس کا فتح القدیر سے	〃
بخاری و مسلم میں بہت سی روایتیں	۱۲۰
مجروح اور مطعون ہیں۔	
حدیث صحیح کبھی غلط ہو جاتی ہے اور	〃
کبھی ضعیف صحیح ہو جاتی ہے	
ظاہریہ کے نزدیک حدیث صحیحین کو	۱۲۲
اقوال جمہور صحابہ پر ترجیح ہے بلکہ آیت پر بھی	
فجر کی فرض و سنت کے درمیان کلام فضول	۱۲۳
نہ چاہیے ہاں کلام ضروری جائز ہے	
قبل دو رکعتوں فجر کے بالبداہت کے	۱۲۴
لیٹنا سنت نہیں بلکہ استراحت ہے	
تاکید و اہتمام سنت فجر کا۔	۱۲۵
ہونا تبدیل مکان سے تبدیل احکام کا	۱۲۶
کبھی حدیث ضعیف قرائن سے قوی ہو جاتی ہے	۱۲۷
جوابات مسئلہ رجم کے۔	۱۲۸
احصان کیواسطے اسلام شرط ہے	〃
نماز فجر و مغرب میں دوبارہ شرکت بچا ہے	۱۲۹
بیان غسل کا بعد نماز صبح اور عصر کے	۱۳۰
چوتھی رکعت میں قعدہ نہ کیا ہو تو پانچویں	۱۳۱
رکعت کا سجدہ کرنے سے نماز کا باطل ہے	

مقدمہ ضروری الاطلاع وتنبیہ واجب الملاحظہ

(۱) جملہ جوابات اس کتاب کے موافق ترتیب اعتراضات خرافات اوس ظفر المبین مطبوع سابق ۱۲۹۶ھ کے ہین کہ جسکا پیشتر تاریخی بحکم حق برزبان بخاری کے اوسی کتاب مین مرقوم ہی ع پکارا وہ ہاتف خرافات ہی - پس کوئی صاحب اس کے مضامین کو ظفر المبین مطبوع بار دوم ۱۲۹۸ھ سے نہ ملاوین اسواسطے کہ جب معترض نے اس ۱۲۹۷ھ فتح المبین کا چھپنا سنا تو گھبرا کر ظفر المبین کی عبارتین گھٹا بڑھا دین اور مضامین کو اولٹ پلٹ کر کے خلاف ترتیب سابق کے دوبارہ چھپوا دیا خیر اس فریب سے کیا ہوتا ہی انشاء اللہ تعالی آیندہ جب یہ کتاب دوبارہ چھاپی جائیگی تو بعد اضافہ عبارات مسائل و دلائل جوابات اسکے موافق ترتیب اوسکے کر دیے جاوینگے اور ظفر المبین کی پوری عبارت بھی ہر جواب کے اوپر تحت قال للہوا دیجائیگی

(۲) معترض نے جو پچیس مغالطے مقلدین کی طرف منسوب کر کے بارہوین مغالطے مین سو مسئلے نکالے ہین اور ہر مسئلے مین بطریق طعن لکھا ہی کہ اسمین امام اعظم نے خلاف احادیث صحیحہ و آیات صریحہ کے عمل کیا ہی سو مولف کتاب ہذا نے جملہ مطاعن کو دفع کر کے بدلائل قرآن و حدیث ہر ایک کا جواب باصواب دیا ہی اور حنفیہ کے ہر مسئلہ کا ماخذ کتاب و سنت سے بتا دیا ہی اور کوئی کلمہ خلاف آداب حضرات محدثین کی شان مین نہین لکھا ہی اور مثل معترض کے بزرگون پر لعن و طعن کو جائز نہین رکھا ہی

فہرست مضامین فتح المبین وکشف مکائد المقلدین مع ضمیمہ مسمی بتنبیہ الواعین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
دیباچہ وجہ تالیف بیان بدگوئی مولف ظفر	۹	غیبت اور جھوٹ کی وعید۔	۱۴	دیندار کی ظاہر الفاظ پر نہین ہی	۱۹
وجہ اختلاف احکام شرعیہ بتقریر معقول	۱۰	لعن طعن کرنیوالا مسلمان نہین۔	۱۵	ظاہر پر نعمت باطنی سے محروم ہین	//
اختلاف روایات بخاری و مسلم کا	۱۱	ہر مسئلہ کی آنحضرت تک ضرور نہین	۱۶	ائمہ اربعہ کو فہم مطالب حدیث مین	۲۰
خبر آحاد ناسخ قرآن نہین ہو سکتی	//	ترجمہ وہی مولف ظفر کی نقل عبارت	//	محدثین پر ترجیح ہی۔	
قوت و ضعف حدیث کا راویون		ملا علی قاری مین۔		مخالف ہونا اجتہادات امام بخاری	//
پر موقوف نہین۔	//	علم فقہ دین مین داخل ہی اور جواب	۱۷	کا صریح حدیث سے۔	
وجہ ضرورت تقلید و حقیقت مذہب امام اعظم	۱۲	باصواب معترض کا		رفع طعن تحقیر امام بخاری رح کا۔	//
بیان در دغگوئی و افترا پردازی مولف		راویان حدیث معصوم نہین۔	//	تحقیق طائفہ منصورہ کی	۲۱
ظفر و ترک عمل حدیث صحیحین و آیت کا	۱۳	ہونا ائمہ اربعہ کا اہل حدیث سے	۱۸	حصر صحیحین کا اصحاب صحاح ستہ مین نہیو	//
در دغگوئی و دروغ مین پہونچانی ہی	//	فقاہت ضروریات دین سے ہی	۱۹	سرقہ مولف ظفر کا شرح مسلمین	۲۲

۱۸۰	مولیٰ بن مفاصلت جائز ہے۔
۱۸۱	کسی کا پڑا ہوا مال غنی اپنے صرف میں لاوے تو وقت طلب صاحب مال کے قیمت اسکی دینی ہوگی۔
۱۸۲	درخت پر سے میوہ جو راہ نیوالیکا نہ ڈکانا جائیگا
۱۸۳	مقاسمہ و مزارعہ کا مسئلہ ہدایہ میں
	تحریر میں سے میوہ جو راہ نیوالیکا نہ کاٹا جائیگا۔
۱۸۴	حاجیوں کی گری ہوئی چیز کا بیچنا ان حفاظت اوٹھا لینا جائز ہے۔
۱۸۵	سرحد دوار میں قطع ید بالاتفاق اور اس کے کم میں اختلاف ہے۔
۱۸۶	شیر خوار لڑکے کا پیشاب کسی شی پر پڑ جاوے تو اسپر پانی بہانا کافی ہے
۱۸۹	بول شتر بلا ضرورت پینا جائز نہیں۔
۱۹۰	مرد کو واسطے دفع مرض خارش کے ریشمی کپڑا پہننا جائز ہے۔
۱۹۲	کنکے کا جو ٹہابرس تین بار دہونے سے پاک ہو جاتا ہے۔
۱۹۳	تحریر درخت میں جائیداد داخل نہ ہوگا
۱۹۴	جس چیز کی بیع علیحدہ درست ہے شرط اوسکی جائز ہے والا نا جائز۔
۱۹۵	درخت پر پھل چھوڑ دینے کی شرط سے بیع کرنا جائز نہیں۔
	درخت پر بیع میوہ کی قبل خشکی کے بلا شرط قطع کے جائز ہے۔
۱۹۶	تر کھجور کی بیع سوکھی کھجور کے ساتھ جائز ہے مگر اودھار جائز نہیں
۱۹۷	شہر سے باہر جاکر غلہ خریدنا جائز ہے بشرطیکہ شہر والوں کو ضرر نہ پہنچے
۱۹۸	اجرت لیکر بیع کرانا جسمیں مالک کو ضرر ہو جائز نہیں۔
۱۹۹	مدینہ منورہ مثل مکہ معظمہ کے حرم نہیں حرم مکہ و حرم مدینہ کا ایک حکم نہیں
	علانیت رکوع و سجود کی اور قومہ اور جلسہ واجب ہے فرض نہیں۔
۲۰۲	قربانی شہر میں قبل نماز کے جائز نہیں مگر باہر شہر سے تیس کوس پر جائز ہے
۲۰۳	عقیقہ جائز ہے واجب نہیں۔
۲۰۴	وتر کی تین ہی رکعت ہیں دوسری رکعت میں تشہد کے تیسرے میں سلام پھیرے
۲۰۶	وتر کی تین رکعتوں پر اجماع ہے۔
۲۰۷	قوی اور تندرست کو بشرطیکہ مالک نصاب ہو زکوٰۃ دینی جائز ہے۔
۲۰۸	مولف خطبہ کی نماز پر دلائل حنفیہ اور اجتہاد بیجا خلاف حدیث کے۔
۲۰۹	حدیث تیمم کیواسطے دو ضربیں ہیں
۲۱۱	رضاع سے حرمت آجاتی ہے قلیل ہو یا کثیر
	جب مالک اپنی بیچ کر خشکی تو تم
۲۱۱	موقاضی کو چور کا ہاتھ کاٹنا جائز نہیں
۲۱۲	بتر و تر کے قنوت اور نماز دین جائز نہیں گر نماز صبح میں بقنوت جائز ہے
۲۱۵	سواری پر بیٹھکر نماز وتر جائز نہیں
″	نماز وتر پر بیٹھا سواری پر سوخ سو گیا
″	شفعین فجر کے بعد نماز فرض کے قبل طلوع آفتاب نہ پڑھے۔
۲۱۷	امام صاحب کے نزدیک نماز استسقا بغیر جماعت و خطبہ کے جائز ہے مگر فتوی صاحبین کے قول پر ہے کہ خطبہ و جماعت مسنون ہے
″	چادر پلٹنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز استسقا میں بطریق نیکفالی کے تھا
″	امام اعظم کے نزدیک خطبہ نماز استسقا میں مسنون نہیں۔
۲۱۸	قسامہ اور باکرہ بالغہ میں دو قول برابر ہیں
۲۱۹	قسم مدعا علیہ پر ہے نہ مدعی پر۔
۲۲۰	حدیث قسم مدعی کے منکر اور مردود ہے
″	قسم مدعی و گواہ مدعا علیہ کا اعتبار نہیں
″	کج بحثی مولف خطبہ مبین کے۔
۲۲۱	تحقیق حدیث نماز کسوف کی۔
۲۲۲	نماز کسوف کی دو رکعتیں ہیں بدو رکوع
۲۲۳	نماز کسوف میں خطبہ مسنون نہیں
۲۲۴	نماز کسوف میں قرارت کا جہر کیا ہے
″	نماز جمعہ کا نوبی البوں پر واجب نہیں
۲۲۶	نابینا اگر عالم متقاد ہو تو نماز اوسکی

جو ایمان بدون عمل کے صرف تصدیق	۴۰	مدت رضائی برس لینے کے فوائد۔	۶۴	تعلیقات امام محمد مثل تعلیقات امام بخاری	۷۳
واقرار ہی وہ کم و بیش نہیں ہوتا		آیت حولین سے معاملہ والدین کا سمجھا		کے حکماً متصل ہیں۔	
کمی و بیشی ایمان میں نزاع لفظی ہے	۴۹	جاتا ہے نہ حرمت رضاعی۔	″	امام محمد کے حدیث مرسل حجت ہے	″
تصریف مؤلف مغفر کا عبارت صحیح البخاری میں	۵۰	مسئلہ رضاع میں ایک روایت امام صاحب	۶۵	لانہ مذہب اقوال صحابہ کو حجت نہیں کہتے	″
نفس ایمان کے کم و بیش نہ ہونیکا بجواب	۵۲	کی موافق صاحبین کے ہے۔		غیر مقلدین کے عقائد فاسدہ کا بیان	″
حدیث و قرآن سے۔		محرمات ابدی کے ساتھ نکاح کر کے	۶۶	تطبیق احادیث میں مذہب حنفیہ کا قوی ہونا	۷۵
جواب اسکا کہ عمل جب ہے کہ ایمان ہو	۵۳	صحبت کرنے سے حد نہ اٹھنے کا جواب		عجیب حکایت اعتراض لامذہب کی	″
تو بغیر اسکے ایمان نہ پایا جاوے		فرق درمیان حد اور تعزیر کے	″	بقول شاہ ولی اللہ سوای ان چار	
ایمان کی دو تفسیریں ہیں۔	″	نکاح محارم داخل شبہات عقد ہے	۶۷	مذاہب کے کوئی مذہب قابل اعتبار نہیں ہے	۷۶
قصہ خضر و موسیٰ کی حکمت قرآن میں	۵۵	معترض کا عبارت فتح القدیر کو نہ سمجھنا	″	اعتماد کرنا اسلاف پر متفق علیہ ہے	″
آیت فلمتوں شہر سے حمل کے دو برس اور	۵۶	شبہہ عقد سے حد ساقط ہو جاتی ہے	۶۸	قصہ بحث قضای قاضی کا کہ قضا ظاہر	۷۷
رضاع کے ڈھائی برس ثابت ہوتے ہیں		دفع حد میں حیلہ جائز ہے۔	۶۹	باطن میں سوای حل کے نافذ ہوتی ہے	″
پہلا جواب اعتراض آیہ حملہ و فصالہ کا	۵۷	قرآن سے نکاح محرمات میں حد ثابت نہیں	۷۰	بیان نقض عہد ذمی کا۔	۷۸
دوسرا اور تیسرا جواب اعتراض کا	۵۸	البتہ تعزیر قتل وغیرہ کی جائز ہے۔		سمجھنا تدریس کا اجر مثل کو زنا کی خرچی	۸۱
جواب شبہہ آیت حولین کاملین و	″	نکاح وغیرہ عقود فسخ میں حکم قاضی کے	۷۱	بیان اجارہ باطل و اجارہ فاسد کا	″
حدیث لا رضاع بعد حولین کا۔		ظاہر و باطن میں نافذ ہوتا ہے۔		اجرت زنا حرام ہے نہ منافع خدمت زانیہ	۸۲
شان نزول آیہ حولین کاملین کا	۵۹	حدیث فطعۃ من النار خاص اموال میں ہے	″	چاپی کے عبارت اجارہ فاسدہ میں ہے	۸۳
رضاع کے دو برس اس آیہ سے نہیں نکلتے	۶۰	سو مال میں حکم ظاہر ہوتا ہے نہ باطنا		نہ اجارہ باطل میں۔	
تعیین دو سال میں کوئی حدیث مرفوع	۶۱	حدیث موقوف و معلق حجت ہے۔	۷۲	اجتہاد بیجا معترض کا عبارت چلپی میں	۸۴
نہیں آئی نہ ہمارے امام صاحب کا موافق آیت ہے		تقلید صحابی کی واجب ہے۔	″	اختلاف علما کا فن کتاب میں۔	۸۵
دو برس سے زائد رضاع کو آیت مانع نہیں	۶۲	حکم تعلیقات بخاری کا۔	۷۳	مطلق کہنے کی بیع حدیث سے ثابت ہے	۸۶
آیت سے رضاع دو برس کا باستحقاق اجرت		بعد زمانہ تبع تابعین کے موضوع حدیثیں		بیان روایات و مسامحات امام صاحب کا	۸۸
دو برس کا ثابت ہوتا ہے۔	″	شروع ہوئیں قبل اسکے نہ تھیں	″	امام صاحب کو مشرہ حدیثیں پہونچنے کا جواب	″
آیہ حملہ و فصالہ سے کثرت فصال		وجہ اخراج شرط بخاری۔	″	جسطرح ہر زمانہ کی صحابہ کی باوجود جمع	
و حمل کے ثابت ہوتی ہے۔	۶۳	سند اتصال احادیث بخاری ضروری نہیں	″	کرنے احادیث کی سارا امت پر ہے اسیطرح	۸۹

مسوکن خلفر کا آذہ صحابہ کو مت کہنا اور دلیل کہ اوہ نہیں سے استدلال کرنے پر مصنف کے کلام میں تناقض۔	۲۴۴
روایت عدم جہر کے باطناف جہور کے اصح الروایات ہے۔	۲۴۵
غیر مقلدین نواب و بھال کی بیسی تقلید کرتے ہیں کہ اونکے مقابل میں احادیث صحیحہ اور روایات صحابہ کو بھی نہیں مانتے	۲۴۶
جواب شبہہ معترض کا آیت قرآنی میں تحقیق معنی آمین کے۔	۲۴۷
دوسرا جواب شبہہ مولف خلفر کا تفسیر اخفا میں۔	۲۴۸
آمین صاہر اور دلائل اخفائی دعا کے	۲۴۹
دعا میں اخفا مستحب ہے اور جو آنحضرت نے بعض تبہ اوسکا فرمایا سو وہ بطریق تعلیم کے تھا کہ دعا اسطرح مانگا کریں	۲۵۰
جواب تاویل معترض کا آیت میں۔	۲۵۱
جواب دوسری توجیہ معترض کا۔	۲۵۲
حکم اخفائی ثابت ہوا قرآن سے۔	۲۵۳
تاویل کرنا معترض کا اپنے رائے سے خلاف سیاق نظم آیت کے۔	۲۵۴
جواب توجیہ دوم معترض کا۔	۲۵۵
معترض کی ادنی تحریف کا جواب میں	۲۵۶
معترض کا کل میں مقلدین کا بقاعدہ اصولیین کے آیت قرآنی کو منہ	۲۵۷
جوابات معترض اخفائی دعا کے۔	۲۶۱
مولف خلفر کی خیانت بر بنیہ دعاوت	۲۶۲
پر کہ بہ درماندہ لعن طعن ایسے مجتہدین کے	۲۶۳
معترض چار کیوں بجز کتب غیر محقق نواب و بھال کے اور کتب معتبرہ نصیب نہوئیں	۲۶۴
عرفات و مزدلفہ میں جمع بین الصلاتین کے حدیثیں بکثرت ہیں۔	۲۶۵
آیت حرمت علیکم سو انہیں عورات مذکورہ فی الآیۃ کی حرمت قطعی نکلتے ہے اور دوسرے عورتوں سے آیت ساکت ہے	۲۶۶
مسائل حنفیہ سے معترض بالکل جاہل ہے ان حدیث کی نقل بے جا میں کہ اس کے	۲۶۷
بیان حرمت ایک شی کا دوسری شی کی حلت کو مستلزم نہیں۔	۲۶۸
حدیث متواتر و مشہور سے آیت قرآنی منسوخ ہو جاتی ہے۔	۲۶۹
تفسیر آیت اذا نودی للصلاۃ کے	۲۷۰
مغالطہ معترض کا آیت مذکورہ میں	۲۷۱
بیان احکام و شرائط جمعہ کا۔	۲۷۲
تفسیر مسرجا مع کے۔	۲۷۳
آیۃ اذا قمتم الی الصلوۃ کے حق میں ہی یا وضو آمین داخل نہیں۔	۲۷۴
تفسیر آیت مذکورہ کے۔	۲۷۵
مغالطہ معترض کا عموم آیت مذکورہ میں	۲۷۶
داؤد ظاہری کے نزدیک ایک وضو سے کئی نمازیں جائز نہیں۔	۲۷۲
مقلدین داؤد ظاہری کا عقیدہ	۲۷۳
داؤد ظاہری کا احادیث صحیحہ مسلم و بخاری پر عمل نہیں۔	۲۷۴
تتمہ بیان اخفائی آمین کا۔	۲۷۴
غیر مقلدین اخفائی آمین میں آیت قرآنی پر عمل نہیں کرتے۔	۲۷۴
حدیث جہر آمین میں مطابقت قرائن کے نہیں رہتی ہے۔	۲۷۵
اعتراض امام صاحب پر در حقیقت خدا اور رسول پر اعتراض ہے۔	۲۷۵
غیر مقلدین اخفائی آمین کو باوجود قرآن حدیث سے ثابت ہونے کے نہیں مانتے	۲۷۶
کس کس جگہ امام کو اخفا چاہیے	۲۷۶
جواب اعتراض منکرین کا در بارہ مناقب امام اعظم کے۔	۲۷۷
تعریف تابعی کے۔	۲۷۸
تابعی ہونا امام صاحب کا باقوال جمہور محدثین و فقہا کے ثابت ہے	۲۷۸
ثبوت روایت امام صاحب کا صحابہ سے	۲۷۹
ثبوت روایت امام صاحب کا صحابہ کو	۲۸۰
نفی تابعیت امام صاحب میں نواب بھوپال کا تشدد۔	۲۸۰
تفصیل روایات امام صاحب کے صحابہ سے	۲۸۱
احادیث صحیحہ کو بلا تحقیق موضوع کہدینا	۲۸۵

۱۳۱	ہو جانا حدیث کے مخالف نہیں۔	۱۴۴	چالاکی متعرض کی لعان انکار حمل میں	۱۹۵	نکاح جدید زینب کے حدیث صحیح سے
	خیانت مولف ظفر کی کہ جس صورت میں	۱۴۵	موافق آیت و حدیث کے فقط عمامہ پر بغیر سر کے	۱۶۵	دخول دارالاسلام سے نکاح کنارکا ٹوٹ جانا
۱۳۱	قعدۂ اخیرہ کرنیسے نماز ہو جاتی ہو اوسکو		مسح کرنا درست نہیں۔		حج میں کسی امر کے تقدیم یا تاخیر سے دم
	بیان نکیا اور جزا لکھکے شرط اوڑا دی	۱۴۶	آنحضرت نے سوا می فریضہ اور عرفات	۱۹۷	دینا لازم آتا ہو مگر حالت لاعلمی میں کچھ
۱۳۳	امام صاحب کے نزدیک اشعار مسنون مثلہ نہیں		کے دو نمازوں کو جمع نہ فرمایا۔		گناہ نہیں اور سفر دبالجمع پر دم بھی نہیں آتا
	اور جو سنت سے متجاوز ہو وہ مکروہ ہی	۱۵۱	قرآن دیکھکر پڑھنا مفسد نماز ہی۔	۱۶۸	گوڑیکا گوشت کھانا جائز نہیں۔
۱۳۴	اشعار میں نزاع لفظی ہی۔		موافق مذہب جمہور کے نماز اکیلے کی پیچھے	۱۶۹	تحقیق تفرق بالابدان بالاقوال کی
	جواب اسکا جو تعصب سے کہتے ہیں کہ کل	۱۵۲	صف کے جائز ہو بشرطیکہ صف میں جگہ	//	بعد جواب وقبول کے بیع تمام ہو جاتی ہو
//	مسائل فقہ حنفیہ کے مخالف احادیث ہیں		نہو والا مکروہ۔		زنجیہ کے پیٹ سے بچہ مردہ نکلے تو اوسکو
	اکثر اقوال ظاہریہ مخالف قرآن و حدیث ہیں۔	۱۵۳	محرم کو سلا ہوا کپڑا پہننا موافق احادیث	۱۷۰	نکھانا چاہیے اور کسی حدیث سے دلالۃ
۱۳۵	شراب کا سرکہ بنانا حلال ہی۔		صحاح ستہ کے جائز نہیں ورنہ دم لازم ہوگا		ہونا بچہ مردہ کا ثابت نہیں ہوتا۔
//	بیان مستحب ہونے جلسۂ استراحت کا	۱۵۴	عورتوں کو امامت عورتوں کی نہ کرنے چاہیے۔	۱۷۱	تحقیق حدیث وکالۃ الجنین و فکاکۃ
۱۳۶	درمیان رکعت اول و سوم کے	۱۵۵	نکاح حرۂ بالغہ بدون اجازت ولی جائز ہی	۱۷۳	مہر مثل دم سے کم جائز نہیں۔
	باجماع صحابہ نماز جنازہ میں چار تکبیریں	۱۵۷	حدیث اشتراط اذن ولی کے امام بخاری	۱۷۴	خدمت وغیرہ پر مہر باندھنا درست نہیں
۱۳۷	ہیں اور حدیث پانچ کی منسوخ ہی۔		کے نزدیک بھی صحیح نہیں۔		اسلام یا تعلیم قرآن پر نکاح ہونیسے
	نماز جنازہ میں حدیث و عمل صحابہ سے	۱۵۸	نذر حالت شرک و کفر کے ادا کرنیکا وجوب	//	مہر مثل ساقط نہوگا اور اسلام بالاتفاق مہر نہیں
۱۳۹	قرات فاتحہ ثابت نہیں بلکہ خاص		کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوتا۔		باتفاق ائمہ اربعہ قصاص غلام کا مولا ہی
	دعا ثابت ہی۔	۱۵۹	مذہب جمہور کا یہی ہی کہ میت کیطرف سے	۱۷۶	نہ لیا جائیگا اور حدیث میں قصاص معولا کا
	نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنا بقصد		ولی کو نماز و روزہ کا ادا کرنا چاہیے		بطور زجر مثل حدیث سرقہ واقع ہوا ہی
۱۴۰	صحابہ کا بطریق ثنا و دعا کے تھا نہ بطریق	۱۶۱	عورت زانیہ کو شہر بدر کرنا حدود میں داخل	۱۷۷	شغار یعنی نکاح سے نکاح کا بدلا کرنا
	قرات کے۔		نہیں بلکہ از راہ سیاست ہی۔		جائز نہیں مگر طرفین سے مہر مثل
۱۴۱	نماز جنازہ مسجد میں نہ چاہیے بلکہ خارج	۱۶۲	ثبوت رضاعت میں گواہی عورتوں کی معتبر نہیں	۱۷۸	دیا جاوے تو جائز ہی۔
	مسجد کے افضل اور بہتر ہی۔	۱۶۳	بیع غلام مدبر کے جائز نہیں۔	۱۷۸	پڑی ہوئی شے پانیکے احکام
۱۴۲	مولا کو غلام پر حد لگانی باذن امام جائز ہی	۱۶۴	بیان حد مبیع بیع مدبر کا۔	۱۷۹	قصہ حضرت علی کے دینار پانیکا
۱۴۴	قذف زنا سے لعان ہوتا ہی نہ انکار حمل سے	۱۶۵	خلاف کرنا ظاہریہ کا باوجود ثابت ہونے	۱۸۰	کسی کے جانور گم شدہ کو پکڑ لانا

حال طاعنین امام صاحب کا۔	۳۲۰	اعتراض بیجا مولف نظر بر حنفیہ کے	۳۲۹
نماز جنازہ امام صاحب کے چار بار پڑھی گئی	۳۲۱	مسائل غیر مفتی بہ پر	
طاعن امام صاحب کا جو طریق رکھتا ہو	۳۲۲	تکرار اعتراضات مقترض کے لغویت	″
اوسی طریق کے جوابات۔		جلد خبر واحد کی باعث کسر شان ہے۔	۳۳۰
مقالہ مقترض کا مسائل حنفیہ میں	″	اعتراض الزامی غیر مقلدین پر۔	″
عمل حنفیہ کا صحیح احادیث پر ہے اور مسائل		حد قہقہہ شبہ کے ساقط ہو جاتی ہے	″
استنباطی میں جانب احتیاط پر۔	۳۲۳	اگر شی حرام میں شفا مخصر ہو اور بدل	۳۳۱
مس فرج سے وضو نہیں ٹوٹتا۔	″	اوسکا نہ ملے تو بضرورت استعمال کر سکتا ہے	
حدیث قیس بن طلق کے قوی ہے اور		غیر مقلدین کے نزدیک استعمال پیشاب کا	″
حدیث بسرہ عورت کی معلول۔	۳۲۴	بلا ضرورت بھی جائز ہے۔	
وضوی مس ذکر کے حدیثین مخدوش ہیں	″	قرأت امام کی مقتدیوں کو کافی ہے۔	۳۳۲
نماز کے اندر وضو ٹوٹنے سے نماز کو		مقترض صاحب چند لامذہبوں کے	″
سر نو سے پڑھنا افضل ہے۔	۳۲۵	مردود مصنف بن بیٹھے۔	
حدیث الوضوء مما مست النار کی حدیث		احادیث ہدایہ کو موضوع کہنے کے جوابات	۳۳۳
ترک الوضوء مما مست النار سے منسوخ ہے	۳۲۶	جب روایت بالمعنی جائز ہے تو پھر بوجہ تغیر	″
اکل لحم شتر سے وضو نہیں جاتا کہ حدیث		الفاظ کے احادیث ہدایہ پر طعن بیجا ہے	
اوسکی منسوخ ہے۔	″	خیانت مقترض کی فعل عبارت میں	۳۳۴
نماز پشت خانہ کعبہ پر اور رہستہ		آنحضرت کا ہر کام میں تیامن کو دوست رکھنا	۳۳۵
اور حمام اور مقبرہ میں مکروہ ہے اور	۳۲۷	جواب اعتراض ہدایہ کا۔	″
حدیث نہی اسکی ترمذی کے نزدیک ضعیف ہے		کروٹ ہو یا سجدہ میں سو جاوے تو وضو	۳۳۶
مقالہ مقترض کا حسب عادت۔	۳۲۸	نہیں جاتا مگر جبکہ لیٹے کروٹ پر۔	
جواب فتوای مقترض اور انکے پیشوا		کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا جنابت	۳۳۷
زائچہ براہمن کا اسی کو قصہ کنیز خدیجہ		میں فرض ہے اور وضو میں سنت۔	
و زبان رشید کا محض بے اصل ہے اور	۳۲۹	مولف نظر کی چالاکی اور دھوکے بازی	″
بہت امکی لاطائل بوچ کیجز بالکل لغو		حدیث ہدایہ کے موافق حدیث ابن ماجہ ہے	۳۳۸
مقترض کے خیانت عبارت حدیث میں	۳۳۹		
حدیث ہدایہ کی صحیح ہیں۔	″		
طریق طہارت کپڑے کا خون حیض سے	۳۴۰		
ثبوت نجاست منی کا حدیث سے۔	۳۴۱		
تعیین خشکساہ فیسے طاہر ہو جاتی ہے	۳۴۲		
بیان مسلمات احادیث و تجویز صاحب ہدایہ	″		
روایت بالمعنی میں تغیر الفاظ کا ہونا	۳۴۳		
محل طعن نہیں۔			
آخر وقت عشا کا طلوع فجر تک ہے۔	۳۴۴		
افضل وقت عشا کا ثلث رات تک ہے	″		
بوجہ اختلاف الفاظ کے احادیث ہدایہ کو	″		
موضوع کہدینا محض تعصب ہے۔			
خیانت مقترض کے شرح سفر السعادۃ میں	۳۴۵		
بیان انصاف علامہ شیخ الاسلام	″		
ابن الہمام کا تحقیق احادیث ہدایہ میں			
کہ نظم میں چاروں مصلوں کو	۳۴۶		
بدعت کہنے کا جواب۔			
اجتہاد جدید مقترض کا منشے آیت میں	″		
اور جواب الزامی اوسکا۔			
تفسیر واتخذوا من مقام ابراہیم مصلے	۳۴۷		
مقترض کا اجتہاد بیجا و مغالطہ رکیک	۳۴۸		
غیر مقلدین سواد اعظم سے خارج ہیں	۳۴۹		
بیان جواز مخالفت بعض احکام فقہیہ			
ائمہ مجتہدین کے۔	۳۵۰		
مقلدین اور بعض ہر سخت اعتراض	۳۵۱		

۲ پیچھے جائز ہی ورنہ مکروہ۔	۲۲۶
کراہت اکل سمک طافی کے۔	۲۲۷
مخالفت مولف ظفر کی باحادیث صحیحہ	۲۲۰
مخابرت اور مزارعت ممنوع ہی۔	//
مولف ظفر کا انکار احادیث صحیحہ سے	۲۳۰
ذی رحم محرم کو کوئی چیز ہبہ کرکے جاوے تو واپس نہ لیجاوے۔	۲۳۱
نیت روزۂ رمضان قبل زوال درست ہی	۲۳۲
تحقیق روزۂ عاشورا کی۔	۲۳۳
نیت روزہ کی نفی دن میں باعتبار کمال کے ہی۔	۲۳۴
زمین سے جو کچھ نکلے دسوان حصہ اوسمین زکوۃ کا ہی۔	//
مال مستفاد پر زکوۃ واجب ہی	۲۳۵
حدیث صحیحین سے ثابت ہی کہ جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو مقتدے ربنا لک الحمد کہی اور امام دونو جمع کرے	۲۳۶
وقت تکبیر تحریمہ مرد کانون تک اور عورتین مونڈہو تک ہاتہ اوٹہاوین	۲۳۷
قعدۂ نماز مین داہنا قدم کہڑا کرے اور بایان بچہا دے۔	۲۳۹
ایک سلام سی آٹہہ رکعتین یا زیادہ پڑہنے کی تحقیق۔	۲۴۰
ظہر کی دونو رکعتون مین قرات برابر چاہیے	۲۴۱
پچہلے دو رکعتون فرض مین سبحان اللہ پر	//

۲ خواہ چپکا رہی انیتا رہی مگر قرات بہتر ہی	۲۴۱
قرات رکعتین اخیرین مین استحبابا ہی نہ بطریق وجوب۔	۲۴۲
تبسم اللہ واٰمین نمازین بالاخفا ثابت ہی	//
معترض نے ثبوت جہر مین الیس حدیث پیش لکہین ہر ایک کا جواب بہی حدیث ہی دیا گیا	//
جواب پہلی حدیث کا۔	//
جواب دوسری حدیث کا۔	۲۴۳
جواب تیسری حدیث کا۔	//
پہر دو جواب تیسری حدیث کے۔	//
پہر جواب تیسری کا دوسرے حدیث سی	//
جواب چوتہی کا تیسری حدیث سی	//
جواب پانچوین کا چوتہی حدیث سی	//
جواب حدیث موقوف کا حدیث مرفوع سی	۲۴۴
جواب چہٹی کا پانچوین حدیث سی	//
جواب ساتوین کا چہٹی حدیث سی	//
جواب آٹہوین کا ساتوین حدیث سی	//
جواب نوین حدیث کا۔	//
جواب دسوین کا آٹہوین حدیث سی	۲۴۵
کبہی جہر آمین کا واسطے تعلیم مقتدیون کے تہا جیسا کہ حافظ ابن القیم لکہتے ہین	//
بقول حافظ ابن القیم آمین بالجہر مثل رفع یدین ہی کہ کرنا نکرنا اوسکا جائز ہی	۲۴۶
جواب گیارہوین کا نوین حدیث سی	//
جواب بارہوین کا دسوین حدیث سی	//

معترض کے بارہوین حدیث سی اکیسوین تک کسی سی جہر ثابت نہین ہوتا	۲۴۶
لفظ قول سی بخاری مین جہر ثابت نہین	//
صحابہ آمین بالجہر نہین کرتے تہی	۲۴۷
جو کوئی آمین آہستہ کہنی کو برا جانیگا وہ مانند یہود کے ہوگا۔	//
پہر جواب بارہوین کا گیارہوین حدیث سی	//
پہر جواب اوسکا بارہوین اور تیرہوین حدیث سی	//
پہر جواب اوسکا ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷	۲۴۸
۱۸ و ۱۹ و ۲۰ حدیث سی۔	
بروایت دارقطنی ثابت ہوا کہ جہر مین کوئی حدیث صحیح نہین۔	//
بعض روایات مین جو جہر بسم اللہ کا آیا ہی وہ بطریق تعلیم مقتدیونکی تہا	۲۴۹
پہر جواب اوسکا اکیسوین حدیث سی	۲۵۰
تحقیق کیفیت جہر بن عنبس کے	//
حدیث علقمہ مین شبہات معترض کے جوابات۔	//
مناقب شعبہ واسطے رفع شبہ معترض کے	۲۵۱
جواب شبہہ معترض کا دربارہ سماع علقمہ کے اپنے باپ سی	۲۵۲
معترض نے محض تعصب و نفسانیت سی اپنے پیشوا نواب سہسوانی کے بہی قول کو نہ مانا	//
اجاوبش اختفا مین معترض کا تاویلات رکیکہ سی پیش آنا اور امر حق کو چہپانا	۲۵۴

بیان حدیث ناسخ و منسوخ بخاری کا	۳۷۸	مرجس سے قیاس کا مسنون ہونا ثابت ہوتا تھا	۳۸۶
جہود و گوئی مولف نظر کی اور اتمام حجت		چھوڑ دیا۔	
وعلی فی الدہر کا حنفیہ پر اور جواب اس کا	۳۷۹	فحوت شریعت قیاس کا آیات قرآنی سے	۳۸۶
اور سکا۔		انکار قیاس و اجماع مثل انکار قرآن و حدیث کے	۳۸۷
خیانت مترجم کے عبارت تفسیر فتح البیان		دوسرا مسئلہ غیر مقلدین نے احادیث	
نواب بھوپال میں قابل دید ہے۔	۳۸۰	صحیحہ اجماع کو ترک کر دیا آمین چار	
نسبت جواز مسئلہ وعلی فی الدہر کے امام		حدیثیں اور تین آیتیں ہیں۔	
شافعی کے طرف محض جھوٹ ہے۔	۳۸۱	منکر اجماع کی وجہ قرآن و حدیث سے	
تقریر مرشد یہ وعلی فی الدہر کے۔		تیسرا مسئلہ احادیث صحیحہ آمین بالاخفاء	
مولف نظر پر سخت الزام۔	۳۸۲	غیر مقلدین کا عمل نہیں آمین تحسین ہیں	
حسب تصریح محدثین کے شمار رجال		منکر اجماع قطعی کا کافر ہے اور منکر اجماع	
مجروح و صحیحین مسلم کو بخاری سے زیادہ ہے		ظنی کے کفر میں اختلاف ہے۔	
شراب کی سرکہ بنانا حدیث بخاری سے جائز ہے	۳۸۳	تعدیل و توثیق شیعہ کے۔	۳۸۸
ہر قول بخاری کا قابل حجت کہنے سے		تحقیق معنی قہقہا صوتا کے۔	
مولف نظر کا رد کرنا اور الزام دینا		تفسیر ضحک بالصوت کے۔	۳۸۹
بیان حقیقت واپس بعد و اعتراض غیر		کیا غیر مقلدین کا وقت پانے جواب کے	
کتاب کا خود معترض پر الٹ پڑا۔		ثبوت سماع علقمہ کا اپنے باپ سے اور	
اعلان ختم مباحثات حصہ اول نظم سبز		ثابت ہونا عبارت تقریب کا۔	
و مژدہ جواب حصہ دوم و انتظار احباب	۳۹۰	عبدالجبار برادر خرد علقمہ نے اپنے باپ	
واہ و معترض کا۔		وائل بن حجر سے نہیں سنا۔	
تذکرہ مسلوا بین فاتحہ خلف امام کا	۳۹۵	ثبوت آمین بالاخفاء کا حدیث سکتہ سے	۳۹۱
پہلا مسلہ غیر مقلدین کے قیاس کردہ بیت		قول انہی آواز سے کہنے کے نہیں آیا	
صحیح پر بخاری و مسلم میں ہے عمل نہ کیا		آمین بلند آواز اور دعا پکار کر نہ مانگنا	
ثابت ہوتا قیاس کا سنت نبوی سے	۳۸۶	آیات قرآنی سے ثابت۔	۳۹۱
غیر مقلدین کے صحاح ستہ کی دوسری حدیث		چوتھا مسلہ غیر مقلدین کی احادیث	۳۹۲

مرصحیحہ عدم رفع یدین کو چھوڑ دیا	۳۹۲		
اسمین سولہ حدیثیں ہیں۔			
دلائل نسخیت حدیث رفع یدین	۳۹۳		
رفع یدین نہ کرنا صحابہ کا ان کے زمانہ سے			
قصہ امام اوزاعی و امام ابو حنیفہ کا			
دربارہ رفع یدین و غالب آنا امام صاحب کا			
آنحضرت کا رفع یدین کو سرکش گھوڑوں	۳۹۵		
کے دم ہونے تشبیہ دینا اور منع کرنا۔			
باوجود دعوے عمل بالحدیث کے حدیث			
صحاح ستہ پر غیر مقلدین کا عمل نہ کرنا	۳۹۶		
حدیث صحیح سے ثابت کر رفع یدین کرنے والے کا	۳۹۷		
رفع یدین نہ کرنا فقط امام صاحب کا			
مذہب نہیں بلکہ جمہور صحابہ و تابعین	۳۹۸		
ترجیح الیمین کا مذہب ہے۔			
پانچوان مسلہ غیر مقلدین کے احادیث			
صحیحہ بحوالہ قرات خلف الامام کے			
خلاف کے ہمیں نو حدیثیں ہیں اور ایک آیت			
تفسیر آیہ واذا قری القرآن فاستمعوا لہ			
قول فیصل الہام بتوفیقہ آیت نہ کورہ میں	۳۹۹		
خیانت مترجم کے تفسیر الہام میں قابل رد			
نزول آیہ نہ کورہ بارہ قرات خلف امام کے	۴۰۰		
جرات بیجا مولف نظر میں کے۔			
جواب شبہ آیہ فاقرؤا ما تیسر۔			
فائدہ مسلہ جہر لمعارض۔			
منع قرات خلف الامام دس صحابہ سے	۴۰۱		

۴	مین عادت ابن جوزی کے ۔
۲۸۵	جواب اعتراض قلت روایت امام صاحب کا
۲۸۶	اخذ حدیث کرنا امام صاحب کا چار ہزار مشایخ کبار سے ۔
〃	شمار امام صاحب کا اول درجے کے طبقۂ حفاظ حدیث مین ہی ۔
〃	کثرت روایت موجب قلت درایت نہیں ہی
۲۸۹	غلطی ابن خلدون کی دربارۂ روایت سترہ حدیثون امام صاحب کے ۔
〃	ابن خلدون کا عادم شرعیہ سے واقف ہونا
۲۹۰	تعریف ترقی مذہب امام صاحب کے ۔
۲۹۱	احکام شرعیہ کے اخذ کرنے مین امام صاحب کا عمدہ طریقہ احتیاط تھا ۔
〃	بغرض منقصت امام صاحب کے مؤلف ظفر کے دھوکے بازی ۔
۲۹۲	خاص بروایت امام صاحب کے احادیث احکام کی چودہ مسندین ہین ۔
۲۹۳	تفصیل مسانید امام صاحب کے
۲۹۴	جواب انکار مولف ظفر کا نسبت احادیث شرح مواہب الرحمن کے
〃	متعرض کا انکار بیجا ۔
۲۹۵	استاد امام صاحب کے چار ہزار تابعی تھی
〃	وجہ قلت روایت امام صاحب کی
۲۹۶	بشارت ائمہ مجتہدین کی احادیث صحیحہ سے
۲۹۷	بشارت امام اعظم کی حدیث صحیح سے

۲۹۸	کثرت عبادت مستحب ہی نہ بدعت ۔
〃	ثبوت کثرت عبادت کا آنحضرت سے
۳۰۱	ثبوت کثرت عبادت کا صحابہ سے ۔
۳۰۳	معترض کا کثرت عبادت کو بدعت کہنا
	باوجودیکہ آنحضرت و صحابہ سے ثابت ہی
۳۰۵	تمام رات نماز پڑھنا جائز ہی بشرطیکہ
	طبیعت کو ذوق شوق ہو ۔
۳۰۷	آیہ ختم قرآن کے شبانہ روز مین اور
	ہزار رکعت ایکدن مین پڑھنا اولیا سے ممکن ہے
〃	فضائل و مناقب امام صاحب کے
۳۰۸	امام صاحب نے فجر کے نماز عشا کے وضو
	سے چالیس برس پڑھے ۔
۳۰۹	امام صاحب ایک رکعت مین ختم قرآن کرتے تھی
۳۱۰	امام صاحب کی کرامت ۔
〃	مناقب امام محمد کے ۔
۳۱۱	مناقب امام شافعی کے ۔
〃	مناقب امام احمد کے ۔
〃	مناقب امام مالک کے ۔
۳۱۲	مناقب امام بخاری کے ۔
	امام صاحب کے بڑے بڑے مجتہدین
〃	اور محدثین شاگرد ہین ۔
۳۱۳	بخاری و مسلم امام صاحب کے شاگرد بالواسطہ ہین
〃	ادب امام شافعی کا وقت زیارت امام صاحب
۳۱۴	حضرت عیسی نے امام صاحب کے والد
	کو خیر و برکت اولاد کی دعا دی ۔

۲۹۸	حاصل ہونا کمال قوت طہارت و
〃	عبادت کا امام صاحب کو بہ برکت
۳۰۱	دعا دو آیتون کے ۔
۳۰۳	وجوہ تفضیل امام صاحب کے پہلون پر
	فقہا چار ہین ابو حنیفہ سفیان مالک
۳۰۵	اور ان سے اور فقہ فقہ ابو حنیفہ کی ہی
	کہ انہون نے خوب تنقیح کی ۔
۳۰۷	دوست امام صاحب کا سنی ہو اور
	دشمن بدعتی ۔
〃	امام صاحب کی گریہ و زاری بخوف
〃	جناب باری ۔
〃	بیان سخاوت امام صاحب کا ۔
۳۰۹	امام صاحب کا تیس برس برابر
۳۱۰	روزے رکھنا اور چالیس برس
〃	نہ لیٹنا ۔
۳۱۱	حال انتقال و نماز جنازہ امام صاحب کا
〃	بعد دفن امام صاحب کے تین روز
〃	تک غیب سے آواز کا آنا ۔
۳۱۲	شب انتقال امام صاحب کی بنات کا رونا
	قبر امام صاحب کے وسیلۂ قضای حاجات ہی
〃	امام صاحب کی قبر سے امام شافعی کا برکت لینا
۳۱۳	امام صاحب نے خواب مین مرنبہ جناب باری
〃	کو خیر و بین دیکھا ۔
۳۱۹	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی
	تعیین مذاہب اربعہ و تقلید ثابت ہی

۳۱۴	
۳۱۵	
۳۱۶	
۳۱۰	
〃	
〃	
۳۱۸	
〃	
〃	
〃	
۳۱۹	
〃	
۳۱۹	

غیر مقلدین کا از راہ تعصب و عداوت		تجاہل سرلوی محمد حسین لاہوری کا کہ	
کے تمام مقلدین کو مشرک اور کافر کہنا اور		باوجود جواب باصواب پانیکے کرکے	۴۲۸
تقلید کو شرک و حرام بتانا اور کہ معلوم		اور اتمام حجت ہوئے	
چار دن معمولی کو ضلالت و بدعت	۴۲۷	نقل اشتہار سوالات دگر محمد حسین لاہوری	۴۲۹
سمجھنا اور علماء کرام کو خاص و تضرع		تفصیل جوابات اشتہار مذکور کے	۴۳۰
بدعت ضلالہ کا کہنا نسوز باستہزا		قریب ہی مولوی محمد حسین لاہوری	۴۳۱
مختصر بیان خروج و ابتدیہ نجد کہ۔	۴۳۱	کے سوالات مشتہرہ ہین۔	
و آبیان ہند کا حال بسبیل اجمال	۴۳۲	اشتہار جدید مقلدین کے طرف سے	
حرمت عمل تلفیق کے۔	۴۳۳	چودہ سوالات نمبر اول کا بوعدہ انعام	۴۳۲
تقلید مذہب معین کے واجب ہو	۴۳۴	بیس روپیہ فی جواب۔	
احادیث پیشین گوئی سو سب اعمال		ایضاً اشتہار بیس سوالات نمبر دوم	۴۳۳
و اقوال فرقہ ظاہریہ کے مخالف ہونیکے	۴۳۵	بوعدہ انعام دس اشرفی فی جواب۔	
اکتیسوان مسئلہ غیر مقلدین سے دربارہ		تنبیہ دربارہ شرائط جوابات۔	۴۳۴
تنظیم اہل حرمین و دیگر مقامات مقدسہ	۴۳۶	اکتیسوان مسئلہ عقائد و اعمال غیر مقلدین	
کے اکثر آیات صریحہ احادیث صحیحہ کے خلاف		ہین کہ خلاف اہل سنت کے ہین بعضے	۴۳۷
فضائل حرمین جو زیارت و مسجد	۴۳۸	اونمین سے موجب کفر اور بعضے مبطل	
بیت الحرام کے آیات و احادیث سے		نماز اور بعضے موجب فسق و ضلال۔	
دین عمومی کا ثبوت و بقاء حقیقت	۴۳۹	نقل فتوای جامع الشواہد فی اخراج	۴۴۰
مقلدین پر ہو تو نہ ہو۔		الوہابین عن المساجد۔	
لقب اہل سنت و جماعت سواد اعظم		دو بیشمل و نقشی و خارجی گروہ ضالہ	۴۴۱
کے جماعت مقلدین ہی کو ہے و غیر مقلدین	۴۴۲	کے اہل سنت سے خارج ہین۔	
اکتیسوان مسئلہ غیر مقلدین کے دعوے		تفصیل عقائد غیر مقلدین قابل لحاظ	۴۴۳
بہکانے اور شک مین ڈالنے عوام		ناظرین اسمین ۲۸ عقیدے ہین	
مقلدین کے ایک نیا طریقہ ہے		ہر ایک بحوالہ صفحہ کتاب ہے۔	
تمام کا بسوالات جواب طلب نکالا ہے		نقل عبارت نواب بھوپال کی حاشیہ	۴۴۵

پر کہ فتنہ کو جاسازی و دمکاری اور	
فساد مقلدین کو مشرک و بدعتی اور	۴۴۵
وہابی لکھا ہے اور صدقات فریب سے	
اموات کو طریقہ ہنود قرار دیا ہے۔	
ثبوت الہام بخاری کے شافعی ہونیکا	۴۴۶
الزام غیر مقلدین پر بوجہ مذمت تقلید	″
فحاموں نذیر حسین کے تعریف منفی میز	۴۴۷
تحقیق آیات متشابہات صفات باریمین	۴۴۹
نواب بھوپالی حضرت عمر کو فاسق	″
اور مخترع بدعت ضلالہ بتایا۔	
غیر مقلدین پر سنت پر چلنیکا دعوا	۴۵۰
کرتے ہین اور اصل آوازی پر بھی نہین	
ناقصین نے بارت نبوی کا فرانسیسی ہونا	۴۵۲
غیر مقلدین نے حضرت سعدی و جامی	۴۵۵
و حافظ کو بوجہ تضمین و اقتباس کے کافر بنایا	
تصریح حمایات غیر مقلدین لئن و لئن	۴۵۶
اسمین سند و اسمال ہین بجواب صفدر کیا	
سنت کے چربی کھانیکا اقدام اکفر پر	۴۵۰
ہونا غیر مقلدین کا اہل بدعت سے	″
جو کوئی اس فرقہ مین مذاہب اربعہ سے	۴۵۱
خارج ہوا وہ بدعتی اور دوزخی ہے۔	
غیر مقلدین کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہین	″
حکم اذبحوا کا مثل حکم باغیوں کے ہے	۴۵۲
حقیقت حال صاحبنامہ علمای دہلی	″
تمت	

حالات و خیالات غیر مقلدین کے	۳۵۱
حدیث قلتین ضعیف ہی و حدیث زبیدی قوی ہی	۳۵۳
کوفہ ڈیڑھ ہزار صحابی کا مسکن تھا۔	۳۵۴
وجود ضعف حدیث قلتین۔	//
باوجود صحیح حدیث کے غیر مقلدین کا حدیث ضعیف پر عمل کرنا۔	//
بھوپال کے لامذہب وہابیوں کا مذہب	۳۵۵
ضعف اور اضطراب حدیث قلتین۔	//
اختلاف لفظی و معنوی قلہ کا۔	//
حدیث قلال جر منقطع و مجہول الرواۃ ہے	//
غیر مقلد وں کا صاحب معیار کے تقلید کرنا	۳۵۶
آب دہ درہ کے کوئی مقدار معین نہیں	//
صحت حدیث قلتین و مقدار آب قلہ	۳۵۷
کے ثبوت پر دس ہزار روپیہ کا انعام	
تعیین معنی قلہ میں غیر مقلدین کا اپنی رای کو دخل دینا۔	//
غلط فہمی معترض کے عقود الجواہر میں	//
حنفیہ کے نزدیک ضعیف حدیث بھی رای سے بہتر ہے۔	۳۵۸
بیان تعصب دیرینہ الزمان مقلد نواب بھوپال کا۔	//
بیان تاریخ و تسمیہ کا۔	۳۵۸
حنفیہ کسی حدیث کو امام صاحب کے قول سے منسوخ نہیں کہتے۔	۳۵۹

بدیانتی معترض کے تبدیل الفاظ میں	۳۵۹
سوای حدیث متواتر کے سب حدیثیں	۳۶۰
ظنی ہیں مفید یقین نہیں۔	//
خبر واحد ثقہ کے قابل حجت ہے۔	//
جو فعل اخیر آنحضرت ﷺ کا بروایات صحاح	۳۶۱
ثابت ہے وہ ناسخ ہے۔	
ظاہریہ پر الزامی اعتراض۔	//
حنفیہ بغیر دلیل کے کسی آیت و حدیث	۳۶۲
کو منسوخ نہیں کہتے۔	//
معترض کا اتہام دربارہ مسائل حنفیہ	۳۶۲
تطبیق حدیث بین او ظاہریہ کا	//
تحقیق شمار آیات و احادیث منسوخہ	۳۶۳
حصر آیات منسوخہ کا پانچ میں اور	//
احادیث کا دس میں بخلاف جمہور محققین ہے	
تعداد احادیث منسوخہ۔	۳۶۴
بیان منسوخ ہونے حدیث رفع یدین در رکوع و	۳۶۶
مصراۃ کا۔	
پیشاب کرنا آنحضرت ﷺ کا کھڑے	۳۶۷
ہو کر بوجہ عذر تھا۔	
بلا عذر کھڑے ہو کر موتنا مکروہ ہے	۳۶۸
و باعث ہے کپڑے کا چھینٹوں سے ناپاک ہونے	//
پر کوئی دلیل نہیں۔	
مخالفت معترض کے امام بخاری سے	۳۶۸
معترض کا امام بخاری کو چھوڑ کر	۳۶۹
دراسات کی تقلید کرنا۔	

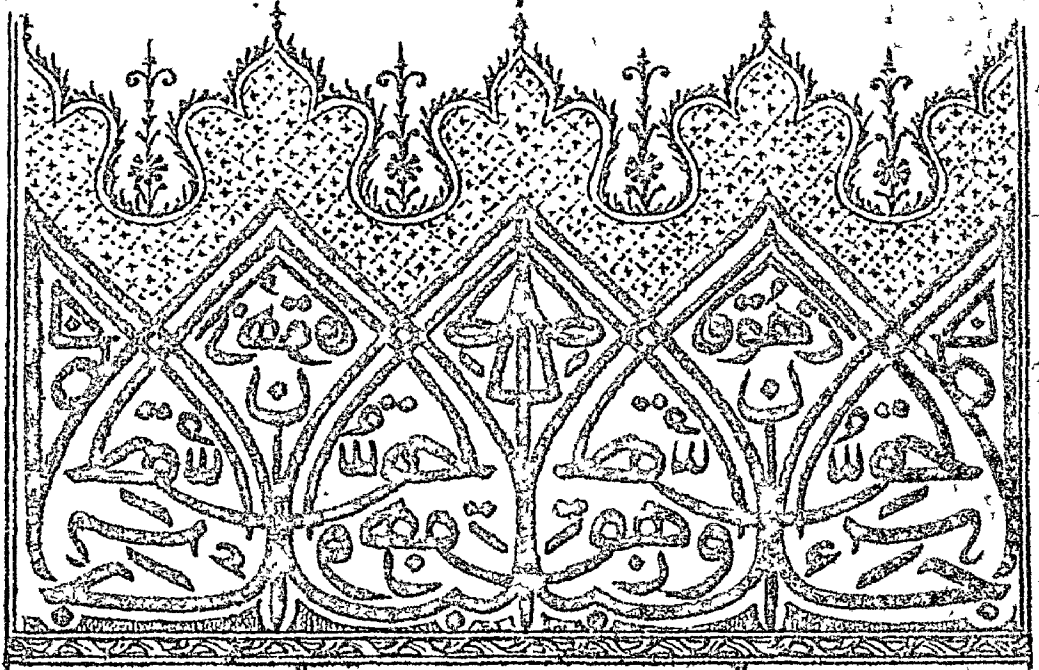
مکروہ ہیں کراہت نماز کی اوقات ممنوعہ میں	۳۶۹
بیان اوقات نماز مکروہ کا۔	۳۷۰
بیان حدیث جمع بین الصلاتین	//
کا بجمع حقیقی و صوری۔	
حدیث جمع بین الصلاتین منسوخ	۳۷۱
ہے و باعمول ہے جمع صوری پر	
معترض نے حدیث صحیح و آیت صریح	۳۷۲
کو چھوڑ کر حدیث ضعیف پر عمل کیا	
بیان تقلید جامد معترض کا۔	//
حدیث فجر سے پہلے رمضان میں	۳۷۲
غسل کرنے کی منسوخ ہے۔	
بحال رکھنا معترض کا اوہام کو	//
جس سے ابو ہریرہ راوی نے رجوع فرمایا	
بیان استحباب ازدہ عاشورا۔	//
مسائل ظفر مبین کا اکثر ماخوذ کتب	۳۷۵
دورہ نواب بھوپال ہیں۔	
مولانا عبد الحی صاحب نے اظہار خلاف	//
فاتحہ کتب بوات بھوپال کو مردود کر دیا	
مولف ظفر المبین انصافی و دیانتی سے	//
جگہ معترض بجواب کتاب انتصار الاسلام	۳۷۶
قول فیصل ہے کہ در میان مولانا	//
خضر و مولانا انتصار الاسلام کے	
توجیہ حدیث وطی فی الدبر	۳۷۶
حدیث بخاری کے	//
اور بیہقی	//

جسقدر اوسمین تبر الکھا ہی اوسکو دیکھنے والے اوس کتاب کے خوب جانتے ہین مگر یہ تبر اور حقیقت قرآن
وحدیث پر ہی نعوذ باللہ کیون کہ کوئی مسلمان ان سو مسلمون مین سے ایسا نہین کہ جسکا ماخذ قرآن و
حدیث نہو مجبر نہین معلوم کونسی شی اس طعن کی باعث ہوئی پھر حنفیون کیطرف سے اونھون نے مغالطات
فرض کیے ہین کہ وہ مغالطے محض مصنوعی ہین حنفیہ انکے ہرگز قائل نہین ہو غرض حنفیہ کی ہو اوس سے
مولف مظفر مبین بمراحل دور ہی اور حدیث مین واسطے ثابت کرنے مخالفت امام صاحب کے بہت کچھ
تحریف کردی ہی ہر امام کا ماخذ حدیث اور قرآن ہی اگر ایک امام مجتہد نے ایک حدیث سے اخذ کیا ہی تو
دوسرے امام مجتہد کا ماخذ دوسری حدیث ہی غرض کوئی امام مخالف حدیث اور قرآن کے نہین کہا جا
کسیکو اوپر طعن کرنا نہین پہونچ سکتا اور اگر ایسبھی مخالفت مورد الزام ہی جیسا کہ یہ سمجھے ہین تو کوئی
متقدمین و متاخرین سے ایسا نہین کہ من وجہ مخالفت حدیث کی اوس سے نہوئی ہو بلکہ جو لوگ اوپر
طعن کرتے ہین اگر غور سے دیکھا جائے تو وہ سب سے زیادہ حدیث کے مخالف ہین غرض من وجہ مخالفت
سے حقیت مذہب کی باطل نہین ہوسکتی اور امام پر اعتراض کرنے سے درحقیقت خدا اور رسول پر
اعتراض ہوجاتا ہی نعوذ باللہ منہ کہ اونھون نے مختلف طرق کیون بیان کیے یا ہمارے لیے
تصریح قرار واقعی کیون نہین کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ جسقدر بعید ہوتا گیا اوسی قدر
راویون مین بوجہ عدم عصمت و انتقال کے اختلاف واقع ہوتا گیا گو کل اختلافات شارع کی طرف سے
نہین فقط راویون کے سہو اور نسیان پر مبنی ہین مگر اسمین بھی کلام نہین کہ اختلاف امت شارع
کو کسی مصلحت سے منظور تھا ورنہ جب ایسے ہی لوگ مخالف حدیث اور خلاف مرضی خدا اور رسول
ہوجائین گے تو پھر موافق حدیث اور مطابق مرضی شارع کون ہوگا اسیطرح اونکے پیرو کو بھی سمجھنا
چاہیے کیونکہ تتبع حدیث کی جیسی ان چارون اماموں نے کرلی ہی ایسی کسی نے نہین کی اسیوجہ
جو قول ان چار کے اقوال سے خارج ہو وہ غیر معتبر شمار کیا جاتا ہی الا ماشاء اللہ غرض کہ تقلید
ائمہ کی کوئی معیوب امر نہین بلکہ اسکو برا سمجھنا اپنی جہالت ظاہر کرنا ہی اسمین تو بڑے بڑے مصالح
دنیوی و اخروی موجود ہین اور قاعدہ ہی کہ جب تک آدمی کسی امر دینی یا دنیوی کا التزام کرے

جواب شبہ مسئلہ امام کا۔	۴۰۱
جواب اعتراض کا قول زہری پر۔	۴۰۲
بدیانتی معترض کے تبدیل نام راویین	//
جوابات احادیث وجوب قرات خلف الامام	۴۰۳
حدیث جماعہ کی قرات خلف الامام مین ضعیف ہے	۴۰۵
فائدہ اسکا کہ جرح تعدیل پر مقدم ہے۔	۴۰۶
یحیی قطان کا اعلم بالرجال ہونا۔	//
آثار صحابہ سے قرات خلف الامام کے وعید	۴۰۷
چھٹا مسئلہ غیر مقلدین نے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے صحیح حدیثون پر عمل نہین کیا اسمین پانچ حدیثین ہین۔	//
جواب شبہ نے اعتراض موقوفیت حدیث کا	۴۰۹
الفاظ مرفوعیت حدیث کے۔	//
ساتوان مسئلہ غیر مقلدین نے جمع بین الصلاتین مین حدیث صحیحین کے مخالفت کی ہے	۴۱۱
آٹھوان مسئلہ غیر مقلدین نے جواز صلوۃ المنفرد خلف الصف مین حدیث بخاری کو چھوڑ دیا	//
نوان مسئلہ غیر مقلدین نے درباره بقاے نکاح اسلام دار الحرب کے دار الاسلام مین حدیث ابن ماجہ و ترمذی کے خلاف کیا۔	//
دسوان مسئلہ غیر مقلدین نے درباره تحریم اکل لحم اسپ کے احادیث صحیحہ کو ترک کر دیا۔	//
گھوڑا اور خچر اور گدھا حلال نہین۔	//
گیارہوان مسئلہ غیر مقلدین نے کراہت جہر بسم اللہ مین حدیث صحیحین پر عمل نکیا۔	۴۱۲
بارہوان مسئلہ غیر مقلدین نے درباره خبر متیمم کے احادیث صحیحہ کے خلاف کیا۔	۴۱۲
تیرہوان مسئلہ غیر مقلدین نے درباره کراہت نفل بعد بغروب و قبل نماز مغرب کے احادیث و اقوال صحابہ و فقہا کو چھوڑ دیا	۴۱۳
چودہوان مسئلہ غیر مقلدین نے محرم کے پارچہ دوختہ نہ پہننے مین حدیث صحاح ستہ کے خلاف کیا	//
پندرہوان مسئلہ غیر مقلدین نے نکاح حرہ بالغہ بلا اذن ولی مین حدیث ابو داؤد و ترمذی و نسائی و موطا پر عمل نہین کیا	//
سولہوان مسئلہ غیر مقلدین نے سواے نماز وتر کے اور نمازون مین بلا ضرورت قنوت پڑھنے کو خلاف احادیث صحیحہ جائز رکھا۔	//
سترہوان مسئلہ غیر مقلدین نے کراہت سمک طافی مین احادیث ابو داؤد و ابن ماجہ کے خلاف کیا	۴۱۴
اٹھارہوان مسئلہ غیر مقلدین نے ذی رحم محرم سے مہر و اپس لینے مین احادیث بیہقی و دار قطنی و مستدرک کو ترک کر دیا	//
اونیسوان مسئلہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ مردونکو بھی مثل عورتون کے وقت تکبیر تحریمہ کانون تک ہاتھ اوٹھانا چاہیے سو انہون نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہے احادیث صحیحہ کا۔	۴۱۵
بیسوان مسئلہ غیر مقلدین نے درباره تسادی قرات اول و رکعت ۳	۴۱۵
۳ ظہر مین حدیث مسلم پر عمل نہین کیا	۴۱۵
اکیسوان مسئلہ غیر مقلدین نے مس ذکر سے وضو ٹوٹنے مین احادیث مسند امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ کے خلاف کیا	۴۱۰
بائیسوان مسئلہ غیر مقلدین نے اکل لحم شتر سے وضو ٹوٹنے مین احادیث صحیحہ ابو داؤد و نسائی وغیرہ کو چھوڑ دیا	//
تیئیسوان مسئلہ غیر مقلدین نے دباغت پوست خنزیر مین حدیث مسلم ترمذی کے خلاف کیا۔	//
چوبیسوان مسئلہ غیر مقلدین نے عدم قطع ید سارق الثمر علی الشجر مین حدیث ابو داؤد پر عمل نہین کیا۔	۴۱۷
پچیسوان مسئلہ غیر مقلدین نے عشر شہد فطیر ارضی مین احادیث صحیحین وغیرہ کے خلاف کیا	//
چھبیسوان مسئلہ غیر مقلدین نے جواز کشف عورت مین احادیث بخاری و ترمذی و ابن ماجہ و نسائی کے مخالفت کے	۴۱۸
ستائیسوان مسئلہ غیر مقلدین نے درباره مسنون ہونے مسح گردن کے خلاف احادیث صحیحہ عمل کیا اسمین چار حدیثین ہین	۴۱۹
اٹھائیسوان مسئلہ غیر مقلدین نے احادیث صحیحہ پیشین گوئی کے برخلاف مصداق ہین اسمین آٹھ حدیثین ہین	//
غیر مقلدین کا مقلد غرا ہونا نفس الامر مین	۴۲۰

ایک امر ہے اور دوسرے نزدیک اور امر پر مبنی ہے اگر اس قسم کا اختلاف نہوتا تو ہم ایمہ کیطرف ہرگز رجوع نکرتے ہمکو اختلاف روات نے تقلید پر مجبور کردیا ہے ورنہ ظاہر ہے کہ تقلید سے مقید ہونا گوارا طبیعت کو گذرتا ہے بے قیدی اچھی معلوم ہوتی ہے ہم اپنی سمجھ اور عوام کی سمجھ کو اس امر اہم کی تحقیق مین کافی نہین سمجھتے ہین خصوصًا متعصبین جنکو اماموں سے عداوت قلبی اور حسد دلی ہے اونکے اقوال تو ہم لوگ باد ہوائی اور خانہ ساز باتین اونکی سمجھتے ہین پس جو شخص جتنا قرون ثلاثہ سے قریب ہے اوسیقدر اوسمین شان حجیت زیادہ ہے اور یہ باتین کہ امام صاحب وغیرہ کو بہت سی حدیثین نہین پہونچین متعصبین کی محض نفسانیت اور خانہ ساز باتین ہین کوئی حجت اسپر نہین خصوصًا اس کتاب مظفر مبین مین تو تعصب اسد رہے کا موجود ہے جسکا کچھ پایان نہین ناظرین باانصاف خود ملاحظہ کرلین گے چونکہ یہ کتاب مسلک حق سے بالکل بعید تھی اسلیے اسکا جواب لکھنا ضرور ہوا گو مجکو اپنے کاروبار دنیوی سے فرصت نہ تھی مگر بوجہ اصرار بعض خلص احباب کے مجبور ہوکر تین مہینے مین کتاب مذکور کے کل جوابات سے فراغت پائی اور بدون تعصب اور نفسانیت کسی امر کے موافق اقوال محدثین ہر مسئلے کا ماخذ قرآن و حدیث سے ثابت کردیا چونکہ مؤلف کتاب مذکور نے واسطے ثابت کرنے مخالفت قرآن و حدیث کے نسبت مسائل ایمۂ مجتہدین خصوصًا امام اعظم رح کے اور واسطے بدعقیدہ کرنے اور فریب دینے عوام مقلدین حنفیہ کے جابجا قرآن و حدیث کے معنی بیان کرنے مین دھوکے دیے تھے اور حق باتون کو چھپایا تھا لہذا نام اس کتاب کا الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین رکھا کہ جس سے سب فریب سازیان اور دھوکے بازیان اونکی ظاہر ہوگئین اور اعتراضات اور مطاعن جو ائمۂ مجتہدین پر کیے تھے سب دفع ہوگئے اللہ تعالی اسکو بقبول خاص و عام کرے اور اس سے برادران دینی کو فائدہ پونچاوے آمین ثم آمین

قال ایک مغالطہ یہ کہتے ہین کہ فقہ پر چلنا فرض ہے اور حدیث پر چلنا جائز نہین سو جواب اسکا یہ ہے کہ جس شخص کا یہ اعتقاد ہو وہ ہرگز ہرگز مسلمان نہین کیونکہ اللہ تعالے نے تو قرآن مجید مین جابجا یہی فرمایا ہے کہ اللہ اور اوسکے رسول کی راہ پر چلو اور یہ تخصص اللہ تعالے اور اوسکے رسول کے برخلاف بکتا ہے کہ فقہ پر چلنا فرض ہے اور حدیث پر چلنا جائز نہین ہے **اقول** یہ محض مغالطہ اور



بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله محمد وآله واصحابه اجمعين

اما بعد خاکسار ابو محمد منصور علی بن مولانا محمد حسن عفی مراد آبادی غفر لهما الله ذو الایادی عرض کرتا ہی کہ ان دنون ایک کتاب انوار المبین فی رد مغالطات المقلدین مطبوعہ لاہور تصنیف میری جنیا بن دیوان چند کھتری ساکن علی پور ضلع گوجرانوالہ ملک پنجاب کہ فی الحال برائے نام مسلمان ہوکر نام اپنا غلام محی الدین رکھا نظر سے گذری اوسکے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ مؤلف نے ائمہ سلف پر طعن وتشنیع کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا ہی جسقدر اوسکی زبان نے یاوری دی اوسقدر دریغ نہین کیا اور اپنے زعم مین یون سمجھا ہی کہ سب ائمہ مخالفت حدیث وقرآن کی کرتے تھے جنانچہ سو مسائل فقہ کے مخالف قرآن وحدیث بیان کیے ہین اور چارون امامون خصوصًا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر ہر مسئلے مین یہی دعوا کیا ہی کہ امام صاحب نے اس مسئلے مین قرآن یا حدیث کی مخالفت کی ہی اور ہر مسئلے مین ایک حدیث اور کہین آیت بھی لکھدی ہی کہ یہ مسئلہ اس حدیث اور آیت کے مخالف ہی اور جو حدیث اور آیت اوس مسئلے کے موافق تھی اوسکو بالکل چھوڑ دیا پھر ان مسئلونکی وجہ

جاتا ہی انتہی اور صحیح مسلم مین ہی عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قال
اتدرون ما الغیبۃ قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ذکرک اخاک بما یکرہ قیل افرایت
ان کان فی اخی ما اقول قال ان کان فیہ ما تقول فقد اغتبتہ وان لم یکن فیہ ما تقول
فقد بھتہ یعنی ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم
جانتے ہو غیبت کیا چیز ہی کہا صحابہ نے اللہ اور رسول اوسکا خوب جانتا ہی فرمایا ذکر تیرا اپنے بھائی کو
ساتھ اوس چیز کے کہ جو بری ہی کہا گیا بتلایئے اگر میرے بھائی مین وہ امر ہو جسکو مین کہتا ہون فرمایا
اگر وہ شی جسکو تو کہتا ہی اوسمین موجود ہی تو تو نے اوسکی غیبت کی اور اگر وہ بات جو تو کہتا ہی اوسمین
پس تو نے بہتان باندھا اور سیرا انتہی اور ترمذی مین ہی قال اذا اصبح ابن ادم فان الاعضاء
کلھا تکفر اللسان فتقول اتق اللہ فینا فانما نحن بک فان استقمت استقمنا
وان اعوججت اعوججنا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت آدمی صبح کو اوٹھتا ہی
کل اعضا زبان سے عاجزی کرتے ہین اور کہتے ہین تو اللہ سے ڈر کہ ہم ساتھ تیرے ہین اگر تو سیدھی رہی
تو ہم بھی سیدھے رہین گے اور اگر تو ٹیڑھی ہی تو ہم مین بھی کجی آجائے گی انتہی اور دوسری حدیث صحیح
کی عن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کذب العبد
تباعد عنہ الملک مسیرۃ میل من نتن ما جاء بہ یعنی ابن عمر رضہ سے روایت ہی کہ فرمایا رسول
صلے اللہ علیہ وسلم نے جب جھوٹ بولتا ہی بندہ دور ہو جاتا ہی اوس سے فرشتہ ایک میل
کی وجہ سے انتہی اور تیسری حدیث ترمذی کی عن سفیان ابن عبد اللہ الثقفی قال
یا رسول اللہ ما اخوف ما تخاف علی قال فاخذ بلسان نفسہ وقال ھذا
سفیان بن عبد اللہ ثقفی سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے عرض کی مین نے یا رسول اللہ کون سی شی
زیادہ خوفناک ہی اون اشیا سے کہ جنکا مجھپر آپ خوف کرتے ہین کہا اونھون نے پس آنحضرت صلے
علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک پکڑی اور فرمایا یہ ہی انتہی اور چوتھی حدیث ترمذی عن ابن
مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس المؤمن بالطعان ولا

وہ اور صادر ہونا دشوار ہی پس حنفیہ کا التزام کرنا اسکو مقتضی نہین کہ تقلید کے وجوب مین کوئی نص قطعی وارد ہی البتہ بعضے حنفیہ نے اسمین ایسا غلو کر لیا ہی کہ محققین اوسکو پسند نہین کرتے ہین جیسے فرقۂ ظاہری نے بخاری اور مسلم مین اس درجے کا غلو اور انہماک کیا ہی کہ اوسکے سامنے اوسی قسم کی حدیث بھی نہین مانتے ہین بلکہ آیت قرآن اگر کوئی پڑہتا ہی تو برا جانتے ہین اور کہتے ہین کیا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم قرآن نہین سمجھتے تھے حالانکہ سیکڑون برس کے بعد یہ کتابین تصنیف ہوئی ہین راویون مین صحیحین کے خود اختلاف ہی ایک کی کچھ روایت ہی اور دوسرے کی کچھ ہی علی ہذا القیاس بہت سے احادیث ضعیف بھی موجود ہین ایک حکم کچھ بیان کرتا ہی اور دوسرا اوسکے مخالف کہتا ہی خود فقہ راویون کے مسلک مین بھی اختلاف پڑا ہوا ہی پھر کیونکر ایک شخص کی روایت کو قرآن کی آیت پر ترجیح دیجائے گی ہان اگر یہ یقین ہو جائے کہ یہ کلام بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی اور راوی سے اسمین غلطی ممکن نہین تو اوسوقت وہ حدیث ناسخ ہو جائے گی اور یہ یقین جب ہوگا کہ راوی نے اپنے کانون سے سنا ہو اوسکے حق مین وہ حدیث حکم قطعیت کا رکھتی ہی مگر جب تک اوسکے راوی اس کثرت سے روایت نکریں کہ اونکا سہو اور نسیان محال ہو کیونکر اوسکو ہم بمقابلہ آیت کے ترجیح دے سکتے ہین غرض ہر چیز کو اپنے محل پر رکھنا بہتر ہی بخاری کی صحت مین بہ نسبت اور کتابون کے زیادہ التزام کیا ہی اور قرآن کے متواتر ہونے مین تو کسی کو بھی کلام نہین پس قرآن پر بخاری کے راویون کو ترجیح دینی بڑی جہالت کی بات ہی حالانکہ کسی بات کا یقین ہونا کہ مثلاً فلان کلام اوسی شخص کا ہی فقط راویون کی صحت اور ضعف پر مبنی نہین بسا اوقات ثقہ کی خبر غلط نکلتی ہی اور فاسق فاجر صحیح کہدیتا ہی گو کم سہی مگر اسکے وجود مین کلام نہین اسیوجہ سے ضعیف حدیث کا قوی ہونا اور قوی حدیث کا ضعیف ہونا ہو سکتا ہی قوت اور ضعف حدیث کا راویون پر موقوف سمجھنا خلاف واقع ہی بسا امور قراین سے قوی ہو جاتے ہین گو راوی اوسکے ضعیف ہون اسیطرح قوی بات جسکو متقی نے روایت کیا ہو قراین سے ضعیف معلوم ہوتی ہی پھر اخذ حدیث مین اختلاف کہ ایک شخص اوسکو منسوخ جانتا ہی اور دوسرا معمول بہ سمجھتا ہی ایک کے نزدیک مبنا اوسکے

کہ اونمین بھی ہر مسئلہ کی سند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک موجود نہین بعضے کی صحابی تک اور بعضے کی تابعی تک ہی پس اگر آپکی یہ غرض ہی کہ ہر مسئلہ کی سند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک ضرور ہی تو یہ اعتراض تمام حدیثون کی کتابون پر ہو جائے گا اور اگر یہ غرض ہی کہ مطلق اسناد لکھنا دین مین داخل ہی اور بلا اسناد نقصان ہی تو یہ بھی خلاف حدیث ہی فقط یہ قول عبداللہ بن المبارک کا ہی وہ خود کہتے ہین کہ میرے مراد اسناد دین مین سے ہی اور غرض اونکی یہ نہین کہ لفظ حدثنا ضرور ہی ورنہ دین مین نقصان خلل کا بلکہ مراد اونکی یہ ہی کہ ہر شخص سے بلا سند مان لینا نہین چاہیے اور ظاہر ہی کہ اگر اسناد کا لکھنا دین سے ہوتا تو امام بخاری تعلیقات مین اسناد نہ چھوڑتے مصنف صاحب حنفیہ کے جواب مین تو صحابہ کے قول اور فعل کو بھی حجت نہین کہتے ہین اور خود تبع التابعین کی سند لاتے ہین اونکو چاہیے تھا کہ کوئی حدیث مرفوع یا موقوف یا صحیح یا ضعیف کچھ تو بیان کرتے حدیث مین کہین بتا بھی نہین کہ حدیث بیان کرنے مین راویون کے نام بھی بتلایا کرو فقط مصلحۃً اسکو علماء نے جاری کیا ہی اسکو بدعت حسنہ کہنا چاہیے اور محض مبتدعین جبریہ قدریہ جہمیہ وغیرہ کیواسطے اسناد نکالی گئی ہی تاکہ بیدین لوگ موضوع حدیثین دین مین داخل نکرین اسواسطے نہین ہی کہ مسلمان متقی سچے کی حدیث بھی مقبول نہ کی جائے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو فقط ایمان دریافت کر لیتے تھے اور جتنے شروط ہین اون سے تعرض نہین کرتے تھے اب لوگون نے اسمین ایسی شدت کی کہ انقطاع اور ارسال وغیرہ ادنے ادنے باتون سے حدیث صحیح کو چھوڑ دیتے ہین حاصل تقریر یہ ہی کہ جو حنفیہ کہتے ہین اوسکا تو مصنف صاحب نے جواب بالکل اوڑا دیا دوسری بات جواب مین بطور خالی بنا شد کے اپنی طرف سے بیان کر دی حال آنکہ اسناد ضروریات دین سے نہین ہی ورنہ یہ اعتراض خاص حنفیہ پر نہین بلکہ سب پر لازم آتا ہی پس مصنف صاحب نے جواب مین سب محدثین پر بھی ہاتھ صاف کیا اور ملا علی قاری کی طرف اس قول کی نسبت ہرگز نہین ہی اونھون نے اپنا قول نہین کیا بلکہ امام شافعی کے اقوال اونھون نے نقل کیے ہین اوسمین ایک بھی اونکا قول نقل کیا ہی چنانچہ شرح فقہ اکبر مین لکھتے ہین وقال ایضاً کل العلوم سوی القرآن مشغلۃ الا الحدیث والا الفقہ فی الدین العلم ما کان فیہ قال

افترا پردازی معترض صاحب کی ہی کوئی حنفی اسکا قائل نہین کہ فقہ پر چلنا فرض ہی اور حدیث پر جائز نہین بلکہ حنفیہ اسکے مدعی ہین کہ کوئی بات فقہ کی قرآن اور حدیث کے برخلاف نہین اور ماخذ فقہ کا قرآن و حدیث ہی پس فقہ اور حدیث مین فقط تغایر اسمی ہی مسمی ایک ہی یا فرق اجمال و تفصیل کا ہی حاصل دونون کا ایک ہی یا کلیات اور جزئیات کا فرق ہی مدعا ایک ہی غرض اس قسم کی مغایرت حقیقت مین مغایرت نہین علی ہذا القیاس فقہ شافعی اور مالکی اور حنبلی بھی ہرگز مخالف قرآن و حدیث کے نہین اور حنفیہ کے نزدیک اوس حدیث پر چلنا جائز نہین جو مؤول اور منسوخ ہو گو وہ بخاری اور مسلم مین لکھی ہو پس مغالطے کو اپنی طرف سے لکھنا اور حنفیہ کی طرف منسوب کرنا پھر اوسکے جواب مین آیتین اور حدیثین پیش کرنا خود حنفیہ پر کذب اور افترا ہی کیونکہ خود حنفیہ قرآن و حدیث پر چلنے کو فرض کہتے ہین اور جو مسلہ مخالف اسکے ہو اوسپر چلنا جائز نہین رکھتے معترض صاحب نے اس عقیدۂ حنفیہ کے برعکس حدیثین اور آیتین لکھنی شروع کین اور کذب و افترا کی وعید اور مواخذہ کا جو قرآن و حدیث سے ثابت ہی مطلق خیال نہ کیا قرآن شریف مین ہی وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ یعنی خلط ملط نہ کرو حق کو ساتھ باطل کے اور نہ چھپاؤ حق کو حال آنکہ خود تم جانتے ہو بخاری و مسلم مین ہی

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيْقًا وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُوْرِ وَإِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا یعنی عبداللہ بن مسعود سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کرو سچ بولنے کو اسواسطے کہ سچ بولنا نیکی کی راہ بتاتا ہی اور نیکی جنت کیطرف پونہچا دیتی ہی اور ہمیشہ آدمی سچ بولتا ہی اور قصد کرتا ہی سچ بولنے کا یہان تک کہ لکھا جاتا ہی نزدیک خدا کے سچا اور جھوٹ بولنے سے بچو تم کیون کہ جھوٹ بدی کی راہ بتاتا ہی اور بدی دوزخ کیطرف پونہچا دیتی ہی اور ہمیشہ آدمی جھوٹ کہتا رہتا ہی اور قصد جھوٹ کا کرتا رہتا ہی یہان تک کہ اللہ کے نزدیک جھوٹا لکھا

کے معنی نہیں جانتے تھے جو حدیث آحاد فرمائی اسیطرح آیت قرآنی کو سمجھنا چاہیے حاصل
تقریر یہ ہے کہ اسناد میں فرقۂ ظاہریہ نے اس درجے کا غلو پیدا کیا ہے کہ باقی تمام یقینیات کے بالکل رد
پس متقدمین نے تو اسناد کو مصلحۃً واسطے مخالفین اہل سنت وجماعت کے نکالا تھا اسکے
بدعت حسنہ ہونے میں کلام نہیں مگر حضرات ظاہریہ نے بوجہ تعصب کے اسمیں ایسا اہتمام کیا کہ اہل سنت
وجماعت ہی پر ہاتھ صاف کرنے لگے کہ حدیث بخاری اور مسلم کے مقابلے میں اگر دوسری حدیث
صحیح بھی ہو تو بھی واجب العمل کرنے کو خلاف اتباع نبوی حساب ہے ہیں غرض کہ انکے نزدیک
عمار اسلام کا اسناد پر ہے جو اسناد کہ ذرا بھی رعایت نکرے گا اپنے زعم فاسد میں اوسکے واسطے
نعوذ باللہ ابد الآباد جہنم سمجھتے ہیں حالانکہ ایسی اسناد کے بدعت سیئہ ہونے میں کچھ کلام نہیں
اور بخاری اور مسلم میں ہے عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ یعنی عائشہ رضہ سے روایت
ہے کہا اونھوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ہمارے اس دین میں نئی بات نکالے
کہ وہ اوسمیں نہ ہو پس وہ مردود ہے انتہی اور امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے عرباض
ابن ساریہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نئی بات سے بچو کیونکہ کل
حادث امور بدعت ہوتے ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے انتہی مختصراً اور طائفہ منصورہ کو صرف اہل حدیث
ٹھیرانا بعض کا قول ہے ہمیں حجت نہیں ہو سکتا اور اگر تسلیم کیا جائے تو اہل حدیث میں چاروں
امام بدرجۂ اولے داخل ہیں کچھ اہل حدیث محض ناقلین کو نہیں کہتے ہیں بلکہ اصلی اہل حدیث وہ
لوگ ہیں جو حدیث کی غرض اور مراد بھی سمجھتے ہوں محض روایت سے کام نہیں چلتا پس چاروں امام
خصوصاً امام اعظم حقیقی محدث ہیں باقی محدثین کو اسدرجے کی فقاہت حدیث حاصل نہیں امام
شافعی اور امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی اور بیہقی سے روایت ہے
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَضَّرَ اللّٰهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِيْ فَحَفِظَهَا
وَوَعَاهَا وَاَدَّاهَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرِ فَقِيْهٍ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ اِلٰى مَنْ هُوَ اَفْقَهُ

بِاللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيِّ یعنی ابن مسعودؓ سے روایت ہی کہا اونھون نے کہ فرمایا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین مسلمان طعن کرنیوالا اور نہ لعنت کرنیوالا اور نہ فحش کہنیوالا اور نہ بے شرم
اُمتی اور پانچوین حدیث ترمذی کی عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍؓ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا النَّجَاةُ
قَالَ اَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلَى خَطِيْئَاتِكَ یعنی عقبہ بن عامرؓ
سے روایت ہی کہا اونھون نے عرض کی مین نے یارسول اللہ نجات کیا شی ہی فرمایا قابو مین کر زبان اپنی
اور چاہیے کہ گنجایش دے تجکو گھر تیرا اور گریہ کر تو اپنی خطاؤن پر انتہی اور چھٹی حدیث بخاری اور ترمذی
کی عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَتَوَكَّلْ لِمَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ
رِجْلَيْهِ اَتَوَكَّلُ لَهٗ بِالْجَنَّةِ یعنی سہل بن سعدؓ سے روایت ہی کہا اونھون نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جو شخص میرے سامنے ضامن ہو جائے زبان اپنی اور شرمگاہ اپنی کا تو اوسکے واسطے جنت
کی ضمانت کرتا ہون انتہی اور ساتوین حدیث ترمذی کی عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ لَعَّانًا یعنی ابن عمرؓ سے روایت ہی کہا اونھون نے کہ فرمایا
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمان نہین ہوتا لعن طعن کرنے والا انتہی اور مسلم مین ہی عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الرَّجُلُ هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ اَهْلَكُهُمْ
یعنی ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب کہا کسی شخص نے
کہ گمراہ ہو گئے آدمی بیشتر اون سب مین زیادہ گمراہ ہی انتہی **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ایسے
حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ ہر مسئلے کے لیے سند اوسکی رسول اللہ تک پونہچانی ضرور
نہین اسلیے کہ مجتہدون نے بڑی سعی اور کوشش سے ہر طرح کے مسائل جمع کر رکھے ہین جواب اسکا
یہ ہی کہ یہ بات بالکل غلط ہی کیونکہ قائل اسکے محقق حنفیہ بھی نہین ہین دیکھو کہا ملا علی قاری حنفی نے
شرح فقہ اکبر مین کہ علم وہ ہی کہ ہو مبنی اوسکے حدیث اور جو سوا اسکے ہی وہ وسواس ہی شیطانون کا۔
اقول جواب اسکا جو معترض صاحب نے دیا ہی وہ بھی قابل دید ہی خود اونھین پر اعتراض اولٹ پڑا
بات کچھ ہی جواب کچھ مصرعہ سوال از آسمان کردم جواب از ریسمان آنرا دیکھو بخاری اور مسلم کو

انکار کرنا اور انکا خاص قطعی کا انکار ہی غرض حدیث اور قرآن دونون سے یہی معلوم ہوتا ہی کہ فقہا مجتہدین روات ظاہریہ سے افضل ہین اور زیادہ ضرورت دین مین فہم کی ہی جن لوگونکو فہم حدیث نہین محض راوی ہین اونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہی کہ وہ حدیث پہونچاوین اور نقل کر دین کہ سمجھنے والے آپ سمجھ لین گے اس لیے حنفیہ چارون اماموں سے بڑھکر کسیکو فہم حدیث مین نہین جانتے امام بخاری اور امام مسلم کے محدث اور متقی اور بزرگ ہونے کے نہایت معتقد ہین مگر ائمہ اربعہ پر فقاہت حدیث مین ترجیح نہین دیتے ہین حدیث تو سبکی لیتے ہین مگر اونمین محققین کے اقوال دیکھکر تطبیق کر دیتے ہین ظاہریہ کے قول کو حجت نہین گردانتے کیون کہ اس فرقے نے فرط اعتقاد سے امام بخاری کو کل ایمہ پر ترجیح دی ہی اور ایسا اعتقاد بھی اچھا نہین ہوتا کہ جس سے انکار قرآن لازم آجاوے بلکہ اگر غور سے بخاری شریف کو دیکھا جاوے تو خوب واضح ہو جاوے کہ اجتہادات امام بخاری کے حدیث سے بظاہر برخلاف ہین جیساکہ یہ امر ترجمۃ الباب مین باجہ غیرہ سے پیدا ہی علمانے کسقدر اوسکی تطبیق مین تکلف اور تاویلات کیے ہین البتہ امام بخاری کی روایت اکثر اول درجے کی ہم سمجھتے ہین مگر ظاہر الفاظ جس سے تناقض حدیث اور آیت قرآنی پیدا ہو جاوے اونکی حنفیہ کے نزدیک تاویل معقول موجود ہی اگرچہ ظاہریہ اوسکو پسند نہین کرتے اور اپنے تخیلات محضہ مین خلاف حدیث جانتے ہین اور فقط ظاہر الفاظ بخاری اور مسلم پر اکتفا کرکے دوسری صحیح صحیح حدیثون اور آیتون اور جمہور صحابہ کے اقوال کا انکار کر دیتے ہین پس حنفیہ درایت حدیث مین امام بخاری اور امام مسلم کو چارون اماموں پر ترجیح نہین دیتے اگر اسکا نام حقارت ہی تو تابعین کو صحابہ پر اور تبع تابعین کو تابعین پر اور صحابہ کو انبیا پر اور عالم کو اعلم پر ترجیح نہ دینا بھی حقارت ہو جاوے گا اسیطرح خلفاے اربعہ پر اور صحابہ کو ترجیح دینے سے اسکا نام تحقیر سمجھنا وضع الشی فی غیر محلہ ہی جیسے امامیہ نے حضرت علی رضہ اور امام حسین رضہ کی فضیلت مین اسقدر مبالغہ کا غلو کیا ہی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضہ اور تمام صحابہ کو اونسے افضل نہین جانتے اور اہل سنت و جماعت کا انکار فقط اونکے افضل ہونے پر ہی فی نفسہ اونکی فضیلت کے منکر

حدثنا وما سوی ذلک وسواس الشیاطین یعنی اور یہ بھی امام شافعی نے کہا ہی کہ کل علوم سوائے قرآن کے شغل دنیا مین ڈالنے والے ہین مگر حدیث اور فقہ دین کی علم وہ ہی جسمین قال حدثنا ہو اور ماسوا اسکے وسواس شیطانون کا ہی انتہی پس مترجم صاحب نے نصف عبارت نقل کی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ قول ملا علی قاری کا ہی حال آنکہ وہ فقط ناقل ہین اونکا یہ مسلک ہونا کسی کی عبارت کے نقل کرنے سے نہین سمجھا جاتا مترجم صاحب حنفیہ کیطرف مخالطون کو منسوب کرتے ہین اور خود مغالطے دیتے ہین پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ فقہ دین سے خارج نہین بلکہ دین مین داخل ہو اسکے بعد جو امام شافعی نے یہ کلام بیان کیا کہ جس علم مین حدثنا ہی وہ تو علم ہی باقی وسواس شیطانی ظاہر ہی کہ مراد اس سے لفظ حدثنا نہین ورنہ کوئی محدث اس سے بری نہوگا خود امام شافعی کی بعض کتابین حدثنا سے خالی ہین علاوہ اسکے اونھون نے فقہ کو پہلے ہی مستثنی کردیا ہی پس مراد امام شافعی کی یہ ہی کہ جو علم حدیث سے خالی ہو اور مخالف حدیث ہو وہ داخل وسواس شیطانی ہی اور جو موافق قرآن اور حدیث کے ہی وہ منجملہ دین کے ہی گو اوسمین لفظ حدثنا نہ لکھا ہو اور اسناد سے خالی ہو اور اگر فرض کیا جاوے کہ یہ قول ملا علی قاری کا ہی تو کہا جاویگا کہ خود اونکی بہت کتابون مین اسناد نہین پس اس سے مراد اونکی یہ ہوگی کہ حدیث سے وہ علم تعلق رکھتا ہو کوئی حنفی حدیث کو یا اوسکے راویون کو ہرگز برا نہین جانتا بلکہ حنفیہ روات حدیث کو مانتے ہین اور اونکو متقی اور بزرگ جانتے ہین مگر معصوم نہین سمجھتے برخلاف فرقہ ظاہر یہ کے کہ اونکے نزدیک حدیث کا راوی کل روات قرآن سے بھی بڑھکر ہی اگر ایک راوی کوئی حدیث بلفظ حدثنا بیان کردے تو پھر اوسکے مقابلے مین آیت قرآن کی بھی نہین مانتے ہین اور حجت کیا معقول پیش کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا قرآن نہین سمجھتے تھے پس معلوم ہوا کہ اونھون نے راوی کو معصوم سمجھا اور مثال اوسکی ایسی سمجھنی چاہیے کہ ایک حدیث متواتر ہو جسکو ہر قرن مین جمہور روایت کرتے چلے آئے ہون اور ایک حدیث آحاد ہو جسکے ایک دو راوی مخالف روایت جمہور کے پائے جائین پس ظاہر ہی کہ حدیث آحاد بمقابلہ حدیث متواتر کے ترک کی جاوے گی اور اوسوقت یون نہ کہا جائیگا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کیا متواتر

اور امام صاحب تو اہل حدیث سے نہ تھے اسی لیے شرح مسلم کا ایک جلد لکھدیا اور امام بخاری کی نوبت
چونکہ مخالف انکے تھا چھوڑ دیا اس لیے کہ اوس سے عوام حنفیہ ہی پڑھتے سمجھتے غرض مخالفے
دنیا معتزلی صاحب کا شیوہ ہی حنفیہ اس سے برے ہین **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین
ایسے خصوصًا حنفیہ حدیث پر عمل کرنے والون کو دیتے ہین کہ مسائل دینیہ مین قیاس کرنا شرع
ہی اور دلیل اسکی یہ حدیث پیش کرتے ہین جو کہ ابوداؤد اور ترمذی اور دارمی مین روایت ہی
معاذ رضی اللہ عنہ سے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ بھیجا معاذ کو طرف یمن کے (یعنی
قاضی اور حاکم کرکر فرمایا (یعنی امتحان کے لیے) کسطرح حکم کریگا تو جسوقت کہ پیش آویگا
واسطے تیرے کوئی قضیہ کہا حکم کرون گا مین بموجب کتاب اللہ کے فرمایا اگر نہ پاوے تو (یعنی
صراحۃً کتاب اللہ مین) کہا پس حکم کرونگا مین بموجب سنت رسول خدا کے فرمایا اگر نہ پاوے
تو (بیچ سنت رسول اللہ کے) کہا اجتہاد کرون گا مین اپنی عقل سے اور نہ تعوق کرونگا مین کہا معاذ
نے یا روایت کرنے والے نے معاذ سے پس مارا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اوپر سینے کے
جواب اسکا تین طرح ہی اول **القول** حنفیہ اثبات قیاس مین فقط یہی حدیث نہین لاتے
ہین بلکہ اسمین صحیح صحیح حدیثین صحیحین کی بھی موجود ہین مگر ظاہر یہ قیاس کا مطلقًا انکار کرتے ہین
حالانکہ احادیث مثبت قیاس فی المعنی حد تواتر کو پہنچی ہین ظاہر یہ محض قیاس سے انکار
قیاس کرتے ہین بخاری اور مسلم مین روایت ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ
قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَاَصَابَ
فَلَهٗ اَجْرَانِ وَاِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ وَاَخْطَاَ فَلَهٗ اَجْرٌ وَاحِدٌ یعنی عبداللہ بن عمرو
اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہا دونون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت
حکم کرے حاکم پس اجتہاد کرے اور صواب کو پہنچ جائے تو اوسکے لیے دو اجر ہین اور جسوقت
حکم کرے پس اجتہاد کرے اور خطا کرے تو اوسکے واسطے ایک اجر ہی انتہی اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ مجتہد کو درصورت صواب دو اجر ہین ایک اجر اجتہاد کا اور ایک صواب کا اور اگر

عینہٗ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تر و تازہ کرے اللہ اوس بندے کو کہ میرے کلام کو سنکر
یاد رکھے اور نہ بھولے اور پونہچادے اوسکو اس لیے کہ اکثر اوٹھانیوالے حدیث کے فہیم نہین ہوتے
اور اکثر حامل اوسکے ہین کہ پونہچا دیتے ہین طرف اوس شخص کے کہ وہ زیادہ سمجھدار اون سے ہوتا ہی
انتہی اور بخاری اور مسلم مین ہی عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ یعنی معاویہ سے
روایت ہی کہا اونھون نے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جسکو اللہ تعالے خیر دینے کا
ارادہ کرتا ہی اوسکو دین مین فقیہ کردیتا ہی اور مین تو تقسیم کنندہ ہون اور اللہ عطا کرتا ہی انتہی پس ان
حدیثون سے معلوم ہوا کہ حدیث کی روایت اور شی ہی اور سمجھنا اوسکی اور ہی پس اگر محض ظاہر الفاظ
پر دین کی بنا ہوتی تو پھر فقاہت کے کوئی معنی نہ تھے کیون کہ ظاہر الفاظ تو تمام عرب سمجھتے
تھے اخفا کو بمعنی اخفا نہین لیتے تھے پس معلوم ہوا کہ غرض نبوی اور حکمت محمدی
صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کے کہنے کو پونہچا ہی فقط معنی ظاہر جسکو ہر شخص عربی دان سمجھ سکتا ہی نہین
بلکہ جتنا زیادہ سمجھدار ہوگا اوتنا ہی زیادہ مقصود شارع کو سمجھے گا چنانچہ قرآن شریف مین ہی لَقَدْ
مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ
اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ یعنی احسان کیا ہی اللہ نے مسلمانون پر
جبکہ بھیجا اونمین ایک رسول اون مین سے کہ پڑھتا ہی اونپر آیتین اوسکی اور تزکیہ کرتا ہی اونکا
اور تعلیم کرتا ہی اونکو کتاب اور حکمت کی انتہی اس آیت سے معلوم ہوا کہ فقط دار و مدار دین کا ظاہر
الفاظ پر نہین کیونکہ اللہ تعالے نے یہان چار درجے بیان کیے ہین پہلا مرتبہ تلاوت قرآن کا
جسمین ظاہر الفاظ کے معنی صحابہ سمجھ جاتے تھے پھر اوسپر ترقی کرکے دوسرا درجہ تزکیۂ نفس کا
بیان فرمایا پھر اسکے بعد تیسرا درجہ تعلیم قرآن کا کہ ان دونون مرتبون سے بڑھکر ہی ارشاد کیا
پھر اوسکے بعد چوتھا درجہ حکمت کی تعلیم کا ارشاد ہوا پس معلوم ہوا کہ علاوہ ظاہر الفاظ کے
اور مدارج بھی ہین مگر حضرات ظاہریہ نفسے بوجہ لعن و طعن و سب و شتم ائمۂ دین کے محروم ہین لیکن

ہوتا مگر جبکہ دلیل یقینی قیاس کے حجت ہونے پر پائی جانے کو تعیین اوسکی ہمکو معلوم نہو اور
دوسری وجہ صحابہ کا قیاس پر عمل کرنا اور مباحثہ کرنا ترجیح بعض امور بعض پر شایع ہوگیا ہی بغیر انکار
کے اور یہ اتفاق اور اجماع ہی قیاس کے حجت ہونے پر اور وہ جو مذمت رائے کی عثمانؓ اور علیؓ
اور ابن عمرؓ اور ابن مسعودؓ سے مروی ہی وہ بعض صورتون مین بوجہ مخالفت نص کے یا بوجہ نہونے
شرائط قیاس کے ہی اور شایع ہونا قیاسات کثیرہ کا بلا انکار کے امر یقینی ہی اسلئے اور جامع العلوم
ابن عبد البر نے لکھا ہی لَا خِلَافَ بَيْنَ فُقَهَاءِ الْأَمْصَارِ وَسَائِرِ أَهْلِ السُّنَّةِ فِي نَفْيِ
الْقِيَاسِ فِي التَّوْحِيدِ وَإِثْبَاتِهِ فِي الْأَحْكَامِ إِلَّا دَاوُدَ فَإِنَّهُ نَفَاهُ فِيهِمَا جَمِيعًا
یعنی نہین اختلاف ہر درمیان فقہاے بلاد اور تمام اہل سنت کے نفی کرنے قیاس کے توحید
مین اور ثابت کرنے قیاس کے احکام مین مگر داؤد ظاہری کہ اونھون نے دونو نہین قیاس کی
نفی کی ہی انتہے اور ابوداؤد مین روایت ہی عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْعِلْمُ ثَلَاثَةٌ آيَةٌ مُحْكَمَةٌ أَوْ سُنَّةٌ قَائِمَةٌ أَوْ فَرِيضَةٌ
عَادِلَةٌ وَمَا سِوَى ذَلِكَ فَهُوَ فَضْلٌ یعنی عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہی کہا اونھون
نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم تین ہین ایک آیت محکم دوسرے حدیث صحیح یعنی
احکام اجتہادی کہ مانند قرآن و حدیث کے ہین وجوب عمل مین اور ماسوا انکے فضول ہی انتہے
اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ مسائل قیاسیہ جو قرآن اور حدیث سے مستنبط ہون اونھین کے
حکم مین ہین اور علامہ حسن چلپی حاشیہ تلویح مین لکھتے ہین کہ صحابہ نے بعد اختلاف کے قتال
مانعین زکوٰۃ مین حضرت ابوبکرؓ کی رائے کی طرف رجوع کیا اور ابوبکر صدیقؓ نے اوائل
کو ورثہ دلایا تھا اور دادی کو محروم رکھا تھا پھر دونون کے ورثہ مین شریک کرنے پر بوجہ کہنے
بعض انصار کے رجوع کیا اور عمرؓ نے اوس عورت کو جو مرض الموت مین بکین طلاقین دی گئی
اپنی رائے سے وارث کیا اور ایک شخص کے قصاص مین ایک جماعت کے قتل کرنے مین ثابت
کیا پھر علیؓ کے قول کیطرف بوجہ قیاس کرنے اونکے اوپر شریک ہونے جماعت کے سرقہ مین

نہین پس حنفی جو امام بخاری اور امام مسلم کو امام صاحب پر ترجیح نہین دیتے اسمین وہ حق
پر ہین البتہ اونکی فضیلت اور تقوی اور حدیث کا انکار محض جہالت ہی اسمین کوئی حنفی کرے یا
شافعی ہم اسکو ہرگز پسند نہین کرتے بلکہ گناہ سمجھتے ہین اور نہ کوئی حنفیہ سے اسکا قائل ہی حاصل
کلام یہ ہی کہ طائفہ منصورہ کی تفسیر مین اختلاف ہی چنانچہ امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین وَ
اَمَّا هٰذِهِ الطَّائِفَةُ فَقَالَ الْبُخَارِيُّ هُمْ اَهْلُ الْعِلْمِ وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ اِنْ لَمْ
يَكُوْنُوْا اَهْلَ الْحَدِيْثِ فَلَا اَدْرِيْ مَنْ هُمْ قَالَ الْقَاضِيْ عِيَاضٌ كَمَا اَرَادَ اَحْمَدُ اَهْلَ
السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَمَنْ يَعْتَقِدُ مَذْهَبَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ قُلْتُ وَيَحْتَمِلُ اَنَّ هٰذِهِ الطَّائِفَةَ
مُتَفَرِّقَةٌ بَيْنَ اَنْوَاعِ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُمْ شُجْعَانُ مُقَاتِلُوْنَ وَمِنْهُمْ فُقَهَاءُ وَمِنْهُمْ مُحَدِّثُوْنَ
وَمِنْهُمْ زُهَّادٌ وَاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَمِنْهُمْ اَهْلُ اَنْوَاعٍ اُخَرَ
مِنَ الْخَيْرِ وَلَا يَلْزَمُ اَنْ يَّكُوْنُوْا مُجْتَمِعِيْنَ بَلْ قَدْ يَكُوْنُوْنَ مُتَفَرِّقِيْنَ فِيْ اَقْطَارِ
الْاَرْضِ یعنی یہ طائفہ منصورہ پس کہا امام بخاری نے وہ اہل علم ہین اور اور کہا امام احمد نے
اگر اہل حدیث نہوتے پس نہین جانتا مین کونسے ہوتے وہ کہا قاضی عیاض نے ارادہ کیا احمد نے
اہل سنت وجماعت کا اور جو اونکے مذہب کا معتقد ہی مین کہتا ہون اور یہ بھی احتمال ہی کہ یہ
گروہ انواع مسلمین مین متفرق ہو بعضے اونمین کے بہادر لڑنیوالے اور بعضے اونکے فقہا
اور بعضے محدث اور بعضے زاہد اور حکم کرنیوالے بھلائی کے اور منع کرنیوالے برائی سے اور اونمین سے اور اقسام
کے خیر والے بھی ہین اور یہ لازم نہین کہ وہ مجتمع ہون بلکہ کبھی اطراف زمین مین متفرق ہوتے ہین
انتہی اب غور کرنا چاہیے کہ معترض صاحب نے فقط ایک صورت کو کہ اس سے بھی مراد بقول
قاضی عیاض کے اہل سنت وجماعت ہین لے لیا اور باقی صورتین ترک کردین امام بخاری
خود کہتے ہین کہ مراد طائفہ منصورہ سے اہل علم ہین اور امام نووی نے تمام فرقے اوسمین داخل کیے ہین
معترض صاحب نے عوام کے مغالطے دینے کو محدثین ہی پر حصر کردیا کیونکہ عوام بیچارے کیا جانین
ظاہر ہے نے اونکے ذہن نشین کردیا ہی کہ اہل حدیث فقط امام بخاری اور مسلم وغیرہ ہین

دارمی کی جس مین قیاس کی مذمت ہی وہ مطلق قیاس نہین جیسا کہ ظاہر یہ کا مذہب ہی ورنہ اجتہاد
مین سے نقص ہو جاوے گا اور تواتر کا انکار لازم آوے گا اور صاحب دراسات نے جو لوائح کی
عبارت نقل کی وہ بلا سند ہی کوئی حجت اوسپر نہین علاوہ اسکے ابو حنیفہ کئی شخصون کی اوس سے
مین کنیت تھی امام صاحب کی طرف نسبت کرنا محض بے اصل اور موضوع قصہ ہی شیعہ کا امام صاحب
پر اعتراض ہی چنانچہ نواب صاحب مرحوم نے کشف الالتباس مین جواب اسکا لکھا ہی بعینہ نقل کیا
جاتا ہی یہ حکایت محمد بن نعمان ملقب بہ شیطان الطاق کی ہی نہ نعمان بن ثابت ابو حنیفہ کی
کیون کہ یہ لوگ بسبب بے علمی کے عبارت ائمہ کو نہ سمجھتے تھے پس تعجب کرنا قیاس شرعی کا انسے
ممکن نہ تھا اسلیے ائمہ نے انکو قیاس سے منع فرمایا اور ابو حنیفہ رضہ وغیرہ کو بلا لحاظ کثرت علم و
قوت اجتہاد اجازت قیاس کی دی چنانچہ کتب حنفیہ اور رسائل فضایل اہلبیت مین اجازت
صادق علیہ السلام کی ابو حنیفہ کو واسطے قیاس کے مصرح ہی اتنے اور تفسیر کبیر کی عبارت معترضین
صاحب واسطے مغالطہ دہی کے اول چھوڑ گئے ہین وہ یہ ہی وَلَمَّا دَلَّتْ هٰذِهِ الْآيَةُ عَلٰى
اَنَّ التَّكَبُّرَ عَلَى اللّٰهِ يُوْجِبُ الْعِقَابَ الشَّدِيْدَ وَاَلْاِخْرَاجَ مِنْ زُمْرَةِ اَوْلِيَاءِ وَالْاِدْخَالَ فِيْ زُمْرَةِ الْمَلْعُوْنِيْنَ
ثَبَتَ اَنَّ تَخْصِيْصَ النَّصِّ بِالْقِيَاسِ لَا يَجُوْزُ وَهٰذَا هُوَ الْمُرَادُ مِمَّا نَقَلَهُ الْوَاحِدِيُّ
فِي الْبَسِيْطِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض یعنی جبکہ اس آیت نے دلالت کی اسپر کہ تکبر کرنا اللہ پر واجب
کرتا ہی عذاب سخت کو اور خارج کرنے کو زمرہ اولیا سے اور داخل کرنے کو جماعت ملعونین مین تو
ثابت ہو گیا یہ امر کہ خاص کرنا نص قرآنی کا قیاس سے نہین جایز ہی اور یہی مراد اوس
حدیث سے ہی جسکو واحدی نے بسیط مین ابن عباس سے نقل کیا ہی اتنے علاوہ اسکے اس قول
ابن عباس سے مطلق قیاس کی نفی ہرگز نہین بلکہ وہی قیاس ہی جسکی سند کلام شارع سے ماخوذ
نہوتی ہو ورنہ سب قیاسی عمل صحابہ کا درہم برہم ہو جاوے گا بلکہ خود ابن عباس رض ذکر
جسوقت ابو ہریرہ رض نے تنقض امتی مسنت النار کی حدیث بیان کی انکو بطور
قیاس کے جواب دیا تھا اگر مطلق قیاس ابن عباس رض کے نزدیک جایز نہوتا تو خود قیاس نکرتے

مجتہد کو استنباط مسائل مین خطا واقع ہوگی تو ایک اجر فقط اجتہاد کا اوسکو ملے گا اور ظاہر ہی کہ اجتہاد
قیاس کو شامل ہی پس ثبوت قیاس کا صحیح حدیث بخاری و مسلم سے ہوگیا اور دوسری حدیث
سنیے بخاری اور مسلم مین روایت ہی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَتَی رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اُخْتِیْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ وَاِنَّہَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ لَوْ کَانَ عَلَیْہَا دَیْنٌ اَکُنْتَ قَاضِیَہٗ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاقْضِ دَیْنَ اللّٰہِ فَہُوَ
اَحَقُّ بِالْقَضَاءِ یعنی ابن عباس سے روایت ہو کہ کہا اونھون نے ایک شخص رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا پس عرض کیا کہ ہمشیر میری نے حج کی نذر مانی تھی
اور وہ مر گئی ہی پس فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اگر اوسپر قرض ہوتا کیا تو ادا کرتا
کہا ہان فرمایا پس ادا کر دین خدا کا کہ وہ زیادہ مستحق ادا کا ہی انتہی اس حدیث سے بھی معلوم
ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو بطور قیاس کے سمجھایا کہ جب بندے کا قرض
ادا کیا جائے تو اللہ کا قرض بدرجہ اولے چاہیے اور عمر رض نے ابو موسے اشعری کو جو خط لکھا
ہی اوس سے بھی قیاس کرنے کا ثبوت ہوتا ہی چنانچہ دارقطنی اور بیہقی مین روایت ہی اَلْفَہْمَ
اَلْفَہْمَ فِیْمَا یَخْتَلِجُ فِیْ صَدْرِکَ مِمَّا لَمْ یَبْلُغْکَ فِی الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ اِعْرِفِ
الْاَشْبَاہَ وَالْاَمْثَالَ ثُمَّ قِسِ الْاُمُوْرَ عِنْدَ ذٰلِکَ فَاعْمِدْ اِلٰی اَحَبِّہَا اِلَی اللّٰہِ وَ
اَشْبَہِہَا بِالْحَقِّ فِیْمَا تَرٰی الْحَدِیْث یعنی مجھ سمجھکر چلنا اوس کی خلجان کرے قلب تمہارے مین
اوس شی سے کہ نہین پہونچی تمکو کتاب اللہ اور حدیث مین پھر پہچانو اشباہ اور امثال کو پھر
اوسوقت قیاس کرو امور کا پس قصد کرو طرف محبوب تر کے نزدیک خدا کے اور مشابہ تر
اوسکے ساتھ حق کے اوس چیز مین کہ رائے لگاؤ انتہی اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ
قیاس کرنا امرون مین مشروع ہی اور علامہ قسطلانی نے تلویح مین لکھا ہی کہ عمل صحابہ سے
وہ جہین قیاس کے حجت ہونے پر پائی جاتی ہین ایک تو صحابہ سے قیاس پر عمل کرنا وقت

نہونے نص کے متواتر ثابت ہی اگرچہ تفصیل اونکی آحاد کو پہونچتی ہی اور عادت حکم کرتی ہی کہ ایسا بیشتر

شاید مطابق کسکے مجتہد سے اگر چار خطا مین ہون ان تو غیر مجتہد علماے چپاس خطا مین مبتلا ہون گی پھر مجتہدون نے کیا زہر ملا دیا ہی جو اونکے اقوال چھوڑ کر معترض صاحب بھی اتباع کرنے لگے یہ قول اونکا محض تعصب اور دھینگا دھانگی ہی غیر مجتہد کو مسائل فقہیہ مین جو مستنبط قرآن اور حدیث سے ہین تقلید مجتہدین سے چارہ نہین اور غیر مجتہد کو استنباط کا دعوا محض نازیبا اور سراسر جہالت ہی کوئی حاکم شریعت نہین رہا جو ایسی جہالت کی باتون سے تعرض کرتا ع آدمیان کم شدہ ملک خدا خر گرفت **قال** لیکن جس کسیکو بسبب کم علمی کے یا قصور فہم یا قلت تدبر کے کوئی مسئلہ معلوم نہو سکے تو کسی محدث یا مجتہد یا فقیہ سے پوچھکر عمل کرے ایسے محل مین بسبب ناچاری کے کسی کی تقلید کرنی جائز ہی **اقول** اس کلام سے معلوم ہوا کہ ناچاری مین تقلید درست ہی مقلدین بھی بدون ناچاری کے تقلید نہین کرتے اور مجتہد کے واسطے تقلید کو بہتر نہین سمجھتے کیون کہ جسکو خود ملکۂ استنباط حاصل ہی اوسکو کسی کا تابع ہونا عقلاً اور نقلاً مستبعد ہی حنفیہ یہ نہین کہتے ہین کہ جمیع اصول و فروع مین سب پر تقلید ضرور ہی بلکہ یہ کہتے ہین کہ مسائل اجتہادیہ مین غیر مجتہد کو تقلید مجتہد کی کرنی چاہیے **قال** لیکن اوس تقلیدی مسئلے کی تحقیق کی فکر مین رہے اور کوشش کرے الخ **اقول** یہ کلام بالکل خلاف واقع ہی کیون کہ گفتگو تو کم علم اور کم فہم مین ہی اوسکو کیونکر تحقیق ہو سکتا ہی کہ یہ مسئلہ خلاف قرآن اور حدیث کے ہی اس لیے کہ مولوی اپنے مذہب کے موافق اوسکی تحقیق بتلاوے گا جب خود علما بلکہ مجتہدین کو اوسکی تحقیق نہین ہوئی تو ہر ایک اپنے اجتہاد کے موافق دوسرے کے مخالف کہے گا تو یہ بیچارہ عامی کیونکر اوس مسئلہ کو محقق سمجھ لیگا اور محض اپنی رائے فاسد سے اوس کو درست جانتا اسکا کچھ اعتبار نہین کیونکہ جب دوسرے مذہب کے دلایل قویہ سنے گا وہ تحقیق جاتی رہے گی پھر وہ کیونکر باوجود کم علمی کے ایکسا دوسرے پر ترجیح دے سکتا ہی جب بڑے بڑے علما کی ہی سمجھ مین اختلاف اور تناقض ہو گیا تو عامی کس شمار مین رہا غرض عامی کے مسئلے کا نام تحقیق رکھنا خلاف تحقیق ہی مثلاً ربا مین حدیث جو وارد ہی اوسمین چھ چیزین مذکور ہین مگر

رجوع کیا اسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خثعمیہ سے جب کہ اسنے اپنے باپ کیطرف سے حج
کرنے کا سوال کیا فرمایا اگر تیرے باپ پر قرض ہوتا اور تو اوسکو ادا کرتی کیا تیری طرف سے
مقبول نہ ہوتا کہا اوسنے ہان فرمایا خدا کا دین زیادہ استحقاق رکھتا ہی اسیطرح فرمانا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا عمر سے جبکہ اونھون نے بوسہ صائم کا سوال کیا بتلاؤ تو اگر تم پانی سے کلی
کرکے پھر ڈالدو کیا تمکو اوس سے کچھ نقصان ہوگا کہا نہین اتنے پس ان احادیث سے معلوم ہوا کہ
قرآن وحدیث سے مسائل کا استنباط امر مشروع ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جمیع صحابہ سے
ثابت ہی البتہ وہ قیاس درست نہین جسکا ماخذ قرآن اور حدیث نہو بلکہ محض اپنی راے ہی کو
دخل دیا ہو اس قیاس کی بیشک مذمت آئی ہی جتنی روایتین راے کی برائی مین وارد ہین
وہ یہی قیاس اور راے ہی جسکا ماخذ کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ نہو ورنہ صریح آیات و
احادیث صحیحہ کا انکار لازم آجائے گا اور ائمہ اربعہ قیاس مذموم سے بالکل بری ہین البتہ داؤد
ظاہری بالکل قیاس کی نفی کرتے ہین سو اونکے خلاف سے بالاتفاق خرق اجماع نہین ہوتا اور نہ
کوئی مسئلہ اجماعی نہوگا الا ماشاء اللہ اور بخاری کی حدیث کا معارضہ ہرگز نہین ہوسکتا کیون کہ
اس حدیث سے بھی قیاس ثابت ہوتا ہی باوجودیکہ اونکے سردار نے ظاہر الفاظ پر عمل کیا اور فرض
اطاعت سے حجت لائے مگر صحابہ نے اوسپر قیاس کیا کہ ہمتو آگ سے بچنے کے واسطے ایمان لائے
اور یہ آگ مین ہمکو ڈالتے ہین یہ مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امر اطاعت سے ہرگز نہوگی اسلیوجہ سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی اطاعت نکرنے کو پسند کیا ورنہ اور کوئی آیت یا حدیث اونکے
پاس بجز اس قیاس کے آگ سے بچنے کے لیے نہ تھی ورنہ بیان کرتے اور ترمذی نے امام وکیع کی جو
روایت لکھی ہی وہ تبع تابعین کا قول ہی کسی پر حجت نہین ہوسکتا علاوہ اسکے وکیع کو امام صاحب
کے مسلے کی حقیقت معلوم نہ تھی ورنہ ایسا نہ کہتے امام صاحب اصل اشعار کو ہرگز مکروہ نہین جانتے
تھے بلکہ اپنے اہل زمانہ کا اشعار کہ بہت مبالغے سے کرتے تھے کہ چوپایہ کے تلف ہوجانے کا خوف
ہوتا تھا مکروہ جانتے ہین چنانچہ تحقیق اسکی مسلہ سبت اللہ دیکم کے جواب مین مذکور ہی اور حدیث

مسائل دین کی جو اوس سے ناممکن ہی خلاف آیہ لا یکلف اللہ کے ہوگی لہذا معلوم ہوا کہ کم علم کو فقط
اہل علم سے دریافت کرکے تقلید کرنی چاہیئے اور اوسکو کوشش کی تکلیف دینی صریح آیت کے
خلاف ہی البتہ جو ایسا شخص ہو کہ کو اوسکو بالفعل ملکۂ استنباط نہین مگر لیاقت اور ذکاوت
ایسی رکھتا ہی کہ اوس سے امید ہی کہ اگر علم حاصل کریگا تو درجۂ تحقیق کو پہونچ جائیگا اوس
شخص کو بے شک درجۂ تحقیق کا حاصل کرنا چاہیے اور فی زمانا جیسے کہ ہین غنیمت خصوصاً ظاہر کہ بدیہات
قدما بھی اونکے نزدیک نظریات کا حکم رکھتے ہین اور بالکل اون سے امید نہین کہ یہ لوگ کسی
مسئلے مین پایۂ تحقیق کو پہونچ جائین اونکے واسطے جب خود خدا ہی تکلیف تحقیق کو معاف کردے
تو پھر دوسرے کو کب پہونچ سکتا ہی کہ اونکو تکلیف مالایطاق مین ڈالے اور جو تکلیف دے گا وہ
صریح ان الحکم الا للہ کے مخالفت کریگا **قال** تفسیر شیا پوری مین ضمن آیت اتخذوا
احبارھم ورھبانھم ارباباً من دون اللہ کے مذکور ہی کہ اس آیت کی تفسیر مین
اختلاف کیا ہی انتہی **اقول** اس آیت کا مصداق ایمۂ مجتہدین کو ٹھیرانا غایت درجے کی
گستاخی اور بیباکی اور سوءادبی ہی یہ بیباکیان اپنی طرف سے حلال اور حرام ایجاد کرتے تھے اونکا
ماننا انجیل اور توراۃ نہ تھا یہ محض شرک ہی اسکے مصداق مجتہدین جو قرآن اور حدیث سے
احکام استنباط کرتے ہین کیونکر ہوسکتے ہین چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی عقد الجید مین
لکھتے ہین اعلم ان فی الاخذ بھذہ المذاھب الاربعۃ مصلحۃ عظیمۃ وفی
الاعراض عنھا مفسدۃ کبیرۃ ونحن نبین ذلک یوجوہ احدھا ان
الامۃ اجمعت علی ان یعتمدوا علی السلف فی معرفۃ الشریعۃ والتابعون
اعتمدوا فی ذلک علی الصحابۃ وتبع التابعین اعتمدوا علی التابعین وھلم
فی کل طبقۃ اعتمد العلماء علی من قبلھم والعقل یدل علی حسن ذلک
لان الشریعۃ لا یحرز کلھا بالنقل والاستنباط والنقل لا یستقیم الا
بان یاخذ کل طبقۃ عمن قبلھا بالاتصال ولا بد فی الاستنباط من ان

باقی رہا قول مدارک اور دراسات کا حال آنکہ اونھون نے اسمیں اجماع بیان کردیا پھر بھی معترض صاحب مغالطے سے باز نہ آئے نص کے ہوتے ہوئے تو کسی امام کے نزدیک قیاس درست نہین ھَاتُوا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ اس کا کون قائل ہی جو معترض صاحب نے ناحق ورق سیاہ کیے حاصل کلام یہ ہی کہ قیاس ایسے کے مشروعیت مین کچھ کلام نہین کیون کہ قیاس خدا اور رسول کے احکام مخفی کو ظاہر کردیتا ہی نیا حکم قیاس سے برآمد نہین ہوتا چونکہ فرقہ ظاہر مقلد امام داود ہین اس لیے وہ اسکا انکار کرتے ہین اور صحیح صحیح بخاری اور مسلم وغیرہ کی حدیثون مین تاویلات رکیکہ اور تسویلات واہیہ کرتے ہین قال اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ حدیث کے جو جو مسئلے حدیث کی کتابون مین موجود ہین اونپر تو حدیث پر چلنے والے عمل کرہی لین گے لیکن جو جو مسئلے کہ حدیث سے ثابت نہین ہین اونکے لیے کیا کرین گے آخر کار فقہ کی کتابون پر ہی چلین گے اور کسی نہ کسی امام ہی کے مقلد بنین گے جواب اسکا یہ ہی کہ اگر کوئی شخص غور سے ازراہ تحقیق قرآن اور حدیث کی طرف نظر کرے اور دیکھے تو ہر ایک مسئلہ قرآن اور حدیث سے معلوم ہوسکتا ہی کسی مسئلے کے لیے بھی کسیکو مسائل فقہیہ کی حاجت نہین الخ اقول معترض صاحب نے اس جگہ کمال بے انصافی سے گفتگو شروع کی ہی اور حنفیہ کے کلام سے اسکو کچھ تعلق نہین حنفیہ کچھ کہتے ہین اور معترض صاحب کچھ ارشاد کرتے ہین قولہ اگر کوئی شخص غور سے دیکھے تو ہر ایک مسئلہ قرآن اور حدیث سے معلوم ہوسکتا ہی کسی مسئلے کے لیے بھی کسیکو مسائل فقہیہ کی حاجت نہین اقول یہ کلام بالکل مہمل اور بے معنی ہی معترض صاحب نے مطلق انصاف نہین کیا ذرا معترض صاحب نے جتنے مسائل فروعی کو قرآن اور حدیث سے استنباط کرکے دکھلادیا ہوتا زبان سے کہدینا بہت آسان ہی مگر استنباط مسائل ہر ایک کا کام نہین اگر ہر شخص مسائل فروعی معلوم کرلیتا تو پھر مجتہد کا ہونا مع اوسکے شروط کے جو آج کل بالکل مفقود ہین محض بیکار تھا باقی نص معنی قرآن اور حدیث کے سمجھنے سے استنباط مسائل کیونکر ہوسکتا ہی اور اگر ہوگا تو بجا الصبہ ہوگا الا ماشاء اللہ

کشف کرنے مسائل

کیا جاتا ہی اسناد صحیح سے مروی ہون یا کتب مشہورہ مین جمع ہون اور راجح محتملات سے بیان کردیا
جاوے اور عام بعض مواضع مین خاص کیا جاوے اور بعض مواقع مین مطلق مقید کیا جاوے
اور مختلف اوس سے جمع ہون اور احکام کی علتین بیان ہون ورنہ اعتماد اوسپر صحیح نہوگا اور کوئی
مذہب ان زمانون اخیرمین اس صفت کا نہین ہی مگر یہی چار مذہب انتہے اس تقریر سے معلوم ہوگیا کہ
ان مذہبون کا بہت بڑا امتیاز ہی اور شاہ ولی اللہ مجتہدین اب ہوناد شوار اور جو کچھ آپ نے زمانہ انسانیت وقصہ کے ان کی
منقصت سے جو کچھ مین تقریر کیا سب محل اور محض بیکار اور قول امام فخرالدین رازی کا کہ مین نے کئی تایتین محاکمہ
اونکے مذہب کے پڑھین اونھون نے قبول نکین خدا جانے کون سے مقلد کے حق مین وارد
ہی اپنی طرف سے اونکو مقلدین حنفیہ پر محمول کرنا محض ناانصافی ہی کوئی حجت اسپر نہین وجہ اوسکی
یہ ہی کہ حنفیہ کا کوئی مسئلہ ایسا نہین جو قرآن کے مخالف ہو اگر کسی صاحب کو دعوا ہو پیش کرے اور
فقط قصے کہانیون سے تو کام نہین چلتا ہان مقلدین ظاہریہ سے عجب نہین جو ایسی گفتگو
آئی ہو کیون کہ یہ اسناد کے مقابلے مین قرآن نہین مانتے ہین فقط یہی جواب کافی سمجھتے ہین
کہ کیا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے معنی نہین سمجھتے تھے اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا قول
بھی انکار تقلید پر دلالت نہین کرتا اسواسطے کہ اونھون نے حدیث صحیح مین یہ شرط لگائی ہی کہ
وہ سکے دوسری حدیث معارض نہو اور ناسخ بھی اوسکا معلوم نہو تب اوس حدیث صحیح پر
عمل کرنا ضرور ہی اور مذہب کی پابندی اوس مسئلے مین نہین چاہیے ہم نے شکا اسکو تسلیم کرتے
ہین کہ ہر مسلمان کو یون ہی اعتقاد رکھنا چاہیے مگر آجتک کوئی ایسی حدیث پائی نہین
گئی کہ کوئی مسئلہ حنفیہ کا مخالف اوس کے نکلے اگر ایک حدیث کے بظاہر مخالف ہی تو دوسری کے
موافق ہی علاوہ اسکے بعض مسائل مین حنفیہ کے یہان امام صاحب کے قول پر عمل نہین بلکہ امام
ابی یوسف و امام محمد و امام زفر رح کے موافق عمل ہوتا ہی تمام کتب فقہ حنفیہ سے یہ بات ظاہر ہی اگر
ہر مسئلے مین امام صاحب کے قول پر تقلید واجب جانتے تو کوئی مسئلہ امام صاحب کا غیر
منتہے نہ ہوتا حالانکہ ایسا نہین اور یہی مراد علامہ شامی کی ہی اور شاہ ولی اللہ صاحب کے اقوال سے

تمام علما اور جمہور امت کا اسپر اتفاق ہی کہ اسکے حرام ہونے کی کوئی علت ہی چنانچہ امام ابو حنیفہ
اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد ان چارون اماموں نے اوسکی علتین جدا جدا
بیان کی ہین کہ ہر ایک کی علت سے معلوم ہوتا ہی کہ سوا ان چھ چیزون کے اورون مین بھی
حکم ربا جاری ہی مگر داؤد ظاہری کوئی علت نہین نکالتے اور انھین چھ اشیا مین ربا کو منحصر جانتے
ہین اسواسطے کہ یہ قیاس کو نہین مانتے ہین حالانکہ یہ مذہب مخالف جمہور اہل سنت ہی اگرچہ ظاہریہ کیواسطے
یہ قول حجت ہے مگر مخالفت جمہور سے مردود سمجھا گیا پس چارون مذہب کے مقلدا پنے اپنے
امام کے قول کے موافق سند پکڑینگے پھر اگر کسی کے نزدیک بوجہ اختلاف اس علت کے ایک شئی
مین ربا ہوگی تو دوسرے کے نزدیک اوسمین ربا نہوگی پس ایک شخص عامی جو علم مین بھی کم اور
فہم مین بھی ناقص ہو اوسکو ایسے مسائل مین کیونکر تحقیق ہو سکتی ہی بجز اسکے کہ وہ اپنے زعم
فاسد مین تحقیق سمجھ لے اور فی الواقع تحقیق نہو پس حیف صد حیف کہ محققین اکابر دین تو
مسائل فروعیہ کی تحقیق مین تمام عمر گفتگو کرتے کرتے انتقال کر گئے اور آجتک صدہا قرن سے
کوئی بات محقق اور منقح نہین ہوئی اب یہ بیچارے کم علم جو اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ
مین داخل ہین کیا تحقیق کرینگے واہ واہ انصاف اسی کا نام ہی اسیوجہ سے جب عامی کی
تحقیق کا مطلق اعتبار نہین ہوا تو اوسکو بجز تقلید کے کوئی چارہ نہ ٹھیرا اور ساری تفتیش اور
کوشش اوسکی تکلیف مالایطاق مین داخل ہو گئی جسکے واسطے جناب باری فرماتا ہی لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا
اِلَّا وُسْعَهَا یعنی نہین تکلیف دیتا ہی اللہ کسی نفس کو مگر موافق وسعت اوسکی کے انتہی البتہ جن
لوگون کو درجۂ اجتہاد حاصل ہی اونکے واسطے سعی محال نہین یا جنکو بعض مسائل مین مرتبۂ
اجتہاد ہو وہ بھی اس سے خارج ہین اونکے واسطے بھی اون مسائل مین تقلید واجب نہین
پس عامی کو مجتہدین اہل ذکر کی تقلید کرنی عین اطاعت خدا و رسول ہی اور اسکا انکار کرنا
صریح آیت کا انکار ہی اگر عامی کو تقلید مجتہدین سے منع کیا جائے گا تو خلاف آیۂ فَاسْئَلُوْٓا
اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ کے لازم آئے گا اور بے علم اور کم فہم کو تکلیف تحقیق

شخص کو واجب نہیں جانتے ہیں محققین حنفیہ نے کہ جس مسئلے میں اوکو خلاف حدیث معلوم ہوا ترک کردیا مگر وہ مسائل شاذ و نادر ہیں اور بقیت یہ کہ معترض صاحب تو خود صحابہ کے قول کو جو قرون اول میں ہے نہیں مانتے اور ہمارے اقوال بعد قرون ثلثہ کے حجت لازمی ہیں سے بہین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا اگر زیادہ تحقیق اس مسئلہ تقلید کی منظور ہو تو کتاب انتصار الحق تصنیف جناب مولوی ارشاد حسین صاحب رامپوری کی ملاحظہ فرماویں اوسمین یہ بحث مفصل لکھی ہے **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ایسا حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہیں کہ چار ون اماموں میں سے ایک کی تقلید اگر واجب نہوتی تو بڑے بڑے عالم فاضل محدث اور مفسر اور فقیہہ اونمین سے کسی کے بھی مقلد نہ ہوتے جواب اسکا دو طرح پر ہے اول یہ کہ بجز بعض متعصب علما کے ایک امام کی تقلید کو واجب تو کیا مباح تک بھی کوئی نہیں کہتا الخ **اقول** معترض صاحب نے چند اشخاص کو کہ جنمین بعض ظاہر یہ بھی داخل ہیں بدون تحقیق الکھدیا یہ جتنے نام لکھے ہیں سب مقلد تھے الا ماشاء اللہ اور بعض مسائل مین خلاف تقلید کرلینے سے تقلید فوت نہین ہوتی غرض تقلید اسکا نام نہین کہ خاص امام کا قول مستقل معمول بہ رہے بلکہ وہ قول خدا اور رسول کا ہی چونکہ وہ متبع تھا ایمہ نے اوسکو ظاہر کردیا اس نسبت سے حنفی شافعی کے الفاظ مقلدین پر صادق آتے ہیں مگر درحقیقت تقلید خدا اور رسول کی ہی ہے اسکی طرف نسبت مجازی ہے **قال** التزام مذہب معین مین حکم اور خطاب شارع کا صادر نہین ہوا **اقول** مذہب معین کا التزام بوجہ عوارض مجبوراً کرنا پڑا کیونکہ ایک ایک مسئلے مین اختلافات کثیر تھے کسی کے نزدیک حرام اور کسی کے نزدیک حلال تھا اس لیے بغیر تقلید ایک کے چارہ نہ تھا کیون کہ اسصورت مین قوی تر کتاب حرام مین بوجہ دو قول کے شبہہ تھا مگر جب دونون قولون پر عمل کریگا تو اب یقیناً مرتکب حرام کا ہوجاویگا اور اسی قسم کے مسائل مین تقلید ضروری ہے جو مسائل مصرح قرآن اور حدیث سے ماخوذ ہوتے ہین اونمین تقلید محض بے اصل اور لغو ہے علاوہ اسکے معترض صاحب خود التزام اسناد کو قوی سمجھتے

یعرف مذاہب المتقدمین لئلا یخرج عن اقوالہم فیخرق الاجماع
ویتعین علیہا ویستعین فی ذلک بمن سبقہ لان جمیع الصناعات
کالصرف والطب والشعر والحدادۃ والنجارۃ والصباغۃ لم تتیسر الا
بملازمۃ اہلہا وغیر ذلک نادر بعید لم یقع وان کان جائزا فی العقل
واذا تعین الاعتماد علی اقاویل السلف فلا بد من ان یکون اقوالہم
التی یعتمد علیہا مرویۃ بالاسناد الصحیح او مدونۃ فی کتب مشہورۃ
وان یکون معتمد الامۃ بان یبین الراجح من محتملاتہا ویخصص عمومہا
فی بعض المواضع ویقید مطلقہا فی بعض المواضع ویجمع المختلف منہا
ویبین علل احکامہا والا لم یصح الاعتماد علیہا ولیس مذہب فی
ہذہ الازمنۃ المتاخرۃ بہذہ الصفۃ الا ہذہ المذاہب الاربعۃ

یعنی جان تو کہ ان چاروں مذہبوں سے اخذ کرنے میں بڑی مصلحت ہے اور اوس سے اعراض
کرنے میں بڑا فساد ہے اور ہم اسکو کئی وجہوں سے بیان کرتے ہیں ایک یہ کہ امت نے اجماع
کیا ہے اسپر کہ شریعت کے معلوم کرنے میں سلف پر اعتماد کریں پس تابعی صحابی پر اعتماد کریں
اور تبع تابعی تابعین پر اسیطرح ہر طبقے میں علما اپنے اگلوں پر اعتماد کریں اور عقل اسکے
حسن پر دلالت کرتی ہے اس لیے کہ شریعت نہیں پہچانی جاتی مگر نقل اور استنباط سے
اور نقل نہیں درست ہوتی مگر اسطرح سے کہ ہر طبقہ پہلوں سے بالاتصال سند لیتا چلا آوے
اور استنباط میں ضرور ہے کہ مقلدین کا مسلک معلوم ہو تاکہ اونکے اقوال سے خارج ہو کر
خارق اجماع نہ ہو جاوے اور چاہیے کہ اسپر بنا کرے اور پہلوں سے استعانت کرے اسلیے
کہ تمام صناعتیں جیسے صرف اور نحو اور طب اور شعر اور لوہارگی بڑھئی گری اور سناری نہیں
حاصل ہوتے ہیں مگر صحبت سے اور سوا اوسکے کم اور مستبعد ہے واقع نہیں ہوا اگرچہ عقل جائز
رکھتی ہے اور جبکہ سلف کے اقوال پر اعتماد متعین ہو گیا تو پس ضرور ہے کہ اقوال اونکے جزئیہ

یہ بات غلط اور واہی ہی جو شخص کہ عربی زبان سمجھتا ہی وہ معنی قرآن کے بھی بے شک سمجھ سکتا ہی

اقول اللہ ری بے باکی حنفیہ کے قول کو کسقدر تحریف کردیا ہی حنفیہ تو یہ کہتے ہین کہ بدون مجتہد کے دوسرا شخص قرآن اور حدیث سے مسائل استنباط نہین کرسکتا معنی قرآن کے سمجھنے اور نہ ہین اور مسائل فقہیہ کا قرآن سے اخذ کرنا اور شی ہی ہر شخص کا کام نہین یہ کام اوس شخص کا ہی کہ اوسکو قرآن کے احکام تمام یاد ہون اور احادیث جو متعلق احکام کے وارد ہین سب یاد رکھتا ہو اور خاص اور عام اور مطلق اور مقید اور مجمل اور مبین اور ناسخ اور منسوخ وغیرہا احکام سے خوب جانتا ہو اور حدیث متواتر اور آحاد اور مرسل اور متصل اور منقطع کو پہچانتا ہو اور راویون کا حال کہ فلان راوی ثقہ ہی اور فلان ضعیف ہی سب اوسکو معلوم ہو اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے اقوال سے خواہ اجماعی ہون خواہ اختلافی آگاہی رکھتا ہو اور علم قیاس جلی اور خفی اور تمیز قیاس صحیح اور فاسد کی اوسکو ہو اور پھر زبان عرب بھی باعتبار لغت اور اعراب اور اصطلاح کے خوب جانتا ہو ایسے شخص کو مجتہد کہتے ہین اور معترض صاحب جو اجتہاد کا دم بھرتے ہین ہمارے سامنے آئین تو اونکے اجتہاد کی حقیقت معلوم ہو خیر وہ تو کس شمار مین ہین اور جن جن کو اسمین دعوا ہو ان تمام شروط مذکورہ کو بیان کرین جب خود مبلغا عبد العلی بحر العلوم باوجود اسکے کہ انقطاع اجتہاد کا رد کرتے ہین اور اونکی جامعیت بہر آفاق تھی مجتہد نہ ہوسکے تو اورون کو بجز اپنے موہ آپ میان مٹھو بننے کے اور کیا آتا ہی غرض قرآن کے معنی سمجھنے کا کوئی حنفی منکر نہین مجتہد اور غیر مجتہد دونون سمجھتے ہین البتہ اجتہاد اور استنباط مسائل فروعیہ کا فقط معنی سمجھنے والون سے ممکن نہین جسمین اسنے شروط پائے جائین اوسکا اجتہاد محققین کے نزدیک معتبر ہی ورنہ خرط القتاد

قال اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ حدیث پر عمل کرنیوالا حال حدیث کے صحیح اور ضعیف اور موضوع ہونے کا اور تحقیق رواۃ کی کسطرح بہم پہونچائے گا جواب اسکا یہ ہی کہ پہچانا حدیث تینون قسم یعنی صحیح اور ضعیف اور

بھی معلوم ہوتا ہی کیون کہ وہ اوسکو تقلید کو برا کہتے ہین جسمین مقلدیون سمجھے کہ اس امام سے
خطا محال ہی اور جو کہتا ہی صواب کہتا ہی اور یہ بات دلمین رکھے کہ تقلید اسکی چھوڑون گا
اگرچہ خلاف پر دلیل قایم ہوجاوے پس انصاف کرنا چاہیے کہ کونسا مقلد یہ عقیدہ رکھتا ہی
کہ امام سے خطا محال ہی اور کسی طور کو خلاف پر دلیل قایم ہو تقلید چھوڑے اگر یہ عقیدہ مقلدین
کا ہوتا تو کوئی مسئلہ امام صاحب کا نہ چھوڑتے اور من وجہ مخالفت تو اضطراری ہی جو کوئی مسئلہ کسی مذہب کا
لیجیے کسی نہ کسی ماخذ سے مخالف ضرور ہوگا پس مشرکین کی آیتون کا خود ظاہر یہ ہی مصداق
ہین کیون کہ اپنی راے کے آگے اہل ذکر سے دریافت کرنا جائز نہین رکھتے اور اگر جائز رکھتے
ہین تو تکلیف مالایطاق جسکی خدا نے مخالفت کی ہی اوسپر لازم جانتے ہین وَمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ
بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ اور حلال و حرام مین مطلق تمیز نہین کرتے اپنی راے سے جسکو چاہتے ہین
ترجیح دیتے ہین اور اپنی عقل کے مقابلے مین ایمہ کی راے کو کافی نہین جانتے اور صحابہ کی
خدمت مین گستاخیان کرتے ہین ایسے لوگ تو موحد اور محمدی آنکو تغلباً مشہور کرین اور مسلمانون کو
مشرک قرار دین سبحان اللہ کیا انصاف ہی خدا اونکو اس ورطۂ ضلالت سے نکال کر صحابہ اور
ایمہ مجتہدین کی طرف سے حسن ظن عنایت کرے جاے حیرت ہی کہ کجا شرک اور کجا تقلید ائمہ
یہ لوگ کس خواب خرگوش مین ہین اور امام طحاوی کا قول خاص اپنے واسطے ہی کہ اونکو درجۂ
اجتہاد حاصل تھا مگر باین ہمہ امام صاحب کے مقلد رہے اور معانی الآثار مین امام صاحب کے
مذہب کی تمام حدیثین لکھتے چلے جاتے ہین اور برابر اون کو ترجیح دیتے ہین اگر یہ قول امام
طحاوی کا ٹھیک منقول ہوا ہی تو پھر اونھون نے باوجود علامۂ دہر ہونے کے تقلید کیون ترک
کی اور گفتگو ہماری فقط نسبت امام طحاوی وغیرہ کے نہین گفتگو فقط عام اشخاص مین ہی
جنکو قرآن و حدیث سے مسائل کے استنباط کی قوت نہین امام طحاوی پر ہم بھی تقلید واجب
نہین جانتے مبحث کچھ ہی معترض صاحب کا کلام کچھ ہی اور اس قسم کے قصے ہمپر ہرگز حجت نہین ہو
سکتے جب تک سند اوسکی امام طحاوی تک نہ پہنچادو **حاصل کلام** یہ ہی کہ حنفیہ تقلید

نہیں مانتے اور بوجہ ضعف اسناد کے انکار قرآن کا کر دیتے ہیں خدا ایسی اسناد سے
محفوظ رکھے جسپر یہ دیوانے اور فریفتہ ہیں اور محض بنا بر اسناد کے لعن اور طعن اور خلاف قرآن
سبھی کچھ کرتے ہیں مجکو خوف ہی کہ رفتہ رفتہ کہیں اسناد کی پرستش نکرنے لگیں غرض کلام اسمیں
اسمیں نہیں ہی کہ حدیث کی صحت اور ضعف معلوم نہیں ہو سکتا بلکہ گفتگو اسمیں ہی کہ مسائل
فروعی جنکے استنباط کی حاجت پڑتی ہی اوسمیں صحت اور ضعف کے جاننے سے کام نہیں چلتا
علاوہ اسکے حدیث کی صحت اور ضعف اور وضع میں اسقدر اختلاف ہی کہ ابتک کوئی بات
طے نہیں ہوئی جسنے جس مسئلہ کو اختیار کیا ہی اوسکے موافق جو حدیث ہی وہ اوسکے نزدیک
مرجح ہی اسیطرح ایک راوی کو ایک شخص نے ضعیف کہا ہی تو دوسرے نے لا باس کہدیا
غرض اگر صحت اور ضعف حدیث میں ہی فیصلہ ہو گیا ہوتا تو بھی آسانی پہنچ جاتے دشواری
تو یہ ہی کہ اختلاف باہمی نے ساری خرابی ڈال رکھی ہی کسکا اعتبار کریں اگر ایک کے قول کو
کہتے ہیں تو دوسرے کا قول غلط ہوا جاتا ہی پھر فہم کا اختلاف اوس سے بڑھکر ہو ایک شخص
کی رائے میں مسائل مستنبطہ میں ایک مسئلے کا یقین ہی اور دوسرے کی رائے میں دوسرا مسلم
مناقض اوسکے جما ہوا ہی ابن جوزی صلوۃ التسبیح کی صحیح حدیث کو موضوع اور بخاری کی
تحریم معازف کو باوجود صحیح ہونے کے مردود جانتے ہیں اور دار قطنی اور علامہ ابن ہمام
نے بخاری کے بعض احادیث میں کلام کیا ہی اور علامہ ابن حجر عسقلانی کو بخاری اور مسلم دونوں
کے بعض رجال میں کلام ہی گو مسلم میں بہ نسبت بخاری کے زیادہ متکلم فیہ بتلاتے ہیں اور امام
شاکر ابن حجر نے بخاری میں قریب اسی آدمیوں کے اور مسلم میں مضا اسکے ضعیف کہا ہی مگر تقریب
میں علقمہ کے سماع کا اپنے والد سے انکار کیا ہی اور ترمذی میں سماع اوسکا اپنے والد سے ثابت
کیا ہی غرض اس قسم کے اختلافات بہت ہیں پس ظاہر ہوا کہ اس تحقیق کے واسطے بہت بڑا امر
درکار ہی معترض صاحب کو سوا نام بتلانے کے اور زبانی جمع خرچ کرنے کے اور کچھ نہیں آتا ہی
کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ اور اوروجہ سے ہی معترض

اور فرض سمجھ گئے کہ اوسکے روبرو قرآن بھی نہ ہو حالانکہ کہیں قرآن اور حدیث سے ایسا التزام
مفہوم نہیں ہوتا اور حنفیہ پر باوجود عدم التزام مذہب معین حقیقی کے التزام دین یہ حدیث تو ہم
پہلے ہی اوسکی رد میں لکھ چکے ہیں اور حجت اللہ البالغہ سے بعد مائۃ رابعہ کے تقلید کار نہیں
ہو سکتا اس لیے کہ پہلے ان ابواب اور فصول کے ساتھ امور دینی مرتب نہ تھے جب محققین
نے ان ائمہ کے اقوال کو دوسروں کے اقوال پر ترجیح دیکھی لامحالہ تقلید شروع کی حاصل
کلام یہ ہے کہ جو شخص واقف سنت ہو اوسکو حنفی یا شافعی بننا کچھ ضرور نہیں اور واقف ہونیکے
کئی صورتیں ہیں اگر ایسے امور ہیں کہ جن میں عام لوگ بھی شریک ہیں اور خاص بھی اونکو جانتے
ہیں جیسے نماز اور حج اور زکوٰۃ اور روزہ اور وضو کی فرضیت اجمالی علی ہذا القیاس زنا اور لواطت
اور قتل وغیرہ کی حرمت کہ ہونا انکا ضروریات دین سے تمام عام و خاص کو معلوم ہے تو یہ کسی مذہب
معین یا کسی مجتہد کی اتباع پر موقوف نہیں ہر مسلمان اسکا معتقد ہے البتہ جو امور کہ بغیر فکر اور
اجتہاد کے معلوم نہیں ہوتے تو جو شخص اونکے استنباط پر قادر ہو جیسے ائمہ مجتہدین تو اسکو
اسمیں کسی کی تقلید کرنی نہیں چاہیے اور جسکو قدرت اجتہاد نہ ہو اوسکو ایسے شخص کا اتباع کرنا چاہیے
کہ جسکو سب سے زیادہ عالم اور متقی جانتا ہے اور اوسوقت اوسسے تکلیف بحث اور نظر
کی بوجہ عجز کے حکم لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ساقط ہوگی اور فَاسْئَلُوْا اَهْلَ
الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ سے اوسپر تقلید واجب ہوگی اس تقریر کے مخالف
کسی کا بھی قول نہیں معترض صاحب نے جہاں تقلید کی عبارتیں نقل کی ہیں سب جگہ اپنے
مطلب کے موافق تصرف کیا ہے اور موافق معقول قال کے کوئی عبارت نہیں لکھی یہاں معترض صاحب
لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ کی چال چلے ہیں کوئی انکی بات مغالطے سے خالی نہیں ہوتی ناحق
حنفیہ بیچارے انکی طرف منسوب کرتے ہیں اور خود دھوکے کی ٹٹی میں شکار کھیل رہے ہیں
ع بہر رنگے کہ آئی می شناسم **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث بہ چلنے والوں کو
دیتے ہیں کہ معنی قرآن شریف کے بدون مجتہد کے اور کوئی نہیں سمجھ سکتا جواب اسکا یہ ہے کہ

بتا مین تمسین معترض صاحب کے قول سے کتابین اسماء الرجال وغیرہ کی جنمین سند نہین ہین کیون کہ
سند کو وہ ضروری جانتے ہین پس اونکے نزدیک کوئی کتاب قابل اعتبار نہین ہے گی قال
اور ایک مغالطہ مقلدین ایمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ جب دو حدیثین مختلف
ہون معنون اور حکم مین تو اب عمل کرنے والے حدیث رسول اللہ پر کیونکر عمل کرین گے جواب
اسکا یہ ہی کہ جن حدیثون کو مقلدین ایمہ آپسمین مختلف سمجھتے ہین اور ظاہر ہین ایک دوسرے
کی ضد اونکو معلوم ہوتی ہین یہ سبب اونکے قصور فہم اور قلت تدبر کا ہی انتہی اقول
حنفیہ کی غرض یہ ہی کہ احادیث مختلفہ مین ایمہ نے جو تطبیق دی ہی وہ سب سے بہتر ہی
اور معترض صاحب نے ابن خزیمہ کا فقط قول نقل کیا ہی حال آنکہ اس قول سے کوئی نتیجہ
حاصل نہین قول شیخ دیگر ہی عمل شیخ دیگر دعوا سب کرتے ہین کوئی اوسکا مصداق دکھلا نیوالا
سوائے ایمہ اربعہ کے موجود نہین معترض صاحب فقط اقوال ہی کو کافی اور وافی سمجھتے
ہین ہم پوچھتے ہین کہ ابن خزیمہ کا یہ قول ہمارے کس مصرف کا ہی اگر وہ کوئی کتاب تطبیق کی
لکھ جاتے تو بیشک ہمارے کام آتی جسمین تطبیق ان دونون صحیح حدیثون کی ہی) کہ ابن عباسؓ
فرماتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا خوف مطر وغیرہ شہر مین جمع کیا ہی اور ابن
مسعودؓ فرماتے ہین ہمنے سوائے مزدلفہ اور عرفہ کے اور کہین جمع کرتے نہین دیکھا ہوجاتی
اسی طرح ایک صحیح حدیث مین صحابہؓ سے قبل نماز مغرب نفل پڑھنے کی روایت ہی اور عبداللہ
ابن عمر رضہ سے یہ روایت ہی کہ ہمنے کبھی کسی صحابی کو قبل مغرب نماز پڑھتے نہین دیکھا ان
دونون مین بھی تطبیق دیتے باوجودیکہ دونون صحیح ہین علیٰ ہذا القیاس بہت ایسی احادیث
ہین جنمین اختلاف ہی مگر ایمہ اربعہ نے بالکل خلاف اوٹھایا ہی خصوصاً مذہب حنفی مین تو
حدیث کو مثل آئینہ کر دیا ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ امام اور مقلدین اونکے حدیث کو خوب
سمجھتے ہین اور ظاہر ہی نے حدیث کا اصل مطلب نہین پایا دوسری حدیث کیسی ہی صحیح ہو
بخاری کی حدیث کے روبرو باوجود امکان اتفاق کے اوس حدیث سے انکھمین

موضوع کا اٹھارہ قسمون سمیت موقوف ہی تحقیق رواۃ اور حال سند پر اقول
کیا معترض صاحب اسکے خواستگار ہین کہ فقہ کی روایت لفظ حدثنا سے امام صاحب
تک ہوتی یا اور کوئی صورت جس سے سلسلۂ اسناد وہان تک پہونچتا اول تو یہ فرمایئے
کہ اسناد کا برابر پہونچنا حدیث سے کہان ثابت ہی جس امر کی خدا اور رسول نے تکلیف
نہین دی آپ اوس سے کسیکو مکلف کرین تو پہلے دعوا پیغمبری یا خدائی کا کر لیجیے پھر اسناد
کا الزام کیجیے ظاہر ہی کہ جسکا قول ثابت کیا جاے تو کچھ اسناد پر موقوف نہین بلکہ شہرت یا کثرت
مشہور سے بھی اوسکا ثبوت ہوجاتا ہی چنانچہ عقد الجید[1] مین لکھا ہی کہ ثبوت مسئلہ کے دو طریق
ہین یا تو اوسکے واسطے سند پائی جاے یا اوس کتاب مشہور سے اخذ کیا ہو جو برابر ہاتھون
ہاتھ چلی آئی ہی جیسے کتابین امام محمد کی اور مثل اونکے تصانیف اور مسانید مشہور مجتہدین
کے اس لیے کہ وہ بمنزلۂ خبر متواتر یا مشہور کے ہین اسیطرح ذکر کیا اسکو امام رازی نے اور
فتاوای قنیہ مین ہی کہ جو کسیکا کلام پایا جاوے اور کسی کتاب مشہور مین مذہب اوسکا
بدون ہو اور ہاتھون ہاتھ وہ کتابین ایک دوسرے سے نقل ہوتی چلی آئی ہون پس اوسکے
ناظر کو یہ کہنا جائز ہی کہ فلان شخص نے یہ کہا ہی اگرچہ اوسکو کسیسے سنا نہو جیسے کتابین امام
محمد کی اور موطا امام مالک کی اور سوا اونکے اون کتابون سے جو اقسام علوم مین تصنیف کی گئی ہین
اس لیے کہ اونکا اسطور سے پایا جانا بمنزلۂ تواتر اور خبر مشہور کے ہی کہ مثل اوسکے نہین محتاج
ہوتی ہی طرف اسناد کے انتہے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کتب حنفیہ مین اسناد کی کچھ ضرورت
نہین فقط ظاہر یہ کے مغالطے ہین اور معترض صاحب کے چوتھے مغالطے کے جواب مین جو منتہے
دوسری عبارت عقد الجید کی نقل کی ہی اوس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہی کہ حدیث کے واسطے
اسناد کی ضرورت نہین بلکہ کتب مشہورہ مین مدون ہونا کافی ہی اسیطرح فقہ کو سمجھنا چاہیے
پس معترض صاحب نے کہان سے اسناد کی ضرورت کا حکم لگا دیا اور پھر حدیث پر فقہ کو قیاس
کیا کلام مجید کی اسناد کیون نہ طلب کی نہ ایسا چاہیے معترض صاحب حدیث آحاد کے مقابلے مین آپ

طلب کرنا۔ یہین ہوتا مثل اوس شخص کے ہی کہ جمع کرے دواؤنکو اور نہ جانے منافع اونکے
یہانتک کہ آوے طبیب جیسا کہ محدث نہین پہچانتا وجہ حدیث کی یہانتک کہ فقہ
آوے انتہے اور فقہ کا اختلاف کچھ مضر نہین اس لیے کہ اُسمین کتنا ہی اختلاف ہو مگر
مفتی بہ سب حنفیہ کے نزدیک ایک ہی ہے الا ماشاء اللہ اور حدیث مین اسقدر اختلاف
ہی کہ جسقدر چارون مذاہب مین بلکہ زائد ہر ایک کا ماخذ ایک حدیث موجود ہی ورنہ اتنے
مختلف کیون ہو جاتے پس فقہ کا اختلاف حدیث کے اختلاف سے چوتھائی بلکہ اس سے
بھی کم سمجھنا چاہیے چنانچہ شرح مسلم مین موجود ہی اوسکو ملاحظہ کیجیے کوئی باب ایسا
نہین کہ جسمین کسیکا خلاف نہو مگر یہ اختلاف کچھ مضر نہین فقط معترض صاحب کے
اعتراض کا جواب ہی کہ وہ فقہ کا اختلاف حدیث کے اختلاف سے زیادہ بتلاتے ہین اور
یہ محض غلط ہی البتہ چارون مذہب کے فقہ کا اختلاف عجب نہین کہ حدیث سے
کم ہو اور فقط ایک امام کے اختلاف فقہ کو زیادہ کہنا لغوبات ہی محض واہیات ہی **قال**
بتلایئے کہ متبع رائے ابو حنیفہ کا کس پر عمل کرے **اقول** مسئلہ مفتی بہ پر **قال** اور ایک
مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ بہ نسبت حدیث کی کتابون کے
فقہ کی کتابین بڑی آسان اور بہت تحقیق اور کوشش سے بنائی گئی ہین سو جواب اسکا
یہ ہی کہ یہ بات محض کذب اور دروغ ہی اگر کوئی منصف بہ نظر تحقیق دیکھے تو عبارت حدیث
کے متون فقہ مثل شرح وقایہ اور کنز اور ہدایہ وغیرہ سے لاکھ درجے آسان ہین **اقول**
جناب معترض صاحب تمسے کچھ تو خدا کا خوف کیا ہوتا ایسی رکیک اور ضعیف باتین
بیچارے حنفیہ کی طرف کیون منسوب کردین اور جواب دینا انکا کیا ضرور تھا شاید
یہ فرضی صورتین ہون فقہا نے فرضی مسائل نکالے ہین تو معترض صاحب بھی تو
تصدیق اجتہاد کے واسطے کوئی بات نکالین اور غرض اس اختراع سے یہ ہی کہ کوئی فقہ
نہ پڑھے اور نہ اوسپر عمل کرے اگر ضرورت پڑے تو مسک الختام وغیرہ کتابین امپر بجال

اپنے اجتہاد کے پیش کریں ورنہ فقہاے مجتہدین کے شکر گذار ہوں اور طعن اور تشنیع سے باز
آئیں دیکھو مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کتاب الانصاف میں لکھتے ہیں اما ھذہ الطبقۃ
الذین ھم اھل الحدیث والاکثرین منھم فانما لکد ھم
فی الروایات وجمعھم الطرق وطلب الغریب والشاذ من الحدیث الذی
اکثرہ موضوع او مقلوب ولا یراعون المتون ولا یفھمون المعانی
ولا یستنبطون سرھا ولا یستخرجون رکازھا وفقھھا وربما
عابوا الفقھاء وتناولوھم بالطعن وادعوا علیھم مخالفۃ السنن و
لا یعلمون انھم عن مبلغ ما اوتوہ من العلم قاصرون وبسوء القول
فیھم اثمون یعنی لیکن یہ طبقہ جو اہل حدیث کا ہی سو نے شک اکثر اونکے سعی کرتے ہیں
روایات ہی میں اور طرق حدیث کے جمع کرنے میں اور طلب کرنے میں غریب اور شاذ کے اوس حدیث
سے کہ جسکا اکثر موضوع یا مقلوب ہے اور نہیں رعایت کرتے وہ لوگ متن کی اور نہیں سمجھتے معنونکو
اور نہیں استنباط کرتے اونکے اسرار کا اور نہیں نکالتے اون کے خزانہ اور فقاہت اور بسا اوقات
فقہا پر عیب کرتے ہیں اور طعن مارتے ہیں اور اونپر مخالفت حدیث کا دعوا کرتے ہیں اور
نہیں جانتے یہ امر کہ فقہا کو یہ مسئلہ کس مبلغ سے دیا گیا علم سے وہ لوگ قاصر ہیں اور فقہا کے
حق میں برے الفاظ کہنے سے گنہگار ہوتے ہیں انتہے کچھ فقہ کا ایک ایک جزئیہ موجود ہی
اگر کسی مسئلے میں اختلاف ہی تو مسئلہ متفق بہ میں تمام حنفی شریک ہیں مگر معترض صاحب تو روایت
اور اسناد کو جب تک فقہ میں نہیں دیکھ لینگے ہرگز اونکو اعتبار نہ آئے گا ورنہ اونکے مسلک کے
خلاف ہو جائے گا معترض صاحب کے قول سے معلوم ہوتا ہی کہ جتنے اقوال اور فتوے بزرگون نے
نقل کیے ہیں کوئی قابل اعتبار نہیں کیونکہ کسی کتاب میں اسناد اونکی نہیں ہے
اسیطرح اسماء الرجال اور موضوعات حدیث اور صحت اور ضعف کی کتابیں سب کی سب لایعنی
کہ یہ کتابیں اونھیں شخصونکی ہیں جنکی طرف منسوب ہیں ان سب کتابون کے اویون کا کہیں

جو معترض صاحب نے محض فضول گفتگو کی معلوم ہوا کہ حضرت کو نے ربط الفاظ کرنے مین بھی نہایت
ای مشق ہی بیان صواب اور خطا کے مسئلے سے کیا بحث تھی جو معترض صاحب نے اظہار کمال ذاتی
کیا خفیہ ہر صورت مین خطا اور صواب دونون کا احتمال رکھتے ہین البتہ جانب صواب غالب
ہوتی ہی اور جانب خطا کا احتمال ہوتا ہی اور اسمین کلام نہین کہ ایمہ نے بعض مسائل مین بعضے
احادیث کو بوجہ کسی علت کے ترک کر دیا ہی اور دوسرا ماخذ اوسکا قرار دیا ہی **قال** +
اور ایک مغالطہ مقلدین ایمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ ہمارے امام نے تمام
مسائل حدیث ہی سے نکالے ہین اور اونکو سب حدیثین پہونچ گئی تھین جواب اسکا
یہ ہی کہ ایسا شخص بڑا کذاب اور بہت بڑے اعتقاد والا بیوقوف ہی اس لیے کہ بڑے بڑے
اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے جو کہ اکثر اوقات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے صحبت
مین رہتے تھے اونکو تو تمام حدیثین ایک مدت تک پونہچی ہی نہین تھین ان امامون کو کیا
پونہچی ہون گی الخ **قول** حنفیہ کسی کی نسبت یہ دعوا نہین کرتے کہ اونکو کل حدیثین
بالیقین پونہچی تھین خواہ امام صاحب ہون یا امام مالک یا امام شافعی یا امام احمد یا امام بخاری
یا امام مسلم ہون کسی کی نسبت کوئی ثابت نہین کر سکتا کہ اوسکو سب حدیثین پہونچ گئی تھین
پس بسطرح یہ نہین کہہ سکتے کہ امام صاحب کو کل حدیثین پہونچ گئی تھین اسی طرح کوئی
اس دعوے کو بھی نہین ثابت کر سکتا کہ امام صاحب کو اسقدر حدیثین نہین پونہچین جسقدر
امام بخاری وغیرہ کو پونہچی تھین پس معترض صاحب نے نہان دو مغالطے دئے ایک تو حنفیہ
کی طرف سے کل حدیثون کا دعوا کر دیا اور دوسرے اوسکے جواب مین صحابہ کی حدیثین
بیان کر دین اور بحث اوسپر یہ لائے کہ صحابہ اکثر اوقات رہتے تھے جوابات معترض صاحب
نے بیان کی من قبیل بناء الفاسد علی الفاسد ہی اکثر اوقات خود اس امر کا مقتضی ہی کہ کل
حدیثین صحابہ کو معلوم نہون پھر یہ کہنا کہ مدت تک اونکو حدیثین نہین پونہچی تھین اس سے
بھی معلوم ہوا کہ بعد مدت کے وہ حدیثین پہونچ گئین چنانچہ خود اوسکی تصریح کر دی ہی پس

بند کرلیتے ہین اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث کا انکار کر بیٹھتے ہین اسیطرح بہت
قواعد اونکے جمہور کے خلاف ہین جسکو ائمہ اربعہ سے خارج ہونا ہو وہ اونکا مذہب اختیار
کرے پھر ہم حیران ہین کہ اسمین معترض صاحب کو کون سی وجہ ترجیح کی نظر آئی کہ اپنے
ہمعصر متعصبون کی کتابین دیکھنے کو ارشاد فرماتے ہین اور امامون کے اقوال سے فرار
کرتے ہین کیا ایمہ کی تطبیق ابن خزیمہ کے تطبیق سے بھی کم تھی جو حدیث مختلف کا مطلب
ایمہ نے بتلایا ہی وہ کسی کو بھی نہین سوجھا اور قاعدے تو سب کتابون مین لکھے ہوئے ہین چنانچہ طب
کے قاعدے تمام کتابون مین موجود ہین ہندی کی چندی ہوگئی ہی ہر دوا کی خاصیت اور
ماہیت اور افعال اور خواص بالتصریح موجود ہین اب یون کہدینا کہ فلان فلان کتاب دیکھکر
مطب کرنا مشکل نہین بہت آسان ہی مگر معترض صاحب اگر ان کتابون کو دیکھکر کوئی نسخہ
کسی مریض کے واسطے لکھدین تو ہم سلام کرین اور اگر بالفرض لکھ بھی دین گین تو اوس نسخے
کی اور سنکیا کی ایک خاصیت ہوگی بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہی کہ آدمی کو علم ہی کا ہوتا ہی
جیسے علم طب تمام پڑھ جاوے مگر نسخہ بغیر مطب دشوار ہی پھر طبیبون مین بھی فرق ہوتا ہی
جتنا زیادہ ذکی اور قوی الحافظہ ہوگا اوتنا ہی علم طب اور مطب اوسکا عمدہ ہوگا اگر سنہ بار
ہوا کرین تو پھر بڑے طبیبون کو کون پوتھے خود کتابین دیکھکر دوا پی لیا کرین جیسے
آج کل کے نیم حکیم خطرۂ جان ہین ویسے ہی حضرات ظاہریہ خطرۂ ایمان ہین دعوا یہ کچھ کہ جسکے
بوے اجتہاد پائی جائے اور علم ایسا کہ جس سے فاش غلطی واقع ہو غرض جتنا کسی شخص کا
علم وسیع ہوگا اوتنا ہی قول اوسکا بہ نسبت دوسرے کے زیادہ قوی ہوگا ورنہ امام صاحب
کی درایت اور امام بخاری کی روایت کو کوئی نہ دریافت کرتا اور علامہ ابن حجر مکی شافعی رح
خیرات الحسان کی فصل بست وششم مین لکھتے ہین مَنْ يَطْلُبُ الْحَدِيْثَ وَلَا يَتَفَقَّهُ
كَمَنْ يَجْمَعُ الْاَدْوِيَةَ وَلَا يَدْرِيْ مَنَافِعَهَا حَتّٰى يَجِيْءَ الطَّبِيْبُ كَمَا اَنَّ
الْمُحَدِّثَ لَا يَعْرِفُ وَجْهَ حَدِيْثِهٖ حَتّٰى يَجِيْءَ الْفَقِيْهُ یعنی جو شخص حدیث

خیرات الحسان فصل بست و ششم

اسکے بعد معترض صاحب نے سو مسئلے مخالف احادیث نقل کیے ہین اور عقل کو بالاے طاق رکھدیا ہی چنانچہ ناظرین کو جواب سے معلوم ہوگا کہ یہ طعن ایمہ حدیث پر نہین بلکہ اس پر ہے ہین معترض صاحب نے سبھی پر طعن کیا ہی امام صاحب وغیرہم اس سے بالکل بری ہین

قال اور ایک مغالطہ مقلدین ایمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ قرآن اور حدیث کا ایسا کوئی مسئلہ نہین ہی جو کہ مجتہدون کو نہ ملا ہو ویا اونھون نے کسی مسئلہ پر قرآن حدیث کے خلاف عمل کیا ہو سو جواب اسکا یہ ہی کہ یہ بات بالکل غلط ہی اگر کوئی شخص تامل کرے تو اکثر پاوے گا کہ ایک طرف تو حدیث صحیح ہی اور ایک طرف راے امام کی ہی اوس حدیث صحیح کے مخالف اور فتوے امام کی راے پر ہی چنانچہ مشت نمونہ خروارے چند قول اونکے یہان نقل کرتا ہون دیکھ لیجے مسئلہ اول اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف قرآن اور حدیث کے یہ ہی جو کہ فقہ اکبر اور شرح عقائد نسفی مین لکھا ہی اَلْاِیْمَانُ هُوَ الْاِقْرَارُ وَالتَّصْدِیْقُ وَاِیْمَانُ اَهْلِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَا یَزِیْدُ وَلَا یَنْقُصُ یعنی ایمان اقرار ہی اور تصدیق ہی اور ایمان اہل آسمان اور زمین کا نہین زیادہ ہوتا اور نہین کم ہوتا انتہے امام اعظم نے خلاف کیا ہی اس مسئلے مین کلام اللہ کی صریح کئی آیتون کا بھی اور حدیثون کا بھی اس لیے کہ ایمان بڑھتا بھی ہی اور کم بھی ہوتا ہی چنانچہ فرمایا اللہ تعالی نے وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا یعنی جب پڑھی جاتی ہین اوپر اونکے نشانیان اوسکی زیادہ کرتی ہین اونکو ایمان **اقول** یہان نزاع لفظی ہی اسمین مخالفت قرآن اور حدیث کی مطلق نہین پائی جاتی تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ ایمان کے معنی جیسا کہ متاخرین حنفیہ کے کتب مین ہین فقط تصدیق قلبی کے ہین اور اقرار کو احکام معاملات دنیوی مین ضروری اور داخل ایمان جانتے ہین چنانچہ آیات قرآنی اسپر شاہد ہین فرمایا اللہ تعالے نے اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ یعنی یہی لوگ ہین کہ جنکے دلونمین اللہ نے ایمان کو ثابت کردیا ہی وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ یعنی دل اوسکا مطمئن ہی ساتھ ایمان کے وَلَمَّا یَدْخُلِ

کی اور نیل الاوطار وغیرہ تصانیف قاضی شوکانی زیدی کی جو مخالف مسلک جمہور علمائے سنت کے ہی دیکھ لین
اور جب کسی خاص مسئلے کی ضرورت پڑی تو انہین کتابون سے اجتہاد بھی کرلے اور ہدایہ
کی حدیث موضوع پر کسی مقلد کا عمل نہین اور نہ اوسمین موضوع حدیثین ہین چنانچہ فتح القدیر
مین تو صحیح صحیح حدیثون سے مسائل ہدایہ کو خوب قوت دیکر جبر نقصان کردیا ہی مطلب ثبوت
سے ہی کہین ہو البتہ ضعف اور صحت مین اختلاف ہوا کرتا ہی اسکا خود محدثین نے بھی اعتبار
کیا ہی اور حدیث ضعیف پر باوجود پائے جانے صحیح کے عمل کرلیا ہی چنانچہ ترمذی مین لکھا ہی
فَقَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ أَجْوَدُ إِسْنَادًا وَالْعَمَلُ عَلَى
حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ یعنی کہا یزید بن ہارون نے کہ حدیث ابن عباس کی اسناد
مین بڑی کھری ہی اور عمل عمرو بن شعیب کی حدیث پر ہی انتہے پس تعجب ہی کہ تو صحیح کو محدثین نے
چھوڑ کر ضعیف پر عمل کرلین اور فقہا اگر ضعیف پر کسی وجہ سے عمل کرلین تو قصور وار ٹھیرین
ہر یکے ناصح برائے دیگران + ناصح خود یافتم کم در جہان **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین
ایسہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ مجتہدون کا کوئی مسئلہ بھی قرآن اور حدیث کے
خلاف نہین ہی اور اگر کوئی ہوگا بھی تو اوسکا باعث یہ سمجھا جاوے گا کہ اوسکو مجتہدون نے
بسبب لائق نہ ہونے عمل کے عمداً ترک کردیا ہوگا جواب اسکا یہ ہی کہ اس تقریر سے یہ ثابت
ہوتا ہی کہ مقلدین مجتہد سے خطا کے ہونے کے قائل نہین ہین اور قائل نہوا خطا کا مجتہد سے
یہ مذہب معتزلہ کا ہی الخ **اقول** اس کلام سے یہ نہین سمجھا جاتا ہی کہ احتمال خطا اون سے
نہین احتمال خطا تو ہر صورت مین ہی اگر صحیح کے مطابق استنباط ہوگا تو بھی احتمال خطا ہی
فقط خلاف حدیث کی صورت کو رفع خطا مین دخل دینا محض خطا ہی اگر مجتہد عمداً کسی حدیث کو
کسی علت سے ترک کردے اوسکے اجتہاد مین احتمال خطا ہوگا اور اگر مسلہ استنباطی اوسکا
مخالف کسی حدیث کے نہ معلوم ہو تو بھی احتمال خطا سے چارہ نہین غرض مسائل اجتہادیہ
مین احتمال خطا اور صواب ہر صورت مین ہوتا ہی مخالفت اور موافقت کو اوسمین کیا دخل

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جو معنی ایمان کی امام صاحب لیتے ہیں وہ ہرگز زیادتی کا باعث قبول نہیں کر سکتی جتنی آیتیں آپ نے بیان کیں سب میں ایمان سے ارکان ثلاثہ مذکورہ مراد ہیں اگر یہ معنی ایمان کے آپ مراد لیتے ہیں تو بجا ہے سو ان معنوں سے امام صاحب ایمان کی کمی اور بیشی کا انکار نہیں کرتے اور اگر صرف تصدیق یا مجموع اقرار و تصدیق کے معنی لیے جائیں جیسا کہ مذہب امام صاحب کا ہے تو معنی آیت کے یہ ہوں گے جو تفسیر کبیر میں لکھے ہیں اور امام صاحب سے بھی یہی معنی منقول ہیں وَالْوَجْهُ الثَّانِي مِنْ زِيَادَةِ التَّصْدِيقِ أَنَّهُمْ يُصَدِّقُونَ بِكُلِّ مَا يُتْلَى عَلَيْهِمْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَلَمَّا كَانَتِ التَّكَالِيفُ مُتَوَالِيَةً فِي زَمَنِ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَعَاقِبَةً فَعِنْدَ حُدُوثِ كُلِّ تَكْلِيفٍ كَانُوا يَزِيدُونَ تَصْدِيقًا وَإِقْرَارًا وَمِنَ الْمَعْلُومِ أَنَّ مَنْ صَدَّقَ إِنْسَانًا فِي شَيْءٍ ثُمَّ كَانَ تَصْدِيقُهُ لَهُ أَكْثَرَ مِنْ تَصْدِيقِ مَنْ صَدَّقَهُ فِي شَيْءٍ وَاحِدٍ وَقَوْلُهُ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا مَعْنَاهُ أَنَّهُمْ كُلَّمَا سَمِعُوا آيَةً جَدِيدَةً أَتَوْا بِإِقْرَارٍ جَدِيدٍ فَكَانَ ذٰلِكَ زِيَادَةً فِي الْإِيمَانِ وَالتَّصْدِيقِ یعنی وجہ دوسری زیادتی تصدیق کی یہ ہے کہ وہ تصدیق کرتے ہیں کل اوس شے کی جو پڑھی جاتی ہے اوپر رسول اللہ کی طرف سے اور جبکہ تھیں تکلیفیں رسالت پناہ میں سے پے در پے اور یکے بعد دیگرے پس وقت حادث ہونے تکلیف کے زیادہ کرتے تھے وہ تصدیق اور اقرار اور ظاہر ہے یہ کہ جو شخص کسی انسان کی دو امر میں زیادہ ہے تصدیق اوس شخص کی تصدیق سے کہ ایک امر میں تصدیق کرے اور قول جناب باری وَإِذَا تُلِيَتْ الخ یعنی جب وہ سنتے ہیں کوئی آیت جدید کرتے ہیں اقرار جدید پس ہوگی یہ زیادتی ایمان میں اور تصدیق میں دوسری جگہ کہتے ہیں وَالْمَعْرِفَةُ وَالْإِقْرَارُ لَا يَقْبَلَانِ التَّفَاوُتَ یعنی تصدیق اور اقرار

امام صاحب کا زمانہ تو بہت بعد ہوا ہی اور کوفے مین بہت سے صحابہ آکر مقیم ہوے تھے
اونکا علم حدیث کہان گیا کیا ظاہر ہے سیکھا اور کسیکو میسر نہوا لہذا امام صاحب کو کہ تمام
کوفے سے اعلم تھے بہت ہی احادیث پونہچے ہون گے چنانچہ مسائل کی تطبیق مین امام صاحب
کی مسانید مین اسقدر احادیث موجود ہین کہ دوسرے کی کتاب مین اتنے نہین ہین اور ہر حدیث
جو ذرا بھی ایک گونہ مخالف ہوا اوسکو کہدیا کہ امام صاحب کو نہین پونہچی محض بے دلیل بات اور
رجم بالغیب ہی خدا ایسے سوءظنی سے بچاوے ورنہ ہر امام کے حدیث دوسرے امام کی صحیح حدیث
اور اجتہاد کے مخالف نہوتے حالانکہ کوئی حدیث ایسی نہین کہ جسکے مخالف کسی کا قول
موجود نہو مگر یون دعوا نہین کرسکتے کہ اوسکو صحیح حدیث نہین پونہچی تھی ہم بہت حدیثین
صحیح دیکھتے ہین کہ ایمہ نے اونکو باوجود صحت کے ترک کردیا ہی کچھ محض صحت پر دارومدار عمل
کا نہین ورنہ جمہور صحابہ کا خلاف حدیث صحیح کے کوئی امر مروی نہوتا پس سب صحیح حدیثونکو واجب العمل
جانین تو صحابہ کا عمل اونکے ضرور برخلاف موجود ہی جب صحابہ ہی خلاف کرنے لگے تو نعوذ
باللہ موافق حدیث فقط ظاہر یہ اپنے خیال مین ہون گے اسیوجہ سے احادیث مرفوعہ
مین صحابہ کے اعمال بھی ملحوظ خاطر ضرور ہین خصوصًا جو راوی اوس حدیث کے ہون اگر اوسکے
خلاف عمل کرتے ہون گے تو وہ حدیث قابل عمل نہوگی پھر اوسمین ایمہ کے اقوال بھی ضرور دیکھنے
چاہیین کیون کہ اکثر احادیث کی ایمہ نے وہ توجیہ بیان کی ہی کہ گو ظاہر کے خلاف ہی مگر غرض
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بالیقین وہی معلوم ہوتی ہی سین نے تحقیق صحیح حدیث پر عمل کرلینا
حسن ظن تو ہی مگر حماقت اور تکبر سے خالی نہین ؎ در میر و وزیر پاسبانی + بہ و سلیت گر دبیرانی
سگ دربان چو یافتند غریب + این گریبان گرفت و آن دامن ۔ حاصل یہ ہی کہ معترض
صاحب دوسرون کے مغالطے فرضی نقل کرتے ہین اور جواب کے ضمن مین خود مغالطے دیتے
ہین بلکہ اونکے جواب کا نام مغالطہ ہی سمجھنا چاہیے عوام کو تو معلوم نہین کہ حنفیہ کا حقیقت
کار کیا ہی اونکی نظر مغالطوں پر ڈال کر مٹی کی آڑ مین اون بیچارون کو پھانس لیتے ہین

حنفیہ کے لیکن فرق اوسمین باعتبار قوت اور ضعف کے ہی اس لیے کہ ایمان عبارت ہی تصدیق
قلبی سے کہ جسکو اذعان کو پہونچ جاوے اور اسمین زیادتی اور کمی متصور نہین حتی کہ جسکو حقیقت
تصدیق کی حاصل ہو جائے خواہ وہ عبادت کرے خواہ گناہ تصدیق اوسکی برحال خود باقی رہیگی
اوسمین کچھ تغیر نہین آتا ہی اور دلیل ہماری قول جناب باری ہی وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ
اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَلٰكِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ یعنی جسوقت
کہا ابراہیم نے اے رب میرے دکھا مجکو تو مردے کو کیسے زندہ کردیتا ہی کہا کیا تو ایمان نہین
لایا کہا ابراہیم نے ایمان تو لایا ہون مگر دل کا اطمینان چاہتا ہون پس اگر ایمان زیادتی اور
نقصان قبول کرتا تو جواب ابراہیم کا وَلٰكِنْ لِّیَزْدَادَ اِیْمَانِیْ ہوتا یعنی مگر اس لیے کہ زیادہ ہو جاوے
ایمان میرا پس قول ابراہیم کا لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ دلیل یقینی ہی اسپر کہ نفس ایمان نہ زیادہ ہوتا ہی اور
نہ کم البتہ اطمینان سے تصدیق اصلی کو تقویت ہوتی ہی اسیطرح قول اللہ تعالے کا اُولٰٓئِكَ
كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ یعنی یہی ہین جنکے دلون مین حق تعالے نے ایمان ثابت کردیا ہی اور
ظاہر ہی کہ ثبت زیادہ اور کم نہین ہوتا علی ہذا القیاس قول رسالت مآب کا حدیث ابو سعید مین
جو رواہ عن المنکرین وارد ہی وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ دلالت کرتا ہی اسپر کہ ایمان نہ زیادہ ہوتا ہی
اور نہ کم لیکن قوی اور ضعیف ہو جاتا ہی جیسا کہ مذہب حنفیہ کا ہی انتہے اور جوامع قادریہ مین لکھا ہی
وَلٰكِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ دلیل یقینی ہی کہ ایمان کم وبیش نہین ہوتا لیکن بسبب اطمینان کے قوی
ہو جاتا ہی چنانچہ یہی مذہب ہمارا ہی انتہے اور الدر الازہر شرح الفقہ الاکبر مین ہی اَنَّ الْاِیْمَانَ لَا یَزِیْدُ
وَلَا یَنْقُصُ مِنْ حَیْثُ اَصْلُ التَّصْدِیْقِ وَالْاِذْعَانِ اِلَّا اَنَّهٗ یَقْوٰی وَیَضْعُفُ
مِنْ جِهَةِ الْیَقِیْنِ یعنی تحقیق ایمان نہ زیادہ ہوتا ہی اور کم بھی نہین ہوتا ہی باعتبار اصل تصدیق
اور اذعان کے مگر تحقیق قوی اور ضعیف ہوتا ہی باعتبار یقین کے انتہے البتہ محدثین کے قول پر
یہ شبہ وارد ہوتا ہی کہ جب عمل بھی داخل ایمان ہوا تو چاہیے کہ بدون عمل ایمان متحقق نہو سو اسکا جواب
کشاف اصطلاحات فنون مین موجود ہی قَالَ الْاِمَامُ هٰذَا فِیْ غَایَةِ الصُّعُوْبَةِ لِاَنَّ الْعَمَلَ

کہ ایمان فی قلوبکم یعنی نہین داخل ہوا ایمان تمہارے دلون مین قالت الاعراب
آمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا یعنی کہا بدوی نے جو منافق تھے ایمان لائے ہم تو کہدے
کہ تم ایمان نہین لائے دل سے لیکن کہو کہ اسلام لائے ہم یعنی ظاہر مین منقاد و مطیع ہو گئے
اور احادیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہی چنانچہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ
سے جسوقت اونھون نے قتل کیا ایک شخص کو کہ اوسنے لا الہ الا اللہ کہا تھا ھلا شققت
قلبہ فنظرت اصادق ھو ام کاذب یعنی کیون نہ چیر کر دیکھ لیا تو نے دل اوسکا
کہ وہ سچا ہی یا جھوٹا والایمان ان تؤمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ
یعنی ایمان یہ ہی کہ تصدیق کرے تو ساتھ اللہ کے اور فرشتون اوسکے کے اور کتابون اوسکے کے
اور رسولون اوسکے کی یہ چند آیتین اور حدیثین ہمنے لکھدی ہین ورنہ اور بہت سی سندین
قرآن اور حدیث مین اوسکی موجود ہین جن سے معلوم ہوتا ہی کہ ایمان کا تعلق قلب ہی سے ہی اور
امام اعظم کی عبارت سے معلوم ہوتا ہی کہ اونکے نزدیک ایمان عبارت ہی تصدیق قلبی اور
اقرار زبانی سے اور محدثین کے نزدیک ایمان کے معنی تصدیق اور اقرار اور عمل کے ہین اور قرآن
اور حدیث مین بھی ایمان بان معنی آیا ہی اسی وجہ سے حنفیہ اور شافعیہ مین اختلاف ہوا
کہ آیا ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہی یا نہین پس محدثین چونکہ عمل کو بھی داخل ایمان کر چکے تھے
اس لیے وہ زیادتی اور کمی ایمان کے قائل ہوے چنانچہ اس آیت کو وہ اپنے قول کی سند لائے
ہین امام رازی شافعی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین فقد احتجوا بھذہ الآیۃ من
وجھین الاول ان قولہ تعالی زادتھم ایمانا یدل علی ان الایمان
یقبل الزیادۃ ولو کان الایمان عبارۃ عن المعرفۃ والاقرار لما
قبل الزیادۃ یعنی تحقیق حجت گرفتا اونھون نے اس آیت کو دو وجھون سے اول
یہ کہ قول اللہ تعالی زادتھم ایمانا دلالت اسپر کرتا ہی کہ ایمان زیادتی قبول کرتا ہی
اور اگر ایمان عبارت ہوتا تصدیق اور اقرار سے تو البتہ زیادتی نہ قبول کرتا انتہی

کے یہ معنی اس لیے بیان ہوئے تاکہ مذہب معتزلہ سے احتراز ہو جاوے کیونکہ معتزلہ نفس ایمان میں
عمل داخل کہتے ہیں پس اس سے لازم آتا ہے کہ جو عمل ترک کرے اوسکو ہمیشہ دوزخ میں رہنا پڑے
حال آنکہ یہ مذہب خلاف اہل سنت اور جماعت کے ہے پس ان تقریرات سے واضح ہوا کہ
فقط نزاع لفظی ہے معنی میں نزاع نہیں جہاں قرآن اور حدیث میں عمل پر اطلاق آیا ہے
وہاں ایمان کامل مراد ہے اور جس جگہ نفس تصدیق پر بولا گیا ہے وہاں فقط اصل ایمان مراد
ہے اور لغت بھی ان معنوں کے مطابق ہے قاموس میں ہے اٰمَنَ بِہٖ اِیْمَانًا صَدَّقَ یعنی ایمان
لایا وہ ساتھ اوسکے یعنی تصدیق کی اوس نے اوسکی اور لمعات شرح مشکوٰۃ کے کتاب
الایمان میں ہے ثُمَّ نُقِلَ فِی الشَّرْعِ اِلَی التَّصْدِیْقِ الشَّارِعِ فِیْمَا اَخْبَرَ اِمَّا وَحْدَہٗ
وَھُوَ مَذْھَبُ الْمُحَقِّقِیْنَ اَوْ مَعَ الْاِقْرَارِ اِنْ لَّمْ یَمْنَعْ مَانِعٌ وَھُوَ قَوْلُ الْجُمْھُوْرِ
اَوْ مَعَ الْاِقْرَارِ وَالْعَمَلِ عِنْدَ الْمُعْتَزِلَۃِ وَمَا یُحْکٰی مِنَ الْمُحَدِّثِیْنَ مِنْ اَنَّ
الْاِیْمَانَ اِعْتِقَادٌ بِالْجَنَانِ وَاِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَعَمَلٌ بِالْاَرْکَانِ فَالْمُرَادُ الْاِیْمَانُ
الْکَامِلُ لَا اَصْلُہٗ مَا اشْتَبَہَ عَلٰی اَقْوَامٍ مِنَ النَّظَرِ فِیْ ظَوَاھِرِ عِبَارَاتِھِمْ وَقَدْ
صَرَّحُوْا بِمَا ذَکَرْنَا یعنی پھر نقل کیا گیا شرع میں طرف تصدیق شارع کے اوس چیز
میں کہ خبر دی شارع نے یا فقط تصدیق اور یہ مذہب محققین کا ہے یا مع اقرار کے اگر کوئی
مانع نہ ہو اور یہ قول جمہور کا ہے یا مع اقرار اور عمل کے نزدیک معتزلہ کے لیکن جو کہ محدثین سے
منقول ہے کہ ایمان اعتقاد قلبی اور اقرار زبانی اور عمل ارکانی ہے پس مراد اوس سے ایمان کامل
ہے نہ نفس ایمان جیسا کہ شبہ ہو گیا ہے بعضوں کو اوسکی ظاہر عبارت سے اور تحقیق تصریح
کر دی ہے اونھوں نے اوس چیز کی جو ذکر کی ہمنے انتہے اور مرقات شرح مشکوٰۃ کے کتاب
الایمان میں ہے وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِیْہِ عَلٰی اَقْوَالٍ اَوَّلُھَا وَعَلَیْہِ اَکْثَرُوْنَ وَالْاَشْعَرِیُّ
وَالْمُحَقِّقُوْنَ اَنَّہٗ مُجَرَّدُ تَصْدِیْقِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا عُلِمَ مَجِیْئُہٗ بِہٖ
بِالضَّرُوْرَۃِ یعنی اختلاف کیا ہے علمائے ایمان میں کئی قول پر اول اونکا کہ اوسپر اکثر لوگ اور

کمی بیشی قبول نہین کرتی اور جس صفحے کا آپنے حوالہ دیا ہی اوسمیہ
جگہ کہین ان معنون سے جو امام صاحب کہتے ہین ہرگز کمی
کیا ہی چنانچہ عبارت اونکی نقل کی گئی اور جس جگہ تفسیر کبیر مین ہمنے دیکھا
ہان اب گفتگو اتنی باقی ہی کہ امام صاحب ان معنون کے کیون قائل ہوے جو اونکو
مجازی لے نے پڑے سو جواب اوسکا یہ ہی کہ امام صاحب کے معنی اکثر آیات اور احادیث سے
مطابق ہین اگر یہان یہ معنی لیتے تو دوسری جگہ مجاز لینا پڑتا جیسا کہ شافعیہ لے تے ہین
بلکہ میری راے مین امام صاحب کا مذہب اس باب مین بہت درست معلوم ہوتا ہی اگر منظور استقصا
ہوتا تو دونون طرف کے دلائل لکھتا پھر معلوم ہو جاتا کہ کس کی راے قرآن و حدیث سے
موافق زیادہ ہی مگر دو چار سندین اسلیے لکھدین کہ کوئی صاحب اسکو عجز پر محمول نکرین اب
رہی حدیث سواوسمین کہین تصریح نہین کہ ایمان بمعنی تصدیق کے زیادہ اور کم ہوتا ہی
بلکہ خود آپکی سندین جو بخاری سے لائے ہین معلوم ہوتا ہی کہ ایمان بمعنی قول اور فعل کے
زیادہ ہوتا ہی علاوہ اوسکے اسکا حدیث ہونا ثابت نہین چنانچہ فتح الباری شرح بخاری
مین اسی مقام پر لکھا ہی کہ یہ لفظ سلف سے وارد ہے قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنا
وہم ہی اور مراد بخاری کی بھی یہ نہین ہی بلکہ عطف اسکا بخاری کی عبارتین قول نبی ہونے پر نہین
گو یہ حدیث اسناد ضعیف سے وارد ہوئی ہی انتہے اور شیخ الاسلام علامہ عینی شارح بخاری
لکھتے ہین قَالَ الْاِمَامُ هٰذَا الْبَحْثُ لَفْظِیٌّ لِاَنَّ الْمُرَادَ بِالْاِیْمَانِ اِنْ کَانَ هُوَ
التَّصْدِیْقَ فَلَا یَقْبَلُهُمَا وَاِنْ کَانَ الطَّاعَاتُ فَیَقْبَلُهُمَا فَکُلٌّ مَا قَامَ
مِنَ الدَّلِیْلِ عَلٰی اَنَّ الْاِیْمَانَ لَا یَقْبَلُهُمَا فَهُوَ مَصْرُوْفٌ اِلٰی اَصْلِ الْاِیْمَانِ
وَکُلُّ مَا دَلَّ عَلٰی اَنَّ الْاِیْمَانَ یَقْبَلُهُمَا فَهُوَ مَصْرُوْفٌ اِلَی الْکَامِلِ وَهُوَ
مَقْرُوْنٌ بِالْعَمَلِ یعنی کہا امام صاحب نے یہ بحث لفظی ہی اسلیے کہ مراد ایمان سے اگر
فقط تصدیق ہی تو یہ نہ زیادتی اور کمی نہین قبول کرتی اور اگر طاعت ہو تو یہ کمی اور بیشی قبول

ترجمہ مین ہی مدت ہے الرضاع ثلثون شھرا عند ابی حنیفۃ یعنی مدت دودھ چھڑانے کی تیس مہینے ہین نزدیک ابی حنیفہ کے اور لفظ ہدایہ کے ہین انتہے امام اعظم نے خلاف کیا ہی اس مسئلے مین کلام اللہ کی صریح تین آیتون کا بھی اور حدیث کا بھی اس لیے کہ بچے کو دودھ پلانے کی مدت زیادہ سے زیادہ دو برس ہی ہے **اقول** امام صاحب نے نہ کہ صریح آیتون اور حدیثون کا خلاف کیا بلکہ امام صاحب نے اوسی آیت حملہ وفصالہ ثلثون شھرا سے کہ جس سے دو برس بھی لیے ہین اور ڈھائی برس بھی اور دلیل امام صاحب کی یہ ہی جو کہ ہدایہ وغیرہ مین لکھی ہی ووجھہ انہ تعالے ذکر شیئین وذکر لھما مدۃ فکانت لکل واحد منھما بحسابھا کالاجل المضروب للدینین الا انہ قام المنقص فی احدھما فبقی الثانی علی ظاھرہ یعنی وجہ امام صاحب کی یہ ہی کہ اللہ تعالی نے دو چیزون کو ذکر کیا یعنی حمل اور رضاع اور دونون کے واسطے مدت بیان کی پس مدت ہر ایک کیواسطے کامل ہوگی جیسے وقت کہ دو قرضون کیواسطے مقرر کیا جاوے پر ایک مین ناقص کرنے والی شی موجود ہی پس باقی رہا دوسرا اپنے حال پر اور اجل مضروب کے مثال رد المحتار اور ہدایہ مین یہ لکھی ہی اجلت الدین الذی علی فلان والدین الذی علی فلان سنۃ یعنی وقت معین کیا مین نے اوس دین کا جو فلان شخص پر ہی اور اوس دین کا جو فلان شخص پر ہی ایک برس انتہے اس سے سمجھا جاتا ہی کہ دونون کیواسطے ایک ایک برس اپنا اپنا ثابت ہوا اسکی کتب مذکورہ مین موجود ہی اور دوسری مثال اسی محاورے کی تائید مین طحطاوی اور عنایہ مین یہ ہی لفلان علی الف درھم خمسۃ اقفزۃ حنطۃ الی شھرین یکون الشھران اجلا لکل واحد من الدینین بحسابہ یعنی واسطے فلان شخص کے اوپر میرے ہزار درہم ہین اور پانچ گونڈ گیہون ہین دو ماہ تک اس عبارت مین دو ماہ ہر ایک دین کی بحساب اجل ہون گے انتہے اور منقص کی مثال حدیث عائشہ کی ہی کہ فرماتی ہین الولد لا یبقی فی بطن امہ اکثر من سنتین یعنی لڑکا نہین باقی رہتا ان کے پیٹ مین زیادہ دو برس سے انتہے چنانچہ یہ حدیث کتب مذکور مین موجود ہی اور دارقطنی اور بیہقی جن سے یہ روایت کرتے ہین

إِذَا كَانَ رُكْنًا لَا يَتَحَقَّقُ الْإِيمَانُ بِدُونِهِ فَغَيْرُ الْمُؤْمِنِ كَيْفَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ
وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ قُلْتُ الْإِيمَانُ فِي كَلَامِ الشَّارِعِ قَدْ جَاءَ بِمَعْنَى أَصْلِ الْإِيمَانِ
وَهُوَ الَّذِي لَا يُعْتَبَرُ فِيهِ كَوْنُهُ مَقْرُونًا بِالْعَمَلِ كَمَا فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
الْإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ وَالْإِسْلَامُ أَنْ
تَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهِ وَتُقِيمَ الصَّلٰوةَ الْحَدِيثَ وَقَدْ جَاءَ بِمَعْنَى الْإِيمَانِ الْكَامِلِ
وَهُوَ الْمَقْرُونُ بِالْعَمَلِ وَهُوَ الْمُرَادُ بِالْإِيمَانِ الْمَنْفِيِّ فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ الْحَدِيثَ وَكَذَا كُلُّ مَوْضِعٍ جَاءَ بِمِثْلِهِ
فَالْخِلَافُ فِي الْمَسْأَلَةِ لَفْظِيٌّ لِأَنَّهُ رَاجِعٌ إِلَى تَفْسِيرِ الْإِيمَانِ وَأَنَّهُ فِي أَيِّ
الْمَعْنَيَيْنِ مَنْقُولٌ شَرْعِيٌّ وَفِي أَيِّهِمَا مَجَازٌ یعنی کہا امام نے یہ کلام نہایت مشکل ہے
اس لیے کہ عمل جبکہ رکن ہوا تو ایمان بغیر اوسکے پایا نہ جائے گا پس غیر مومن دوزخ سے کیونکر
نکلے گا اور جنت مین کیونکر داخل ہوگا جواب دیتا ہون مین کہ ایمان کلام شارع مین کبھی بمعنی
نفس ایمان کے آیا ہے اور نفس ایمان وہ ہے کہ جس مین عمل کے ساتھ ہونا اعتبار
نکیا جائے چنانچہ قول رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مین وارد ہی ایمان یہ ہی کہ تصدیق کرے تو
ساتھ اللہ اور فرشتون اور کتابون اور رسولون اوسکے کے اور اسلام یہ ہی کہ عبادت کرے تو
اللہ کی اور نہ شریک کرے تو ساتھ اوسکے اور قائم کرے تو نماز اور کبھی بمعنی ایمان کامل کے آیا ہی
اور ایمان کامل وہ ہی جو عمل کے ساتھ ہو اور یہی مراد ہی اوس ایمان سے جو نفی کیا گیا ہی قول
نبی علیہ السلام مین نہین زنا کرتا ہی زنا کرنے والا جسوقت وہ زنا کرتا ہی اوس حال مین کہ وہ
ایمان رکھتا ہی اور اسیطرح ہر جگہ مثل اسکے آیا ہی سمجھنا چاہیے پس خلاف اس مسئلہ مین
لفظی ہی اس لیے کہ وہ رجوع کرتا ہی طرف تفسیر ایمان کے اور طرف اسکے کہ وہی ایمان کون سے
دو معنون مین سے منقول شرعی ہی اور کون سے دو معنون مین مجاز ہی انتہے اس عبارت سے
بھی معلوم ہوا کہ ایمان کے دو معنی آئے ہین نفس تصدیق اور ارکان ثلاثہ اور ایمان کامل

مدتون کا نہ ہونا واحد کا اثنے اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ بوجہ تاویل کرنے اوکی طرف اقل اور اکثر کے ظاہر معنی کو حمل اور رضاع مین سے ہر ایک کے واسطے پوری ڈھائی برس لینی مناسب تھی چنانچہ محاورات سے یہ امر ثابت کردیا گیا ہی اور خاص کر لینا آیت کا حدیث سے جائز ہو گیا اور دوسرے اعتراض کا جواب بھی رد المحتار شرح درمختار مین لکھا ہی کہ حَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ دو مبتدا ہین اور ثَلٰثُوْنَ فِصَالُهٗ کی خبر اور حَمْلُهٗ کی خبر مقدر ہی پس فِصَالُهٗ کی خبر اپنے معنی حقیقی پر اور حَمْلُهٗ کی خبر معنی مجازی ہین پس اجتماع درمیان حقیقت اور مجاز کے ایک لفظ مین واقع ہوا اور اسپر ایک اعتراض اور ہوتا ہی کہ ایک عدد کو دوسرے مین مجازاً داخل نہین کرتے سو جواب یہ ہی کہ عَشَرَةٌ اِلَّا اثْنَيْنِ کہتے ہین اور ثَمَانِيَةٌ مراد لیتے ہین ہان البتہ اسمین یہ شبہہ ہوتا ہی کہ یہ استثنا مین ہی اور گفتگو اسمین نہین اسکا جواب یہ ہی کہ یہ کہنا مخلف ہی بلکہ سوا استثنا کے بھی استعمال آیا ہی چنانچہ تفسیر کبیر کی عبارت آتی ہی اوس سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوے چالیس سے دو برس کم تھے حالانکہ قرآن شریف مین آیا ہی بَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً یعنی جب چالیس برس کو پہنچے یہ کہنا اور تفسیر سے معلوم ہوتا ہی کہ قریب چالیس کے تھے تو اس آیت مین چالیس کا اطلاق اڑتیس پر موجود ہی ایسا بہت استعمال آتا ہی اسکا انکار کرنا کلام عرب سے آگاہ نہونا ہی اور ایک شبہہ اسمین یہ وارد ہوتا ہی کہ حدیث عائشہ آیت حَوْلَيْنِ کاملین اور حدیث لَا رَضَاعَ بَعْدَ حَوْلَيْنِ سے بہتر نہ تھی اسکا جواب یہ ہی کہ امام صاحب آیت اور حدیث کو استحقاق اجرت مین خاص کرتے ہین اور کہتے ہین کہ آیت کے سیاق سے معلوم ہوتا ہی کہ والدہ مطلقہ کو دو برس دودھ پلانا چاہیے اور اجرت اوسکے باپ پر ہو اسلیے کہ زوجہ کو اجرت پر لینا امام صاحب کے نزدیک درست نہین اور امام شافعی درست کہتے ہین علی ہذا القیاس حدیث بھی اسپر محمول ہی کہ دو برس سے زیادہ رضاع کی اجرت کا استحقاق نہین پس ان معنون سے حدیث اور آیت اور شان نزول اور سیاق اور سباق مین خوب مطابقت ہو جائے گی اور یہ اختلاف آیت مذکورہ سے جب ثابت ہوتا ہے

اشعری اور محققین ہین یہ ہی کہ ایمان جزم و تصدیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی اور جسمین کہ جانا گیا ہی لانا
اوسکا اونکو ضروری انتے اور اسکے بعد لکھا ہی اور یہ نہین ظاہر ہوتی ہی مخالفت درمیان قول
اصحاب حدیث اور درمیان تمام اہل سنت کے اس لیے کہ بجالانا اوامر اور نواہی کا کمال ایمان کے
ہی اتفاقاً نہ ماہیت ایمان سے پس نزاع لفظی ہی نہ حقیقی ایسے ہی اختلاف کمی اور بیشی ایمان
مین لفظی ہی انتے پس ہم حیران ہین کہ آپکو مخالفت صریحہ کا حکم کرنے پر کون سی شی باعث ہوئی
اول آپکو مناسب تھا کہ ایمان کے معنی متعین کرتے پھر اوسمین گفتگو کرتے کہ ان معنون سے
کمی اور بیشی قرآن اور حدیث سے ثابت ہی یا نہین آپنے بلا تحقیق حکم دے دیا کہ امام صاحب
نے صریح مخالفت کی ادنی استعداد والا بھی جان سکتا ہی کہ فرق بین ہی اور یہ آیت سلف
سے آجتک کسی کو نہ سوجھی تھی فقط آپکو معلوم ہوئی حیف صد حیف یہ انصاف رہ گیا آپکو لکھتے
وقت یہ بھی خیال نہ آیا کہ ذرا حنفیہ اور شافعیہ کی کتابین تو دیکھ لون پھر اس اعتراض کو قلم بند
کرون خیر قطع نظر اون کتابون کے جن کتابون کو آپنے لکھا ہی انھین مین غور کرتے تو جواب
موجود تھا اگر امام صاحب ایسی مخالفتین کیا کرتے تو مشرق سے غرب تک کوئی اونکی تقلید نکرتا مگر آپنے
باوجود دعوی اسلام کے ایسی جرات کی ہی کہ آجتک کسی نے نہین کی تھی آپکو گفتگو سے تہذیبی
مناسب تھی مگر کیا کرین ہمارا یہ شیوہ نہین ورنہ بحکم ؎ کلوخ انداز را پاداش سنگ ست
جواب دندان شکن دیا جاتا فی الواقع بڑون کو برا کہنا باعث سوء خاتمہ کا ہونا ہی اللہ محفوظ
رکھے آخر حضرت موسیٰ اور خضر کا قصہ قرآن شریف مین کس غرض سے لایا گیا ہی اوسمین ایک
بھی حکمت ہی کہ ظاہری مخالفت دیکھکر بغیر غور کے یون نہ کہنا چاہیے کہ فلانے بزرگ نے
مخالفت صریح کی غرض تمھاری ان گستاخیون سے ہمارا کچھ نہ گیا تمھین پر چار و طرف سے
نفرین اور ملامت ہونے لگی سچ ہی ؎ چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد + میلش اندر طعنۂ
پاکان برد ۔ **قال** مسئلۂ دوم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف قرآن اور حدیث کے یہ ہی
جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ

اونھون نے اس قول کو ترجیح اس سبب سے دی ہے کہ وہ جھوٹے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو برس سے
کچھ زیادہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہوے چالیس برس مین اور ابوبکر صدیق قریب
چالیس برس کے تھے اور اونھون نے تصدیق کی آپکی اور ایمان لائے پس ثابت ہوا اس تقریر سے
کہ یہ آیتین صلاحیت رکھتی ہین کہ مراد انسے حضرت ابوبکر صدیق ہون اور جب صلاحیت رکھنا
ثابت ہوا تو اب ہم دعوا کرتے ہین کہ مراد اس آیت سے حضرت ابوبکر رضی ہین انتہے پس اسصورت
مین اس آیت سے ہر شخص کیواسطے دو یا ڈھائی برس لینے درست نہونگے بلکہ خاص ایک شخص کا
حال ہوگا اور درصورتے کہ عام ہر شخص کے واسطے لیا جائے تو بھی دلالت اس آیت کی اقل اور اکثر مدت
پر قطعی نہوگے بلکہ آیت مؤول ہوجاوے گی چنانچہ سند اسکی درمختار اور رد المحتار سے
بیان ہوگئی پس رضاع کے دو برس معین پر دلالت یقینی آیت سے ثابت نہوئی کیون کہ
ان معنون سے تاویل کہلاتی ہی ہان امام صاحب کے معنی ظاہر آیت کے مطابق ہین اگر شبہہ
ہوتا ہی تو فقط یہی ہوتا ہی کہ آیت کو حدیث سے خاص کرتے ہین سو یہ امام صاحب کے نزدیک
جائز ہی چنانچہ تقریر اسکی اوپر گذر چکی کہ مدت رضاع مین اختلاف ہی امام صاحب ڈھائی برس
اسی آیت سے لیتے ہین اور امام مالک دو برس سے دو ماہ زیادہ کرتے ہین اور ایک روایت مین ایک
مہینہ اور ایک مین کچھ حد معین نہین کرتے بلکہ کہتے ہین کہ جب تک بچے کو دودھ کی احتیاج ہو پلانا چاہیے
اور بغوی نے معالم التنزیل مین حضرت علی رض سے روایت کی ہی کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رض
کی شان مین نازل ہوئی ہی انتہے پس اسصورت مین البتہ اقل اور اکثر مدت حمل اور رضاع کی
لینا درست ہوجائے گا کیونکہ قرینہ قائم ہی کہ حضرت ابوبکر صدیق کا حال مذکور ہی اور جس صورت مین
کہ عام لیا جاوے پھر بھی معنی یہی مراد ہون اور دوسرے معنی سے انکار کیا جائے تو بعید از انصاف
ہی البتہ ان معنون سے بھی بیشک اسمین تاویل ہی پھر قطعی الدلالت نہین چنانچہ صاحب عنایہ
لکھتے ہین کہ تائید کرتی ہی اسکی تاویل پر وہ روایت کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا پس
چھ مہینے مین وہ عورت لڑکا جنی پس حضرت عثمان رض کے پاس لائی گئی پس آپنے مشورہ لیا

چنانچہ تخریج زیلعی اور درمختار مین ہی ومثلہ لا یعرف الا سماعا یعنی اس قسم کی حدیث سنی ہوئی ہی ہوتی ہی اور ردالمحتار مین فتح القدیر سے نقل کیا ہی اسلیے کہ مقدرات کیطرف عقل ہرگز راہ نہین پاسکتی پھر کہا اوسمین پس ہوگی یہ حدیث حکم مین مرفوع حدیث کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی گئی ہو اور فتح القدیر مین اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی روایت کیا ہی اسی وجہ سے امام صاحب حمل کی مدت دو برس کہتے ہین کیون کہ حدیث سے تخصیص آیت کی ہوگئی اور رضاع کی مدت وہی ڈھائی برس جسپر آیت دلالت کرتی ہی باقی رہی البتہ اس صورتمین دو اعتراض واقع ہوتے ہین ایک یہ کہ قرآن کو حدیث سے متغیر کردینا لازم آتا ہی دوسرے یہ کہ لفظ ثلثین کا ایک اطلاق مین ثلاثین یعنی تیس اور اربعۃ وعشرین یعنی چوبیس کے معنون مین استعمال کرنا پڑتا ہی اور یہ جمع ہی درمیان حقیقت اور مجاز کے جس سے منع کیا گیا ہی سو اول اعتراض کا جواب درالمختار مین یہ لکھا ہی والآیۃ مؤولۃ لتوزیعھم الاجل علی الاقل والاکثر فلم تکن دلالتھا قطعیۃ یعنی آیت تاویل کی گئی ہی بسبب تقسیم کرنے اوکی اجل کو اوپر کم اور زیادہ کے پس نہوگی دلالت اوسکی قطعی انتہے اور کہا ردالمحتار شرح درالمختار مین قولہ الآیۃ مؤولۃ ای قابلۃ للتاویل بمعنی آخر فلم تکن قطعیۃ الدلالۃ علی المعنی الاول فجاز تخصیصھا بخبر الواحد یعنی قول اوسکا الآیۃ مؤولۃ کے معنی یہ ہین کہ آیت قابل تاویل کے ہی بمعنی دوسری کے پس یہ آیت اول معنی پر قطعی دلالت نکرے گی پس جائز ہوا خاص کرنا آیت کا خبر واحد سے انتہے وقولہ لتوزیعھم ای العلماء کالصاحبین وغیرھما الاجل ای ثلثین شھرا علی الاقل ای اقل مدۃ الحمل وھو ستۃ اشھر والاکثر ای اکثر مدۃ الرضاع وھو سنتان فالثلاثون بیان لمجموع المدتین لا لکل واحدۃ یعنی اور قول اوسکا واسطے تفریق کرنے اونکے کے یعنی علماء کے مثل صاحبین اور سوا اونکے اجل کو یعنی تیس ماہ کو اوپر اقل کے یعنی اقل مدت حمل کے اور وہ چھ ماہ ہین اور اوپر اکثر کے یعنی اکثر مدت رضاع کی اور وہ دو برس ہین پس تیس ماہ بیان ہی دونون

اوسکے نہ زیادہ ہونے رضاع مین دو برس سے اس لیے کہ دو برس قید ہین واسطے وجوب دودھ
پلانے ماکے اپنے بچے کو یعنی نہین واجب ہی والدہ پر دودھ پلانا اپنے لڑکے کا وقت عذر کے مگر دو
سال اور زیادتی اُسکی طرف سے احسان ہی یا دو سال قید ہین واسطے واجب ہونے اجرت
دودھ پلانی کے والد پر بسبب قرینۂ قول اللہ تعالے کے اور والد پر ہی کھانا اور کپڑا اونکا یعنی
نہین واجب ہی باپ پر مگر اجرت دو برس کامل کی اور نہین سمجھا جاتا اس سے کہ نہ جائز ہو زیادتی
رضاع کی زیادہ دو برس سے انتہے اس عبارت سے واضح ہوا کہ یہ آیتین اس بارے مین ہین
کہ مان کو دو برس دودھ پلانا یا والد کو اجرت دودھ پلانے دو سال کی دینا ضروری ہی رضاع
جس سے دو برس کے اندر دودھ پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہی وہ مضمون ہرگز اس عبارت سے
نہین نکلتا بلکہ رضاع سے جو حرمت آتی ہی اوسکی آیت پہلے ہم بیان کر چکے ہین اوسمین مطلق
رضاع سے حرمت ہی البتہ احادیث نے ایام طفلی کو خاص کر لیا اور اگر آیت کو بھی غور سے دیکھا
جاوے تو بھی معلوم ہوتا ہی کہ لڑکپن ہی مین پینا معتبر ہی کیون کہ رضاع کیواسطے رضیع چاہیے
اور ظاہر ہی کہ جوان رضیع نہین ہوتا اور شیخ امام ابو نصر نے شرح قدوری مین لکھا ہی وخذہ
قولہما فقولہ تعالے والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین لمن اراد
ان یتم الرضاعہ وقال وفصالہ فی عامین والجواب ان رضاع الاطفال لا یتعلق
بہ تحریم فعلم ان الفصل المذکور لیس ھو فصال فی التحریم وانما ھو فی وجوب
النفقۃ علی الاب یعنی وجہ قول صاحبین کی یہ دونون آیتین ہین اور جواب یہ ہی کہ رضاع والدہ
کی ساتھ حرمت کے متعلق نہین ہوتی پس جانا گیا کہ اس فصل سے مراد وہ فصال نہین جو حرام
کر دیتا ہی بلکہ یہ تو فقط نفقے کے واجب ہونے مین ہی والد پر انتہے مطلب اس عبارت کا یہ ہی کہ یہان
والدہ کا اور اوسکے دو برس دودھ پلانے کا ذکر کیا ہی پس والدہ کو دودھ پلانے سے حرمت کے کیا معنی کہ
حرمت تو غیر عورت کے دودھ پلانے سے ہوتی ہی پس معلوم ہوا کہ یہ فصال وہ فصال نہین ہی کہ جس سے
حرمت ثابت ہو جاتی ہی بلکہ یہان اس کا بیان ہی کہ دو برس تک عذر مین دودھ پلانا اون کو فرض ہی

شرح قدوری

کہ اس آیت کو عام شخص کے واسطے لیا جاوے اور اگر اسکو خاص ایک شخص کے واسطے مثل حضرت ابوبکر صدیق وغیرہم کے لیے لین جیسا کہ اکثر تفسیر وںمین مذکور ہی خصوصًا حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے حق مین نازل ہونے کے تو اکثر مفسرین قائل ہین چنانچہ تفسیر معالم التنزیل مین ہی وَقَالَ الْاٰخَرُوْنَ نَزَلَتْ فِیْ اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ وَاَبَوَیْہِ وَاُمِّہٖ اور دوسرون نے کہا کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق اور اونکے والدین کے حق مین نازل ہوئی انتہے اور تفسیر احمدی مین لکھا ہی وَقِیْلَ فِیْ حَقِّ اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ خَاصَّۃً حَیْثُ کَانَ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ سِتَّۃَ اَشْھُرٍ وَارْتَضَعَ بَعْدَہٗ حَوْلَیْنِ وَیَدُلُّ عَلَیْہِ سِیَاقُ الْاٰیَۃِ وَتَمَامُھَا وَھُوَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی حَتّٰی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّہٗ الْاٰیَۃَ یعنی کہا بعضون نے نازل ہوئی یہ آیت خاص حضرت ابوبکر صدیق کے حق مین اس لیے کہ وہ اپنی والدہ کے شکم مین چھ مہینے رہے ہین اور دودھ پیا ہی اونھون نے بعد اسکے دو سال اور دلالت کرتا ہی اسپر سیاق آیت کا اور خاتمہ اوسکا اور وہ قول اللہ تعالے کا حَتّٰی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّہٗ آخر آیت تک ہی انتہے اور تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ حکایت کیا واحدی نے ابن عباس اور قوم کثیر متاخرین مفسرین سے اور متقدمین اونکے سے کہ تحقیق یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق کے حق مین نازل ہوئی ہی کہا اونھون نے دلیل اسپر یہ ہی کہ اللہ تعالے نے معین کیا حمل اور فصال کو اس جگہ ساتھ ایسی مقدار کے کہ معلوم ہی کہ کبھی وہ ناقص ہوتی ہی اور کبھی زیادہ بوجہ مختلف ہونے آدمیون کے ان احوال مین پس ضرور ہوا کہ مقصود اس سے کوئی ایک شخص ہوتا کہ کہا جاوے کہ یہ مقدار اوسکے حال کی خبر ہی پس ممکن ہی کہ حضرت ابوبکر صدیق کا بطن والدہ مین رہنا اور رضاع اونکا اسی مقدار ہو پھر فرمایا اللہ تعالے نے اسی شخص کی تعریف مین یہان تک کہ جسوقت پونہچا وہ اپنی جوانی کو اور پونہچا چالیس برس کو کہا اے رب میرے الہام کر تو مجکو کہ شکر کرون نعمت تیری کا جو مجھپر تو نے کی ہی اور میرے والدین پر اور معلوم ہی یہ بات کہ ہر شخص اس قول کو نہین کہا کرتا پس واجب ہوا کہ مراد اس آیت سے کوئی شخص معین ہو کہ کہا ہو اوسنے اس قول کو لیکن ابوبکر رضؓ پس تحقیق کہا ہی

تفسیر معالم التنزیل صفحہ ۵۹

تفسیر احمدی صفحہ ۵۹

تفسیر کبیر صفحہ ۵۹

زیادہ کردین دو برس سے یا کم کردین اور یہ وسعت ہی بعد معین کرنے کے انتہے اس عبارت سے معلوم ہوا
کہ دو برس رضاع کے معین نہین بلکہ اسمین وسعت کی گئی ہی اس لیے کہ امام مالک کہتے ہین کہ دو برس سے
زیادہ بھی اگر ضرورت پڑے تو بھی رضاع ہی اور امام زفر ایک سال زیادہ لیتے ہین کیون کہ اسمین
خوب تغیر واقع ہوجاتا ہی کیونکہ ہر فصل کی عادت ہوجاتی ہی تو پھر دودھ چھڑانے مین تکلیف کم ہوگی
اور امام صاحب ڈھائی برس لیے ہین اسلیے کہ یکایک بعد دو برس کے انقطاع کرنا دودھ کا بچے کو
دشوار اور باعث ہلاکت ہوگا پس کچھ مدت زیادہ ہوتا کہ اسمین اوسکو اور شی کھانے کی عادت
ہوجاوے اور چھ ماہ مین صلاحیت ہی کہ دوسری غذا کی عادت ہوجاوے کیونکہ یہ چھ ماہ اوسنے
مدت حمل کے ہین اسقدر مین غذا کا تغیر ہوسکتا ہی اس لیے کہ جنین کی غذا رضیع کے مغایر ہی جنین
کی غذا اوسکی ماں کی غذا ہی پھر وہ دودھ ہوکر رضیع کے کام آتی ہی ایسی ہی رضیع کی غذا مغایر ہوتی
ہی فطیم کی غذا کے یعنی جسکا دودھ چھڑایا ہو کیونکہ اسکو کبھی دودھ بھی دیا جاتا ہی اور کھانا بھی دیا جاتا ہی
پس معلوم ہوا کہ غذا کا متغیر کرنا چاہیے اور تغیر غذا کا چھ مہینے مین ہوتا ہی چنانچہ جنین مین بیان
ہوا اس لیے یہان بھی تغیر غذا کیواسطے چھ مہینے لیے گئے یہ تقریر ہدایہ اور عنایہ وغیرہ مین لکھی ہی
علاوہ اسکے وہ آیت وَتَلٰثُوْنَ شَهْرًا بھی ڈھائی برس کی تائید کرتی ہی چنانچہ تقریر اوسکی
اوپر ہمنے بیان کی پس اسی احتیاط کی وجہ سے امام صاحب نے ڈھائی برس لیے کیونکہ
حدیث مین تو جسکی حرمت مین شبہ ہوجائے اوسسے بھی بچنے کو فرمایا ہی اور اسمین تو اسقدر
دلائل موجود ہین اس لیے امام صاحب نے احتیاطاً فرمایا کہ ڈھائی برس مین اگر کوئی دودھ
کسی عورت کا پیے وہ مع اپنے اقربا کے اوسپر حرام ہوجائے گا چنانچہ تفسیر احمدی وغیرہ مین اسکی
تصریح کردی ہی ہان البتہ اگر نص صریح دو برس کی پائی جاتی تو اوسوقت مین حرمت رضاع
مین احتیاط کرنی مناسب تھی بلکہ آیات کے سباق اور سیاق کو دیکھا جائے تو خوب واضح
ہوجائے کہ یہان والدین کے معاملات کا ذکر ہی حرمت رضاعی کا پتہ بھی نہین آیکو حولین کا
لفظ دیکھکر شبہ ہوگیا اور مخالفت کا حکم لگا دیا اگر آپ سیاق اور سباق آیت کا ہی ملاحظہ فرماتے

اوسکے رجم کرنے مین اور کہا ابن عباس رض نے کہ اگر مین کتاب اللہ سے اسمین مخاصمہ کرون تو کرسکتا
ہون کہا صحابہ نے کیونکر کہا حضرت ابن عباس رض نے کہ اللہ تعالے فرماتا ہی وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ
ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا الخ پس حضرت عثمان رض نے چھوڑ دیا اوسکو انتہے پس معلوم ہوا کہ تاویل سے دونو
معنی خالی نہین امام صاحب کے معنی گو ظاہر ہین لیکن اونمین بوجہ حدیث کے تغیر آگیا اور محدثین کے
معنون مین بوجہ کمی بیشی لینے کے تاویل ہوگئی یہی وجہ ہی کہ دو سال کے تعین مین کوئی حدیث
صحیح مرفوع نہین آئی ہی بلکہ حضرت ابن عباس رض کا قول ہی کہ جسکے معنی استحقاق اجرت کے ہین جیساکہ
قرآن شریف سے دو برس دودھ پلانا والدہ کا سمجھا جاتا ہی اسکا مطلق ذکر نہین کہ حرمت رضاع دو
برس مین ہوگی فقط محدثین کا قول ہی ایسے ہی امام صاحب کا قول ہی تصریح آیت مین دونون کے قول
کی نہین لیکن سیاق آیہ مؤید مذہب امام صاحب کے ہی البتہ بخاری اور مسلم کی روایت مین یہ آیا ہی اِنَّمَا
الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ یعنی رضاعت وقت طفلی ہی کے ہوتی ہی انتہے سو اس عبارت سے
دو برس کا تعین کیسے ہوسکتا ہی بلکہ آیت مین بھی جو خاص حرمت رضاع کے بارے مین آئی ہی
مطلق ارضاع ہی چنانچہ فرمایا اللہ تعالے نے وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْٓ اَرْضَعْنَكُمْ یعنی اور حرام کین
مائین تمھاری جنھون نے تمکو دودھ پلایا ہی انتہے باقی رہی آیت وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ
حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ اور دوسری آیت حَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا فی عامین سو اسکا جواب تفسیر احمدی
مین مذکور ہو وَبِالْحَقِیْقَةِ لَیْسَ هُوَ حُجَّةً لَهُمْ فَبِمَا ذَهَبُوْا اِلَیْهِ مِنْ عَدَمِ زِیَادَةِ صفحہ ۱۱۱
الرَّضَاعِ عَلٰی حَوْلَیْنِ لِاَنَّهٗ قَیْدٌ لِوُجُوْبِ اِرْضَاعِ الْوَالِدَةِ وَلَدَهَا یَعْنِیْ اَنْ لَیْسَ
الْوَاجِبُ عَلَی الْوَالِدَةِ اِرْضَاعُ وَلَدِهَا عِنْدَ الْعُذْرِ اِلَّا حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ وَالزِّیَادَةُ
تَبَرُّعٌ مِنْهَا اَوْ قَیْدٌ لِوُجُوْبِ اُجْرَةِ الرَّضَاعِ عَلَی الْاَبِ بِقَرِیْنَةِ قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَ
عَلَی الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ یَعْنِیْ لَیْسَ الْوَاجِبُ عَلَی الْاَبِ اِلَّا اُجْرَةَ
حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ وَلَا یُفْهَمُ مِنْهُ اَنَّ لَا یَجُوْزُ بِزِیَادَةِ الرَّضَاعِ اَکْثَرَ مِنْ سَنَتَیْنِ
یعنی درحقیقت یہ دونون آیتین اونکے لیے حجت نہین ہوسکتین اوس چیز مین کہ گئے ہین وہ طرف

اعظم کا مخالف قرآن اور حدیث کے یہی جو کہ ہدایہ مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنے محرمات ابدی مثل ماں
اور بہن اور بیٹی یا اور اونکے سوا جنکو حرام کیا ہی خدا نے جانکر نکاح کرلے اور صحبت کرے اونسے تو بھی
اوپر حد نہین آتی اس لیے کہ محل شبہہ ہی کیونکہ تمام بیٹیان آدم کی موطوع ہین اولاد کے لیے اور وہ
مقصود اس جگہ بھی حاصل ہی انتہی اقول آپنے موافقت کا نام مخالفت رکھا ہی اسمین ہرگز مخالفت
نہین پائی جاتی آپکا قیاس مع الفارق ہی مسئلہ کچھ ہی اور آپ حدیث کچھ لاتے ہین حدیث
مین تو یہ آیا ہی جو شخص اپنی ماں یا اور کسی محرم سے نکاح کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اوسکا
کاٹنے کو اور مال لینے کو فرمایا اسمین فقط نکاح کا ذکر ہی وطی کا بیان نہین ہی اوسکی وجہ یہ تھی کہ
وہ شخص والدہ سے نکاح کرنے کو حلال جانتا تھا اور حکم شریعت کا انکار کرتا تھا چنانچہ لمعات
مین آیا ہی کَانَ الرَّجُلُ اِعْتَقَدَ حِلَّهٗ وَاَنْكَرَ حُكْمَ الشَّرِيْعَةِ فَكَانَ مُرْتَدًّا فَلِذٰلِكَ
اَمَرَ بِقَتْلِهٖ وَاَخْذِ مَالِهٖ یعنی تھا وہ شخص کہ اعتقاد کیا تھا اوسنے حلال ہونے اس نکاح کا اور
انکار کیا تھا حکم شرعی کا پس ہوگیا وہ مرتد پس اسی وجہ سے حکم کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اوسکے قتل کا اور مال چھین لینے کا انتہے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ بوجہ مرتد ہونے کے آپنے
اوسکے قتل کا اور اوسکے مال چھین لینے کا حکم فرمایا پھر امام صاحب کا مسلہ اس حدیث کے مخالف کیسے
ہوسکتا ہی علاوہ اسکے قتل کرنا تعزیر کے منافی نہین بلکہ سوا حد کے جو شارع کی طرف سے معین ہی
سب تعزیر مین داخل ہی نصاب الاحتساب مین آیا ہی وَالْفَرْقُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْحَدِّ عَلٰى مَا فِيْ
فَتَاوٰى نِصَابِ الْاِحْتِسَابِ اَنَّ الْحَدَّ مُقَدَّرٌ وَالتَّعْزِيْرَ مُفَوَّضٌ اِلٰى رَاْيِ الْاِمَامِ
وَاَنَّ الْحَدَّ يُدْرَاُ بِالشُّبُهَاتِ وَالتَّعْزِيْرَ يَجِبُ مَعَ الشُّبُهَاتِ یعنی فرق درمیان
تعزیر اور حد کے جیسا کہ نصاب الاحتساب مین ہی یہ ہی کہ حد معین ہی اور تعزیر رائے امام پر ہی اور
فرق یہ ہی کہ حد شبہہ سے زایل ہوجاتی ہی اور تعزیر شبہہ سے واجب ہوجاتی ہی اور در مختار وغیرہ مین
لکھا ہی وَيَكُوْنُ التَّعْزِيْرُ بِالْقَتْلِ یعنی تعزیر قتل سے بھی ہوتی ہی انتہے پس اس عبارت سے
معلوم ہوا کہ قتل کرنا بھی تعزیر ہی مگر تعزیر جب ہوگی کہ شبہہ ہو حد شبہہ مین ساقط ہوجاتی ہی چنانچہ

اور والد کو اسکی اجرت دینی چاہیے اس لیے کہ اسمین سبکا اتفاق ہی کہ استحقاق اجرت کے دو برس ہین
چنانچہ قاضی خان اور بحر الرائق مین اسکی تصریح کردی ہی اور تبیین الحقایق مین لکھا ہی پس اس تقریر سے
جانا گیا کہ فصال مذکور اس آیت مین فصال استحقاق اجرت کا والد پر ہی نہ فصال مدت رضاع
کا اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ یہ فصال مدت رضاع کا ہی اس صورت مین یہ بیان ہی کمتر مدت رضاع کا
نہ یہ کہ وہ واجب کردیتا ہی حرمت کو بعد اوسکے کیا نہین جانتا تو کہ رضاع اور حمل مین فرق ہی اور ارادہ
کیا ہی کمتر مدت حمل کا ایسے ہی ارادہ کیا ہی کمتر مدت فصال کا اور دلیل باقی رہنے مدت رضاع کی یہ ہی کہ
اللہ تعالی نے بعد اسکے فرمایا پس اگر ارادہ کرین والدین فصال کا رضامندی اپنی اور مشورے سے اور
ذکر کیا اس آیت کو بعد حولین کے ساتھ حرف فا کے پس دلالت کی اس نے اوپر باقی رہنے مدت رضاع
کی بعد حولین کے اور اسیواسطے معلق کیا فصال کو بعد حولین کے ساتھ تراضی اونکے کے اور سیر اور درمختار
چھڑانا مدت رضاع مین غیر معتبر ہی جسطرح کہ رضاع بعد مدت رضاع کے غیر معتبر ہی دودھ چھڑایا ہو یا نہ ہو انتہی
اور شرح قدوری مین لکھا ہی وَقَوْلُهُ تَعَالَى حَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا اَلَيْسَ هٰذَا بَيَانًا
لِغَايَةِ الْفِصَالِ وَاِنَّمَا هُوَ بَيَانٌ لِاَقَلِّ مُدَّةٍ وَفِصَالٍ اَلَا تَرٰى اَنَّهٗ فَرَّقَ بَيْنَ
الْحَمْلِ وَالْفِصَالِ وَاَرَادَ اَقَلَّ مُدَّةِ الْحَمْلِ كَذٰلِكَ اَرَادَ اَقَلَّ مُدَّةِ الْفِصَالِ
یعنی یہ اللہ تعالی کا قول انتہاے فصال کا بیان نہین بلکہ یہ بیان ہی کمتر مدت فصال کا کیا نہین
دیکھتا تو کہ درمیان حمل اور فصال کے فرق ہی اور ارادہ کیا ہی کمتر مدت حمل کا ایسے ہی ارادہ کیا ہی
کمتر مدت فصال کا انتہے اور تفسیر مدارک مین آیہ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا کے بعد لکھا ہی زَادَا عَلَى
الْحَوْلَيْنِ اَوْ نَقَصَا وَهٰذِهٖ تَوْسِعَةٌ بَعْدَ التَّحْدِيْدِ یعنی زیادہ کرین والدین دو برس پر
یا کم کرین اور یہ وسعت ہی بعد تعیین کے انتہے اور تفسیر کشاف مین لکھا ہی فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا
صَادِرًا عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْ ذٰلِكَ زَادَا عَلَى
الْحَوْلَيْنِ اَوْ نَقَصَا وَهٰذِهٖ تَوْسِعَةٌ بَعْدَ التَّحْدِيْدِ یعنی مطلب اس آیت کا یہ ہی کہ
پس اگر ارادہ کرین والدین فصال کا خوشی اور مشورے سے تو کوئی گناہ اسمین اونپر نہین ہی

سب فرماتے ہین محل عقد ہین اور دونون مین نزاع لفظی ہی اس لیے کہ جو نفی کرتے ہین
م خالف قرآن مبارہ اس عاقد یعنی نکاح کرنیوالے کے کہتے ہین کہ اسکے لحاظ سے محل عقد نہین ہو سکتا اور جو محل
اور ہین عقد کا ثبوت کرتے ہین اونکے نزدیک قطع نظر اس عاقد کے محل عقد ہین پس فی الجملہ محلیت نکاح ہونے
کو امام صاحب ثابت کرتے ہین خاص بنظر ناکح کے نہین کہتے سو جہ سے اوسکی علت یہ بیان کی کہ اونمین
قابلیت مقاصد نکاح کی ہی ورنہ ظاہر ہی کہ اس ناکح کے اعتبار سے قابلیت نہین البتہ فی الجملہ ہی
امام صاحب کا مقصود ہی اس لیے کہ شبہ وہ جو مشابہ ثابت کے ہو اور خود ثابت نہو اور ظاہر ہی کہ یہان
شبہ ثبوت بوجہ من الوجوہ پایا جاتا ہی اسیوجہ سے امام صاحب اسکو تعزیر اور سپر واجب کہتے ہین مگر
حد کی عقوبت روا نہین رکھتے پس معلوم ہوا کہ اونکے نزدیک یہان زنا سے محض ہی مگر اوسمین شبہ
عقد واقع ہو گیا ہی پس مہر اور تعزیر ضروری ہی اور حدیث بھی اس قول کی تائید کرتی ہی اَیُّمَا امْرَاَۃٍ
نُکِحَتْ بِغَیْرِ اِذْنِ وَلِیِّھَا فَنِکَاحُھَا بَاطِلٌ فَاِنْ دَخَلَ بِھَا فَلَھَا الْمَھْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ
مِنْ فَرْجِھَا یعنی جو عورت نکاح کرے بغیر اذن ولی اپنے کے پس نکاح اوسکا باطل ہی پس اگر وہ وطی کرے
اوس سے پس واسطے اوس عورت کے مہر ہی بسبب حلال کرنے اوسکے اوسکے انتہے یہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے حکم بطلان کا فرمایا اور مہر واجب کیا اور یہان بالاتفاق حد ساقط ہو جائے گی اس سے معلوم ہوا کہ نفس
عقد کو اتنا دخل ہی کہ حد ساقط کر دیتا ہی ورنہ اگر نکاح نہوتا تو حد لازم آتی پس فقط نکاح کی برکت ہی کہ باطل
باطل ہونے کے مہر لازم ہو گیا اور حد بالاتفاق ساقط ہو گئی ورنہ حد کے ساقط ہونے کی کوئی صورت نہ تھی
پھر نکاح محرمات باطل سے تو کسی طرح زیادہ نہین اسمین کیونکر شبہ عقد نہوگا اور کیونکر حد ساقط نہوگی علی
القیاس بروایت ابن عباسؓ حدیث اِدْرَءُوا الْحُدُوْدَ بِالشُّبُھَاتِ اور پھر گذر چکی اور حضرت
عمرؓ کا قول ہی کہ لَاَنْ اُعَطِّلَ الْحُدُوْدَ بِالشُّبُھَاتِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اُقِیْمَھَا بِالشُّبُھَاتِ
یعنی البتہ اگر موقوف کر دون مین حدود کو شبہات سے تو اچھا جانتا ہون اس سے کہ قائم کرون
مین اونکو شبہات سے انتہے اور دوسری حدیث بروایت حضرت معاذ بن جبل و عبداللہ بن مسعود
اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم آئی ہے قَالُوْا اِذَا اشْتَبَہَ عَلَیْکَ الْحَدُّ فَادْرَءْہُ یعنی کہا

تو بھی ایسے شبہے آپکو ہرگز نہ ہوتے اور اگر آپکو حنفیہ کی کتابون پر نظر ہوتی تو اونمین تو سب کچھ موجود
ہی کوئی بات نہین مجبور ہی جسقدر ہمنے لکھا ہی یہ ایک شمہ ہی اوسکا پس حاصل کلام یہ ہوا کہ جب تک
یہ نہ ثابت ہوجاوے کہ اس آیت مین وہی دو برس مراد ہین جس سے حرمت متعلق ہوتی
ہی اور والدہ کو دو برس دودھ پلانا جبکہ کوئی دائی نہ ملے یا والد غریب ہو کہ دائی کو نوکر رکھ سکتا ہو
یا وہ بچہ سوا اپنی والدہ کے کسی کا دودھ نہ پیتا ہو ضرور ہی ہرگز مخالفت نہین ہوسکتی بلکہ ا سقدر
اختلاف جو ہم نے بیان کیا اسیوجہ سے واقع ہوا کہ ہر طرف کا احتمال ہی ورنہ ایسے محققین
اپنی طرف سے کوئی بات نعوذ باللہ منہا کہہ سکتے ہین جب تک کہ اوسکی کوئی سند قرآن اور حدیث
سے نہ پائی جائے یہ تمام تقریرات ہمنے واسطے رفع مخالفت کے بیان کیے ہین تا معلوم ہوجائے
کہ امام صاحب نے مخالفت قرآن و حدیث کی ہرگز نہین کی بلکہ اوسی سے اخذ کیا ہی چنانچہ خوب
مدلل ہوگیا البتہ قنیہ اسود در مختار مین دونون پر ہی اور دوسری کتابون مین مذہب صاحبین
پر ہی چنانچہ فتح القدیر مین ہی لَا صَحَّ قَوْلُهُمَا وَهُوَ مُخْتَارُ الطَّحَاوِيِّ یعنی صحیح تر قول
صاحبین کا ہی اور یہی مختار امام طحاوی کا ہی اور دوسری روایت امام صاحب کی بھی موافق صاحبین کے ہی چنانچہ علامہ ابن
قیم زاد المعاد فی ہدی خیر العباد مین لکھتے ہین وَعَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رِوَایَةٌ اُخْرٰی کَقَوْلِ
اَبِیْ یُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ یعنی امام صاحب سے دوسری روایت مثل قول صاحبین کے آئی
ہی اور رد المحتار حاشیہ در المختار مین بھی اسیکو ترجیح دی ہی اور صاحب ہدایہ کا بھی رجوع ثابت
کیا ہی علی ہذا القیاس اور فتاوون مین بھی یہ لکھا ہی وَبِقَوْلِهِمَا نَاخُذُ یعنی ساتھ قول
صاحبین کے ہم عمل کرتے ہین پس اس سے دوسرے قول مین مخالفت نہین ہوسکتی اس لیے کہ ائمہ محدثین
وغیرہ مین ہمیشہ اختلاف رہا ہی ایک کے قول پر عمل ہی دوسرے کا متروک ہی اس سے اون پر
کوئی اعتراض نہین آسکتا بلکہ اسکو من قبیل اختلاف امتی رحمۃ کے کہتے ہین صحابہ رضی اللہ عنہم مین بھی
تو اس قسم کا اختلاف ہوا ہی وہ عین صواب تھا ایسے ہی اختلافات ائمہ کا سمجھنا چاہیے
چنانچہ اس بحث کو ہم مفصل اسکی جگہ مین بیان کرین گے **قال** مسئلہ سوم اور ایک مسئلہ امام

البتہ کبھی بعض مواقع مین اختلاف فقہا مین واقع ہوا ہی کہ آیا یہ شبہ قابلیت دفع کی رکھتا ہی یا نہین
سو ہمارا تو قول یہ ہی کہ شبہ بھی ہی جو مشابہ ثابت کے ہو اور ثابت نہوا نتہے ملخص فتح اللہ بزیادہ
تفصیل و تحقیق اس مسالہ کی مولوی ابو الحسنات محمد عبد الحی الکھنوی نے رسالہ القول الجام
فی سقوط الحد بنکاح المحارم مین کی ہی پس امام صاحب نے نکاح محرمات کو بھی داخل شبہات کیا ہی
اگر آپکو اسمین شبہ ہی تو اوسکے دفع مین آپنے کوئی حدیث پیش کیون نہین کی یا کسی آیت سے سند
لائے ہوتے امام صاحب کی جو حجت ہدایہ مین مذکور ہی اوسکی رد مین آپنے دو جواب لکھے
ہین جسکا خلاصہ یہ ہی چہ خوش گفت سعدی در زلیخا کہنا چاہیے مارے گھٹنا پھوٹے آنکھ
اسمین محض آپنے اپنی رائے کو دخل دیا ہی جب آپکو کوئی حدیث نہین ملتی تو حنفیہ ایسی عناد
کیون ہی کہ خود آستین چڑھا کر لڑنے کو مستعد ہو جاتے ہین پھر اس سے کچھ بحث نہین کہ الفاظ اور
معنی کو ربط ہو یا نہو بلکہ تا مقدور ربط کلام نہین دیتے اتفاقیہ کہین ہو جائے تو معذور ہین
جب کچھ بن نہ پڑی تو بطور خلاصہ فرمانے لگے غرض کہ حنفیہ نہ تو قرآن کی مخالفت سے ڈرتے ہین
اور نہ حدیث کی انتہے جناب من قرآن اور حدیث کی مخالفت سے حنفیہ تو بیشک ڈرتے ہین مگر
فرقہ ظاہریہ کی مخالفت سے البتہ اونکو کچھ باک نہین خلاصہ یہ ہی کہ قرآن شریف مین نکاح
محرمات کے لیے کہین حد نہین آئی ہی باقی رہی حدیث سو اول تو وہ مرتد کے واسطے ہی چنانچہ عبارت
لمعات و فتح القدیر سے معلوم ہوا علاوہ اسکے قتل بھی تعزیری ہی البتہ کسی حدیث مین رجم یا سو درہ آیا
ہون اور خاص اسی واقعہ مین ہو تو اوسوقت بیشک ہم امام صاحب کے قول کو چھوڑ دینگے
اور جب قول اونکا ہر طرح سے موافق ہو تو پھر ہمکو نعوذ باللہ اونسے کچھ عداوت تو ہی نہین جو مثل
آپکے بے انصافی کرین اللہ ایسے تعصب سے بچاوے **قال** مسالہ چہارم ایک مسلہ امام اعظم رح کا مخالف
حدیث کے یہ ہی کہ حکم قاضی کا تمام عقود و فسوق مثل نکاح اور طلاق اور بیع اور اقالہ مین امام اعظم کے
نزدیک نافذ ہی ظاہر و باطنا الخ **اقول** آپکو جب جناب مختصر پر اور خلط کلام آتا ہی عام کو خاص
اور خاص کو عام کرنا آپکی کا کام ہی یہ حدیث کہ جسکے مخالف قول امام صاحب کا آپ سمجھتے ہین خاص

حدیث اِدْرَءُوا الْحُدُوْدَ بِالشُّبُہَاتِ مَا اسْتَطَعْتُمْ یعنی ساقط کردیا کرو حدود کو شبہہ سے
جہان تک استطاعت رکھتے ہو انتہے اسپر دلالت کرتی ہی کہ کچھ بھی شبہہ ہو تو حد ساقط کرنی چاہیے
باقی رہا شبہہ اسکے تعین کا سو کچھ حدیث اور قرآن مین صراحۃً کہین مذکور نہین بلکہ ہر ایک نے استنباط
کیا ہی اور امام صاحب نے نکاح محرمات کو بھی شبہات مین داخل کیا ہی پھر انکا یہ فرمانا کہ پیغمبر کے حق مین یہ
اعتقاد کرنا کہ اونھون نے اس مسلے کو نہین سمجھا انتہے جناب من خود آپ نہین سمجھے جو ایسا
شبہہ وارد کیا بیشک آپکے حق مین ہمارا بھی اعتقاد یہی ہی کہ بالکل آپ مطلب حدیث کا نہین سمجھے
چنانچہ دیکھو خلاصہ فتح القدیر کا بیان ہوتا ہی یعنی نزدیک امام صاحب کے نفس عقد سے حد اٹھانے مین
شبہہ ہو جاتا ہی اگرچہ اوس عقد کی تحریم پر اتفاق ہو اور وہ جانتا بھی ہو اور نزدیک دونون کے
جسوقت وہ جانتا ہو یہ شبہہ نفس عقد کا ثابت نہوگا اس عبارت کو عربی کی آپ سمجھے نہین یا عمدًا
تغیر کردیا اور کہا عمدًا نکاح کرنے سے محل شبہہ نہین اس مین عمد اور غیر عمد کو کچھ دخل نہین بلکہ امام صاحب
کے نزدیک نفس عقد ایسی شی ہی جس سے حد مین شبہہ واقع ہو جاتا ہی گو وہ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو پھر
امام صاحب اور سفیان ثوری اور امام زفر یہ فرماتے ہین کہ اگر اوس نے نکاح محارم سے کیا اور
پھر وطی کی تو حد اوسپر واجب نہوگی گو جانتا ہو لیکن جرم واجب ہو جائے گا البتہ اوسکو تعزیر شدید جو
سب تعزیرون مین زیادہ ہو سیاستہً دیجائے گی اوسکے واسطے کوئی حد شرعی مقرر نہین ہی
اور وہ حدیث جسمین آیا ہی کہ اوس شخص نے اپنی باپ کی بی بی سے نکاح کیا تھا اوسکے واسطے
آپنے حکم دیا کہ گردن اوسکی ماری جاوے اور مال اوسکا لے لیا جاوے اس لیے کہ وہ مرتد
ہو گیا اور نہ فقط نکاح سے یہ نہین لازم آتا کہ اوس نے وطی بھی کی ہو اور نہ کہین احادیث
مین وطی کا ذکر ہی بلکہ محض نکاح آیا ہی اسکی وجہ یہی ہی کہ وہ مرتد تھا احکام شرعی کا انکار کرتا تھا
کیونکہ سوائے وطی کے اور فعل مین مثل نکاح وغیرہ کے حد نہین آتی نہ کہ قتل کرنا اور کل مال
لے لینا اسکا باعث فقط ارتداد ہی سو اسمین قتل بیشک آیا ہی اس لیے کہ حد گردن مارنا
اور مال لے لینا نہین ہی بلکہ یہ تو لوازمات کفر سے ہی پس صاحبین تو کہتے ہین کہ محارم محل عقد

اختلاف ہی البتہ اگر فقط اونکی گفتگو پر کفایت کی جائے گی جیسا کہ ظاہر الفاظ حدیث کے سیر دال ہین
تو اوسوقت ظاہر اقتضا واقع ہوگی اور امام صاحب بھی اسکے خلاف نہین کہتے البتہ جسمین کواہ اور
قسم ہو اوسمین امام صاحب فرماتے ہین کہ قضا قاضی کی ظاہر اور باطن مین نافذ ہوگی سو یہ بیان ہرگز
حدیث سے نہین نکلتا جو مخالفت ہو علاوہ اسکے اگر اس حدیث کو عام رکھا جاوے تو پھر جمہور
کی مخالفت لازم آتی ہی اس لیے کہ اسپر سب متفق ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احکام مین خطا
نہین ہوسکتی اور اگر ایسا ہوا تو خدا کی طرف سے اطلاع ہوگئی چنانچہ امام نووی جو محدثین مین سے
ہین اس بات کو تسلیم کرتے ہین بلکہ اسکو خاص کرتے ہین ساتھ غیر اجتہاد کے یعنی جسمین کواہ اور قسم
ہو پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث جمہور کے نزدیک خاص ہی عام نہین البتہ فرق اتنا ہی کہ محدثین بنیاد
یعنی غیر اجتہاد کے ساتھ خاص کرتے ہین اور امام صاحب اموال مین خاص کرتے ہین غرض کہ
طرفین یعنی امام اعظم اور امام محمد اسکو مقید کرتے ہین اب ظاہر الفاظ حدیث کے اہل انصاف خود سمجھ
لین گے کہ اس سے قرینہ اموال کا ہی یا غیر اجتہاد کا علاوہ اوسکے حدیث حضرت علی کی جسکو آپ موقوف
بتلاتے ہین اور قابل حجت نہین کہتے اس قول کی مؤید ہی اور حدیث موقوف امام شافعی کی بہان
حجت نہین چنانچہ خلاصۃ الخلاصہ مین لکھا ہی وَهُوَ لَيْسَ بِحُجَّةٍ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ یعنی اور موقوف
نہین ہی حجت نزدیک شافعی کے انتہے اور حنفیہ کے یہان بیشک حجت ہی چنانچہ لمعات مین آیا ہی
وَمِنْ مَذْهَبِ أَبِي حَنِيفَةَ رض وُجُوبُ تَقْلِيدِ الصَّحَابِيِّ فِيمَا قَالَ یعنی اور مذہب امام صاحب
کا واجب ہونا تقلید صحابی کا ہی اوس چیز مین کہ کہا اونھون نے انتہے اور اتقانی مین لکھا ہی اعلم
أَنَّ تَقْلِيدَ الصَّحَابِيِّ وَاجِبٌ یعنی جان تو کہ تحقیق تقلید صحابی کی واجب ہی انتہے اور یہ جو اب
لکھتے ہین کہ حدیث معلق ضعیف اور مردود شمار کیجاتی ہی سو جناب من ہر معلق کا یہ حکم نہین ہی
بعضے اقسام معلق کے مقبول ہوتے ہین چنانچہ تصریح اسکی نخبۃ الفکر مین آپکی عبارت منقول کے
بعد موجود ہی اگر ایسا نہ ہوتا تو تعلیقات بخاری مین قبل تصریح ابن حجر وغیرہ کے ضرور ضعیف
ہوتا حالانکہ تعلیقات بخاری حکم مین اتصال کے ہین کچھ انکی تصریح پر اوسکی صحت موقوف

اونھون نے جسوقت مشتبہ ہوجاوے تجھپر حد میں موقوف رکھا اوسکو انتے اور اصحاب ظاہر یہ کہتے ہین
کہ حد بعد ثبوت کے حلال نہین ہی کہ موقوف کردی جائے اور ان آثار مین جرح کرتے ہین کہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اسمین کوئی روایت ثابت نہین بلکہ بعض صحابہ رض سے بطرق ضعیفہ
منقول ہی اس لیے کہ بعض اوسکا مرسل ہی ہم یہ کہتے ہین کہ ارسال مین کچھ مضائقہ نہین اور یہان
موقوف بھی حکم مین مرفوع کے ہی اس لیے کہ واجب کو ساقط کردینا بعد ثبوت اوسکے کسی شبہہ سے
خلاف مقتضاے عقل ہی بلکہ مقتضاے عقل یہ ہی کہ بعد متحقق ہونے ثبوت کے شبہہ سے مرتفع نہو پس جبکہ اسکو صحابی
نے ذکر کیا تو اوسکو رفع ہی پر محمول کیا جائے گا علاوہ اسکے تمام جہان کے فقہا کا اجماع ہوا ہی
کہ حدود شبہات سے ساقط کردیے جاتے ہین کفایت کرتا ہی اسیواسطے بعض فقہا نے کہا کہ یہ
حدیث متفق علیہ ہی اور یہی یہ ہی کہ قبول کیا ہی اوسکو ایک جماعت نے اور بھی تتبع نبی صلی اللہ علیہ
وسلم اور صحابہ سے اس مسئلہ مین یقین ہوجاتا ہی کیونکہ جب ماعز سے آپنے باوجود اقرار صریح کے یہ فرمایا
کہ شاید تم نے بوسہ لیا ہوگا یا ہاتھ لگایا ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ آپ تا یقین کرتے تھے کہ کسی طرح
ہان کہدین اور اس سے دریافت کرنے مین اور کوئی فائدہ نہ تھا سوا اسکے کہ اونھون نے ہان کہا اور جھوٹا ورنہ جسنے
اقرار قرض کا کرلیا اوس سے آپنے کبھی یہ نفرمایا کہ شاید تیرے پاس امانت ہوگی پھر ہلاک ہوگئی ایسے
چور سے مینہ فرمایا کہ کیا تونے چوری کی ہی تجکو تو گمان نہین کہ تونے چوری کی ہو اور غامدیہ سے بھی اسی
قسم کا کلام کیا ایسے ہی حضرت علی رض نے ایک عورت سے فرمایا شاید سوتے مین وہ تیرے اوپر آپڑا
یا زبردستی کی ہو یا تیرے موالے نے تیرا نکاح کردیا ہی اور تو اوسکو چھپاتی ہی اور بہت اسکی نظیرین
ہین جنکا بیان کرنا طول کلام ہی پس حاصل ان سب تقریروں سے یہ ہوا کہ حد کے دفع کرنے مین حیلہ
کرنا بیشک جائز ہی اور ان استفسارات سے بھی جو کہ دفع حد کے لیے قصد احتیال کا فائدہ دیتی ہین
معلوم ہی کہ بعد ثبوت کے تھی کیونکہ بعد صریح اقرار ہی کے ثبوت ہوتا ہی جو یہان پایا گیا اور یہی ان
آثار کا حاصل ہی پس ان احادیث کے معنی جہت شارع سے یقینی ہوگئے اب اسمین کسی طرح کا
شک نکرنا چاہیے اور اسکے منکرین کی طرف مطلق التفات نکرنا چاہیے اور نہ اعتماد کرنا چاہیے

کون آئے گا پس معلوم رہا کہ افعال صحابہ ہیں اور احادیث مرفوعہ ہیں حتی الامکان تطبیق ہیں
خصوصاً خلفائے راشدین کے فعل اور قول کی جنکے حق ہیں حدیث عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ
الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ یعنی لازم پکڑو تم طریقہ میرا اور طریقہ میرے خلفائے راشدین کا انتہا وارد
ہوا انکا قول تو ضرور ہی سند ہوگا علی الخصوص حضرت علیؓ کے حق ہیں اَقْضَاھُمْ عَلِیٌّ وارد ہے
یعنی سب صحابہ ہیں زیادہ اور عمدہ فیصلہ کرنے والے علیؓ ہیں پھر یہ فرمانا حضرت علیؓ کا کہ تیرے
گواہوں نے تیرا نکاح کرادیا صاف دلالت کرتا ہے کہ ایسے معاملات ہیں جو عقود سے تعلق رکھتے
ہیں ظاہر اور باطن ہیں قضا نافذ ہو جاتی ہے اور حدیث صحیحین کی جسکا سیاق دلالت کرتا ہے کہ
اموال ہیں وارد ہوئی ہے چنانچہ سند بھی اسکی ہم بیان کر چکے مطابق ہے پھر باوجود ایسی ظاہر طریق
کے انکار کرنا آپکو یوں سمجھنا ہے کہ جیسے فرقہ ظاہریہ سمجھے کہ حدیث کو حضرت علیؓ بھی نہیں سمجھے
اللہ ایسے عقیدۂ فاسد سے محفوظ رکھے یہ لوگ یوں سمجھتے ہیں کہ قول پیغمبر کے معنی جو ہم کہتے ہیں
وہی مراد ہیں اور مرنے کی ایکبی ٹانگ کیے جاتے ہیں انکے اعتقاد ہیں صحابہ مرفوع حدیث کے
بالکل مخالف تھے اسی لیے صحابہ کا قول نہیں مانتے نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَکْفُرُ بِبَعْضٍ
یعنی بعض کے ساتھ ایمان لاتے ہیں ہم اور بعض سے ہم انکار کرتے ہیں انہیں کے حق ہیں صادق ہے
چونکہ صاف صاف سب وشتم صحابہ کو کرتے ہوئے ڈرتے ہیں اس لیے حدیث مرفوع کے پردہ ہیں
بہت کچھ بے ادبی صحابہ کی شان ہیں کر جاتے ہیں فی الواقع انکو صحابہ سے عداوت ہے جو صحابہ کے
خلاف قرآن وحدیث کے عمل کرنے پر قائل ہیں اور انصاف مطلق نہیں کرتے اپنی رائے
کو مقدم سمجھتے ہیں یوں نہیں تصور کرتے کہ ہم سے ہی کچھ معنی حدیث کے سمجھنے ہیں قصور ہوا ہوگا
صحابہ نے جو کچھ کیا موافق کیا اور ہمیں تطبیق ہیں کیا امکان ہے یا دوسرے کی بات مانیں یہ تو
دور تک پہونچتے ہیں اور ہم کوئی بات الزاماً بھی کہیں تو کہتے ہیں توبہ توبہ ایسی بات نہ کہنا کہیں نہ کہیں
کہ ہم کو بھی تو اللہ نے یہ حکم نہیں دیا کہ اس فرقے کے معنی حدیث اور قرآن کے لیے ہوئے پر
عمل کرنا بلکہ ہم خوب جانتے ہیں کہ اگر امام صاحب سے قرآن اور حدیث کے معنی لینے ہیں

اموال مین ہے چنانچہ خاتم المحدثین جناب حافظ الحدیث مولانا مولوی احمد علی صاحب لکھتے ہین
واحتجوا ای الحنفیۃ بان الحاکم قضی بحجۃ شرعیۃ فیما لہ ولایۃ الانشاء فیہ
فیجعل انشاء نحو ما عن الحرام والحدیث صریح فی المال ولیس النزاع
فیہ وان القاضی لا یملک دفع مال احد الی اخر ویملک انشاء العقود والفسوخ
یعنی اور حجت لائے حنفیہ یہ بین طور کہ حاکم حکم کرتا ہی حجت شرعیہ سے اوس چیز مین کہ اوسکو ولایت انشا
کی اوسمین ہر پس گردانا جاوے گا حکم اوسکا انشا واسطے بچنے کے حرام سے اور یہ حدیث مال مین صریح ہی اور
نہین ہی گفتگو مال مین اسواسطے کہ قاضی نہین مالک ہوتا ایک کے مال دینے کا طرف دوسرے کے
اور مالک ہوتا ہی نیا کرنے عقد نکاح وغیرہ وفسخ نکاح وغیرہ کا انتہے اور امام طحاوی لکھتے ہین وذھب
اخرون الی ان الحکم ان کان فی مال وکان الامر فی الباطن بخلاف ما استند الیہ
الحاکم من الظاھر لم یکن ذلک موجبا لحلہ للمحکوم لہ وان کان فی نکاح او طلاق
فانہ ینفذ ظاھرا وباطنا وحملوا حدیث الباب الذی قبل ھذا الباب علی ما ورد
فیہ وھو المال یعنی اور گئے ہین دوسرے فقہا طرف اسکے کہ حکم اگر مال مین ہو اور واقع مین اخر خلاف
ہو اوسکے کہ حکم دیا ہی حاکم نے ظاہر کا تو نہوگا یہ حکم واجب کرنے والا حلال ہونے اوسکے کا واسطے اوس
شخص کے کہ حکم کیا گیا ہی اوسکے لیے اور اگر ہوگا حکم نکاح مین یا طلاق مین تو تحقیق جاری ہوگا ظاہر
اور باطن مین اور حمل کیا اونھون نے حدیث باب کو جو کہ پہلے اس باب کے ہی اوپر اوسکے کہ وارد
ہوئی ہی اوسمین حدیث اور وہ مال ہی انتہے اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ حدیث خاص مال
مین وارد ہوئی ہی چنانچہ لفظ من حق اخیہ او اقطع لہ قطعۃ من النار اس پر دلالت
کرتا ہی دوسرا جواب یہ ہی کہ ظاہر اس حدیث کا دلالت کرتا ہی اسپر کہ یہ حدیث خاص ہی اوس حکم
مین کہ متعلق ہوتا ہی کلام خصم کے سننے سے اور گواہ اور قسم وہان نہون سو اسمین نزاع نہین
کیون کہ نزاع تو اوس حکم مین ہی جو گواہی پر مرتب ہوا انتہے کیونکہ الحن بحجتہ جسکے معنی خوب
گفتگو کرنے والے کے ہین جھوٹی بات کو بھی سچی کر دے اوس مین گواہ اور قسم کا کہان ذکر نہین جسمین

بخاری شریف صفحہ ۱۰۴۵ جلد ۲

بخاری شریف صفحہ ۱۰۴۱ جلد ۲

بخاری شریف صفحہ ۱۰۴۱ جلد ۲

کہ جنکے اقوال جمہور کے مخالف نیل الاوطار مین موجود ہین پیش کر دینا اور ایسے ہی اقوال اونکے مقلدین
کے نقل کر دینا سراسر ہٹ دہرمی اور کج بحثی ہی بلکہ اسمین قول اونکا چاہیے تھا کہ جنکو دلائل دین تسلیم کرتے
جیسے شاہ ولی اللہ صاحب چنانچہ وہ عقد الجید اور انصاف فی بیان سبب الاختلاف مین لکھتے ہین جان تو
کہ تحقیق ملت نے اجماع کیا ہی اسپر کہ اعتماد کرین وہ سلف پر شریعت کی پہچان نے مین پس تابعین
اعتماد کرین اسمین صحابہ پر اور تبع تابعین اعتماد کرین تابعین پر اور اسیطرح ہر طبقے مین اعتماد کرین
پچھلے علماء اگلے علماء پر اور عقل اوسکی خوبی پر دلالت کرتے ہی اس لیے کہ شریعت نہین پہچانی جاتی مگر
ساتھ نقل اور استنباط کے اور نقل نہین معتبر ہوتی مگر اس طور کہ اخذ کرے ہر طبقہ اپنے پہلون سے
بلا انقطاع اور استنباط کرنے مین یہ ضرور ہی کہ مذاہب متقدمین کے معلوم کرے تاکہ خارج نہو جاوے
اونکے اقوال سے والا خارق اجماع ہو جاوے گا اور چاہیے کہ بنا کرین اوسپر اور استعانت کرے
اوس مین اون سے جو پہلے اسکے ہین اور جبکہ اعتماد سلف پر متعین ہو گیا تو ضرور ہے اس سے کہ ہون
اقوال اونکے کہ جنپر اعتماد کیا جاتا ہی روایت کی گئی اسناد صحیح سے یا اونکی کتابون مشہور مین مجتمع ہون
اور یہ کہ ہون مخدومہ یعنی بیان کیا جاوے راجح عملیات اونکی سے اور خاص کیا جاوے عموم اونکا بعض
مواقع مین اور مقید کیا جاوے مطلق اونکا بعض جا پس جمع کیا جاوے مختلف فیہ اور بیان کیے جاوین
سبب اونکے احکام کے اور نہین تو صحیح نہوگا اعتماد اون پر اور نہین ہی کوئی مذہب اس زمانہ اخیر مین
اس صفت کا مگر یہ چار مذہب مالکیہ مگر مذہب امامیہ اور زیدیہ کہ وہ اہل بدعت مین نہین جائز ہی اعتماد
اوسپر انتہے مختصرا باقی تحقیق اس کتاب کی اول مین گذر چکی اگر جی چاہے ملاحظہ فرماوے پھر آپ امام
صاحب کی طرف سے بعض دلائل اسکے کہ قضا ظاہر اور باطن مین سوا مال کے جاری ہو جاتی ہی
شروع کرتے ہین فتح القدیر مین ہی کہ نزدیک امام صاحب کے ظاہر اور باطن مین قضا نافذ ہو گی
کہ جسمین قاضی کو انشای عقد ممکن ہو جیسے اگر دوسرے کی عدت مین ہو گی یا مطلقہ ثلث غیر کی ہو گی
تو اس صورت مین قاضی کو انشای عقد کا اختیار نہوگا کیون کہ قاضی دوسرے کی مال کی تملیک کا غیر
عوض کے مالک نہین ہوتا اور مقصود قضا سے قطع منازعت ہی اور اس صورت مین جھگڑا نہین ہو سکتا

نہین اور بعضون نے یہ فرق کیا ہی کہ جسمین امام بخاری صیغہ معروف لائے ہین جیسے قَالَ فُلَانٌ یا ذَکَرَ فُلَانٌ تو یہ صحیح ہی اور جو صیغہ مجہول لائے ہین جیسے قِیْلَ یا یُقَالُ تو اوسکی صحت مین البتہ کلام ہی لیکن چونکہ اس کتاب مین مروی ہی کوئی اصل اوسکی ہوگی پس ایسے شخصون کی تعلیقات کو ضعیف کہنا خالی از تعصب نہین حال آنکہ عادت مصنفین کی کبھی یہ بھی رہی ہی کہ کل سند کو حذف کر دیتے ہین اور فقط قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کہتے ہین چنانچہ تصریح اسکی مقدمہ مشکوٰۃ مین موجود ہی خصوصًا متقدمین کا تو یہی دستور تھا کہ وہ سند بیان نہین کرتے تھے اور وجہ اوسکی یہ تھی کہ جب تک کذب نہ تھا سچے لوگ تھے موافق اس حدیث شریف کے خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ یَفْشُوا الْکَذِبُ یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سب قرنون سے بہتر میرا قرن ہی پھر جو اوسکے متصل ہی پھر جو اوسکے متصل ہی پھر پھیل جائیگا جھوٹ اتنے اور ظاہر ہی کہ آپکا زمانہ اور صحابہ کا ایک تھا اوسکے بعد تابعین کا زمانہ ہوا پھر تبع تابعین کا پھر اونکے بعد ایسا جھوٹ پھیلا کہ لوگون نے حدیثین وضع کرنی شروع کین اسی لیے امام بخاری نے شروط لگائے ورنہ حدیث سے کہین ان شروط کی تصریح نہین یہ شروط فقط احتیاطًا تھے اور اس غرض سے کہ اب جو کوئی حدیث نقل کرے اوسمین اتنی باتین دیکھ لی جائین جب اوس سے اخذ کیا جائے اوسکے یہ معنی نہ تھے کہ پہلے استاذ الاستاذ امام بخاری کی جو حدیثین بیان کر گئے ہین اون مین بھی سند اتصال ضرور ہی حاشا وکلا یہ فقط فرقہ ظاہریہ کی ایجاد تازہ سے ہی بیشک امام محمدؒ کے تعلیقات حکم مین اتصال کے ہین مثل امام بخاری کے چنانچہ اتفاق جمہور علماے حنفیہ ومصنفین شافعیہ کا اسپر دلیل بدیہی ہی اور تنقیح الاصول مین بحث شرائط راوی مین مرسلات امام محمد کو حجت لکھا ہی اور جو قواعد بعد اسکے کسی مصلحت کے واسطے جاری کیے گئے وہ پہلون پر کیونکر حجت ہو سکتے ہین یا پچھلے لوگ اوسکے پابند ہو کر تحقیقات سابق کسطرح ترک کر سکتے ہین البتہ اتنی بات ہمکو ضروری ہی کہ اگر کہین مخالفت دیکھین تو اوسمین تطبیق کر دین اس لیے کہ جب صحابہ ہی نعوذ باللہ مخالفت کرین گے تو پھر موافقت کس سے ہوگی

اسلام سے خارج سمجھے ان آپکے فہم مین خطا واقع ہوئی خیر یہ خطاے اجتہادی ہے اس مین آپ معذور ہین خداے تعالے آپکو ذہن رسا اور طبع سلیم عنایت فرماوے آمین ثم آمین **قال** مسئلہ پنجم اور ایک مسئلہ امام اعظم اور اونکے شاگردون ابو یوسف و محمد کا مخالف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دو حدیثون کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق وغیرہ مین لکھا ہی مَنِ امْتَنَعَ مِنَ الْجِزْيَةِ اَوْ قَتَلَ مُسْلِمًا اَوْ سَبَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَوْ زَنٰى بِمُسْلِمَةٍ لَمْ يَنْتَقِضْ عَهْدُهٗ یعنی جو ذمی جزیہ دینے والا جزیہ دینے سے انکار کرے یا کسی مسلمان کو مار ڈالے یا گالی دے نبی علیہ السلام کو یا کسی مسلمان عورت سے زنا کرے تو ان امور سے اوسکا عہد ذمی کا نہین ٹوٹتا الخ **اقول** اس حدیث سے مخالفت ہرگز نہین سمجھی جاتی بلکہ اگر الفاظ حدیث آپ غور فرماتے تو بیشک موافق پاتے حدیث مین کَانَ تَسَبَّبَ کا لفظ اسپر دلالت کرتا ہی کہ جو کہ سب و شتم واقع ہوا اور عادت ہو جائے تو اوسکو قتل کرنا چاہیے اس لیے کہ اس لفظ کے معنی ہین کہ سب و شتم کیا کرتے تھے یہ معنی نہین کہ ایک بار اوسنے شتم کیا ہو اور قتل کی گئی ہو اور اگر ایکبار مراد ہوتی تو کَانَ شَتَمَ ہوتا جس کے معنی ہین شتم کیا تھا اوسنے پس لفظ حدیث سے معلوم ہوا کہ جب تک مکرر نہو تو قتل نکرنا چاہیے سو امام صاحب بھی اسکے مخالف نہین کہتے اس لیے کہ در المختار مین جسکی عبارت آپنے نقل کی ہی اوسکے بعد وجہ توفیق بھی مرقوم ہی قَوْلُهٗ وَبِهٖ اَفْتٰى شَيْخُنَا اَيْ اَبُو السُّعُوْدِ صِفَتُهٗ الرُّوْمُ لَمْ اَفْتٰى بِهٖ اَكْثَرُ الْحَنَفِيَّةِ اِذَا اَكْثَرَ السَّبَّ كَمَا قَدَّمْنَاهُ عَنِ الصَّارِمِ الْمَسْلُوْلِ وَهُوَ مَعْنٰى قَوْلِهٖ اِذَا ظَهَرَ اَنَّهٗ مُعْتَادٌ وَمِثْلُهٗ مَا اِذَا اَعْلَنَ بِهٖ كَمَا مَرَّ وَهٰذَا مَعْنٰى قَوْلِ ابْنِ الْهُمَامِ اِذَا اَظْهَرَهٗ يُقْتَلُ بِهٖ یعنی قول صاحب المختار کا اور ساتھہ اسی کے یعنی قتل کے فتوا دیا ہی ہمارے شیخ نے یعنی ابو سعود مفتی روم نے بلکہ فتوا دیا ہی ساتھہ اسکے اکثر حنفیہ نے جسوقت کثرت کرے گالی دینے کی جیسا کہ بیان کیا ہی ہمنے اوسکو صارم مسلول سے اور یہی معنی قول مصنف کے ہین جسوقت ظاہر ہو جاوے کہ یہ عادت اسکی ہی یہ مثل اسکے وہ صورت ہی کہ اعلان کرے ساتھہ اسکے اسکو جیسا کہ گذرا اور یہی معنی ہین قول ابن ہمام کے جسوقت ظاہر کرے اوسکو قتل کیا جاوے

ایکہزار مین سو غلطیان ہون گی تو دوسرون سے ہزار مین نوسو غلطیان ہون گی اور چند حدیثین معین جو
بعض صحابہ کو معلوم نہ تھین اونکو مسنداً ہر جگہ پیش کر دیتے ہین اب جو حدیث آئی اپنی طرف سے معنی معین کر دیے
اور یون سمجھے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یون ہی سمجھا ہی پھر جواب دینے کو مستعد ہو گئے کہ اس حدیث کے
مخالف دوسری حدیث صحابہ کی اس وجہ سے ہوئی کہ اونکو بہت حدیثین نہین پہونچی تھین یا صحابہ کا قول
قرآن اور حدیث کے مخالف نہین ماننا چاہیے قرآن اور حدیث اون لوگون نے نام اپنے فہم کا رکھا ہی
ع برین عقل و دانش بباید گریست + بلکہ امام اعظم کا مسلک تطبیق نہایت درست معلوم ہوتا ہی ہمکو نہین خدا
اور رسول نے حکم نہین دیا کہ قرآن اور احادیث مین باوجود تطبیق اور موافقت عقل کے خواہ مخواہ خلاف
عقل کرنا ہان جہان تطبیق نہو سکتی ہو گو خلاف عقل ہو ہم اوسکو قبول کر لین گے اور اسمین اپنا
قصور سمجھین گے اور فقط ایک لفظ کو لے لینا اور دوسری لفظ کو غور نکرنا بلکہ اپنی عقل کو محض معطل سمجھنا
فرقۂ ظاہریہ کا کام ہی عمدہ معنی موافق عقل کے چھوڑ کر خلاف عقل جاننا انھین کا شیوہ ہی عقل کو یون
سمجھے ہین کہ محض دنیا کے واسطے عنایت ہوئی ہی دین مین اس سے مطلق کوئی کام لینا نچاہیے بلکہ
دوسرا کہے تو اوسپر طعن کرتے ہین چنانچہ ایک ظاہریہ کی نقل ہی کہ معقولیون پر بہت طعن کیا کرتے تھے اور
کہتے تھے کہ ان کم بختون نے قرآن اور حدیث کے بالکل خلاف کیا ہی اکثر باتین خلاف بیان کرکے
ہین ایک روز ایک شخص نے دریافت کیا کہ جناب وہ کونسا قول ہی جو مخالف ہی کہا ایک ہو تو بتاؤن
سینکڑون ہین مگر خیر مشتے نمونہ از خروارے ایک بتلائے دیتا ہون دیکھیے یہ سب منطقی متفق ہین
کہ اجتماع نقیضین محال ہی اور اثبات اور نفی جمع نہین ہو سکتا حالانکہ صریح مخالف ہی قرآن اور حدیث کے
کیونکہ دیکھیے لا الٰہ نفی ہوئی اور الا اللہ اثبات ہی انکو کلمہ بھی تو یاد نہین ورنہ ایسی صریح مخالفت
نکرتے حاصل کلام یہ ہی کہ آدمی کو یون سمجھنا کہ جو مین سمجھا ہون دوسرا نہین سمجھا بلکہ صریح مخالف
قرآن اور حدیث کی سمجھا ہی عین خطا ہی تمام کتابین ائمہ اربعہ کے اختلافیات کی مع دلائل موجود
ہین دیکھ بھالیجیے اور یہ نہ کیجیے کہ آنکھون پر پٹی باندھ کے ایک طرف کی بات لکھدی اور دوسری طرف کو
جھوڑ گئے اور نے سمجھے بوجھے حکم لگا دیا کہ دیکھو یہ مخالف حدیث کے ہی اور قول قاضی شوکانی کا

مین ہان یہ شبہہ ہوتا ہی کہ جب یہ لفظ شتم ہوا تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وَعَلَیْکُمْ کو اوطف
کیون فرمایا اسکا جواب یہ ہی کہ یہ واو عاطف نہین بلکہ واسطے استیناف کے سر جملہ لاسکے ہین دوسرا
شبہہ یہ ہوتا ہی کہ کعب بن اشرف کیواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون اوس کے قتل کا
ذمہ کرتا ہی اوس نے اللہ اور رسول کو اذیت دی ہی اور آپنے ایسے شخص کو اوسکی طرف بھیجا تھا
جس نے اوسکو دھوکے مین قتل کیا سو جواب اوسکا یہ ہی کہ اوسکو بجرد شتم کے آپنے قتل
نہین کرایا بلکہ وہ آدمیون کو آپکے ساتھ لڑنے کو جمع کرتا تھا علاوہ اسکے وہ اہل ذمہ سے بھی
نہ تھا بلکہ مشرک تھا آپ سے مقابلہ کرتا تھا ایسا ہی بیان کیا شیخ الاسلام علامہ عینی نے شرح
بخاری مین پس اب جو بخاری کی حدیث کے آپ عمل آپ کا کہان چلا گیا اور بخاری کی حدیثون سے
استنباط کون اوٹھا کر لے گیا غرض امام صاحب کے مخالف ہونا اور طعن کرنا آپ نے اپنے اوپر
فرض سمجھ لیا ہی جہان اپنے زعم مین خلاف واقع کے مخالفت پاتے ہو پھر کیسی ہی حدیث صحیح
موجود ہو فقط اپنی رائے کو اوسوقت صائب جانتے ہو ذرا خدا سے بھی ڈرنا چاہیے اگر اسی
اپنے خیال کا نام مخالفت ہی تو خیر دنیا مین تو کون باز پرس کرتا ہی مگر فردائے قیامت اگر حق تعالے
آپ سے حجت طلب کرے کہ کونسی وجہ سے شیوۂ طعن تمنے اختیار کیا تھا پھر تو بغلین جھانکو گے
آیندہ آپ جانین مگر یہ طریقہ آپکا سب طریقون سے بدتر ہی گو آپ اپنے خیال مین کچھ سمجھین

قال ششم مسئلہ اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی چار حدیثون کے یہ ہی کہ حلبی حاشیہ شرح وقایہ
مین محیط سے نقل کرکے لکھا ہی اَنَّ مَا اَخَذَتْهُ الزَّانِيَةُ اِنْ كَانَ يَعْقِدُ الْاَحْرَارَ وَقَالَ
عِنْدَ الْاَعْظَمِ لَاَنَّ اَجْرَ الْمِثْلِ طَيِّبٌ وَاِنْ كَانَ السَّبَبُ حَرَامًا یعنی جو چیز کرے
عورت زنا کرنیوالی بدلے زنا کرنے کے اگر لیا ہی مقرر کرکر یعنی جسطرح سے کہ کسبیان اپنی
خرچی زنا کرنے سے پہلے مقرر کرلیتی ہین تو حلال ہی امام اعظم کے نزدیک اس لیے کہ تحقیق مزدوری
یعنی مثل کی طیب ہی خواہ وہ سبب کہ جسکے بدلے وہ مزدوری لیتی ہی حرام ہی اسی سبب سے
امام اعظم کے نزدیک جو شخص کہ خرچی دیکر کسی عورت سے زنا کرے اوسپر حد واجب نہین انتہا **اقول**

مگر بسبب قضا باطن میں نافذ ہو اسواسطے کہ اگر حرمت باقی رہے گی تو پھر منازعت وطی کی طلب میں مکرر ہوگی
اور دوسرا منع کرے گا کیونکہ حقیقت حال جانتا ہی پس ضرور ہوا پہلے ہونا انسا کا پس گویا قاضی نے
کہدیا کہ میں نے تمہارا نکاح کیا اور اسکے ساتھ حکم دیا اوسکے بعد لکھا ہی وقول ابی حنیفۃ رضا وحجۃ
یعنی اور قول امام صاحب کا مدلل زیادہ ہی انتے اور امام طحاوی لکھتے ہین فیثبت الحل عند اللہ تعالی
وان اثم المدعی اثم اقدامہ علی الدعوی الکاذبۃ یعنی پس ثابت ہوگی حلت
نزدیک اللہ تعالے کے اگرچہ گنہگار ہوگا مدعی گناہ پیش قدمی کرنے اپنے کا اوپر جھوٹے دعوے کے
انتے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ گناہ اوسکو بیشک ہوگا ایسے ہی بحر الرائق کی اس عبارت سے واضح
ہوتا ہوگا یلزم من القول بحل الوطی عدم اثمہ فانہ اثم بسبب اقدامہ علی
الدعوی الباطلۃ وان کان اثم علیہ بسبب الوطی یعنی نہین لازم آتا قائل ہونے حلت
وطی سے نہ گنہگار ہونا اوسکا اس لیے کہ وہ گنہگار ہی بسبب پیش قدمی کرنے اوسکے اوپر دعوا باطل کے
اگرچہ نہین گناہ ہوا وسپر بسبب وطی کے انتے اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ گناہ اوسکے ذمے پر رہیگا
پھر اوسکے واسطے جو کچھ وعید آئی ہی اسی کذب کا بدلہ ہوگا اسوجہ سے بھی قول امام صاحب کا حدیث کے
مخالف نہوا بلکہ عین موافق ہوگیا اور طحطاوی مین لکھا ہی کہ امام صاحب کی ایک یہ بھی دلیل ہی کہ اسمین
سب کا اجماع ہی کہ جو شخص کسی لونڈی کو خریدے پھر جھوٹا دعوا کرے فسخ بیع کا اور گواہ لاوے پس قاضی
حکم کردے تو بایع کو وطی اوس کنیز کی حلال ہوگی اور اوس سے خدمت لینا بھی حلال ہوگا باوجود جاننے
اوسکے کہ دعوا مشتری کا جھوٹا ہی حال آنکہ اسمین تو آزاد کرکے بھی خلاصی پا سکتا ہی گو اوسکے مال کا تلف
ہی انتے اسیطرح امام صاحب کہتے ہین کہ یہان مابہ الفرق کونسی شی ہی جس سے یہان وطی جائز ہو اور
وہان جائز نہو اور بہت دلائل امام صاحب کے بوجہ اختصار کے یہان بیان نہین ہوے ورنہ اس
بحث کو ایک دفتر چاہیے مگر حیف ہی کہ باوجود ایسے عمدہ دلائل اور براہین کے آپ کا مخالف قرآن اور حدیث
کے بتلانا دو حال سے خالی نہین یا تو حدیث کا مطلب آپ خود نہین سمجھے یا دانستہ یہ شیوہ اختیار کیا ہی
مگر یہ احتمال تو ہم نہین لے سکتے کیونکہ کونسا مسلمان ہی جو ایسی باتین دانستہ کہکے اپنے تئین دائرہ دین

کیونکہ اجرت مشروط و مسمی قبحت سے خالی نہین بسبب اس کے کہ بمقابلہ اسی اجارے کے واقع ہوئی ہے جو دراصل دست تھا مگر شرط حرام کی اقتران سے اس معقود علیہ مین حرمت آگئی لہذا مسمی بھی خبیث بن گیا مگر جب شارع نے اوسکا اجارہ رد کیا اور شرط حرام کو لغو بنایا تو وہ منافع مباح کہ جو مستاجر نے دیے اور مستاجر نے وصول کیے اونکو ضائع نہ کیا اوسکی اجرت مثل دلائی اوسمین کیا قبح ہے جو منافع تو اصلاً حلال تھے اور اب بھی منافع خدمت ہی کی اجرت دلائی ہے نہ منافع بضع کی سو اسمین کسی وجہ سے شرکت زنا کی نہین یہ ہر حال مین طیب ہے اور حدیث مین اجرت زانیہ کو حرام فرمایا ہے تو زنا کی اجرت کو حرام کیا ہے زانیہ کی خدمت کے منافع کو تو حرام نہین کیا اگر زانیہ کسی قسم کی اجرت مباح کرے تو وہ حرام نہین مثلاً اگر کوئی شخص کسی عورت کو اگر کھانا سینے پر دو روپیہ کو اجارہ مین لے اور یہ بھی شرط کرے کہ زنا بھی کرونگا چنانچہ اوسنے اگر کھانا بھی سیدیا اور اوس شخص کے ساتھ صدور زنا کا بھی ہو گیا پس اسصورت مین فقط اجرت مثل یعنی اگر کھانا سینے کی قیمت چار پانچ آنے اوسکو دلائے جائین گے اور دو روپی جو اجارہ مین مقرر پائے تھے رد کر دیے جائین گے کیون کہ وہ بھی بوجہ شرکت زنا حرام ہین اور زنا کی اجرت تو قطعی حرام ہے اوسکو ہرگز نہین دلایا بلکہ فقط اجر مثل اوس اصل معقود علیہ کا ضائع نہ کیا کیون کہ یہ اجرت امر مباح کی ہے ہان اگر زنا کی خرچی یا کل دام اوسکو دلائے جاتے تو حرام ہوتے جو دلایا ہے وہ حرام نہین پس اسیطرح یہان یہ اجرت بھی ایسی ہی مباح امر کی ہے اور وہ شرط زنا کی جو اجارے مین فضول لگادی تھی وہ رد ہی ہو گئی کیون کہ اوس مسمے کا اعتبار ہی نہین رہا فقط منافع کی اجرت مثل دلائی جس مین شرط زنا کا نام و نشان بھی نہین پس کسب النبی کو اوسمین کچھ علاقہ اور دخل نہین رہا اور مصداق اس حدیث کا ہرگز یہ واقعہ نہین ہوا اجرت مثل حلال اور طیب ہوئی نہ اجرت مسمے تو ظہر الفرق و ثبت الحق حکم مشتق مین معانی مشتق منہ کا مرعی ہونا واجب ہے اجرت زانیہ بوجہ زنا حرام ہے نہ یہ کہ اجرت زانیہ بوجہ مباح بھی حرام ہے پس حاصل مذہب امام صاحب کا یہ ہوا کہ اجرت زنا خواہ عقد اجارہ زنا سے ہو خواہ بلا عقد ہو حرام مطلق ہے کیونکہ اجارہ باطل ہے اور جو اجارہ فاسد ہو بایں طور کہ اصل معقود علیہ خدمت تھی اور شرط زنا کی اوسپر عارض ہو تو مسمی مشروط بھی حرام ہے

بسبب اوسکے انتہے اور منتقی مین لکھا ہی اذا لم یعلن فلو اعلن بشتمہ او اعتادہ قتل وکذا المرأۃ یعنی جسوقت ظاہر نکرتا ہو پس اگر ظاہر کرے شتم کو یا عادت کرے اوسکی قتل کیا جاوے گا اگرچہ عورت ہو انتہے پس معلوم ہوا کہ امام صاحب کا قول مطابق حدیث کے ہی اور حدیث مین عادت اور کثرت کیوجہ سے قتل ہی سو اسکا امام صاحب انکار نہین کرتے امام صاحب غیر معتاد کیواسطے یہ حکم بیان کرتے ہین کہ قتل نہ کیا جاوے چنانچہ جو عبارت آپنے نقل کی ہی اوسمین لفظ سب کہ ماضی ہی اسپر دال ہی جیسے قتل مسلما سے ایک ہی قتل مراد ہی ایسے ہی سب سے ایک ہی سب مراد ہی کوئی اسمین ایسا لفظ جو استمرار اور تکرار پر دلالت کرتا ہو نہین البتہ حدیث مین ایسا لفظ موجود ہی کیونکہ لفظ کان فعل مضارع سے پہلے ہوتا ہی تو معنی استمرار اور تکرار کے دیتا ہی اس صورت مین بیشک امام صاحب کے نزدیک بھی قتل ہی چنانچہ رد المحتار مین ہی کہ اصول حنفیہ سے یہ امر ہی کہ جس چیز مین قتل مقرر نہین نزدیک حنفیہ کے جسوقت وہ فعل مکرر ہو پس چاہیے امام کو کہ اوسکے کرنے والے کو قتل کرے انتہے اسکے بعد لکھا ہی فقد افاد انہ یحبس عندنا فتلہ اذا تکرر منہ ذلک واظہرہ یعنی پس تحقیق فائدہ دیا اسنے اسکا کہ جائز ہی نزدیک ہمارے قتل اوسکا جسوقت مکرر ہو اوس سے یہ اور ظاہر کرے اسکو انتہے اور شرح قدوری کے فصل جزیہ مین لکھا ہی کہ ہماری دلیل وہ ہی جو حضرت عائشہ رض سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے ایک جماعت یہودیونکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئی پس کہا اونھون نے السام علیک کہا عائشہ صدیقہ نے پس سمجھ گئی مین اس لفظ کو پس کہا مین نے اور تمپر ہلاکت اور لعنت ہو پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مت کہ ایسا اے عائشہ تحقیق اللہ تعالی پسند کرتا ہی نرمی کو کل کام مین پس کہا مین نے کیا آپنے سنا نہین جو اونھون نے کہا پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق کہا مین نے اور تم پر پس یہ گالے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر ہوتی کسی مسلمان سے تو حلال ہوجاتا خون اوسکا حال آنکہ نہین قتل کیا آپنے اونکو انتہے اسیطرح کہا امام طحاوی نے اور ظاہر یہ ہی کہ امام بخاری کا بھی یہی مذہب ہی چنانچہ ذکر کیا اوسکو علامہ عینی نے شرح بخاری

رد المحتار جلد سوم صفحہ ۲۸۹

رد المحتار جلد سوم صفحہ ۲۹۷

شرح قدوری فصل جزیہ

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۲۵

خلاف نہین فقط فرق اتنا ہی کہ صاحبین نے شرط کو شرط نہین رکھا بلکہ معاوضہ بنایا ہی اور اب اس زمانے
مین ایسا ہی ہی اور امام صاحب نے شرط زائد جانا اور اوس وقت مین ایسا ہی تھا یا نہ سہی اگر وہ
تقریر در صورت وجود اجارۂ فاسد ہی اگر نہین پایا جاوے نہ در صورت بطلان اور حکم حلت اجرت
مثل کا فساد کی صورت مین لکھا ہی بطلان کیصورت مین نہین لکھا اگر فساد متحقق ہو جاوے تو
صاحبین کو بھی تسلیم ہی اور اگر بطلان متحقق ہو جاوے تو امام صاحب کو بھی حرمت مین کلام نہین
پس یا تو معترض صاحب ان مسئون کو جو اونھون نے عبارت چلپی سے اجتہاد فرمائے ہین ثابت
کرین بشرطیکہ اون مسئون سے اجارۂ فاسد بنجائے جس مین چلپی کلام کرتا ہی اور ہماری طرف سے
اجازت ہی کہ اس مین اپنے اعوان اور انصار سے معترض صاحب استمداد بھی کرین ورنہ ایسے
بیہودہ مطاعن سے توبہ کرین اور بغیر مطلب سمجھے دخل نہ دیا کرین **قال** مسئلہ ہفتم اور ایک مسئلہ امام
اعظم کا مخالف پیغمبر کی تین حدیثون کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار اور فتاوی
عالمگیری اور فتاوی قاضی خان وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی وَيَجُوزُ بَيْعُ الْكَلْبِ وَالْفَهْدِ
وَالسِّبَاعِ الْمُعَلَّمِ وَغَيْرِ الْمُعَلَّمِ فِي ذَالِكَ سَوَاءٌ یعنی جائز ہی بیع کتے کی اور چیتے کی اور
درندون کی برابر ہی کہ سکھائے ہوے ہون یا نے سکھائے ہوے **اقول** کہا علامہ عینی نے
شرح بخاری مین فِيهِ اخْتِلَافُ الْعُلَمَاءِ فَقَالَ الْحَسَنُ وَرَبِيعَةُ وَحَمَّادُ بْنُ أَبِي
سُلَيْمَانَ وَالْأَوْزَاعِيُّ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَدَاوُدُ وَمَالِكٌ فِي رِوَايَةٍ سُؤْرُ
الْكَلْبِ حَرَامٌ وَقَالَ عَطَاءُ بْنُ رَبَاحٍ وَإِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ وَأَبُو حَنِيفَةَ وَأَبُو يُوسُفَ
وَمُحَمَّدٌ وَابْنُ كِنَانَةَ وَسُحْنُونٌ مِنَ الْمَالِكِيَّةِ الْكِلَابُ الَّتِي تَنْفَعُ بِهَا يَجُوزُ
بَيْعُهَا وَيُبَاحُ اقْتِنَاؤُهَا وَعَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّ الْكَلْبَ الْعَقُورَ لَا يَجُوزُ بَيْعُهُ وَلَا
يُبَاحُ ثَمَنُهُ وَأَجَابَ الطَّحَاوِيُّ عَنِ النَّهْيِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ وَغَيْرِهِ أَنَّهُ كَانَ حِينَ
كَانَ حُكْمُ الْكِلَابِ أَنْ تُقْتَلَ وَكَانَ لَا يَحِلُّ إِمْسَاكُهَا وَقَدْ وَرَدَتْ فِيهِ أَحَادِيثُ
كَثِيرَةٌ فَمَا كَانَ عَلَى هَذَا الْحُكْمِ فَثَمَنُهُ حَرَامٌ ثُمَّ لَمَّا أُبِيحَ الِانْتِفَاعُ بِالْكِلَابِ لِلِاصْطِيَادِ

جب معترض صاحب فقہ کا مطلب نہین سمجھتے اور اجارۂ فاسد اور باطل مین فرق نہین کر سکتے تو پھر کیون ائمہ پر طعن کرتے ہین اور گنہگار ہوتے ہین آنکھین بند کرکے اعتراض کر دیا اور یہ نہ دیکھا کہ چلپی مین اجر مثل اور اجارۂ فاسد مین یہ گفتگو ہی اور معترض صاحب نے اوسکو اجارۂ باطل قرار دیا اور اجر مثل کو زنا کی خرچی سمجھ گیے اتنا بھی غور نہ فرمایا کہ اجارۂ فاسد مین چلپی نے اس اختلاف کو لکھا ہی زنا کی خرچی کیونکر مراد ہو سکتی ہی اب اسکا جواب سنیے کہ تمام حنفیہ کے نزدیک یہ کلیہ مسلم ہی اور سب کتب فقہ اسپر متفق ہین کہ اجارۂ باطل وہ ہی کہ باصلہ غیر مشروع ہو اور اجارۂ فاسد وہ ہی کہ باصلہ مشروع اور بوصفہ غیر مشروع ہو کسی شرط یا عارض کی وجہ سے اوسمین فساد آیا ہی ورنہ اصل مین وہ جائز اور حلال تھا اور یہ بھی متفق سب کا ہی کہ جس اجارے کا معقود علیہ معصیت ہووے گا وہ باطل ہوگا نہ فاسد بعد ان دونون قاعدون کے محقق اور متفق علیہ ہونے کے وہ کون عاقل ہی کہ زنا کی اجرت کو حلال کہہ سکے اور کسی ادنے عالم کی بھی یہ شان نہین کہ اوس مین تامل کرے چہ جائے صاحب محیط و چلپی و درمختار خصوصا جب نص صریح حدیث کی اوسمین وارد ہووے پس بالضرورت واجب ہی کہ اجرت زنا سب کے نزدیک حرام ہووے ایک ادنے عامی کا بھی اسمین خلاف نہین چنانچہ امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین اَمَّا مَهْرُ الْبَغِيِّ فَهُوَ مَا أَخَذَهُ الزَّانِيَةُ عَلَى الزِّنَاءِ وَسَمَّاهُ مَهْرًا الْكَوْنِهِ عَلَى صُوْرَتِهِ وَهُوَ حَرَامٌ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِيْنَ یعنی لیکن خرچی زانیہ کی پس وہ شی ہی کہ جسکو زانیہ بعوض زنا کے لیوے اور اوسکا نام اس لیے مہر رکھا ہے کہ وہ بصورت مہر ہی اور حرمت اوسکی تمام مسلمانون کے نزدیک بالاجماع ہی اسلئے لہذا ضرور ہی کہ روایت محیط سے ایسے معنی ہون گے جس سے اجارۂ فاسد کی صورت پیدا ہو کیونکہ وہ تو خود ہی کلام اجارۂ فاسد مین کرتا ہی اور حلت اجرت کا در صورت فساد قائل ہوا ہی نہ در صورت بطلان پس سنیے وہ کہتا ہی کہ کسی نے کسی کو اسکے منافع خدمت پر ایام معین مین اجارہ لیا اور یہ بھی شرط کر لی کہ اس ایام مین زنا بھی کرون گا سو اصل معقود علیہ خدمت ہی کہ امر حلال ہی اور شرط حرام اوسکے ساتھ ملگئی ہی پس یہ اجارہ فاسد ہی نہ باطل اسکی اجرت مثل مین خلاف ہی نہ اجرت مشروط مین

اور اگر یہ صورت نہو تو ایک جانب کی صحیح حدیثون کا انکار لازم آتا ہی کیون کہ دونون طرف کی حدیثین صحیح موجود ہین اور یہ فیصلہ قرین قیاس اور ظاہر تر معلوم ہوتا ہی آخر اس مین تو سب متفق ہین کہ ایک وقت مین آپنے اونکے مار ڈالنے کا حکم دیا تھا علی ہذا اس مین بھی اتفاق ہی کہ بسبب قتل کی ممانعت کردی اور شکاری کتے وغیرہ کے پالنے کی اجازت دے دی چنانچہ مسلم شریف مین لکھا ہی اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْکِلَابِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُہُمْ وَبَالُ الْکِلَابِ ثُمَّ رَخَّصَ فِیْ کَلْبِ الصَّیْدِ وَکَلْبِ الْغَنَمِ یعنی ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مار ڈالنے کتون کا پھر فرمایا ان سے اور کتون سے کیا واسطہ پھر رخصت دی شکاری کتے اور کتے گلہ بکریون کے انتہے البتہ حدیث نہی کی نسخ مین اتفاق نہین بعض کے نزدیک منسوخ ہی جنمین شیخ ابن ہمام بھی داخل ہین اور بعض کے نزدیک منسوخ نہین سو اس اختلاف سے ہمارا مطلب نہین جاتا ایسے بہت اختلاف ہین اور ہر ایک کے دلائل موجود اب عقلا غور کرین گے کہ کون عقل اور نقل کے زیادہ موافق ہی ہان جو صاحب اسکے منسوخ ہونے کے قائل نہین تو جب تک اس بات کو ثابت نہ کردین گے کہ حدیث نہی کی پہلے حکم قتل کے آپنے فرمائی ہی یا بعد ممانعت قتل کے ارشاد ہوئی ہی ہرگز مدعا اونکا جو عدم نسخ ہی ثابت نہوگا کیون کہ جب پہلے یا بعد ارشاد ہوئی تو اس سے معلوم ہوگا ان کہ بیع کی ممانعت مطلق ہی وقت قتل کے نہین تھی اور یہ بات ثابت ہونا محال ہی ورنہ اختلاف ایسے کے ممکن نہ تھا اور یہ لکھنا آپکا کہ اس باب مین حنفیہ جتنی حدیثین لائے ہین اون سب حدیثون شکاری کتے کی بیع کا جائز ہونا ثابت ہوتا ہی نہ یہ کہ ہر قسم کے کتے کی بیع جائز ہو یہ بات محض غلط ہی اگر آپ تلاش کرتے اور کتابین حنفیہ کی ملاحظہ فرماتے تو ضرور پتا لگتا اس لیے کہ "بکلا" قرآن اور حدیث ہی جب کہین ان دونون مین نہین ملتا تو اوسوقت قیاس صحیح کرلیتے ہین کہ حسب اتفاق اور سب ائمہ نے ایسا ہی کیا ہی بلکہ صحابہ اجتہاد کیا کرتے تھے حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد کے اکثر قائل ہین غرض حنفیہ کے یہان اسکا بڑا التزام ہی کہ حتی المقدور جب تک حدیث ملے قیاس کو ترجیح نہین دیتے اسی واسطے کتب حنفیہ احادیث سے مالا مال ہین فتح القدیر مین ہی

ہی جیساکہ معقود علیہ حرام تھا مگر بعد رد عمل خبیث اوسکے کے اگر نفس امر مباح کی اجرت مثل ہووے تو
وہ درست ہی بایں وجہ کہ اوسکے اجارے کو جسمین شرط فاسد تھی معدوم کردیا جسکے سبب مسمی بھی
نہ دلایا گیا اور یہی نشان رد اجارہ کا ہی ورنہ بعد حاصل کرنے منافع کے رد کی کیا صورت ہوسکتی تھی
جب شارع نے مسمے یعنی اجرت فاسد کی نہ دلائی تو گویا اوس معقود علیہ ہی کو رد کردیا اب اصل منافع
کا اجر مثل جو مباح ہی اپنی طرف سے تشخیص کرکے دلایا تو اسمین نہ زنا کا کوئی دخل رہا نہ اثر آیا ہان اگر
اجرت مثل منافع زنا کی ہوتی تو لاریب حرام ہوجاتی یا زنا کی رعایت اجرت مین رہتی تو بھی بیشک
اجرت حرام ہوتی مگر یہان تو کوئی امر محرم موجود نہین نہ زنا کی اجرت دلائی ہی نہ اجارہ فاسد کا
مسمے دلایا بلکہ خدمت کا اجر مثل یعنی جتنی اجرت فقط اوسکی خدمت مباح کی ہوئی ہی وہ دلوائی ہی لہذا
اجرت حلال ہی اگرچہ کسب اصل اور سبب اصلی کہ تسمیہ معقود علیہ ہی حرام تھا اور وہ سبب کہ اجارہ
فاسد تھا اب سبب بعید ہوگیا کیون کہ اجرت مثل کی سبب کا وہی سبب واقع ہوا ہی ورنہ کیون
یہ اعتراض آتا مگر صاحبین نے اس شرط کو شرط نہین جانا بلکہ عین معقود علیہ یا جزو معقود علیہ ٹھیرایا
تو اس صورت مین اجارہ باطل قرار دیا اور یہ حکم بطلان کا فرمایا بسبب احتیاط کے ہی یا بسبب
غلو زانیہ عورتون اور کثرت اور غلبہ اس فعل کے اوسکے زمانے مین ہوا ہی بہرحال صاحبین کو اس تقریر
امام صاحب پر کلام نہین بلکہ اونھون نے شرط زنا کو جزو معقود علیہ ٹھیرایا ہی کیون کہ زنا ہی کو معقود
زنا ہوتا ہی نہ دیگر منافع کہ وہ یا زوائد ہین یا جزو مقصود ہین بہرحال یہ وجہ خلاف کی ہی اور یہ خلاف
اختلاف زمانے پر محمول ہوسکتا ہی فائدہ پس اس تقریر سے واضح ہوا کہ جو معنی معترض صاحب
اس عبارت کے لے رہے ہین ہرگز ہرگز یہ معنی کسی طور سے نہین ہوسکتے سیاق اور سباق کے
بالکل خلاف ہی گفتگو جلبی نے اجارہ فاسدہ مین کی ہی معترض صاحب اوسکو اجارہ باطلہ بناتے
ہین جو سب کے نزدیک حرام ہی کسی مسلمان کا اوسمین اختلاف نہین اور معترض صاحب کے معنونے
اجارہ باطل ہوگا جس مین یہان بحث نہین اگر معترض صاحب اپنے ان معنون سے اجارہ فاسد
ثابت کردین تو ہم سودہ پر چیرہ شناسی اونکی نظر کرین پس امام صاحب اور صاحبین کے اصل قاعدے

ہین اس لیے اہل روایت محدثین ہوے اور اہل درایت محققین محدثین کے اجتہادات معتبر نہین ہان روایت اونکی معتبر ہی اوسکے پرکھنے والے اور لوگ ہین یہ لوگ فرقۂ ظاہریہ مطلق نہین سمجھتے کہ یہ امر واسطے وجوب کے ہی یا واسطے استحباب کے یا بیان جواز کیواسطے ہی علی ہذا القیاس نہی تحریمی ہی یا تنزیہی اس سے کچھ بحث نہین اعتراض کرنے سے کام ہی اور مخالف کہدینا تو انکا تکیہ کلام ہی پھر عبارتین کتابون کی جو نقل کرتے ہین اونمین یا سیاق لط کرتے ہین کہ عامی اوسکو دیکھکر دھوکا کھاجاوے مغنی مین تمام اہل اسلام کا اتفاق ہی کہ حرام ہی چنانچہ فقہ کی کتابین اس سے پر ہین اور امام نووی نے بھی اجماع مسلمانون کا اسمین بیان کیا ہی اور بیع کلب مین اونھون نے ہرگز اجماع تمام اہل اسلام کا نہین کہا یہ فقط اپکا حاشیہ ہی ہان بیع خمر اور خنزیر مین اجماع تمام مسلمانون کا لکھا ہی اسمین تو اونھون نے خود اختلاف لکھا ہی اور امام مالک کی تین روایتین لکھی ہین ایک مین بیع جائز نہین لیکن جو شخص تلف کردے اوسپر قیمت واجب ہی اور دوسری مین بیع درست ہی اور قیمت واجب ہی اور تیسری مین نہ بیع درست ہی نہ قیمت واجب ہان جس جگہ کثر علما ایک طرف ہوتے ہین وہ اپنی عادت کے موافق جمہور علما تعبیر کرتے ہین گو علما شافعی ہون مگر اجماع مسلمین وہان کہتے ہین جہان چارون مذہب کے علما متفق ہون پس نہی کلب کو تحریمی کہنا کسی دلیل سے ثابت نہین ہوتا بلکہ نہی تنزیہی کہنا اوس حدیث کے مناسب معلوم ہوتا ہی جو عبداللہ بن عباسؓ سے شیخین نے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور حجام کو اجرت اوسکی دی اور اگر اجرت حجام کی حرام ہوتی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اجرت نہ دیتے اسلئے روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے حالانکہ جسطرح آپنے ثمن کلب سے ممانعت فرمائی اور اوسکو خبیث کہا ہی اسیطرح اجرت حجام کو بھی خبیث کہا ہی حالانکہ صحیح حدیثون سے اجرت دینا ثابت ہی پس محدثین یہان نہی تنزیہی لیتے ہین کیونکہ دونون حدیثین صحیح موجود ہین ایکمین ممانعت ہی اور دوسری مین جائز ہونا معلوم ہوتا ہی یہ کیسے ہوسکتا ہی کہ جس شی کی ممانعت ہو اوسکو خود کرین پس معلوم ہوا کہ جہان منع کیا ہی اوس سے نہی تنزیہی مراد ہی چنانچہ امام نووی شرح صحیح مسلم مین لکھتے ہین کہ جمہور نے حجت پکڑی

وَنَحْوِهٖ وَنُهِيَ عَنْ قَتْلِهَا لِنَسْخِ مَا كَانَ مِنَ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِهَا وَتَنَاوُلِ ثَمَنِهَا یعنی ثمن
کلب مین اختلاف ہی علما کا پس کہا حسن اور ربیعہ اور حماد بن ابی سلیمان اور اوزاعی اور شافعی
اور احمد اور داود اور مالک نے ایک روایت مین کہ قیمت کتے کی حرام ہی اور کہا عطا بن رباح اور ابراہیم
نخعی اور ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور محمد اور ابن کنانہ اور سحنون نے مالکیہ مین سے کہ جن کتون سے نفع
لیا جاتا ہی اونکی بیع درست ہی اور قیمت اونکی مباح ہی اور امام ابو حنیفہ سے روایت ہی کہ دیوانے کتے
کی بیع جائز نہین اور نہ دام اوسکے مباح ہین اور جواب دیا ہی علامہ طحاوی نے ممانعت کا جو اس حدیث
مین اور اوسکے غیر مین وارد ہی باین طور کر یہ ممانعت اوسوقت تھی کہ جب حکم کتون کے مارنے کا
دیا جاتا تھا اور حلال نہ تھا رکھنا اونکا اور تحقیق وارد ہین اسمین بہت حدیثین پس جو اس حکم پر
تھا اوسکے دام حرام تھے پھر جب مباح ہوا نفع لینا کتون سے شکار وغیرہ کا اور نہی کی گئی اونکے
قتل سے تو منسوخ ہوگیا حکم نہی بیع کا اور اونکے دام لینے کا انتہی ملتقطًا اور نہایہ شرح ہدایہ مین لکھا ہی
فَبِذِكْرِ الرُّخْصَةِ تَبَيَّنَ انْتِسَاخُ مَا رُوِيَ مِنَ النَّهْيِ وَهٰذَا لِأَنَّهُمْ كَانُوا
أُلِفُوا اقْتِنَاءَ الْكِلَابِ وَكَانَتِ الْكِلَابُ فِيهِمْ تُؤْذِي الصِّبْيَانَ وَالْغُرَبَاءَ فَنُهُوا
عَنِ اقْتِنَائِهَا فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فَأُمِرُوا بِقَتْلِ الْكِلَابِ وَنُهُوا عَنْ بَيْعِهَا
تَحْقِيقًا لِلزَّجْرِ عَنِ الْعَادَةِ الْمَأْلُوفَةِ ثُمَّ رُخِّصَ لَهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ ثَمَنَ مَا يَكُونُ
مُنْتَفَعًا بِهٖ وَهُوَ كَلْبُ الصَّيْدِ وَالْحَرْثِ وَالْمَاشِيَةِ یعنی پس بسبب بیان کرنے رخصت
کے ظاہر ہوا منسوخ ہونا نہی کا اور یہ اس لیے کہ اونھون نے الفت پکڑی تھی پالنے کتون کی اور رکھنے
کتے اون مین کہ تکلیف دیا کرتے تھے لڑکون کو اور مسافرون کو پس ممانعت کی گئی پالنے اونکے سے
پس شاق گذرا یہ امر اونپر پس حکم کیے گئے واسطے مارڈالنے کتون کے اور ممانعت کی گئی بیچنے اونکے
سے تاکہ باز رہین عادت مالوفہ سے پھر بعد اسکے رخصت دی گئی اونکو اوس کتے کی قیمت کی جس سے
منتفع ہون اور وہ شکاری کتا اور کھیتی کا اور گلہ کا ہی اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ یہ حکم بیشتر تھا بعد
موقوف ہوگیا اس صورت مین ممانعت اور اجازت کی حدیثون مین خوب مطابقت ہوجاوے گی

ایسے ثقہ اور فقیہ فاضل کی بلکہ وہ مقبول ہیں چنانچہ سند آگے آتی ہے خیر ہمنے اسکو بھی تسلیم کیا اسکی تو قوت کئی طرق سے ایسی ہے کہ کوئی زمانہ بھی انکار نہیں کرسکتا گو مرسل ہے تو کیا ہوا حال انکہ حنفیہ کے نزدیک مرسل بھی حجت ہے چنانچہ ملا علی قاری نے شرح شرح نخبۃ الفکر میں لکھا ہے وَلِذَا قَالَ مُحَقِّقُو الْعُلَمَاءِ اِنَّ الْمُرْسَلَ حُجَّةٌ مُطْلَقًا یعنی اور اسیواسطے کہا ہے محققو علماء نے کہ تحقیق مرسل حدیث حجت ہیں مطلقا انتہے اور مقدمہ مشکوۃ شریف میں ہے وَعِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَمَالِكٍ اَلْمُرْسَلُ مَقْبُوْلٌ مُطْلَقًا یعنی اور نزدیک ابوحنیفہ اور مالک کے مرسل مقبول ہے مطلقا انتہے اسکے بعد لکھا ہے وَعِنْدَ الشَّافِعِیِّ اِنِ اعْتَضَدَ بِمَجِیْءِ اٰخَرَ مُرْسَلٍ اَوْ مُسْنَدٍ وَاِنْ کَانَ ضَعِیْفًا قُبِلَ یعنی اور نزدیک امام شافعی کے اگر قوت پائے دوسری حدیث سے مرسل ہو یا مسند اگرچہ ضعیف ہو مقبول ہے انتہے اور مقدمہ ترمذی میں لکھا ہے وَالْاَصَحُّ التَّفْصِیْلُ فَمَا رَوَاهُ بِلَفْظٍ مُحْتَمِلٍ لَمْ یُبَیِّنْ فِیْهِ السَّمَاعَ فَحُکْمُهٗ حُکْمُ الْمُرْسَلِ وَاَنْوَاعِهٖ وَمَا رَوَاهُ بِلَفْظٍ مُبَیِّنٍ لِلْاِتِّصَالِ کَسَمِعْتُ وَاَخْبَرَنَا وَحَدَّثَنَا وَاَشْبَاهِهَا فَهُوَ حُجَّةٌ یعنی صحیح تر میں تفصیل ہے پس جو کہ روایت کیا اوسنے اوسکو ساتھ لفظ محتمل کے کہ نہ بیان کیا گیا اوسمیں سننا پس حکم اوسکا حکم مرسل کا ہے اور اوسکے انواع کا اور جو کہ روایت کیا اوسنے اوسکو ساتھ ایسے لفظ کے کہ بیان کیا گیا ہے واسطے اتصال کے جیسے سنا ہمکو نے اور خبر دی ہمکو اور حدیث بیان کی ہمسے اور مثل اسکے پس یہ حجت ہے انتہے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حنفیہ کے یہاں دونوں قسمیں معتبر ہیں اور مقدمہ بخاری شریف میں ہے وَاَمَّا الْمُرْسَلُ فَهُوَ عِنْدَ الْفُقَهَاءِ وَاَصْحَابِ الْاُصُوْلِ وَالْخَطِیْبِ الْحَافِظِ اَبِیْ بَکْرٍ الْبَغْدَادِیِّ وَجَمَاعَةٍ مِنَ الْمُحَدِّثِیْنَ مَا انْقَطَعَ اِسْنَادُهٗ عَلٰی اَیِّ وَجْهٍ کَانَ انْقِطَاعُهٗ فَهُوَ عِنْدَهُمْ بِمَعْنَی الْمُنْقَطِعِ یعنی لیکن مرسل پس وہ نزدیک فقہا اور اصولیوں اور خطیب حافظ ابوبکر بغدادی اور ایک جماعت محدثین کی وہ ہے کہ منقطع ہو اسناد اوسکی کسی وجہ پر انقطاع اوسکا پس مرسل نزدیک اونکے بمعنی منقطع کے ہے انتہے اسکے بعد لکھا ہے وَهُوَ مَذْهَبُ مَالِكٍ وَاَبِیْ حَنِیْفَةَ وَاَحْمَدَ اَکْثَرُ الْفُقَهَاءِ اَنَّهٗ یُحْتَجُّ بِهٖ وَمَذْهَبُ الشَّافِعِیِّ اَنَّهٗ

وَقَدِ اسْتَدَلَّ فِي الْاَسْرَارِ وَغَيْرِهٖ مِنَ الشُّرُوحِ عَلٰى عُمُومِ بَيْعِ الْكَلْبِ بِاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ
اِبْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَوٰى عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَضٰى فِي كَلْبٍ
بِاَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا وَلَمْ يُخَصِّصْ نَوْعًا مِنْ اَنْوَاعِ الْكِلَابِ یعنی تحقیق استدلال کیا ہے کتاب اسرار
وغیرہ میں شروح سے اوپر عام ہونے بیع کلب کے بایں طور کہ عبد اللہ بن عمرو رضی نے روایت کی رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ تحقیق آپنے حکم دیا ایک کتے میں چالیس درہم کا اور نہیں خاص کیا کسی قسم کو
کتوں کے اقسام سے انتہے اور عینی شرح ہدایہ میں لکھا ہے قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِي كَلْبٍ بِاَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا فَذَكَرَهٗ مُطْلَقًا مِنْ غَيْرِ تَخْصِيْصٍ فِي اَنْوَاعِ الْكَلْبِ
بِالتَّعْمِيْمِ وَتَضْمِيْنُ الْمُتْلَفِ دَلِيْلٌ عَلٰى تَقَوُّمِهٖ وَمَالِيَّتِهٖ اَوْ نَقُوْلُ ثَبَتَ جَوَازُ بَيْعِ الْكَلْبِ
الْمُعَلَّمِ بِقَوْلِهٖ اِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ وَجَوَازُ بَيْعِ الْكَلْبِ الْغَيْرِ الْمُعَلَّمِ سِوَى الْعُقُوْرِ بِقَوْلِهٖ اَوْ مَا
شِيَتِهٖ فَاِنَّ كُلَّ كَلْبٍ تَصْلُحُ الْحِرَاسَةُ الْمَاشِيَةِ اِذْ مِنْ عَادَتِهِ النُّبَاحُ عِنْدَ حِسِّ الذِّئْبِ
اَوِ السَّارِقِ یعنی کہا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی نے کہ حکم دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
کتے میں چالیس درہم کا پس ذکر کیا اوسکو اونھوں نے مطلق بغیر تخصیص کے اقسام کلب میں ساتھ ضمان
دلانے کے اور ضمان دلانا تلف کی ہوئی چیز کا دلیل ہے اوسکی قیمتی اور مال ہونے پر یا کہیں گے ہم کہ ثابت
ہوا جواز بیع کتے تعلیم یافتہ کا قول آنحضرت اِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ سے اور جائز ہونا بیع کتے غیر معلم کا
سوا دیوانے کتے کے قول آنحضرت وَمَاشِيَةٍ سے پس تحقیق ہر کتا صلاحیت رکھتا ہے
بکریوں کی نگہبانی کی اس لیے کہ اوسکی عادت ہے بھونکنا ہے وقت دریافت کرنے بھیڑیئے کے
یا چور کے انتہے اور کہا علامہ عینی نے کہ اس حدیث کو امام طحاوی ساتھ اسناد صحیح کے مرسل لائے
ہیں اور کہا اونھوں نے کہ اسمیں روایت صحابہ اور تابعین سے کی گئی ہے انتہے **قال**
اس سند کو امام اعظم رح کی جمع کی ہوئی کہنا محض کذب ہے **اقول** اسقدر درست ہے بیشک
امام صاحب نے اپنے ہاتھ سے جمع نہیں کیا بلکہ اونکے شاگردوں وغیرہ نے لکھا ہے جیسے مسند
امام شافعی کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے جمع کی ہے لیکن یہ کہنا کہ اسکی حدیثیں غیر معتبر ہیں

عادت پکڑیں اسکے سفت دے ڈالنے کی اور مستعار دینے کی اور جوان مردی کرنے کی ساتھ
دینے اوسکے جیسا کہ یہی اکثر ہی پس اگر ہو اوس مین سے کہ نفع دے اور بیچے اوسکو صحیح ہو
بیع اور ہوگی قیمت اوسکی حلال یہ مذہب ہمارا ہی اور مذہب کل علما کا مگر وہ کہ روایت کی ابن منذر
نے ابو ہریرہ اور طاؤس اور مجاہد اور جابر بن زید سے یہ کہ نہین جائز ہی بیع اوسکی اور محجتاج
وہ ساتھ حدیث کے اور جواب دیا جمہور نے اوس سے باین طور کہ تحقیق یہ حدیث محمول ہی اوس پر
جو ذکر کیا ہمنے پس یہی جواب عمدہ ہی انتہے اس سے معلوم ہوا کہ جمہور اسی کے قائل ہین کہ یہان
منہی تحریمی ہی اور بیع بلی کی جائز ہی مگر آپ حضرات تو باوجود قول جمہور کے اوسکو مخالف ہی جانتے
ہین اس لیے ہم کہتے ہین کہ آپ منہی اور مطلب اپنی غرض حدیث حنفیہ سے دریافت کر لیا کیجیے
جسکا کام ہوتا ہی وہی اوسکی تہ کو پہونچتا ہی ایکا شیوہ یہ نہین ع کار بوزینہ نیست بخاری بان کمر
کے اندر بیٹھ کے جس پہ چاہے لعن طعن کیجیے گالیان دیجیے ع این کار از تو آید و مرداں چنین کنند

قال مسئلہ نہم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی حدیث کے یہ ہی کہ جوہر النقار مین لکھا ہی
بِخِلَافِ الشَّاةِ الْمُصَرَّاةِ فَلَا يَرُدُّهَا مَعَ لَبَنِهَا أَوْ صَاعِ تَمْرٍ بَلْ يَرُدُّهَا بِالتَّقْصَانِ
یعنی بخلاف بکری بند کی گئی کے پیش والیں کرے خریدار اوسکو ساتھ دودھ اوسکے کے یا ساتھ
ایک صاع کھجوروں کے بلکہ پھیرے اوسکو کم قیمت کر کے اخیر **اقول** معترض صاحب نے شاید گمان
کیا ہی کہ حنفیہ نے حدیث مصراۃ کو محض بوجہ مخالفت قیاس معمول بہ نہ ٹھیرایا حاشا وکلا امام
صاحب تو حدیث ضعیف کو بھی قیاس پر ترجیح دیتے ہین حال آنکہ اس مقام پر تو اس حدیث کے
مخالف دوسری حدیث نہایت صحیح جس پہ تمام امت کا عمل درآمد ہی موجود ہی اور قاعدہ ہی کہ جو حکم
شارع کی طرف سے عام ہو اوسکے مقابلے مین حکم خاص کو ترجیح نہوگی بلکہ اوسکو مورد خاص پر
جسکی وجہ ہماری عقل مین نہین آئی محمول کیا جائے گا یا یون کہا جاوے گا کہ حکم عام اس حکم
خاص کا ناسخ ہی بہرحال امام صاحب نے ایک حدیث کو جسمین حکم عام تھا دوسری حدیث خاص پر
ترجیح دی ہی محض قیاس کو دخل نہین دیا جیسا کہ ظاہر یہ کا قیاس اگر گمان ہی البتہ امام شافعی حکم

حدیث اوروں سے زیادہ جانتے تھے روایت کرنا شی دیگر ہو جاننا نہ جاننا امر آخر بقول آپکے اگر کمال فقاہت اور ثقاہت دینداری کا کثرت روایت اور احادیث کے جمع کرنے پر موقوف ہوتا تو امام بخاری و مسلم وغیرہ محدثین کو صحابہ پر تفضیل اور ترجیح ہو جاتی کہ انسے کثرت روایت و تدوین احادیث ثابت نہیں ہوتی حال آنکہ صحابہ کو باوجود نہ جمع کرنے احادیث کے ساری امت پر مطلقاً افضل و برگزیدہ ہونا اسیطرح امام اعظم رح کی فضیلت و بزرگی کہ باتفاق ثقات محدثین کے تابعی ہیں دیگر محدثین متاخرین پر سمجھنا چاہیے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ پہلے ہی کتابیں حدیث کی مدون ہو چکی تھیں اور فقہ کا استنباط قرآن اور حدیث سے مشہور آفاق ہو چکا تھا بڑے بڑے محدثین مان گئے تھے امام صاحب کی حدیث کا انکار کرنا جیسے دن میں طلوع آفتاب کا انکار کرنا ہے چنانچہ بحث اسکی تیرہویں مغالطے کے جواب میں مفصل آئے گی آخر یہ تمام مسائل کہاں سے استنباط ہوئے اور علم اصول اور فقہ کہاں سے اخذ کیا سب کا ماخذ قرآن اور حدیث ہے یہ کہنا کہ اصول کے خلاف ہو تو حنفیہ حدیث نہیں مانتے تو اصول کیا ہے اصول بھی تو حدیث ہی سے ماخوذ ہے غرض جو بات تحقیق اور تدقیق کی حنفیہ کے یہاں موجود ہے کہیں نہیں امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے یہاں تو یہ بات میسر ہی نہیں پھر فرقہ ظاہریہ کس شمار میں ہیں جو خلاف جمہور اپنا مذہب جانتے ہیں جسوقت روز ازل میں خدا کی طرف سے مطالب قرآن اور احادیث اور غرض اور مقصود کلام تقسیم ہوتا تھا خدا جانے یہ لوگ کہاں بیٹھے ہوا سی نعمت عظمی سے محروم رہ گئے بہرطور یہ کہ خیر جو کچھ عنایت ہوا تھا صبر کرتے اہل تحقیق کے چھیڑے نہ چھیڑتے مگر اسکے کیا علاج قاعدہ ہے جو بزرگی میں بڑا ہوتا ہے اوسیر لوگوں کو حسد بھی زیادہ ہوتا ہے لقب امام اعظم رح کا تو من جانب اللہ تمام عالم میں مشتہر ہو گیا ہے ظاہریہ کے مٹانے سے ہرگز نہ مٹے گا ؎ چراغے را کہ ایزد بر فروزد ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد انکو رشک آیا کہ حنفی مذہب کے اسقدر مقلد کیوں ہیں ہزاروں تدبیریں کیں کہ کسی طرح انمیں تفریق پڑے کہیں کہا کہ انکی حدیثیں ضعیف ہیں کبھی کہا کہ اپنی عقل سے یہ لوگ کہتے ہیں کیوں نہ کہیں آخر اولوا الالباب یہی لوگ ہیں غیر ذوی العقول تو نہیں جو اپنی عقل کو بالائے طاق رکھدیں خدا نے عقل اسلیے دی ہے کہ غرض کلام کی

قصہ تحصیہ پر عمل کیا کہ شارع نے خلاف قیاس کے مورد خاص تحصیہ میں جو ہماری عقل میں نہیں آتا
حکم فرمایا تھا اور عمل درآمد دین کا خلاف قیاس پر نہیں ہوتا بلکہ امت کے واسطے حدیث الخ ہمارا
خود ارشاد ہو چکی ہے غرض امام صاحب نے اس باب میں حدیث صحیح پر جو معمول بہ تمام امت کے ہے عمل
کیا اور امام شافعی نے اوسکو خاص کر لیا ہے اور امام صاحب نے اوس قصہ تحصیہ کو مخصوص کیا ہے
اونکی نظر میں اسکو ترجیح ہے انکی نظر میں اوسکو طرفین سے صحیح حدیث موجود ہے اور عقود الجواہر المنیفہ
فی ادلۃ مذہب الامام ابی حنیفہ میں ہے کہ عیسیٰ بن ابان محدث نے کتاب الحجۃ میں لکھا ہے کہ حکم منسوخ
کا اوسوقت تھا کہ جب معصیت کی عقوبت اخذ اموال بھی چنانچہ اسی قسم سے وہ حدیث ہے جو زکوٰۃ
میں روایت ہے کہ جو شخص زکوٰۃ کو بخوشی ادا کرے گا اوسکا اجر پاوے گا ورنہ ہم اوس سے زکوٰۃ اور نصف
مال اوسکا لینگے اور اسی قبیل سے وہ حدیث ہے جو عمرو بن شعیب سے درباب سارق متمر غیر محرز
کے روایت ہے کہ اوس سارق کے چند درے بقوبۃ مارے جاوین اور دو مثل اوس ثمر کا اوس سے
لیا جاوے پس جبکہ شروع اسلام میں ایسا حکم تھا یہانتک کہ ربا کو بھی اللہ تعالیٰ نے سود
کر دیا تو اشیاء ماخوذہ جنکے امثال ہیں اپنے امثال کی طرف عود کر آئیں اور جن کے امثال نہیں
وہ اپنی قیمت کی طرف پھر گئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسمہ سے منع فرمایا تھا اور فرمایا
تھا کہ بیع مصراۃ کی فریب اور دغابازی ہے اور مسلمانوں کو فریب دینا حلال نہیں پس جس
شخص نے ایسا کیا اور ایسی شی کو بیع کیا جسکی بیع سے مخالف حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ہو گیا اوسکے واسطے یہ سزا مقرر تھی کہ تین دن کا دودھ مشتری بعوض ایک صاع کے دیوے
اور شاید وہ دودھ چند صاع کے مساوی ہو پھر یہ سزا سے مالی منسوخ ہو گئی اور اشیاء نے اپنے
امثال یا قیمت کیطرف عود کیا اور کہا امام طحاوی نے کہ جس دودھ کو مشتری نے تین روز تک لیا ہے
بعض اوسکا ملک بایع میں قبل شرا تھا اور بعض ملک مشتری میں بعد شرا پیدا ہوا ہے کیونکر اوس سے
کئی بار اوسکو دوہا ہے پس وہ دودھ جو ملک بائع میں تھا بیع ہو گیا جب بکری کی بیع فسخ ہو گئی تو اوس
دودھ کی بھی بیع فسخ کیجائے گی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشتری مصراۃ کیواسطے

حدیث عبداللہ بن عباس سے اور حمل کیا اونھون نے احادیث نہی کو تنزیہیہ پر اور منتفع ہونے پر بیچنے
کسب سے اور برا گیختہ کرنے پر عدہ کاموں کے اور شریف پیشون کے اسمیں اسی قسم کی توجیہ بلی کی
قیمت مین بھی کی ہی چنانچہ سوال آیندہ کے جواب مین ہم لکھین گے پس کون سی وجہ ہمکو مانع ہی
کہ کتے کی قیمت مین یہ تقریر نکرین کہ یہان بھی نہی تنزیہی ہی اور اسوجہ سے ممانعت فرمائی ہی کہ
آدمی کو خصوصا شرفا کو یہ بات ہرگز زیبا نہین کہ کتے اور بلی کو بیچتے پھرا کرین بلکہ عالی ہمت ہون
اور رذیل پیشہ اختیار نکرین اگر بالفرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیچنے لگانے کی ضرورت
نہ پڑتی تو حضرات ظاہریہ تو ہرگز یہ توجیہ سنتے کو کیسی ہی موافق عقل کے تھی پس مقلدین تو جو نص
مخالف قیاس کے آوے اوسکو اوسکے مورد پر رکھتے ہین اور اگر موافق قیاس ہو تو اوس مین
قیاس کرکے علت اوسکی نکالتے ہین اور فرقہ ظاہریہ خواہ موافق قیاس ہو یا نہ ہو اوسکو اوسکے
مورد پر رکھتے ہین اس لیے رہا مین جو حدیث وارد ہوئی ہی اوسمین فقط سونا چاندی گیہون جو
چھوارے نمک کا ذکر ہی قیاس نہین کرتے چنانچہ شرح مسلم مین امام نووی لکھتے ہین فقال اھل
الظاھر لا ربا فی غیر ھذہ الستۃ بناء علی اصلھم فی نفی القیاس قال جمیع
العلماء سواھم لا یختص بالستۃ بل یتعدی الی ما فی معناھا وھو ما یشارکھا
فی العلۃ واختلفوا فی العلۃ التی ھی سبب تحریم الربا فی الستۃ یعنی کہا اہل ظاہر
نے نہین سود ہوتا سوا ان چھ چیزون کے بنا بر اپنے قاعدے کے کہ جو نفی قیاس مین ہی کہا تمام
علمانے جو سوا اونکے ہین کہ نہین خاص ہی ساتھ چھ چیزون کے بلکہ تجاوز کرتا ہی طرف اوسکے جو
انکے مسنون مین ہی اور وہ وہ ہی جو شریک ہو انکی علت مین اور اختلاف کیا اونھون نے اوس علت
مین کہ جو سبب ہی حرام کرنے سود کا ان چھ چیزون مین انتہے اور ابن جریج راوی کو اپنے ضعیف
کہا ہی اور دلیل اوسپر شافعی مذہب کے قول کی سند لائے ہین جنکے یہان مرسل مین دوسری وجہ سے
اگر قوت ہو جاوے تو اوسکو مان لیتے ہین ورنہ حجت نہین گردانتے اور تقریب مین تو ابن جریج کو ثقہ
فقیہ فاضل لکھا ہی اسکو آپ خلاف دیانت قصدا چھوڑ گئے بیشک تدلیس انکی مذموم ہی نہ یہ

فووی شرح مسلم
جلد ثانی صفحہ ۲۷

کی روایت مین ہی ہے سوید بن غفلہ کہتا ہے کہ ملاقات کی مین نے ابی بن کعب سے پس کہا اونھون نے پائی
مین نے ایک تھیلی جسمین سو دینار تھے پس آیا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمتمین
پس فرمایا آپنے ایک سال تک اسکو مشہور کر سو مشہور کیا مین نے پس نہ پایا مین نے اوس
شخص کو جو اوسکو پہچانے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا پس فرمایا
ایک سال اور مشہور کر سو مشہور کی مین نے پس نہ پایا مین نے انتہی اور مسلم اور بخاری
اور ابوداؤد کی روایت مین تیسری مرتبہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سال
بھر اور مشہور کر سو انتہی اور بعضی روایتون مین اسی حدیث ابی بن کعب مین ایک
سال ہی فقط آیا ہی بعضی حدیث مین مطلق تعریف آئی ہی کوئی مدت معین نہین ہی بعضے
مین تعریف بھی نہین چنانچہ ابوداؤد مین ہی عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ رَخَّصَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَصَا وَالْحَبْلِ وَالسِّقَاءِ وَأَشْبَاهِهِ يَلْتَقِطُهُ الرَّجُلُ وَيَنْتَفِعُ
بِهِ یعنی جابر رض سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے رخصت دی ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے لکڑی اور رسی اور کوڑی اور اس کے مثل کی کہ کوئی شخص اسکو اوٹھالے اور
اوس سے منتفع ہو انتہی اور بخاری مین ہی عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِتَمْرَةٍ فِي الطَّرِيقِ فَقَالَ لَوْلَا أَنِّي أَخَافُ أَنْ تَكُونَ مِنَ الصَّدَقَةِ
لَأَكَلْتُهَا یعنی انس رض سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے گذرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ایک کھجور پر راستے مین پس فرمایا اگر یہ خیال نہوتا کہ صدقہ ہوگا تو مین اسکو کھا لیتا
انتہی خیر ان چیزون مین بوجہ کم قیمت ہونے کے تعریف کی چندان ضرورت نہین اور
ایک حدیث مین ہی تو ایک دینار کے واسطے بھی تعریف مذکور نہین بلکہ مضمون ان حدیث سے

راذا انضم الی المرسل ما یعضدہ احتج بہ یعنی اور مذہب مالک اور ابو حنیفہ اور احمد رح
تینون اماموں کا اور اکثر فقہا کا یہ ہی کہ مرسل کے ساتھ حجت پکڑی جاوے اور مذہب امام شافعی
کا یہ ہی کہ جسوقت ملے طرف مرسل کے ایسی شی جو قوت دے اوسکو حجت گردانی جائے انتہے
پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مرسل اور منقطع ایک شی ہی اور مرسل حجت ہی پھر آپکا لکھنا کہ مرسل
اور منقطع حجت نہین محض بے اصل ہی اور یہ جو آپ فرماتے ہین کہ بمقابلہ صحیح کے حجت نہین ہوسکتا یہ مقابلہ محض
آپکے خیال مین ہی ورنہ دونون حدیثین اپنی اپنی جگہ پر درست اور بجا ہین مطلق ایک دوسرے کے
خلاف نہین چنانچہ تحقیق اسکی گذر چکی اور کتاب طحاوی حنفیہ کی نہایت معتبر کتاب ہی اوسکو ہم یہ
نہین کہتے کہ مثل بخاری اور مسلم کے ہی البتہ جن احادیث سے ایمہ نے استخراج مسائل کیا ہی
وہ احادیث بیشک صحیح ہین گو بعد کے لوگ اوسکو ضعیف کہین اونکے وقت مین ہرگز ضعف
نہ تھا **قال** مسئلہ ششم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث
کے یہ ہی جو کہ فتاوی قاضی خان اور فتاوی عالمگیری مین لکھا ہی یُبَاعُ السِّنَّوْرُ وَالسِّبَاعُ الْوَحْشِیَّۃُ
وَالطَّیْرُ جَائِزٌ عِنْدَنَا مُعَلَّمًا کَانَ اَوْ لَمْ یَکُنْ یعنی بیچنا بلی اور درندے وحشی اور جانور
کا جائز ہی نزدیک ہمارے سکھایا ہوا ہو یا نے سکھایا ہوا الخ **اقول** اسمین مخالفت حدیث
کی نہین آپنے کتابین نہین ملاحظہ فرمائین ورنہ موافق حدیث کے جانتے اسکی وجہ امام نووی
شرح مسلم مین لکھتے ہین اَمَّا النَّهْیُ عَنْ ثَمَنِ السِّنَّوْرِ فَهُمَا مَحْمُوْلٌ عَلٰی اَنَّهٗ لَا یَنْفَعُ
اَوْ عَلٰی اَنَّهٗ نَهْیُ تَنْزِیْهٍ حَتّٰی یَعْتَادَ النَّاسُ هِبَتَهٗ وَاِعَارَتَهٗ وَالسَّمَاحَةَ بِهٖ کَمَا
هُوَ الْغَالِبُ فَاِنْ کَانَ مِمَّا یَنْفَعُ وَبَاعَهٗ صَحَّ الْبَیْعُ وَکَانَ ثَمَنُهٗ حَلَالًا هٰذَا
مَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ الْعُلَمَآءِ کَافَّةً اِلَّا مَا حُکِیَ ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَ
طَاوُسٍ وَمُجَاهِدٍ وَجَابِرِ بْنِ زَیْدٍ اَنَّهٗ لَا یَجُوْزُ بَیْعُهٗ وَاحْتَجُّوْا بِالْحَدِیْثِ وَاَجَابَ
الْجُمْهُوْرُ عَنْهُ بِاَنَّهٗ مَحْمُوْلٌ عَلٰی مَا ذَکَرْنَا فَهٰذَا هُوَ الْجَوَابُ الْمُعْتَمَدُ یعنی
ممانعت بلی کی قیمت سے پس وہ محمول ہی اسپر کہ نفع نہین دیتی یا اسپر کہ یہ نہی تنزیہی ہی تاکہ آدمی

کی روایت ہے تین لازم نہین جیسے شتی ہوا وسکو اوسی طور سے مشہور کرنا چاہیے اگر کم قیمت ہو
تو ۔ اگر زیادہ قیمت کی ہو تو زیادہ دن یہ حدیث سے ثابت نہین ہوتا کہ ہر شی کیواسطے ایک
ہی سال تعین ہی بلکہ مختلف روایتین وارد ہوئی ہین اور سب صحیح حدیثون کی ہین بلکہ تعین
کرلینا خلاف حدیث ہی **قال** مسئلہ پنجاہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ بکری اور
گائے اور اونٹ گم ہوے کا پکڑنا مستحب ہے الخ **اقول** تبیین الحقایق مین لکھا ہی
وَمَا رَوَاهُ كَانَ فِي دِيَارِهِمْ إِذَا كَانَ لَا يَخَافُ عَلَيْهَا مِنْ شَيْءٍ وَنَحْنُ نَقُولُ
فِي مِثْلِهِ يَتْرُكُهَا وَالَّذِي يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ مَا رَوَاهُ عُثْمَانُ أَمَرَ بِتَعْرِيفِهَا
ثُمَّ تُبَاعُ فَإِذَا جَاءَ صَاحِبُهَا أُعْطِيَ ثَمَنَهَا یعنی وہ جو روایت ہی کہ اونٹ گم شدہ کو نہ پکڑو
یہ اونکی ملک مین اوسوقت تھا جبکہ اوپر کسی قسم کا خوف نہ تھا اور ہم بھی کہتے ہین کہ ایسے
وقت مین چھوڑ دے اسکو اور اس پر دلالت کرتی ہی روایت عثمان رضی کی کہ حکم دیا کہ اول اونکی
شہرت کیجاوے پھر فروخت کیے جائین پس جسوقت مالک اونکا آوے قیمت اونکی دیجاوے
انتہے اور امام نووی اس حدیث مسلم مَنْ أَوَى ضَالَّةً فَهُوَ ضَالٌّ مَا لَمْ يُعَرِّفْهَا
کی شرح مین لکھتے ہین وَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِالضَّالَّةِ هُنَا ضَالَّةَ الْإِبِلِ
وَنَحْوِهَا مِمَّا لَا يَجُوزُ الْتِقَاطُهَا لِلتَّمَلُّكِ بَلْ إِنَّمَا يَلْتَقِطُ لِلْحِفْظِ عَلَى صَاحِبِهَا
یعنی اور جائز ہی یہ کہ مراد یہان ضالہ سے ضالۂ ابل وغیرہ ہو اوس چیز سے جسکا لینا واسطے
مالک ہونے کے جائز نہین بلکہ پکڑ لینا اوسکا واسطے حفاظت کے مالک کے لیے جائز ہی
انتہی اور شروط مین ہی کہ یہ امر اوسوقت تھا جبکہ صالحین اور امانت دارونکا غلبہ تھا
کہ کسی خائن کا اوس پر قابو نہین ہوتا تھا جب اوسکو چھوڑ دیا جاتا تو مل جاتا تھا لیکن
ہمارے زمانے مین خائن کے دست اندازی کا خوف ہی پس اوسکے پکڑ لینے مین رعیت
اوسکی اور حفاظت ہی انتہی اور فتح القدیر مین ہی کہ یہ بات حق معلوم ہوتی ہی کیونکہ یہ امر قطعی
ہی کہ شارع کا مقصود اوس کے مالک تک پہونچ جانا ہی اور شارع نے اسکا طریق بتایا

خاص کو حکم عام پر ترجیح دیتے ہین چنانچہ علم اصول مین بحث اسکی مفصل مندرج ہی اور حق یہی ہی کہ
حکم کلی حکم جزئی پر ترجیح رکھتا ہی اس لیے کہ جزئی مین احتمالات بہت ہین لہذا امام صاحب حتی الامکان
حکم عام کو معمول بہ گردانتے ہین خصوصا اوسوقت جبکہ حکم خاص مین چند روایتین مختلف وارد ہون
اور جمیع قیاسات کے مخالف ہو پس اس صورت مین بدرجۂ اولی حکم عام قابل عمل ہوگا ہو خاص
بوجہ تعارض عام کے صورت خاص پر محمول کیا جائے گا ترمذی شریف مین ہی عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ
النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَضٰی اَنَّ الْخَرَاجَ بِالضَّمَانِ وَھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ یعنی
عائشہ رضہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ خراج کا استحقاق بوجہ ضمان
ہوتا ہی اور یہ حدیث صحیح ہی انتہے حاصل اسکا یہ ہی کہ مثلا کوئی شخص کسی غلام کو خریدے اور اجرت
اوسکی جو بعد خریدنے کے آئی ہی خود رکھلے تو وہ اوسکا مستحق ہی کیون کہ وہ شی جو اوسنے خرید کی ہی
اگر ہلاک ہو جاتی تو اوسیکا مال ہلاک ہوتا جب وہ شی اوسکی ضمانت مین ہی تو جو منافع اوسکے ہونگے
اونکا وہی خریدنے والا مالک ہوگا اور بایع کو وہ منافع واپس نکیے جائین گے بلکہ مشتری بوجہ ضمان
کے اونکا مستحق ہی پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بکری مصرات جو اوسکی ضمان مین آگئی ہی اوسکا
دودھ مشتری کو مباح ہی اور وہ اسکا بوجہ ضمان مستحق ہی پس اگر دوسری حدیث سے یہ بات ثابت
ہو کہ دودھ کا عوض دینا چاہیے تو ظاہر ہی کہ ان دونون حدیثون مین تعارض ہوگا حال آنکہ دونو
حدیثین صحیح ہین پس حدیث اَلْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ کو جسپر جمہور امت کا عمل درآمد ہی چنانچہ قول امام ترمذی
وغیرہ سے معلوم ہوتا ہی حدیث مصرات پر ترجیح دی جائے گی اس لیے کہ اوسکے الفاظ مین نہایت
اختلاف ہی کیون کہ مسلم کی روایت مین صَاعًا مِنْ تَمْرٍ ہی یعنی ایک صاع کھجور دے اور دوسرا
لفظ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ غَیْرَ سَمْرَاءَ مرقوم ہی یعنی ایک صاع طعام سوا گندم کے دے اور
ابوداؤد کی روایت مین مِثْلُ اَوْ مِثْلَیْ لَبَنِھَا قَمْحًا ہی یعنی برابر دودھ کے یا دونے اوس کے
گیہون دے پس اس معاملے مین چار امر ارشاد ہین یا تو اونپر عمل نہ کیا جاوے گا اور رجوع
دوسری نص کی طرف ہوگا یا اونکو خاص محل پر حمل کیا جاوے گا لہذا امام صاحب نے تو اس واقعہ کو

ترمذی شریف صفحہ ۱۴۲

علیہ وسلم نے اجازت دی تھی وہ غنی تھے اسلیوجہ سے علامہ زیلعی نے لکھا ہے کہ ابی بن کعب کی
حدیث ثابت نہیں ہوسکتی اس لیے کہ حکایت حال ہے نزدیک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے
فقر کو معلوم کرلیا ہوگا تو قرض کیوجہ سے یا بوجہ کی ال کے باپ سے منتفع ہونیکا اذن فرمایا ہوگا ہمارے
نزدیک بھی جائز ہے امام کو کہ بطور قرض دیدے اور یہ بھی احتمال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم
کرلیا ہوگا کہ یہ مال کسی کا قرض کا ہے بلکہ ظاہر یہی ہے اس لیے کہ دار الاسلام میں اوسوقت وسعت
تھی اور اگر کسی مسلمان کا مال ہوتا اوپر پوشیدہ نہ رہتا انتہے پھر قرآن شریف میں بھی آیا ہے وَلَا تَأْكُلُوا
أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ یعنی نہ کھاجاؤ مال ایک دوسرے کا باطل سے انتہے پس حدیث اور قرآن سے
ثابت ہوگیا کہ غنی اور صاحب نصاب کو تلگا کسی کا مال کھانا نہیں چاہیے بلکہ امام اگر اجازت بھی دے
تو اوسکو صرف کرلے مگر اوسکے ذمے وہ شی رہے گی جب مالک آویگا دینی پڑے گی اور فقیر کے واسطے
صدقہ بالاجماع ثابت ہے پھر حدیث میں بھی اوسکی تائید ہے پس حنفیہ کے طور پر تطبیق بین الاحادیث
خوب ہوجائے گی اور آپ کے مسلک پر صورت رفع تناقض کی بن نہ آوے گی پہلے سوچیے تو پھر اعتراض
کیجیے ع مزن بے تامل بگفتار دم **قال** مسلم پنجاہ و دوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے
کہ جو شخص درخت پر سے میوہ چراوے اسکا ہاتھ کاٹنا واجب نہیں اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے
سو امام اعظم نے اس مسئلے میں خلاف کیا ہے بھی عمرو بن شعیب کے اس حدیث کا جو کہ مسند احمد
و صحیحین ابو داؤد اور نسائی کی روایت سے قریب گذرے **اقول** مسلہ ہدایہ کا تو یہ ہے جو
شخص درخت پر سے میوہ چراوے تو ہاتھ اوسکا نہ کاٹا جاوے اور اگر جرین سے چراوے تو
ہاتھ کاٹا جاوے معترض صاحب نے ہدایے کی اول صورت لکھی اور اوسکو حدیث جرین کے
مخالف ٹھہرایا ہم حیران ہیں کہ معترض صاحب کے کچھ دماغ میں بوجہ ہیرا نہ سالہا کے خلل آگیا
یا روز ازل سے یہ بلادت اور کجی فہم کی اونکے حصے میں آئی ہے غور کا مقام ہے کہ عدم قطع سرقہ درخت
میں ہی محفوظ جگہ یعنی جرین میں جو قطع بحدیث میں وارد ہوا ہے وہیں تو ہدایہ میں بھی قطع بدلکھا ہے
اسمیں تو ظاہری مخالفت بھی نہ تھی جو معترض صاحب نے بر طعن کیا دعوا کچھ کرتے ہیں اور دلیل کچھ لاتے

نمانعت ہی اسکا حنفیہ انکار نہین کرتے بیشک شغار کی جو حقیقت اور ماہیت ہی وہ جائز نہین شغار
مین تو یہ شرط ہی کہ بالکل مہر نہو جیسے اہل جاہلیت کی عادت تھی کہ وہ مطلق مہر نہین دیتے تھے فقط
بدلا نکاح کا ہی سے ہوجاتا تھا یہ صورت ہمارے نزدیک نہین جائز ہی اور اگر کسی نے ایسا کیا تو مہر
مثل واجب ہوگا اگر فقہ مین یہ صورت بیان ہوتی کہ مہر مثل بھی دینا نہ آئے گا تو بیشک مخالف
حدیث ہوجاتا اگر کہین حدیث یا لغت مین شغار کی تعریف یہ آئی ہو جسمین مہر بھی کسی صورت سے
داخل ہو تو مخالفت ہوگی یا شغار کی تعریف مین حدیث اور لغت سے مہر کا نہونا ثابت ہو جب
بھی مخالفت ہوجائے گی اسمین کوئی عاقل کیا بلکہ ابلہ بھی فرق کرسکتا ہی کہ ایک صورت مین مہر
ہی اور دوسری مین مہر کی نفی ہی دونون مین فرق ہین ہی ایسی بدیہی فرق کو ایک سمجھنا اور مخالفت
کا الزام دینا کمال سفاہت ہی ابتک ہوئے منہ سخن سے آگاہ ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ
ہان اس نکاح کی کراہیت مین ہمکو بھی کلام نہین مگر اسکے فساد پر بھی کوئی دلیل نہین اور
فتح القدیر مین ہی ان متعلق النہی فی النفی مسمی الشغار وما نفی ذی مفہومہ
خلوہ عن الصداق ولون البضع صداقا ونحن قائلون بنفی ہذہ الماہیۃ
وما یصدق علیہا شرعا فلا تثبت النکاح کذلک بل بطلانہ یعنی متعلق نہی اور نفی
کا مصداق شغار ہی اور شغار کے مفہوم مین مہر سے خالی ہونا اور بضع کا مہر ہونا پایا جاتا ہی اور ہم تو
قائل ہین اس ماہیت کی نفی کے اور جو شی اسپر صادق آوے اسپر نہین جائز رکھتے ہم ایسے نکاح
کو بلکہ ہم اوسکو باطل جانتے ہین انتہی **قال** مسلہ چہل نہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی
کہ اگر کوئی شخص کوئی چیز پڑی ہوئی پاوے اور اگر قیمت مین کم دس درہم سے ہو تو مشہور کرے
لوگون مین چند روز اور اگر قیمت مین دس درہم یا دس درہم سے زیادہ ہو تو مشہور کرے لوگون مین
برس دن تک اور بعضون نے کہا کہ صحیح یہ ہی کہ ان مقدارون مین سے لازم ایک بھی نہین الخ
اقول گری ہوئی شی جو شخص اوٹھاوے اوس کے مشہور کرنے مین احادیث مختلف ہین
کسی حدیث مین دو برس تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشہور کرنیکا حکم دیا ہی چنانچہ بجائے

پھولے اہ کون پوچھتا ہی سے چہ خوش گفت سعدی در زلیخا الا یا ایھا الساقی
ادر کاسا و ناولھا **قال** مسلہ پنجاہ و سوم ہدایہ و غیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ حکم پڑی
ہوئی چیز کے اوٹھانیکا حل اور حرم کا برابر ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسلے مین
خلاف کیا ہی اوس حدیث کا جو کہ مسلم مین روایت ہی عبد الرحمن بن عثمان تیمی سے کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا حاجیون کی گری ہوئی چیز کے لینے سے **اقول** امام نووی نے شرح
مسلم مین لکھا ہی قولہ نھی عن لقطۃ الحاج یعنی عن التقاطھا للتملک واما
التقاطھا للحفظ فقط فلا منع منہ وقد اوضح ھذا صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ
صلی اللہ علیہ وسلم فی الحدیث الاخر ولا یحل لقطتھا الا لمنشد یعنی قول راوی
کہ ممانعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاجیون کے لقطہ سے مراد اس سے اوٹھا لینا اوس کا
واسطے مالک ہونے کے ہی لیکن اوٹھانا اوسکا فقط واسطے حفاظت کے سو نہین ممانعت اوسمین
اور تحقیق واضح کردیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو اپنے قول مین جو دوسری حدیث مین
وارد ہی کہ نہین حلال ہی لقطہ مکے کا مگر واسطے شہرت دینے والے کے انتہی اور یہ صحیحین مین موجود
ہی اور علامہ ابن ہمام نے اس حدیث صحیحین سے اول استدلال کرکے دلیل عقلی یہ لکھی ہی کہ اس زمانے
مین حاجیون کی گری ہوئی چیز واسطے تعریف کے اوٹھا لینی چاہیے کیونکہ چوری کے مین بہت سہل
کمی ہی اور جب احکام کے مشروعیت باعتبار کسی شرط کے پائی جاوے پھر برتقدیر مشروعیت اوسکے
کہ صدا اوسکی کسی مفسدہ کو متضمن پائی جاوے تو اوس حکم کا انقطاع معلوم ہوگا برخلاف اون چیزون کے جو
کسی سبب سے جاری ہوئین اور اوسکے باقی رہنے مین مفسدہ نہو جیسے طواف مین رمل اور
اضطباع واسطے اظہار شجاعت کے انتہے اس تقریر سے معلوم ہوا کہ دوسری حدیث صحیحین کی اوس
حدیث کی مفسر واقع ہوئی ہی پس حاجیون کا لقطہ واسطے حفاظت کے اوٹھانا جائز ہوا انتہی
آجکل تو مکہ معظمہ مین چوری کا ایسا شیوع ہی کہ اظہر من الشمس ہی کہ یہ کام وہان کے اہل احتیاج
اور غربا اور ارذل قوم کا ہی شرفا اس فعل سے محفوظ ہین مگر حجاج تو بیچارے جنکی چوری ہوجاتی ہی

معلوم ہوتا ہی کہ اوسمین مطلق تعریف نہین کی گئی اور ایک سال کا تو احتمال بھی نہین ہوتا
چنانچہ ابوداؤد مین ہی کہ علی رضہ کہین سے آئے اور دونو صاحبزادے حضرت حسن اور حسین
رضی اللہ عنہما رو رہے تھے فرمایا کیون رو رہے ہین حضرت فاطمہ رضہ نے کہا کہ بھوک سے رو رہے ہین
پس حضرت علی رضہ باہر تشریف لائے تو ایک دینار بازار مین پڑا پایا گھر آئے اور فاطمہ رضہ کو
خبر دی اونھون نے کہا کہ فلان یہودی کے پاس جاؤ اسکا آٹا اوس سے لیلو پس حضرت
علی کرم اللہ وجہہ اوس یہودی کے پاس آئے اور اوس دینار کا آٹا خریدا یہودی نے کہا
تم اونکے داماد ہو جو اپنے تئین اللہ کا رسول بتلاتے ہین فرمایا ہان کہا اوس نے تو اپنا دینار
اور آٹا لیجاؤ پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ اوس آٹے کو مکان مین لے آئے اور حضرت
فاطمہ رضہ سے اس امر کی اطلاع کی اونھون نے کہا تم فلانے قصاب کے پاس جاکے ایک درہم
کا گوشت لیلو آپ تشریف لے گئے اور اوس دینار کو ایک درہم کے گوشت کی عوض مین کر دو
کر دیا اور گوشت لے آئے پس حضرت فاطمہ رضہ نے آٹا گوندھا اور ہانڈی چڑھائی اور روٹی پکائی
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین کسی شخص کو بھیجا آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لائے تو فاطمہ رضہ نے عرض کیا کہ مین آپ سے اس کھانے کی کیفیت بیان کرتی ہون پس اگر آپ
اسکو حلال سمجھین تو ہم بھی کھائین اور آپ بھی ہمارے ساتھ کھائیے یہ کھانا ایسا اور ایسا ہی ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھاؤ بسم اللہ پس کھایا اونھون نے پس وہ ہنوز اپنی جگہ پر
پہنچے تھے کہ یکایک ایک لڑکا خدا کا اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوا دینار طلب کرتا نکلا پس آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے حکم دیا وہ بلایا گیا اوس سے دریافت کیا تو اوسنے کہا بازار مین مجھسے گر پڑا تھا فرمایا اے
ابی علی تم قصاب کے پاس جاؤ اور ہمارا نام لو کہ وہ دینار بھیجدو اور درہم تمھارا ہمارے ذمے ہے اوس
قصاب نے وہ دینار بھیجدیا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس لڑکے کو دیدیا انتہی فیض الباری
حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ تعریف نہین کی اور کی بھی تو شاید گھڑی دو گھڑی مگر سال بھر تو
کسی صورت سے ثابت نہین ہو سکتا اسی وجہ سے صاحب ہدایہ نے کہا ہی کہ صحیح یہ ہی کہ

نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے کی ہی کہ ڈھال کی قیمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے
مین دس درہم تھے انتہی اور اسیطرح روایت نسائی کی عطاء سے ہی قال اذنی ما یقطع
فیہ ثمن المجن وثمن المجن عشرۃ دراھم یعنی کہا اونھون نے ادنی اوسکا جس مین
ہاتھ کاٹا جاتا ہی قیمت سپر کی ہی اور قیمت ڈھال کی دس درہم ہین انتہی اسی قسم کی روایتین ابن ابی شیبہ
اور مسند ابی حنیفہ اور طبرانی اور مسند امام احمد اور عبدالرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ مین بھی
ہین اور موطای امام محمد مین ہی وقال اھل العراق لا تقطع الید فی اقل من عشرۃ
دراھم وروا ذالک عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعن عمر وعن عثمان و
عن علی وعن عبداللہ بن مسعود وعن غیرھم واحد فاذا جاء الاختلاف فی
الحدود ادخل فیھا بالتقیۃ یعنی اور کہا اہل عراق نے نہ کاٹا جاوے ہاتھ کمتر دس درہمون سے
اور روایت کیا اونھون نے اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عمر سے اور عثمان سے اور علی
سے اور عبداللہ بن مسعود سے اور بہتون سے پس جبکہ حدودمین اختلاف ہو تو جو امر حدود مین
احوط ہو اوسکو اختیار کرنا چاہیے انتہی اور فتح القدیر مین ہی کہ ابن حزم نے امام محمد کے واسطے سے جو
حدیث روایت امام صاحب سے کی ہی کہ دس درہم سے کم مین ہاتھ نہ کاٹا جاوے یہ حدیث منقطع
اور مرفوع ہی اور اگر موقوف ہی تو بھی اس کے واسطے حکم مرفوع ہونیکا ہی کیونکہ مقدار شرعی مین
عقل کو کچھ دخل نہین پس موقوف بھی مرفوع کا حکم رکھتی ہی انتہی اور بیہقی کی جو معترض صاحب
نے حدیث نقل کی ہی شاید بیضے کے معنی انڈے کے سمجھے ہین یہ تو سوا البیض ظاہر ہی کسی کا
بھی مذہب نہین ورنہ جمہور کے نزدیک دس اور تین مین حکم دائر ہی وہ بیضے کے معنی خود
کے لیتے ہین ایسے ہی بعضی روایتون مین حبل کا لفظ بھی آیا ہی اوسکی تفسیر خود احمد نے
جو راوی اس حدیث کے ہین کردی ہی وکان من الحبال ما یساوی عشرۃ دراھم
یعنی تحقیق بعضے رسیان دس درہمون کی قیمت رکھتے ہین انتہی خلاصہ تمام تقریر کا یہ ہی
کہ دس درہم کی حد مین کسی کا اختلاف نہین اور کم مین صحابہ کا اختلاف ہی چنانچہ مذکور ہوا پس

کردیا ہی پس جب زمانے کا انقلاب ہو جائے اور وہ شی تلف ہونے لگے تو حکم اوسکا اوسوقت مسئلہ
خلاف اوسکے ہوگا اور وہ پکڑ لینا واسطے حفاظت اور لوٹانے کے ہی اتنے علاوہ اسکے حدیث
سے چھوڑ دینے کا قصد جواز نکلتا ہی وجوب نہین نکلتا پس مخالفت کسی صورت سے نہین
ہو سکتی یہ آپکے فہم کا قصور ہی ہر جگہ مخالف حدیث کہدینا آپکا پرانا دستور ہی اس عینک کی
عادت بد کو چھوڑ دیجئے بے سمجھے بوجھے کسی کی نکتہ گیری نہ کیجیے ؎ سیاہ رو شود انکس
کہ عیب مین نگرد + چو خلعہ بر سخن ہیچ کس مدار انگشت **قال** مسئلہ ہنجاہ و یکم ہدایہ وغیرہ فقہ
کی کتابون مین لکھا ہی کہ پڑی ہوئی چیز کو اگر غنی نے اوٹھا لیا تو اوسکو اپنے کام مین لانا اوسکا
درست نہین الخ **اقول** اگر اس حدیث کے یہ معنی ہون گے کہ بعد ایک سال کے وہ شخص
مالک ہو جاتا ہی خواہ غنی ہو خواہ فقیر تو بخاری کی حدیثون مین تناقض واقع ہوگا کیون کہ بخاری
مین روایت ہی کہ ایک شخص نے لقطہ کا مسئلہ پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک
سال تعریف کر پھر اوسکو خرچ کر لے پھر اگر مالک اوسکا آوے اوسکو وہ شی ادا کر دے اتنے
اور مسلم کی روایت مین ہی پس خرچ کرے اور چاہیے کہ وہ شی امانت رہے نزدیک تیرے
پس اگر طالب اوسکا کسی دن آوے تو ادا کر دے اوسکو انتہی ان دونون صحیحین کی حدیثون سے معلوم
ہوا کہ وہ شی اسکے پاس امانت ہوتی ہی جسوقت طالب اوسکا آوے فورا دیدے اگر خرچ بھی
کر لے تو بھی واپس دے گو وہ شخص دس بارہ سال کے بعد آوے اور مسند بزار اور دار قطنی مین ہی فَاِنْ
جَآءَ صَاحِبُهٗ فَلْيُؤَدِّهٖ اِلَيْهِ وَاِنْ لَّمْ يَاْتِ فَلْيَتَصَدَّقْ بِهٖ فَاِنْ جَآءَ فَلْيُخَيَّرْ بَيْنَ
الْاَجْرِ وَبَيْنَ الَّذِيْ لَهٗ یعنی پس اگر آوے مالک اوسکا پس چاہیے کہ دیدے اوسکو اور اگر نہ
آوے پس مناسب ہی کہ صدقہ کر دے اوسکو پھر اگر آجاوے تو اوسکو اختیار ہی خواہ ثواب لے
خواہ وہ شی انتہی اسیوجہ سے حنفیہ کہتے ہین کہ غنی کو بطور ملک اوسکا خرچ کر لینا نہین چاہیے
البتہ اگر محتاج ہو خرچ کر لے ورنہ دوسرے شخص کو جو محتاج ہو اوسکو تصدق کر دے اور صدقہ
بالاجماع فقیر کے واسطے ہوتا ہی اور کسی حدیث سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ جنکو آنحضرت صلی اللہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لڑکا لایا گیا اوس نے کپڑے پر پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوایا اور بہایا اوسکو کپڑے پر اور شرح معانی الآثار میں ہے عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتَى بِالصِّبْيَانِ فَيُحَنِّكُهُمْ فَأُتِيَ بِصَبِيٍّ مَرَّةً فَبَالَ فَقَالَ صُبُّوْا عَلَيْهِ الْمَاءَ صَبًّا یعنی عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت میں لڑکے لائے جاتے تھے پس آپ اونکے واسطے دعا فرماتے تھے پس ایک بار ایک لڑکا لایا گیا اوس نے پیشاب کر دیا پس فرمایا آپنے اسپر خوب پانی ڈالدو آپنے اور دوسری روایت میں ہے وَاتْبَعَهُ الْمَاءَ یعنی اسپر پانی بہا دیا آپنے پس ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ نضح کے معنی پانی ڈالنے کے ہیں چنانچہ شرح معانی الآثار میں لکھا ہے وَلِأَنَّ الْمَاءَ حُكْمُهُ الْغَسْلُ أَلَا تَرَى أَنَّ رَجُلًا لَوْ أَصَابَ ثَوْبَهُ عُذِرَةٌ فَأَتْبَعَهَا الْمَاءَ حَتَّى ذَهَبَ بِهَا فَإِنَّ ثَوْبَهُ قَدْ طَهُرَ وَعَنْ أُمِّ الْفَضْلِ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَعْطِنِي إِزَارَكَ أَغْسِلْهُ قَالَ إِنَّمَا يُصَبُّ عَلَى بَوْلِ الْغُلَامِ وَيُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْجَارِيَةِ فَهٰذِهِ أُمُّ الْفَضْلِ فِي حَدِيْثِهَا هٰذَا إِنَّمَا يُصَبُّ عَلَى بَوْلِ الْغُلَامِ فِي حَدِيْثِهَا الَّذِي ذَكَرْنَاهُ فِي الْفَصْلِ الْأَوَّلِ إِنَّمَا يُنْضَحُ مِنْ بَوْلِ الْغُلَامِ فَلَمَّا ثَبَتَ أَنَّ النَّضْحَ الَّذِي أَرَادَ بِهِ فِي الْحَدِيْثِ الْأَوَّلِ هُوَ الصَّبُّ الْمَذْكُوْرُ فِي هٰذَا لَا يَتَضَادُّ الْأَثَرَانِ فَثَبَتَ بِهٰذِهِ الْآثَارِ أَنَّ حُكْمَ بَوْلِ الْغُلَامِ هُوَ الْغَسْلُ إِلَّا أَنَّ ذٰلِكَ الْغَسْلَ يُجْزِئُ مِنْهُ الصَّبُّ فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ النَّضْحَ عِنْدَهُمْ هُوَ الصَّبُّ وَهٰذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ وَأَبِي يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ یعنی بہانا پانی کا حکم کیا حکم دھونیکا ہی کیا نہیں معلوم کہ اگر کسی شخص کے کپڑے پر گندگی لگ جائے پس وہ شخص پانی اوسپر ڈالدے یہانتک کہ وہ نجاست زائل ہو جاوے پس تحقیق کپڑا اوسکا پاک ہو جائیگا اور ام فضل سے روایت ہے پس کہا میں نے یا رسول اللہ اپنا تہبند مجھکو دیجئے اوسے دھودوں فرمایا پانی ڈالا جاتا ہے لڑکے کے پیشاب پر اور دھویا جاتا ہے پیشاب لڑکی کا

ہین اونکے دعوے اور دلیل مین ربط مطلق نہین مگر ہان جاہل ان پڑھ لوگون کے بہکانے کو ایک
مسئلہ اور ایک حدیث بمقابلے اسکے کافی ہی غالبًا معترض صاحب نے سو مسائل کی مت مانی ہی اس لیے
اونھون نے واسطے الیقای نذر کے ہدایے کا مسئلہ تو درخت سے سرقہ کا لکھا اور اوسکو مخالف
اوس حدیث کے بتلایا جسمین لفظ جرین ہی یعنی اگر جرین سے جسکا ترجمہ معترض صاحب نے کھلیان کیا ہی
میوہ چرایا جاوے تو ہاتھ کٹیگا ہم پوچھتے ہین کہ کیا درخت پر سے میوہ لینا اور کھلیان ایک
شی ہی جو مخالفت حدیث لازم آوے ع ببرین عقل و دانش بباید گریست + آخر سو مسلون کا
التزام بھی تو ضرور ہی وہ کیونکر ہو سکتا ہی اونکو کسی نہ کسی طرح پورا کرنا چاہیے حنفیہ کے نزدیک بھی
جرین سے اگر چرائے گا تو بیشک ہاتھ کاٹا جائے گا البتہ درخت پر سے چرانے مین قطع نہین
چنانچہ ابوداؤد مین رافع بن خدیج کی روایت سے حدیث آئی ہی اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا قَطْعَ فِيْ ثَمَرٍ یعنی تحقیق اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے سنا ہی کہ فرماتے تھے نہین قطع ہی پھل مین انتہی اور ثمر کے معنی قاموس مین حَمْلُ الشَّجَرِ
کے لکھے ہین یعنی وہ پھل جو درخت مین لٹکا ہو پھر حنفیہ نے کیا قصور کیا جو حدیث کے موافق کہدیا اور
جرین تو وہ جگہ ہی جہان کھجورین وغیرہ خشک کرنے کے واسطے جمع کی جاتی ہین اوسمین قطع ہی ہے
چنانچہ ہدایے مین لکھا ہی وَالَّذِيْ يُوْدِيْهِ الْجَرِيْنُ فِيْ عَادَتِهِمْ هُوَ الْيَابِسُ مِنَ الثَّمَرِ
وَفِيْهِ الْقَطْعُ یعنی وہ شی جسکو جرین ٹھکانا دے اونکی عادت مین وہ خشک پھل ہوتا ہی اور اوسمین
قطع ہی اسمین غرض کسی فقہ کی کتاب سے ثابت نہین ہوتا کہ جرین سے چوری کرنے مین ہاتھ
نہ کاٹا جاوے بلکہ درخت پر سے چوری کرنے مین قطع نہین اوسکی سند مین ابوداؤد کی حدیث انھی
ہمنے لکھدی پس موافق حدیث کے یہی مسئلہ ہی دوسری جو صورت لیجئے مخالف پڑیگی اور وجہ
اوسکی یہ ہی کہ جرین محفوظ ہوتا ہی اور درخت محفوظ نہین ہوتا اس لیے سرقہ اوسمین صادق آتا ہی اور
اسمین نہین آتا پس معترض صاحب کی سمجھ کا پھیر تھا کہ سیدھی بات کو اولٹا سمجھ گئے ہدایے مین
تو کوئی وجہ مخالفت کی نہ تھی زبردستی واسطے اغوا سے عوام کے یہ بھی لکھدیا مارے گھٹنا

نجسۃ وحکمہا حکم دمہا الاحکم البانہا وبعضہم قالوا اقاما رویوا
فی حدیث العرنیین فذلک انما کان للضرورۃ فلیس فی ذلک دلیل
انہ مباح فی غیر الضرورۃ لانا قد رأینا اشیاء اُبیحت فی الضرورات
ولم تبح فی غیر الضرورات وروایت فیہا الآثار عن انس ان الزبیر
وعبد الرحمن بن عوف شکوا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم القمل
فرخص لہما فی قمص الحریر فی غزاۃ لہما قال انس فرأیت علی کل
واحد منہما قمیصا فہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد اباح الحریر
لمن بہ القمل من الرجال للحلۃ التی کانت لمن اباہ ذلک وکان ذلک من
علاجہا ولم یکن فی اباحتہ ذلک لہم للعلۃ التی کانت بہم ما یدل
ان تلک کان مباحا فی غیر تلک العلۃ فکذلک ایضا ما اباحہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم للعرنیین للعلل التی کانت بہم ولبس فی اباحتہ
ذلک لہم دلیل ان تلک کان مباحا فی غیر تلک العلل یعنی کہا انھوں
نے کہ پیشاب اونٹ کا ناپاک ہے اور حکم اوسکا حکم خون اوسکا ہے نہ حکم دودھ اوسکا اور گوشت کا اور
کہا انھوں نے لیکن وہ حدیث عرنیین کی جو تم نے بیان کی پس یہ تو بوجہ ضرورت کے تھا
اس میں اس امر کی دلیل نہیں کہ وہ بلا ضرورت بھی مباح ہے کیونکہ بہت اشیا دیکھتے ہیں کہ بوجہ
ضرورت مباح کردی گئی ہیں اور بلا ضرورت مباح نہیں ہیں اور اوسمیں احادیث مروی ہیں بسند
انس رض سے روایت ہے کہ زبیر اور عبد الرحمن بن عوف رض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
جوں کی شکایت کی آپ نے ریشم کا کرتہ پہننے کی اونکے غزوہ میں اجازت فرمائی اور انس کہتے ہیں
کہ میں نے دونوں کو کرتا حریر کا پہنے دیکھا ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حریر پہننا
مباح کیا تھا سو بسبب اونکی خارش کے تھا پس یہ علاج اوسکا ہوا اور اس کی
علت سے جو اونکو لاحق تھی مباح کرنے میں دلیل نہیں ہوسکتی کہ سوا اوس بیماری کے

سبب بیچتے رہجاتے ہین اور ادا ہی کا ان حج بوجہ مفلسی کے اوپر دشوار ہوجاتا ہے اگر کوئی اوسوقت
اونکی ہمسایگی اوٹھاکر شہر کو کرے اور اونکو بلاوے تو یہ بات عمدہ اور موافق حدیث صحیحین کے ہوگی
یا یہ امر اچھا ہی کہ اوسکو ویسے ہی چھوڑ دے اور کوئی سارق اوسکو اوٹھالے جاوے تو نقل اور
عقل سے اوسکا اوٹھا لینا بہتر معلوم ہوتا ہی چنانچہ صحیحین کی حدیث مین خود اوسکی تصریح ہی کہ صرف کو اوٹھا
لینا چاہیے پھر اعتراض مخالفت کیسا بغیر دیکھے کتب حدیث کے اعتراض کردینا اپنے اوپر
الزام لینا ہی ہے چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ۱ **قال** مسئلہ منجاہ و چہارم ہدایہ وغیرہ
فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جو شخص دس درہمون کی قیمت سے کم قیمت کی چیز چوری کرے اوسکا
ہاتھ نہ کاٹنا چاہیے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی
ان تین حدیثون کا الخ **اقول** جاننا چاہیے کہ ڈھال کی قیمت مین اختلاف ہی بعضے قائل
ہین کہ قیمت اوسکی تین درہم تھی اور بعضے دس درہم بتلاتے ہین چنانچہ دو قسم کی حدیثین وارد
ہوئی ہین مگر دس درہم مین کسی کا بھی خلاف نہین اس لیے حدود مین اکثر دس درہم لیے تاکہ شبہہ
جس سے حدود ساقط ہوجاتے ہین نہ رہی ابوداود مین ہی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَطَعَ رَسُولُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَ رَجُلٍ فِی مِجَنٍّ قِیمَتُہٗ دِینَارٌ اَوْ عَشَرَۃُ دَرَاھِمَ
یعنی ابن عباس رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا ہاتھ بوجہ سپر کے
جسکی قیمت ایک دینار یا دس درہم تھی کاٹا انتہی اور نسائی مین ہی عَنْ اَیْمَنَ قَالَ لَمْ یَکُنْ
تُقْطَعُ الْیَدُ عَلٰی عَھْدِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا فِی ثَمَنِ الْمِجَنِّ وَ
قِیمَتُہٗ یَوْمَئِذٍ دِینَارٌ یعنی ایمن رض سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے نہین ہاتھ کاٹا جاتا
تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین مگر ایک ڈھال کی قیمت مین اور قیمت اوسکی اوسوقت
ایک دینار تھی انتہی اور ترمذی مین ہی وَقَدْ رُوِیَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ اَنَّہٗ قَالَ لَا تُقْطَعُ
اِلَّا فِی دِینَارٍ اَوْ عَشَرَۃِ دَرَاھِمَ یعنی تحقیق روایت کی گئی ہی ابن مسعود سے کہ فرمایا
اونھون نے نہین قطع ہی مگر ایک دینار مین یا دس درہمون مین انتہی اور دوسری روایت نسائی

۱ ابوداود اور ما بعد مین ہی ان سارق المجن لا یقطع الا ان یکون ثمنہ ثلثۃ دراھم
۲ نسائی مین ہی ان سارق المجن لا یقطع الا ان یکون ثمنہ ثلثۃ دراھم
۳ ترمذی مین ہی لا قطع الا فی ثمن المجن

اوسکو سات بار پہلا اوسکا ساتھ مٹی کے اقوال ہمارے شرح ہدایہ مین ہی کہ دار قطنی نے
ابو ہریرہ سے روایت کی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دھویا جاوے برتن کے
کے موسخہ ڈالنے سے تین بار یا پانچ بار یا سات بار اور ابن عدی نے کامل مین ابو ہریرہ سے
مرفوع روایت کی ہی کہ جسوقت کتا کسی کے برتن مین موسخہ ڈالدے پس چاہیے کہ اوسکو خالی
کریے اور تین بار دھوڈالے اور دار قطنی نے اسی حدیث کو سند صحیح سے ابو ہریرہ سے روایت کی
ہی کہ جب کتا برتن مین موسخہ ڈالدے پس خالی کردو اوسکو اور برتن کو تین بار دھوڈالو اور بیہقی
نے بھی اسکو اسناد صحیح سے روایت کیا ہی اور عبد الرزاق نے اپنی مصنف مین معمر سے روایت
کی ہی کہ زہری سے سوال کیا گیا کہ کتا برتن مین موسخہ ڈالدیتا ہی فرمایا تین بار دھوڈالا جاوے
پس زہری کے نزدیک اگر سات بار کا منسوخ ہونا ثابت ہوتا تو وہ فتوا ندیتے جو ابو ہریرہ سے
دیا ہی اسیوجہ سے امام صاحب کہتے ہین کہ تین بار دھویا جاوے پس ابن حزم کسطرح کہتے ہین کہ
تین بار دھونا کسی صحابی سے مروی نہین انتہی اور فتح القدیر مین ہی مذہب ابو ہریرہ سے تین بار
ثابت ہونا قرینہ اس امر کا ہی کہ مرفوع حدیث یعنی تین بار دھونے کی راوی ضعیف نے تحقیق کر
بیان کی ہی اور اسوقت سات بار کی حدیث کے معارض ہو جاوے گی اور اوس پر ترجیح
دیجاوے گی کیونکہ سات بار کی حدیث مقدم معلوم ہوتی ہی اسلیے کہ جسوقت کتون کے مکان
مین شدت کیجاتی ہی یہان تک کہ حکم اونکے قتل کا دے دیا تھا سات بار دھونے کی تشدید
اوسوقت کے مناسب ہی اور اوسکا منسوخ ہونا ثابت ہی پس یہ احادیث مرفوع جو ابو ہریرہ
کی حدیث سے تائید یافتہ ہین سات بار کی حدیث پر عمل مین مقدم ہون گے پس سات بار کی
حدیث ابتدا پر عمل کیجاوے گی اور اگر اس مرفوع حدیث کو بالکل ترک بھی کردیا جاوے تو بھی
ابو ہریرہ کا مخالف سات بار کی حدیث سے (حال آنکہ وہی راوی اس کے بھی ہی) عمل کرنا کیسے ثابت
کرتا ہی کیونکہ محال ہی کہ وہ قطعی حدیث کو اپنی رائے سے چھوڑدین اور وجہ اوسکی یہ ہی کہ خبر
کی ظنیت باعتبار غیر راوی کے ہوتی ہی لیکن باعتبار اوسکے کہ جس نے اوسکو رسول

حدود دین ایسی صورت لیوے کہ جسمین کسی قسم کا شبہہ بھی نہو کیونکہ شبہہ سے حدود ساقط ہوجاتے ہین
پس اعتراض معترض صاحب کا بیجا ہی عقل ہو تو کچھ اون سے کہا جاوے اندھے کے آگے
رونا آنکھین کھونا ہی ؎ زفیض ہر دو نیاید ضمیر کج طبعان + کجا بہار کند سبز شاخ آہو را +

قال مسلہ پنجاہ و پنجم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ پیشاب اگر کپڑے پر لگ جاوے
تو بدون دھوئے پاک نہین ہوتا فائدہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی کہ جو لڑکا کہ ہنوز طعام
نہین کھاتا پیشاب اوسکا پلید ہی کپڑے وغیرہ پر اگر لگ جاوے تو بدون دھوئے پاک نہین
ہوتا اور یہ مذہب امام اعظم اور تمام اہل علم کا ہی لیکن امام شافعی رح کے نزدیک نجاست خفیفہ
ہی اور اوزاعی کے نزدیک جبتک لڑکا دودھ پیتا ہی تب تک اوسکا پیشاب اگر کپڑے وغیرہ
پر لگجاوے تو کپڑا پلید نہین ہوتا اور داؤد ظاہری جو لڑکا کہ ہنوز کھانا نہین کھاتا اوس کے
پیشاب کو پاک سمجھتے ہین سو امام اعظم وغیرہ نے اس مسلے مین خلاف کیا ان تین حدیثون کا
آخر **اقول** حنفیہ کے نزدیک اس حدیث مین نضح کے معنی پانی ڈالنے کے ہین چھڑکنے کے
نہین چنانچہ دوسری حدیثون مین اسکی تفسیر موجود ہی مسلم مین ہی عن عائشۃ قالت اتی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بصبی یرضع فبال فی حجرہ فدعا بماء
فصبہ علیہ یعنی عائشہ رضہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لڑکا
دودھ پیتا لایا گیا اوس نے آپ کی گود مین پیشاب کردیا پس آپ نے پانی منگوایا پس ڈالدیا اوسپر
انتہی اور دوسری حدیث مسلم کی روایت مین ہی فنضحہ علی ثوبہ ولم یغسلہ غسلا
یعنی پس ڈالا اوس پانی کو اوسپر اور نہین دھویا اوسکو دھونا انتہی اس روایت سے بھی معلوم ہوتا ہی
کہ دھونے مین مبالغہ جیسے اور نجاستون مین کیا جاتا ہی نہین کیا کیونکہ مفعول مطلق واسطے
تاکید فعل کے واقع ہوا ہی اوسکی نفی سے فقط خفیف دھونا باقی رہتا ہی اور بخاری مین ہی عن
عائشۃ ام المؤمنین انہا قالت اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بصبی
فبال علی ثوبہ فدعا بماء فاتبعہ ایاہ یعنی عائشہ رضہ سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے

حرام ہو پس بیع دار مین اوسی کی شرط کیجائے گی جو علیحدہ بھی جائز ہو ایسا ہی درخت مین
ثمر کا شرط سے داخل ہونا اسی وجہ سے ہی کہ علیحدہ بھی بیع اوسکی جائز ہو چنانچہ مسلم اور ترمذی
وغیرہ مین حدیث آئی ہی وَمَنِ ابْتَاعَ عَبْدًا فَمَالُهُ لِلَّذِي بَاعَهُ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ
یعنی جو شخص کسی غلام کو خریدے پس مال اوسکا اوس شخص کا ہی جس نے غلام کو بیچ کیا ہی انتہی اور
الفاظ مسلم کے ہین اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ اس مال کی علیحدہ بیع بھی درست ہی کیون کہ
اگر مال شراب یا سور ہوگا تو بیع شرط سے فاسد ہو جائے گی پس شرط اوسی مال کی ہوگی جسکی
بیع علیحدہ بھی درست ہو اور جسکی بیع علیحدہ درست نہوگی اوسکی شرط بھی جائز نہوگی پس معلوم
ہوا کہ ثمر کا بیع مین شرط کرنا اوسیوقت ہی جب اوسکی بیع علیحدہ بھی جائز ہو اور دوسری حدیث
امام مالک کی موطا مین عمرہ بنت عبد الرحمن سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے ایک شخص نے ایک باغ
کے پھل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین خریدے پس اوسکی درستی اور اصلاح کی پھر اوسمین
نقصان آگیا اوس نے باغ والے سے کہا یا تو دام کم کردو یا دام پھیر دو اوس نے قسم کھائی کہ ایسا کریگا
پس مشتری کے باپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آئے اور یہ کیفیت عرض کی آپ نے
فرمایا تم نے بات سے انکار کرتا ہی پس باغ والے نے سنا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا
اور کہا دام دونگا پس اگر بیع درست نہوئی تھی تو پھر قالہ کیونکر صحیح ہوا اگر کوئی کہے کہ یہ کیسے
معلوم ہوا کہ بیع اوسکی پکنے سے پہلے تھی جواب اوسکا یہ ہی کہ نقصان اور آفت سے معلوم ہوتا ہی
کہ پیشتر فروخت کیا ہی کیونکہ حدیث مین ممانعت قبل آفت کے ہی پس آفت اور نقصان کا احتمال
اوسی وقت ہی جبتک پکا نہین کچا ہی اور جب پک گیا پھر نقصان ہونے سے بائع کو کیا علاقہ باقی
رہا یہ امر کہ جب حدیث مین ممانعت آئی ہی تو پھر حنفیہ اوسکو کیون جائز رکھتے ہین اوسکا جواب
یہ ہی کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ اگر اس شرط پر فروخت کرے کہ درخت پر پھل چھوڑ دے تو ایسی
بیع ناجائز ہی اور اسکی سو اسب صورتین اس حدیث مین داخل نہین البتہ یہ صورت حنفیہ
کے نزدیک بھی ناجائز ہی پس مسئلہ اس حدیث کے مخالف نہوا بلکہ صحاح ستہ کی حدیث کے موافق ہوا

شرح امام الفقہاء ہین جنسے یہ روایت ہی اور انہین کی حدیث ہین جو پہلی فصل مین مذکور ہوئی نضح
کا معنے ثابت ہوا کہ اول حدیث مین نضح سے مراد پانی ڈالنا ہی تاکہ دونون حدیثین متضاد
نہو جائین پس ان تمام حدیثون سے ثابت ہوا کہ لڑکے کے پیشاب کا حکم بھی دھونیکا ہی مگر اس
دھونے کو فقط پانی ڈالدینا کافی ہوجاتا ہی پس دلالت کی اسنے کہ نضح نزدیک اونکے بمعنی صب یعنے
پانی ڈالنے کے ہی اور یہی مذہب امام صاحب اور امام ابو یوسف اور امام محمد کا ہی انتہی ملخصا +
پس یہ مضمون مخالف حدیث شریف کے کہان ہوا نے مجھے بوجھے اعتراض کردیا مخن کو
پہونچنا کام ہی یا قاصد نکا نہ نا قاصد نکا ۵ خامہ ہرچند دو دلیک بمعنی رسد + سعی ہمہ دی ندہد بجا
بود استمداد **قال** مسئلہ پنجاہ و ششم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اونٹ کا پیشاب
پینا دوا کے لیے بھی حلال نہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف
کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری اور ترمذی مین روایت ہی انس سے کہ آئے لوگ عرینہ مین سے
مدینے مین نزدیک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پس ناموافق ہوئی اونکو ہوا مدینے کی پس اس لیے
بھیجا اونکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ اونٹون صدقات کے اور فرمایا اونکو پیو دودھ اونکا
اور پیشاب اونکا **اقول** اس حدیث سے خود معلوم ہوتا ہی کہ ضرورۃً اون کو اجازت دی تھی
اسکا امام صاحب بھی انکار نہین کرتے بلکہ ضرورت مین تو امام صاحب کے نزدیک قطعی حرام
بھی مباح ہوجاتا ہی مثلاً کوئی شخص حالت اضطرار مین مردار کا گوشت کھالے یا غایت تشنگی مین
یا حلق مین لقمہ پھنس جائے بشرطیکہ حلال شئی میسر نہو تو شراب کے گھونٹ سے رفع تشنگی کرلے
یا لقمہ اوتارلے مباح ہی اور بلا ضرورت بطور دوا کے پیشاب پینا جائز نہین جیسا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرورت معلوم ہوگئی تھی اگر کسی شخص کو معلوم ہوجائے تو کیا مضایقہ ہی البتہ اگر
کسی حدیث سے یہ ثابت ہوجائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا ضرورت بھی پیشاب
پلوایا ہی تو اوسوقت امام ابوحنیفہ کا مسئلہ مخالف ہوجائے گا اور یہ امر حدیث سے ثابت ہونا
محال ہی پس مخالفت حدیث بھی محال ہوگی شرح معانی الآثار مین ہی قالوا ابوال الدواب

اوسکو بوسنے ہین اسواس حدیث سے قطعًا معلوم ہوتا ہی کہ نہی اس سے ہی کہ بیع عنب کی واقع قبل
عنب ہونے کے اور یہ نہین ہوسکتا ہی مگر اس شرط پر کہ ہونے انکو تک اوسکو چھوڑ دیا جاوے پھر
نہی کا مصداق یہ ہوا کہ پختہ کی بیع قبل پختگی ہوجاوے اور اسپر دلالت کرتا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا علت بیان کرنا کہ اگر اوس مین پھل نہ آوے تو کیونکر اپنے بھائی کے مال کو بالمقابلہ حلال آپ ہمتا
پس معنی اس حدیث کے یہ ہوے کہ جب تم عنب کو قبل عنب ہونے کے اس شرط پر فروخت
کرتے ہو کہ اوسکو عنب ہونے تک چھوڑ دیا جاوے تب اگر خدا اپھلوں کو منع کردے اور وہ عنب نہ ہون
تو کسکی چیز مین بائع مشتری کے مال کو حلال سمجھتا ہی اور اگر بیع مین کاٹ لینا شرط کرلیا جاوے
تو اوسمین یہ بات متصور نہین پس نہی اوسکو شامل نہوگی اور جب نہی کا محل وہ بیع ہوئی کہ جسمین شرط
ہو کہ تا خروج پختگی ثمر درخت پر چھوڑ دیتے جاوین پس ہمنے موافق اس نہی کے اس بیع کو فاسد
کردیا اور مطلق بیع جو اس نہی کو بوجہ من الوجوہ شامل نہو باقی رہے گی اور اس تقریر سے ظاہر ہوا کہ حدیث
تابیر کی جس سے ہم استدلال کرتے ہین عام نہین کہ اوسکو خاص معارض ہو جو کہ حدیث بدو صلاح کی ہی کہ یہ
خاص کو بوجہ مانع ہونے کے ہماری حدیث پر جو بیع ہی دیجاتے بلکہ ایک حدیث دوسری کو شامل نہین
حاصل یہ ہی کہ جس شی مین ہنوز صلاحیت پختگی نہین آئی اگر اوسکو بشرط قطع بیع کیا جاوے تو بالاتفاق
جائز ہی کیونکہ نہی اوسکو شامل نہین چنانچہ دلیل اسکی ہم بیان کرچکے اور اگر مطلقًا فروخت کیا جاوے
اگر حکم اوسکا لزوم قطع ہی تو مثل بیع بشرط قطع کے ہوجاوے گی پس محل نہی کا سوا بیع بشرط ترک
کے کوئی صورت باقی نرہی اور ہم قائل ہین کہ اسی صورت سے بیشک بیع فاسد ہوگی انتہی ملخصًا

قال مسلہ بنجاہ و نہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جائز ہی بیچنا تر کھجورون کا
عوض سوکھی کھجورون کے برابر الخ **اقول** ابوداؤد مین ہی نہی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم عن بیع الرطب بالتمر نسیئۃ یعنی ممانعت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے بیع تر کھجور کی بدلے خشک کے بطور ادھار کے انتہے اسی طرح اس حدیث کو حاکم نے اور
طحاوی نے شرح معانی الآثار اور دارقطنی نے روایت کی ہی اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہوتی ہی چنانچہ

بھی مباح ہی ایسا ہی اوس چیز کو کہ عرنیین کے واسطے آپنے مباح کی تھی بوجہ بیماریون اون کی کے تھی
پس اونکے واسطے مباح ہونے مین یہ دلیل نہین ہوسکتی کہ سوا اون بیماریون کے اورین بھی
جائز تھا انتہے اور پیشاب کی حرمت مین حدیث وارد ہی اِسْتَنْزِهُوا عَنِ الْبَوْلِ فَاِنَّ
عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ یعنی بچا کرو پیشاب سے اسواسطے کہ تحقیق عام عذاب
قبر کا اوسی سے ہوتا ہی انتہے اور علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر مین لکھا ہی کہ اس حدیث کو
حاکم نے ابوہریرہ کی روایت سے نقل کیا ہی اور کہا ہی کہ یہ اوپر شرط شیخین کے ہی انتہے اور
علامہ عینی نے لکھا ہی لِاَنَّ الْبَوْلَ مُحَلًّى بِالْاَلِفِ وَاللَّامِ فَيَعُمُّ جَمِيعَ الْبَوْلِ
یعنی اس لیے کہ لفظ بول پر الف لام داخل ہی پس تمام پیشابون کو مشتمل ہوگا انتہی حاصل کلام یہ ہی
کہ حدیث عرنیین سے حلت اور طہارت اوسکی ثابت نہوئی پس اس حدیث سے کہ تمام ابوال
کو شامل ہی حرمت اوسکی ثابت ہی پس دونون حدیثون مین تعارض بھی نہوا کیونکہ بوجہ ضرورت
اباحت اوسکی مقتضی نہین کہ بلا ضرورت بھی جائز ہوجاوے ورنہ دونون حدیثون مین تعارض صریح
ہوجاوے گا اور علامہ اکمل نے لکھا ہی کہ بعضون نے کہا ہی یہ حدیث مانند مثلہ کے منسوخ
ہی بتصریح اسکی علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین کی ہی پس امام صاحب نے اگر بلا ضرورت
بھی حرمت بیان کی تو کیا خلاف ہوا معترض صاحب صرف اعتراض کردینا جانتے ہین اور
کج فہمی سے سیدھا مطلب بھی اونکی سمجھ مین نہین آتا ؎ کج راہ بمنزل نتوان راست نمود ان
کی تیر نوان ساختن از چوب کما نہا ۔ قال مسئلہ پنجاہ و ہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین
لکھا ہی کہ کتے کے جھوٹے برتن کو تین بار دھونا چاہیے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سوا امام
اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اُس حدیث کا جو کہ بخاری اور مسلم مین روایت ابی
ابی ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ پیے کتا
پیچ باسن ایک تمھارے کے پس چاہیے کہ دھووے اوسکو سات بار اور مسلم کی ایک روایت مین
یون ہی کہ کہا پاکی باسن ایک تمھارے کی جسوقت کہ پی جاوے اوس مین کتا یہ ہی کہ دھووے

فِي الصَّلٰوةِ وَتَقْرِيرُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْاَدِلَّةِ الشَّرْعِيَّةِ وَعَنِ
الشَّرْخَسِيِّ مَنْ تَرَكَ الْاِعْتِدَالَ تَلْزَمُهُ الْاِعَادَةُ وَلَا اِشْكَالَ فِي وُجُوْبِ الْاِعَادَةِ
اِذْ هُوَ الْحُكْمُ فِي كُلِّ صَلٰوةٍ اُدِّيَتْ مَعَ كَرَاهَةِ التَّحْرِيْمِ وَاَنْتَ عَلِمْتَ
حَالَ الطُّمَأْنِيْنَةِ وَيَنْبَغِي اَنْ تَكُوْنَ الْقَوْمَةُ وَالْجِلْسَةُ وَاجِبَتَيْنِ لِلْمُوَاظَبَةِ
وَكَمَا رَوٰى اَصْحَابُ السُّنَنِ الْاَرْبَعَةِ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ مِنْ حَدِيْثِ
ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُجْزِئُ صَلٰوةُ لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ
فِيْهَا صُلْبَهُ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ قَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَلَعَلَّهُ
كَذٰلِكَ عِنْدَهُمَا وَيَدُلُّ عَلَيْهِ اِيْجَابُ سُجُوْدِ السَّهْوِ فِيْمَا هُمَا كَرْخِيٌّ
فَتَاوٰى قَاضِيْ خَانْ فِي فَصْلِ مَا يُوْجِبُ السَّهْوَ قَالَ الْمُصَلِّيْ اِذَا رَكَعَ وَلَمْ يَرْفَعْ
رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ حَتّٰى خَرَّ سَاجِدًا سَاهِيًا يَجِبُ سُجُوْدُ صَلَاتِهِ فِيْ قَوْلِ اَبِيْ
حَنِيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَعَلَيْهِ السَّهْوُ وَيُحْمَلُ فَقَالَ
اَبُوْ يُوْسُفَ اَنَّهَا فَرِيْضَةٌ عَلَى الْفَرَائِضِ الْعَمَلِيَّةِ وَهِيَ الْوَاجِبَةُ
فَيَرْتَفِعُ الْخِلَافُ وَاَنْتَ عَلِمْتَ اَنَّ مُقْتَضَى الدَّلِيْلِ فِيْ كُلٍّ مِنَ الطُّمَأْنِيْنَةِ
وَالْقَوْمَةِ وَالْجِلْسَةِ الْوُجُوْبُ یعنی تحقیق حدیث فالمدد یعنی ہم موقوف ہونے
نماز کا اوپر طمانیت کے اور وہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ جو شخص اپنی نماز سے
کرے گا پس نماز تیری ناقص ہو جائے گی ان الفاظ کو ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے بیان
کیا ہے ابوداؤد نے تو ابوہریرہ رضی کی روایت سے اور ترمذی نے رفاعہ بن رافع کی روایت
سے پس معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم لوٹانے نماز کا اسوقت کیا تھا کہ نماز
مکروہ تحریمی نہ ہو نہ یہ کہ بوجہ فساد کے حکم دیا اور جو شے کہ اسپر دلالت کرتی ہے اگر زیادتی ان الفاظ
حدیث کی نہ بھی ہوتی تو وہ چھوڑنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اوس شخص کو تا اتمام
نماز ہو اور اگر طمانیت نہ ہونا مفسد صلوٰۃ ہوتا تو پہلے ہی رکعت میں نماز فاسد ہو چکی تھی

صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے سنا ہی قطعی ہی یا ان کہ اوس سے اگر قطعی الدلالت ہونا اوسکا
اپنے معنی مین پایا جائیگا تو آیت قرآن کی منسوخ ہوجانے گی پس اس سے لازم آیا کہ اونھون
نے نہین ترک کیا اوسکو مگر باوجہ یقین کرنے اونکے کی نسخ کا کیون کہ نہین متروک ہوا قطعی
مگر قطعی سے پس قول اونکا باطل ہوا جو کہتے ہین کہ جایز ہی کہ اونکے اجتہاد مین جو محتمل خطا کو ہی
ثبوت نسخ ہوگیا ہو پس جب پہچانا تو نے اوسکو تو ہوگیا ترک کرنا اونکا ہمنے روایت کرنے اونکے
کے ناسخ کو بلاشبہہ پس دوسری حدیث بالضرورت منسوخ ہوگی انتہی **قال** مسلہ پنجاہ و ہشتم
ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ درخت پر میوہ پختہ خواہ پک گیا ہو خواہ خام ہو جایز ہی اور
مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسلے مین خلاف کیا ہی ان تین حدیثون کا **اقول**
بخاری اور مسلم وغیرہ مین ہی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَاعَ
نَخْلًا قَدْ اُبِّرَتْ فَثَمَرُهَا لِلْبَائِعِ اِلَّا اَنْ یَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ یعنے تحقیق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص درخت کھجور کا بعد جوڑہ لگانے کے جیسا کہ کھجور مین رسم ہی کا
دستور ہی فروخت کرے پس پھل اوسکے واسطے بائع کے ہین مگر اوسوقت کہ شرط کرے خریدنے
والا انتہی اس حدیث سے ثمر کی بیع مطلقا جایز معلوم ہوتی ہی کیونکہ اسمین قید یکنے ثمر کی نہین ہی
اور حدیث نہی کا مطلب آگے آتا ہی البتہ یہ شبہہ ہوتا ہی کہ یہ ثمر بالتبع درخت مین داخل ہوجائین گے جیسے فناے
دار مکان کے خریدنے مین داخل ہوجاتا ہی علیحدہ ثمر کی بیع کا جایز ہونا کہان سے معلوم ہوا اسکا
جواب یہ ہی کہ فناے دار تو بلا شرط بھی داخل ہوجاتا ہی اور ثمر بغیر شرط کے بیع درخت مین داخل نہین ہوتا
پس جو شی بلا شرط بالتبع داخل ہوجاتی ہی اوسکی تو علیحدہ بیع درست ہی اور جو شی بلا شرط نہین داخل
ہوگی اوسکو تو بہ نسبت پہلی شی کے زیادہ استقلال ہوگا پس دوسری شی کے ساتھ جبھی جایز ہوگی
کہ علیحدہ بھی بیع اوسکی درست ہو مثلا اگر گھر بیع کیا جائے تو اوسکا مال اوسمین داخل نہوگا جب
شرط نہو تو بیع مال کی علیحدہ بھی جایز ہی اس لیے شرط مین داخل ہوجائے گا ورنہ اگر شراب اور سور
وغیرہ حرام چیزون کی اگر شرط کرے گا تو بیع فاسد ہوجائے گی ہو جائے گی علیحدہ بیع اوس کی

تا ہی ورنہ یون کہتے کہ نماز باطل ہو جاتی ہی علاوہ اسکے جیسے ان چیزون کا حکم فرمایا ہی اسیطرح کھانون پر اضافہ کرنے کا اور سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہنے کا بھی تو حکم فرمایا ہی اسمین اگر کوئی شخص نکرے تو نماز بالاجماع فاسد نہین ہوتی حکم دونون کے برابر ہین پھر اس کے کیا معنی کہ ایک کو فرض کہو اور دوسرے کو سنت لہذا حنفیہ کا مسلہ موافق قرآن اور حدیث کے ہو گیا اور ان چیزون کی فرضیت پر کوئی دلیل نہین وَمَنِ ادَّعٰى فَعَلَيْهِ الْبَيِّنَاتُ پس معترض صاحب کو سوائے اعتراض الاینی اور طعن بے معنی کرنے کے اور کچھ نہین آتا کتاب سے تو بالکل لگاؤ نہین مطلب کا سمجھنا کجا اس لیے استعدادی پر دعوائے اجتہاد کی استغفر اللہ کبھی کسی کتاب کا مطلب اونکی سمجھ مین نہ آوے گا ؎ بے فہم اگر چشم بہ ورد بکتاب ۔ نتواند دید بجز حرفی چند ۔ جواب ۔ کی غور کنند در سخن بے عنوان ۔ نخواہی بجز نیست مقدور جواب **قال** مسئلہ شہر ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ شہر والے اگر گاؤن مین اپنی قربانی بھیج دین تو انکو بعد صبح صادق قبل نماز عید قربانی کرنی جائز ہی الخ **اقول** حدیث سے فقط اتنا ثابت ہوتا ہی کہ نماز پڑھنے والون کو شہر مین قبل نماز قربانی نہین چاہیے اگر اسمین حنفیہ مخالف ہوتے تو بیشک خلاف حدیث تھا اور اسکے حنفیہ خود قائل ہین کہ شہر مین قربانی درست نہین چنانچہ بخاری اور مسلم کی حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنوز نماز تمام نہین کی تھی کہ اتنے مین دیکھا کہ قربانی ہو گئی اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہی کہ ہنوز نماز ہوئی نہین یہان قربانی پہلے سے کر لی اس سے فقط اتنا ثابت ہوتا ہی کہ حدیث مین جو ممانعت آئی ہی وہ شہر کی قربانی سے قبل نماز ہی اور اگر کوئی شخص شہر سے باہر نزدیک گاؤن کے بھیجکر قربانی کرا دے تو اوسکو حدیث کی نہی ہرگز شامل نہو گی حدیث کا مورد خاص شہر ہی اوسکو عام کر لینا فقط اپنی طرف سے مضمون خانہ زاد ہی حدیث سے بالکل یہ بات نہین پائی جاتی اسی وجہ سے حنفیہ کے یہان دو چار دس پانچ کوس کا بھی احتیاطاً حکم شہر ہی کا ہی تاکہ حدیث کے مخالفت کا وہم بھی نہ باقی رہے ہان اگر اتنی دور بھیجوا دے جسمین قصر جائز ہو تو

جواب مین مذکور ہی موافق ہوگیا اول ہم چند مسئلے بیان کرین جسمین سبکا اتفاق ہی اور جمہور امت اونکے قائل ہین پھر علامہ ابن ہمام کے کلام سے ثابت کرین گے کہ حدیث کا یہ مطلب نہین جو صاحب نے ظاہر الفاظ دیکھکر مخالفت کا حکم لگا دیا ہی وہ مسائل متفق علیہ یہ ہین اسمین کسی کا خلاف نہین کہ پہلے نمودار ہونے پھل کے بیع ناجائز ہی اور اسمین بھی کسی کا خلاف نہین کہ بعد نمودار ہونے پھل کے اور پہلے پکنے کے اس شرط پر کہ درخت پہ چھوڑ دین گے بیع ناجائز ہی اور پہلے شروع پکنے کے اس شرط پر کہ پھل توڑ لین گے اور پھل بھی ایسے ہوگئے ہون کہ اون سے آدمی یا چوپایے منتفع ہوسکتے ہون اسکے جواز مین کسیکو کلام نہین ایسہی اس مین بھی کسیکو کلام نہین کہ جب بدو صلاح ہوجائے اوسکے بعد بیع جائز ہی گو اسکی تفسیر مین خلاف ہو کہ ہمارے نزدیک تو جب آفت اور فساد سے محفوظ ہوجاتا ہی تو بیع جائز ہوتی ہی اور امام شافعی کے نزدیک جب اوسمین حلاوت شروع ہوجائے تو بیع جائز ہی مگر بدو صلاح مین سبکا اتفاق ہی اب رہا مسئلہ مختلف فیہ وہ یہ ہی کہ قبل پکنے کے صلاحیت کے اوسکو بلا شرط قطع بیع کیا جائے یہ حنفیہ کے نزدیک جائز ہی اور حدیث کے مخالف نہین فتح القدیر مین ہی کہ ہماری حجت قول علیہ السلام کا ہی جو شخص درخت خرید ے پس ثمر اوسکا بائع کا ہی مگر جب مشتری شرط کرلے پس مشتری کیواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شرط سے مباح کردیا پس دلالت کی اس حدیث نے کہ مطلقا بیع ثمر کی جائز ہی کیونکہ داخل ہوا ہی اسکے کو وقت شرط بیع کے بدو صلاح سے مقید نہین کیا لیکن حدیث نہی کی کہ اوسمین یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو عدم جواز کے علت واقع ہوا ہی پھلا اگر خدا پھل نہ آنے دے تو کس وجہ سے بائع مشتری کا مال حلال جانیگا) اس امر کو مستلزم ہی کہ معنی حدیث کے یہ ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل پکنے کے کیونکہ دائم دینے اور اونکی بیع کرنے سے منع فرمایا ہی کیونکہ عادت لوگون کی یہ ہی کہ پھلون کو پہلے کھٹنے کے بیع کردیتے ہین پس اس بیع سے منع کیا جب تک کہ اونمین سرخی اور زردی نہو یا آفت سے امن نہو جائے اور وہ جو حدیث ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ کی ہمنے بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگور کی بیع سے منع فرمایا جب تک سیاہ نہو جاوے حالانکہ وہ قبل سیاہی کے عنب نہین کہلاتا بلکہ حصرم

دانش گرد نہ پوشہ ناداں دور نیست خفتہ دانم خویش را بیدار می پنہ بجواب قال
مسئلہ شفعت دفتم عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی کہ ایک رکعت نماز وتر پڑھنی درست نہین ہی
مسئلہ شفعت وشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ نماز وتر کی آخر ہی رکعت ہی آخر مسئلہ شفعت وہم ہدایہ وغیرہ فقہ
کی کتابون مین لکھا ہی کہ جب تین رکعت وتر پڑھی تو دو رکعت پڑھکر سلام پھیرے آخر مسئلہ ہفتاد وم عینی شرح ہدایہ مین
لکھا ہی کہ تین رکعت وتر مین دو رکعت پڑھکر تشہد مین بیٹھے اور سلام نہ پھیرے تیسری رکعت پڑھکر سلام پھیرے اقول
وتر کی نسبت احادیث مختلف وارد ہوے ہین مگر یہ اختلاف جب تک تھا کہ جب کوئی
امر اسمین قرار نہین پایا تھا اور صحابہ اگرچہ اسمین مختلف رہے مگر تین رکعت وتر سنت ہے
احادیث وآثار سے ثابت ہی چنانچہ دارقطنی مین حدیث آئی ہی قال لا توتروا ثلاثا وتروا
بسبع او خمس الحدیث یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر تین نکرو سات یا پانچ
کرو انتہی حال انکہ تمام امت کا اجماع ہی کہ تین رکعت وتر کی جائز ہی اور مسلم مین عائشہ رض
کی روایت سے ہی انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کان یصلی من اللیل ثلاث
عشرۃ رکعۃ یوتر من ذالک بخمس لا یجلس فی شیء منہا الا فی اخرہا
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے شب مین تیرہ رکعت پانچ اونمین سے وتر کرتے اور
کسی رکعت مین نہ بیٹھتے مگر آخر مین انتہی اور بخاری اور مسلم مین ہی کہ ہر دو رکعت مین
سلام پھیرتے تھے اور حاکم نے عائشہ رض سے روایت کی ہی اور کہا ہی کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم
کی شرط پر ہی وقالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بثلث لا یسلم
الا فی اخرہن یعنی کہا حضرت عائشہ رض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین وتر
پڑھا کرتے تھے اور سلام نہ پھیرتے مگر آخر اونکے مین انتہی اور نسائی مین ہی قالت کان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم لا یسلم فی رکعتی الوتر یعنی کہا عائشہ رض نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سلام نہین پھیرتے تھے دو رکعتون وتر مین انتہی اور حاکم نے روایت کی ہی وقیل للحسن
ان ابن عمر کان یسلم فی الرکعتین من الوتر فقال کان عمر افقہ منہ

شرح مواہب الرحمن مین لکھا ہی وَاِذَا صَحَّتِ الزِّیَادَۃُ یَجِبُ قَبُوْلُھَا عَلَی الْمُخْتَارِ عِنْدَ الْمُحَدِّثِیْنَ وَاِنْ کَانَ الْاَکْثَرُ لَمْ یَرْوِھَا یعنی جسوقت صحیح ہوجاوے زیادتی کسی لفظ کی تو واجب ہی قبول کرنا اوسکا موافق مذہب مختار کے نزدیک محدثین کے اگرچہ اکثر نے اوسکو روایت نہ کیا ہو انتہی اور نسئیہ بیع کرنا حنفیہ بھی ناجائز کہتے ہین پس یہ حدیث اونکے موافق ہی مخالف نہین مخالفت تو معترض صاحب کی ہی کہ ہرجگہ بطور تکیہ کلام اس کی ایک رٹ چلی جاتی ہی اس سے کیا حاصل ع جز اینکہ طعنہ زند خلق وخندہا اطفال **قال** مسئلہ ششم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر شہر والون کو تکلیف نہ پوہنچے تو شہر سے باہر جاکر غلہ لانیوالے قافلے کو آگے ملکر اون سے غلہ خرید کرنے مین قباحت نہین الخ **اقول** امام صاحب کے نزدیک بھی بیع ممنوع ہی مگر اوسمین تین ممنوع نہین جب شہر والون کو نقصان نہو اور بھاؤ سے زیادہ نہ سہے یا اونکا دلال نہ بنے اگر اسمین سے کوئی صورت ہوگی تو موافق ارشاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے امام صاحب بھی جائز نہین رکھتے اور مکروہ تحریمی کہتے ہین چنانچہ احادیث کے مضامین سے یہی معلوم ہوتا ہی کہ بوجہ ضرر کے ممانعت فرمائی ہی بلکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول سے جو کہ فرماتے ہین کہ اوسکا دلال نہو یہی معلوم ہوتا ہی کہ جسمین مضرت اوسکی ہو وہ فعل جائز نہین اور بطور اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ کے اگر بلا ضرر وہ شی بکوا دے تو اس مین کچھ مضایقہ نہین پس یہ صورت نہی مین داخل نہوگی چنانچہ بخاری نے اسکا باب باندھا ہی بَابُ ھَلْ یَبِیْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ بِغَیْرِ اَجْرٍ وَھَلْ یُعِیْنُہٗ اَوْ یَنْصَحُہٗ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَنْصَحَ اَحَدُکُمْ اَخَاہُ فَلْیَنْصَحْ لَہٗ وَرَخَّصَ فِیْہِ عَطَاءٌ یعنی کیا بیع کرے شہر والا واسطے گانون والے کے بغیر اجر کے اور کیا اعانت کرے اوسکی یا بھلائی چاہیے اوسکی اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی نصیحت چاہے تو نصیحت کرے اوسکو اور رخصت دی اس بیع مین عطا نے انتہی اسکے متعلق بخاری نے دو حدیثین بیان کی ہین ایک مین اَلنَّصْحُ لِکُلِّ مُسْلِمٍ اور دوسری مین ابن عباس کا قول کہ دلال ہونیسے منع فرمایا ہی پس

اس لیے فقط واسطے تعلیم کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو طریقہ اوسکا بتلایا تا اونکے فعل سے
امتیاز ہو جاوے کل باتین تیمم کی نہین بتلائین چنانچہ امام نووی نے اس کی تصریح شرح
مسلم کی کتاب التیمم مین کردی ہے پس چونکہ اسمین یہ احتمال ہے اس لیے صریح حدیثین صحیحین وغیرہ
مذکورہ مین کیونکر متروک ہو سکتی ہین طحاوی مین ہے عن ابی الزبیر عن جابر قال اتانا رجل
فقال اصابتنی جنابۃ وانی تمعکت فی التراب فقال اصرت حمارا ونزوت
یدیہ الی الارض فمسح وجہہ ثم ضرب یدا بید الی الارض فمسح یدیہ
الی المرفقین وقال ھکذا التیمم یعنی ابو الزبیر جابر رضہ سے روایت کرتے ہین کہ اونکے پاس
ایک شخص آیا پس کہا اوسنے مجکو جنابت پہونچی ہے اور مین خاک مین لوٹا پس کہا اونھون نے کیا تو
گدھا ہو گیا جسطرح وہ لوٹتا ہے اوسیطرح تو لوٹا پس دونون ہاتھ اپنے جابر رضہ نے زمین پر مارے
پھر منھ پر ملے پھر دونون ہاتھ زمین پر مارے پھر دونون ہاتھون کو کہنیون تک ملا اور فرمایا
تیمم ایسے کرتے ہین انتہی اور طبرانی کی معجم اوسط مین ہے کہ جنگل کے رہنے والے لوگ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کیا اونھون نے کہ ہم لوگ ریت مین تین تین چار چار
مہینے قیام کرتے ہین اور ہم کو ہین جنابت اور حائض اور نفسا ہو جاتے ہین اور ہمکو پانی نہین ملتا ہے
فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین سے تیمم کرو پھر اپنے اپنے ہاتھ کو زمین پر مارا ایک ضرب ہو تھ
کیواسطے پھر دوسری ضرب زمین پر لگائی پس ہاتھون کو کہنیون تک ملا انتہی ان احادیث سے
ثابت ہوا کہ تیمم کی دو ضربین ہین اور یہی مذہب حنفیہ کا ہے مطابق حدیث کے نہ مخالف **قال** مولف کہتا ہے دوسرا
ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ بدت رضاعت کے اندر خواہ بچہ کھوڑا دودھ پیے خواہ بہت پیے حرام کرتا ہے
اقول فتح القدیر مین ہے والجواب ان التقیید بہ مطلقا منسوخ حتی روی ابن ابی شیبۃ
حدثنا ابن عیینۃ عن ابن شبرمۃ قال قیل لابن عباس ان الناس یقولون ان الرضعۃ لا تحرم فقال کان ذلک ثم نسخ
وعن ابن مسعود قال لا تحرم المصۃ ولا المصتان وکثیرہ یحرم وروی عن ابن عمر کالفلیل یحرم
یعنی جواب یہ ہے کہ تقدیر مطلقا منسوخ ہے تصریح کی اوسکی نسخ کی ابن عباس رضہ نے جبکہ اونسے کہا گیا کہ آدمی کہتے ہین

درست نہیں ہیں رہا شکار مدینے کا اگرچہ چند صحابہ نے اسکو حرام کہا ہی مگر جمہور صحابہ نے مدینہ شریف
کے جانوروں کے شکار کا انکار نہیں کیا ہی اور حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکار مدینے
میں کوئی حدیث ایسے طریق سے نہیں پہونچی جسپر اعتماد کیا جاوے حال آنکہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ابو عمیر سے فرمایا کہ تمہارا لال کیا ہوا اگر حرام ہوتا تو آپ وقت ضرورت بیان کے
سکوت نفرماتے انتہی اور جمہور کے نزدیک شکار میں جزا نہونے سے بھی حرم مکہ سے فرق ہی
یہ فقط بعض کی راے ہی کہ حرم مکہ اور مدینہ احکام میں ایک ہی مگر جمہور صحابہ اور ائمہ دونوں میں
فرق کرتے ہیں اور ان دونو حدیثوں سے بھی معلوم ہوا کہ دونوں کا ایک حکم نہیں چونکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت مدینے کو فرمائی تھی اور مسلمان آباد ہوتے جاتے تھے اسلیے اوسکی زینت و زینت کیواسطے
ممانعت فرمادی تاکہ لوگ اگر درخت وغیرہ توڑ کر لیجائینگے تو زینت اوسکی جاتی رہیگی
اور اوجاڑ سا معلوم ہوگا ورنہ اگر دونوں کا ایک حکم ہوتا تو پتے توڑنے کو نفرماتے **قال**
مسئلہ شصت و دوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہی کہ رکوع اور سجود میں طمانیت فرض نہیں
ہی مسئلہ شصت و سوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہی کہ قومہ میں یعنی رکوع سے سر
اوٹھانیکے بعد کھڑا ہونا فرض نہیں ہی مسئلہ شصت و چہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں
لکھا ہی کہ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا فرض نہیں ہی الخ **اقول** فتح القدیر میں ہی
اِنَّ الْخَبَرَ یُفِیْدُ عَدَمَ تَوَقُّفِ الصِّحَّةِ عَلَیْهِ وَهُوَ قَوْلُهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَمَا
انْتَقَصْتَ مِنْ هٰذَا شَیْئًا فَقَدِ انْتَقَصْتَ مِنْ صَلَاتِكَ اَخْرَجَ هٰذِهِ الزِّیَادَةَ
اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ فَاَبُوْ دَاوٗدَ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ هُرَیْرَةَ
وَالتِّرْمِذِیُّ عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ فَعُلِمَ اَنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَتَمَّ اَمْرَهٗ
بِاِعَادَتِهَا لِوُقُوْعِهَا عَلٰی غَیْرِ کَرَاهَةٍ لِلْفَسَادِ وَمِمَّا یَدُلُّ عَلَیْهِ لَوْ لَمْ تَکُنْ هٰذِهِ
الزِّیَادَةُ تَرْکُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِیَّاهُ بَعْدَ اَوَّلِ رَکْعَةٍ حَتّٰی اَتَمَّ وَلَوْ کَانَ
عَدَمُهَا مُفْسِدًا لَفَسَدَتْ بِاَوَّلِ رَکْعَةٍ وَبَعْدَ الْفَسَادِ لَا یَحِلُّ الْمُضِیُّ

وَفِي ذٰلِكَ لَا يَكُوْنُ مِلْكًا لَهٗ قَبْلَ الْقَبْضِ یعنی اور نہین ثابت ہوتا امر کہ انھون نے اوسکو
ہبہ مین سپرد کیا ہو اور واقعہ ایک ہی ہے پس اس زیادتی مین اضطراب ہی اور اضطراب موجب ضعف
ہی اور احتمال ہی کہ عدد قنت کہنا اونکا بعد ملجانے چار رکعت کے ہو اور اسمین ملکہ قبض سے پہلے نہین
ہوگی انتہی پس مسئلہ ہدایہ کا حدیث کے کیونکر مخالف ہوسکتا ہی مستعرض صاحب اپنے ذہن
مین ایک بات خلاف حدیث متعین کر لیتے ہین اور بے دھڑک حکم مخالفت کا لگا دیتے ہین
فقط مخالفت اونکے ذہن نارسا کی ہی فی الواقع تو مخالفت ہرگز نہین عقلا اسکو خوب جانتے ہین
اور مستعرض صاحب کی دھوکے بازیان بھی بخوبی پہچانتے ہین کہ مستعرض صاحب کی آنکھون پر
تعصب اور حسد کا پردہ پڑا ہوا ہی خواہی نخواہی بنے یا نہ بنے زبردستی ہر مسئلے مین الزام مخالفت
حدیث کا لگا دیتے ہین درحقیقت الزام سفاہت اور جاہلیت کا اپنے اوپر لیتے ہین
بھلا اسمین کسی کا جرم کیا ہی نصیبون سے تجھے اپنے گلا ہی **قال** مسئلہ متداولہ ہمچو شرح
وقایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ سوائے نماز وتر کے اور نمازون مین دعائے قنوت پڑھنا
جائز نہین الخ **اقول** احادیث مین دونون صورتین وارد ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فجر کی نماز مین قنوت پڑھا ہی اور نہین بھی پڑھا ہی پس جو حدیثین اس قسم کی ہین کہ
جنمین تصریح اس امر کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک قنوت پڑھا تھا وقت
صدور حادثے کے پڑھتے تھے ان احادیث کی مفسر ہو جائینگی پس معلوم ہوا کہ جن احادیث مین
قنوت پڑھنا ثابت ہوتا ہی اوس سے یہ مراد ہی کہ وقت حدوث حوادث کے پڑھتے تھے اور جن مین
قنوت کی نفی ہی اوس سے مراد یہ ہی کہ بلا حدوث کسی امر کے نہین پڑھتے تھے اور یہی مذہب حنفیہ
کا ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رض قَالَ لَمْ يَقْنُتْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي الْفَجْرِ قَطُّ اِلَّا شَهْرًا وَّاحِدًا اِلَّا اَنَّهٗ حَارَبَ حَيًّا مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَسَتَدْعُوْ
عَلَيْهِمْ یعنی نہین قنوت پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر مین ہرگز مگر ایک ماہ اسلیے
کہ ایک قبیلہ مشرکین سے محارب تھے قنوت پڑھتے تھے اونپر دعا کرتے تھے انتہی کہا علامہ

اور بعد فاسد ہونے کے نماز پڑھنا حلال نہ تھا اور ثابت رکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ادلہ
شرعیہ مین سے ہی کہ نماز باطل نہین ہوئی تھی اور امام سرخسی سے منقول ہی کہ اعتدال کے ترک
کرنے سے لوٹانا نماز کا لازم ہی اور اسکے وجوب اعادہ مین کوئی اشکال نہین کیونکہ جو نماز مکروہ تحریمی
ادا ہوگی اوسمین بھی حکم لوٹانیکا ہی حال طمانینت کا تو پہچان لیا تو نے اور حال قومہ اور جلسے
کا بھی ایسا ہی ہونا چاہیے کہ یہ دونون بھی واجب ہون کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اسکے واسطے دوام کیا اور فرمایا ہی کہ نہین کافی ہوتی نماز اوس شخص کی جو رکوع اور سجود مین پیٹھ
اپنی سیدھی نہ کرے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہی اور شاید نزدیک صاحبین کے بھی
واجب ہی اور اسکے وجوب پر سجدہ سہو کا واجب کرنا دلالت کرتا ہی چنانچہ فتاوای قاضی خان مین
مذکور ہی کہ نماز پڑھنے والا رکوع کرے اور رکوع سے سر اپنا اوٹھاوے اور سجدے مین بھول کر
چلا جاوے تو نماز اوس کی ہو جاوے گی لیکن اوسپر سجدہ سہو کا صاحبین کے نزدیک واجب ہی
اور امام ابو یوسف کا قول کہ یہ فرض ہی اسپر محمول ہوگا کہ فرائض عملیہ سے ہی اور فرائض عملیہ واجب
ہوتے ہین پس تینون کا اتفاق ہو جاوے گا اس حدیث اور تقریر سے معلوم کر لیا تو نے کہ
ہر ایک قومہ اور جلسہ اور طمانینت واجب ہی انتہے مختصر پس حدیث سے معلوم ہوا کہ نقصان
ہوتا ہی اور ظاہر ہی کہ نقصان فساد کو نہین کہتے بلکہ فساد کی صورت مین تو صلوٰۃ صادق ہی نہین
آتی یہان حدیث مین اوسکو ناقص نماز ارشاد فرمایا ہی پس معلوم ہوا کہ رکوع مین اسقدر ٹھیرنا فرض
ہی کہ جسمین لفظ رکوع موافق آیت کے صادق آجاوے اور زیادہ ٹھیرنا جسکا نام اطمینان ہی وہ
فقط واجب ہی فرض نہین اگر کوئی شخص زیادہ نہ ٹھیرے گا یا دونو سجدون کے درمیان مین خوب
تہ بیٹھے گا یا رکوع سے کھڑا نہوگا تو نماز اوسکی باطل نہوگی بلکہ لوٹانا نماز کا اوسپر واجب ہوگا چنانچہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز اوسکی لوٹائی تھی اور اگر نماز باطل ہو جاتی تو پھر باقی رکعتون
کے پڑھنے سے آپ ممانعت فرما دیتے بلکہ باوجود اعتدال نہونے کے اوسکو باقی نماز ختم کرنے
دی اور بعد طریقہ اوسکا بتلایا پھر یہ بھی فرمایا کہ ان چیزون کے نقصان سے نماز مین نقصان

کرتے ہین کہ فرمایا اونھون نے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت
پڑھا اور ابو بکر رضہ کے پیچھے نماز پڑھی پس قنوت پڑھا اور عمر رضہ کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھا
اور عثمان رضہ کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھا اور علی رضہ کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھا
پھر فرمایا بیٹا تحقیق یہ بدعت ہی انتہی اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن حبان نے اور کہا حافظ
نے مسند اس حدیث کی اوپر شرط مسلم کے ہی انتہی اور ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود اور ابن عمر اور ابن عباس
ابن الزبیر رضہ سے روایت کی ہی کہ وہ صبح کی نماز مین قنوت نہین پڑھتے تھے اور ابو بکر اور عمر
اور عثمان نے بھی ایسی روایت کی ہی انتہی اور امام محمد نے کتاب الآثار مین اسود بن یزید
سے روایت کی ہی کہ مین عمر رضہ کے ہمراہ سفر اور حضر مین دو برس تک رہا پس نہ دیکھا مین نے اونکو قنوت
پڑھتے فجر مین انتہی اور ابن ابی شیبہ نے علی رضہ سے روایت کی ہی کہ جب اونھون نے فجر مین قنوت
پڑھا تو لوگون نے اوپر انکار کیا پس فرمایا کہ ہنے اپنے عدو پر مدد چاہی تھی انتہی اور اوسمین یہ بھی ہی
کہ یہ اور آدمیون کو منکر معلوم ہوا اور آدمی یا تو صحابہ تھے یا تابعین پس معلوم ہوا کہ ابو داؤد اور
ترمذی اور مسلم مین جو روایت ہی وہ اوسوقت کی ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے واسطے
دعا یا بد دعا کرتے تھے کیونکہ ایسی صریح حدیثین نہایت صحیح اوسکی تفسیر واقع ہوئی ہین علی
القیاس ابو داؤد مین انس رضہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت پڑھا ہی
اور بعد رکوع کے پڑھا ہی اسی پر محمول ہی کہ ایک مہینہ یا بوقت ضرورت ایسا واقعہ ہوا اور انس رضہ
سے خود مسلم کی حدیث مین ثابت ہو چکا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل رکوع قنوت پڑھا
ایک مہینہ پڑھا تھا اور یہ بھی اوسے ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ قنوت نہین
پڑھتے تھے اور خود انس رضہ نے بھی نہین پڑھا پس امام صاحب تو حدیث کے موافق رہے کہ
معترض صاحب مخالف ہو گئے ۵ تم ہمکو ہی کہتے ہو کچھ اپنی بھی خبر ہی ✦ **قال** مسئلہ
وتر تتمہ ہی شرح ہدایہ مین محیط سے نقل کر کے لکھا ہی کہ وتر بیٹھکر پڑھنے بھی اور سوار کی بھی
بھی جائز نہین ہین انتہ **اقول** طحاوی مین اسناد صحیح سے روایت ہی عن نافع عن

جائز ہے چنانچہ فتاوی قاضی خان مین یہ شرط لکھی ہے کہ اس مقدار دور ہو جاوے جسمین نماز کا قصر ہوتا ہے اگر پہلے نماز کے اتنی دور پر قربانی کرا دے گا تو ہرگز خلاف حدیث نہو گا پس صحیح کو باوجود خاص ہونے کے عام لینا اور مخالف کہدینا کمال بے انصافی ہے اور نہایت سے بصیرتی ہے بصیرت را نباشد در حق و باطل تمیز کور یک اندعصائے سحر و اعجاز کلیم

قال مسئلہ شصت و ششم فتاوی عالمگیری مین جامع صغیر سے نقل کر کے لکھا ہے کہ عقیقہ کرنا لڑکے اور لڑکی دونون کا مکروہ ہے نہ کیا جاوے الخ **اقول** ظاہر یہ ہے کہ کراہت سے مراد طریقہ جاہلیت کی کراہت ہے اور امام محمد علیہ الرحمہ نے موطا مین لکھا ہے

اَمَّا الْعَقِيقَةُ فَبَلَغَنَا اَنَّهَا كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَقَدْ فُعِلَتْ فِي اَوَّلِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ نَسَخَ الْاَضْحٰى كُلَّ ذَبْحٍ كَانَ قَبْلَهٗ وَنَسَخَ لَهُمْ رَمَضَانُ كُلَّ صَوْمٍ كَانَ قَبْلَهٗ وَنَسَخَ غُسْلُ الْجَنَابَةِ كُلَّ غُسْلٍ كَانَ قَبْلَهٗ وَنَسَخَتِ الزَّكٰوةُ كُلَّ صَدَقَةٍ كَانَتْ قَبْلَهَا كَذٰلِكَ بَلَغَنَا یعنی لیکن عقیقہ پس معلوم ہوا ہمکو کہ وہ ایام جاہلیت مین تھا اور اول اسلام مین بھی کیا گیا پھر منسوخ کر دیا قربانی نے ہر ذبح کو کہ پہلے اوسکے تھا اور منسوخ کر دیا رمضان نے ہر روزے کو کہ پہلے اوسکے تھا اور منسوخ کیا غسل جنابت نے ہر غسل کو کہ پہلے اوس کے تھا اور منسوخ کیا زکوۃ نے ہر صدقے کو کہ پہلے اوسکے تھا اسی طرح ہمکو پہنچا ہے انتہی اور شرح موطا مین لکھا ہے وَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ اَنَّهَا مُبَاحَةٌ یعنی فرمایا امام صاحب نے کہ عقیقہ کرنا جائز ہے انتہی پس جب سب حدیثون مین تطبیق دیجائے گی تو بجواز کے اور کوئی صورت نہو گی بلکہ امام محمد تو کہتے ہین کہ ہمکو عقیقہ کا منسوخ ہونا پہونچا ہے سو منسوخ ہوا واجب اوسکا ہو گا ورنہ احادیث سے جواز معلوم ہوتا ہے وجوب کسی حدیث سے ثابت نہین ہوتا پس امام صاحب نے باوجود اس حدیث سے منسوخ ہونے کے اگر مباح کہدیا تو کونسا خلاف حدیث ہو گیا معترض صاحب کو ایسے طعن بیجا اور الزام ناروا سے کوئی نہ مانیگا بلکہ بالکل جاہل متعصب جانے گا تو بجائے خود جہلا مین وہ فاضل ہے بہل بن بیٹھین اس کیا ہوتا ہے ف

صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد صبح کی نماز کے ممانعت فرمائی ہے جب تک کہ آفتاب نکل آوے پس یہ حدیث
کی اس حدیث پر مقدم ہوگی جیسا کہ ابھی ہم ذکر کر چکے ہیں انتہی علاوہ اس کے ان دونوں حدیثوں
میں جو معترض صاحب نے لکھی ہیں محدثین کو کلام ہے چنانچہ ترمذی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے
کہ انکے نزدیک یہ حدیث قابل حجت نہیں اور ملا علی قاری نے شرح مشکوۃ میں لکھا ہے کہ یہ
حدیث ثابت نہیں قطع نظر اسکے حدیث نہی کی مقدم ہوتی ہے خصوصاً اوسوقت کہ دوسری حدیث
جس سے جواز ثابت ہوتا ہے ایسی قوت نہیں رکھتی جیسے کہ حدیث نہی کی قوت رکھتی ہے پس بعد نماز
صبح کے سنتوں کا پڑھنا خلاف احتیاط ہے **اقول** مسئلہ ہشتاد و ہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں
میں لکھا ہے کہ استسقا میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی سنت نہیں ہے اور مسئلہ ہشتاد و نہم ہدایہ
وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ نماز استسقا میں چادر پلٹنا کرنا اور یعنی امام کو بھی اور مقتدی
کو بھی سنت نہیں ہے مسئلہ ہشتاد و ہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ استسقا میں خطبہ نہیں
ہے **اقول** فتح المنان میں لکھا ہے کہ امام صاحب کے نزدیک استسقا دعا اور استغفار ہے
کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ
مِّدْرَارًا یعنی طلب مغفرت کرو پروردگار اپنے سے وہ بخشنے والا ہی بھیجتا ہی ابر کو تم پر بہت
والا علاوہ اسکے اکثر حدیثوں میں طریقے استسقا کے مرقوم ہیں اوسمیں نماز نہیں ہے مگر
ایک صورت میں فقط نماز ثابت ہوا اور وہ حدیث یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ
تشریف لے گئے اور نماز پڑھی اور خطبہ پڑھا اور یہ حدیث مع تمام خصوصیات اپنی کے صحت
کو نہیں پہنچی بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی اور سنت وہ ہے جسپر رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ہمیشگی کی ہو مگر کبھی ترک بھی کر دیا ہو اور یہاں نماز کا نہ پڑھنا زیادہ ہے فقط نماز تو
ایک دفعہ پڑھی ہے اور یہ حدیث بھی صحیح ہے کہ عمر نے استسقا کیا اور فقط دعا کی اور استغفار
کیا اور نماز نہیں پڑھی اگر نماز مسنون ہوتی عمر ترک نہ کرتے حالانکہ یہ امر صحابہ کے روبرو
کیا گیا اور عمر کا یہ جانا باوجود عموم بلوے کے اور قرب زمانہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

وکان ینھض فی الثانیۃ بالتکبیر یعنی کہا گیا حسن بصری سے کہ ابن عمر رضہ دو رکعتون
مین وترکی سلام پھیرتے تھے فرمایا اونھون نے عمر رضہ اونسے زیادہ حدیث سمجھنے والے تھے وہ تین
رکعت مین تکبیر کہکر کھڑے ہوجاتے تھے (یعنی سلام نہین پھیرتے تھے) انتہی اور سکوت کرنا حاکم کا اس
حدیث کی صحت پر دال ہی اور طحاوی اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور صحیح ابن
حبان اور مستدرک مین آیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین وتر پڑھتے تھے اول رکعت مین
سبح اسم ربک الاعلی اور دوسری مین قل یا ایھا الکافرون اور تیسری مین
قل ھو اللہ احد اور معوذتین پڑھتے تھے پس اول رکعت کو وتر سے کہنا اسپر دال ہی کہ
ایک رکعت وتر نہین ہوتی ایسا ہی تیسری رکعت کو کہنا بھی اسیکا مقتضی ہی کہ تین رکعت
وتر ہین ورنہ یون آتا کہ وتر کی رکعت مین قل ہو اللہ پڑھتے تھے اور موطا مین امام محمد کی ہی
کہ ابوہریرہ رضہ سے ابومرہ نے سوال کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وتر کسطور سے پڑھتے تھے کہا
راوی نے ابوہریرہ رضہ نے کچھ جواب نہ دیا پھر اوس نے سوال کیا پھر خاموش رہی پھر اوس نے
دریافت کیا فرمایا اگر کہے تو اپنا فعل بتادون مین کیسے پڑھتا ہون جب مین عشا کی نماز
پڑھ لیتا ہون اوسکے بعد پانچ رکعتین پڑھتا ہون پھر سوجاتا ہون پس اگر رات کو اوٹھا تو
دو رکعت پڑھ لیتا ہون اور اگر صبح ہوگئی تو وتر میرے ہوگئے اسنتے اس حدیث سے
بھی معلوم ہوا کہ ابوہریرہ رضہ تین رکعت وتر کی پڑھتے تھے اور دوسری حدیث موطا مین ہی
عن عمر بن الخطاب رض انہ قال ما احب انی ترکت الوتر بثلث وان لی
حمر النعم یعنی عمر رضہ سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے نہین پسند کرتا ہون مین کہ تین
رکعت وتر کی چھوڑدون اور میرے لیے سرخ اونٹ بعوض اوسکے ہون انتہی اور تیسری
حدیث موطا مین ہی عن عبیدۃ قال قال عبد اللہ بن مسعود الوتر ثلث کصلوۃ
المغرب یعنی ابوعبیدہ رضہ سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے فرمایا عبداللہ بن مسعود نے
وتر تین رکعت ہین مثل تین رکعت مغرب کے انتہی اور یہ بھی حدیث موطا مین ہی عن

مین وارد ہو ورنہ عمر رض اگر یہ طریقہ اکثری ہوتا تو ہرگز ترک نکرتے اور صحابہ رض ضرور متنبہ کر دیتے پس ترک جہر
دینا دعا اور استفتاح کا اور نماز نہ پڑھنا عمر رض کا اور صحابہ رض کا سکوت کرنا اس بات کی دلیل ہی کہ طریقہ یہ مسنونہ
بھی ہو وہ نہین گو فقط جواز اوسکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہو گیا ہی وضو مین
بھی تو آخر ایک ایک اور دو دو بار دھونا فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہی مگر مسنون
وہی ہی جو اکثر تین تین بار اعضا کو دھویا ہی پس معلوم ہوا کہ امام صاحب کی جو غرض ہی وہ حدیث
کے مطلق مخالف نہین حاشا وکلا جہر ما اینہ چونکہ حنفیہ کو ثابت ہو گیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے خطبہ و جماعت کے ساتھ پڑھی گو ایکبار ہی اسلیے صاحبین کے مذہب پر فتوی ہی اور جب حنفیہ
نماز استسقا پڑھتے ہین تو جماعت اور خطبہ اور قلب رداء کرتے ہین مگر یون کہنا کہ فلانے مجتہد نے خلاف
کیا محض خطا ہی اگر اختلاف ماخذ نہوتا تو بیشک اختلاف ایسا نہوتا اور اختلاف ماخذ بوجہ رعایت شفقت
کے رکھا گیا ہی ورنہ شارع سے رفع اختلاف کی تدبیر ممکن تھی اور اس اختلاف مین بندونکو اسلیے بڑی بڑی
مصلحتین ہین ۱۲ دم در احکام شریعت مزن از راہ خطا ہر چہ رود از شارع ہمہ خیر ست و صواب

قال مسلہ رہشتاد و یکم ہدایہ و غیرہ فقہا کی کتابون مین لکھا ہی کہ عورت خواہ بیوہ ہو خواہ باکرہ نئی ہو خواہ پرانی ہر ایک
مین برابر ہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو
کہ بخاری اور مسلم مین روایت ہی ابی قلابہ سے الخ **اقول** مذہب امام صاحب کا اس مقام پر قرآن
و حدیث سے ماخوذ ہی اعتراض مخالفت کتاب و سنت کا اوپر نہین ہو سکتا ابو داؤد اور ترمذی اور
نسائی اور ابن ماجہ اور امام احمد اور حاکم نے ابو ہریرہ رض سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جس شخص کی دو عورتین ہون پس مائل ہو طرف ایک کے تو قیامت کے دن وہ شخص آئیگا
اس حال مین کہ موند اوسکا ٹیڑھا ہوگا انتہی اور ابو داؤد اور نسائی اور ترمذی اور ابن ماجہ مین عا
سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسمت کرتے اور برابر کرتے اور فرماتے خدایا یہ تقسیم ہی جو
میرے اختیار مین ہی پس غیر اختیاری مین مجکو ملامت نکر یعنی بعض سے قلب بی اختیار مائل
ہو انتہی اور خدا تعالی فرماتا ہی فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً یعنی پس اگر خوف کرو تم کہ عدل

کو نہ سلام پھیرا مگر آخر رکعت مین انتہی مختصرًا ان احادیث سے معلوم ہوگیا کہ وتر کے تین رکعت ہین زیادہ اور کم نہین اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ دو رکعتون مین وتر کے سلام پھیرنا نہین چاہیے اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ دو رکعتون مین فقط تشہد کے واسطے بیٹھنا چاہیے غرض کہ تین رکعت وتر کی اسقدر کثرت سے روایات ہین کہ اگر اختصار منظور نہوتا تو اوسکی تفصیل مین ایک دفتر ہوجاتا ۵ دربند آن مباش کہ مضمون نامزہ است ۱۲ صد سال می توان سخن نالائق یار گفت **قال** مسئلہ ہفتاد و یکم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جو شخص مالک نصاب ہو یعنی جسکے پاس ساڑھے باون روپی چہرہ شاہی یا اسقدر چاندی نہو تو اوسکو زکوٰۃ دینی درست ہی اگرچہ تندرست ہو اور کسب کرنے کی طاقت بھی رکھتا ہو **اقول** جائے غور اور مقام افسوس ہی کہ معترض صاحب نے حدیث کے معنی محض اسیوجہ سے کہ امام صاحب کے مخالفت ہوجائے بدل دئے واہ ری جرأت ۱۲ مار ازین گیاہ ضعیف این گمان نبود چونکہ اون دو شخصون نے سوال کیا تھا اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو دیکھا تو قدرست پایا پس سوال کرنا اونکا ناگوار گذرا قوی آدمی کو سوال درست نہین اور یہی معنی اس ارشاد کے ہین کہ غنی کو اور قوی کو صدقہ حلال نہین یعنی سوال کرکے صدقہ لینا تو درست ہی نہین ورنہ اگر قوی کو زکوٰۃ دینا حرام اور ناجائز ہوتا اور زکوٰۃ اوس سے ادا نہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یون نفرماتے کہ اگر چاہو تو زکوٰۃ دے دون اس کی تفسیر معترض صاحب نے بوجہ تعصب مذکور یون کی کہ اگر حرام کھانا چاہو تو دے دون کیا خوب امام و حب کے اثبات مخالفت مین ایسے محو ہوے کہ یہ بھی خیال نہ ہا کہ انبیا کی طرف فعل حرام کی نسبت ہوجائے گی خیر کچھ ہو مگر مخالفت تو یار ونکے ہاتھ سے بچائے ۵ شادم کہ از رقیبان دامن فشان گذشتی گو مشت خاک ما بر باد رفتہ باشد ۱۲ حدیث مین زکوٰۃ دینے کا جواز برابر معلوم ہوتا ہی حرام فقط اپنے نکالی حدیث کے بالکل مخالف ہی بلکہ ایسے معنی کہنے کل سوء ادبی ہی علاوہ اسکے کسی لفظ سے ان معنون کا استنباط نہین ہوسکتا بلکہ فقط سوال کی حرمت نکلتی ہی اور زکوٰۃ دینا اسی حدیث سے

مین کہا ہو والشیخ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ اور احادیث پر روایات مشتملہ ترجیح
وحسنہ ومشیہ لمذاہب الحنفیۃ وتکلم علی احادیث تعدد رکوعہ بانہا اضطربت
فی الروایۃ فان منہم من روی رکوعین ومنہم من روی ثلث رکعات فوجب ان
یصل علی المعہود وہو الموافق لروایات الاطلاق نحو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان
کذلک فصلوا یعنی شیخ ابن ہمام احادیث روایات متعددہ سے لائے ہین جو صحیح اور حسن اور
ثابت کرنیوالی مذہب حنفیہ کی ہین اور کلام کیا ہو اونھون نے تعدد رکوع کی حدیثون مین باینطور کہ
اونمین راوی مضطرب ہوا کیونکہ بعضے دو رکوع کی روایت کرتے ہین اور بعضے تین رکوع کی پس واجب
ہوا کہ نماز بطور معمول پڑھی جاوے اور وہ روایات مطلقہ کو موافق ہو مثل قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پس جب کہ ایسا ہو پس نماز پڑھو جیسا کہ تم مجھکو نماز پڑھتے دیکھتے ہو اور تبیین الحقائق مین ہی کہ ہماری حجت وہ حدیث ہی جو ابوداؤد
مین قبیصہ رضی سے ساتھ اسناد صحیح کے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی دو رکعتین
سورج گہن کی اور حدیث اور روایت کیا ہی دو رکعتون کو ایک جماعت نے صحابہ رضی کی اونمین سے عبداللہ بن
عمر اور سمرہ بن جندب اور ابوبکرہ اور نعمان بن بشیر ہین اور اس حدیث سے اخذ کرنا اولی ہی کیونکہ اسکا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہی اور امر فعل پر مقدم ہوتا ہی اور بوجہ کثرت راویون کے اور صحت
احادیث کے اور موافق ہونے اسکے کے طریقہ مسعودہ کو اور حدیث عائشہ رضی اور ابن عباس رضی سے اون
لوگون کی حجت قائم نہین ہو سکتی کیونکہ یہ امر ثابت ہی کہ مذہب اون دونونکا برخلاف اسکے ہی اور جب
مذہب راوی کا خلاف اوسکے ہو جسکو روایت کرتا ہی تو وہ روایت حجت نہین ہو سکتی علاوہ اسکے یہ
روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رکوع کیے ایک رکعت مین اور چار رکوع کیے ایک رکعت
مین اور پانچ رکوع کیے ایک رکعت مین اور چھ رکوع کیے ایک رکعت مین اور آٹھ رکوع کیے ایک
رکعت مین اور اس روایت کو اخذ نہین کرتے پس جو جواب اور رکوع سے زیادتی پر ہوگا وہی جواب
ایک رکوع کی زیادتی پر ہوگا اور ایک رکوع سے زیادہ روایت کی یہ وجہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے طول رکوع بہت کیا تھا کیونکہ جنت اور نار پیش کی گئی تھی پس بوجہ دیر کے بعض شخص

تندرست محتاج کو وضو کرنا درست ہے **قال** مسئلہ ہدایہ دوم شرح وقایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ تیمم میں دو ضربیں ہیں ایک ضرب تو مونہہ کے لیے اور ایک ضرب کہنیوں تک ہاتھوں کے لیے انتہی **اقول** حاکم اور دارقطنی نے روایت کی ہے انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال التیمم ضربۃ للوجہ وضربۃ للذراعین الی المرفقین یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تیمم ایک ضرب واسطے مونہہ کے ہے اور ایک ضرب واسطے ہاتھوں کے کہنیوں تک انتہی کہا حاکم نے یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور کہا دارقطنی نے اس حدیث کے سب رجال ثقہ ہیں اور طبرانی میں روایت ہے انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال التیمم ضربتان ضربۃ للوجہ وضربۃ للیدین الی المرفقین یعنی تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیمم دو ضرب ہیں ایک ضرب مونہہ کے لیے اور ایک ضرب ہاتھوں کے لیے کہنیوں تک ہی انتہی اور مسند بزار میں روایت ہے انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال فی التیمم ضربتان ضربۃ للوجہ وضربۃ للیدین الی المرفقین یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیمم دو ضرب ہیں ایک ضرب مونہہ کیواسطے اور ایک ضرب ہاتھوں کے واسطے کہنیوں تک ہی انتہی اور ابوداؤد میں ہے عن عمار بن یاسر انہ کان یحدث انہم تمسحوا وہم مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالصعید لصلوٰۃ الفجر فضربوا بایدیہم الصعید ثم مسحوا وجوہہم مسحۃ واحدۃ ثم عادوا فضربوا بایدیہم الصعید مرۃ اخری فمسحوا بایدیہم یعنی عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ صحابہ رضؓ نے مسح کیا درحالیکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے مٹی سے نماز صبح کیواسطے پس ہاتھوں کو مٹی پر مارا پھر مسح کیا مونہہ کا ایکبار پھر دوبارہ ہاتھوں کو مٹی پر مارا پس ہاتھوں سے مسح کیا انتہی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اور اصحاب کو طریقہ تیمم کا کہ دو ضربیں ہیں معلوم تھا فقط عمار بن یاسر کو معلوم نہ تھا کہ جنابت میں بھی دو ضربیں ہوتی ہیں بال بدن پر مٹی ملتے ہیں

نہیں ہوسکتا تو ایک ہی عورت کرو انتہی پس معلوم ہوا کہ ازواج میں خواہ باکرہ ہوں خواہ ثیبہ برابری چاہیے
اور جس حدیث میں شروع نکاح میں باکرہ کیواسطے سات روز اور ثیبہ کیواسطے تین روز ہیں جمہور کا انکار
نہیں کرتے مگر یہ کہتے ہیں کہ جتنے دن اسکے پاس رہیگا اتنے ہی روز دوسری کے پاس رہنا پڑیگا ورنہ خلاف عدل
اور قرآن لازم آئیگا اور مسلم کی حدیث جو وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ سے نکاح کیا اور تین روز
تک رہے اور فرمایا اگر چاہو تو سات دن رہوں مگر سات سات دن اور دن کے پاس بھی رہونگا انتہی اگر اس سے
یہ نہیں معلوم ہوتا اگر تین دن رہینگے تو دوسری ازواج کے پاس بھی تین تین روز قیام ہوگا بلکہ یہ فرمانا آپ کا
پچھلی بیویوں کے پاس بھی اسقدر رہونگا صریح دلالت کرتا ہے کہ برابری چاہیے البتہ بوجہ ابتدائی نکاح کے باکرہ کے پاس
سات روز کی اجازت اور ثیبہ کے پاس تین روز کی دی گئی ہے اس حدیث سے خواہ مخواہ زبردستی یہ اخذ کرنا کہ
دوسری کو اسقدر استحقاق نہوگا خالی تعصب اور سوء فہمی سے نہیں جائی انصاف ہے کہ خود عقل سے خالی ہوں
اور اہل الرای یعنی عقلا پر اعتراض کریں اور مخالفت حدیث کا الزام دیں حال آنکہ جب ظاہر یہ کو سمجھ ہی نہیں
تو پھر مطلب حدیث کو وافق مقصود قائل کے کیونکر سمجھیں کما لا یخفی اور ذخیرۃ الاستاذ انی غرض قائل و قصد
اینست۔ قال مسئلہ ہشتاد و دوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ سہ روزی کو قسم نہ دیجاوے اور یہ
امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے ان دو حدیثوں کا یہی حدیث مسلم اور ابو داؤد اور
نسائی میں روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ تحقیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا
قسم اور گواہ پر اور کہا اسناد اسکی جید ہے دوسری حدیث ترمذی میں روایت ہے جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے کہ نقل کی اوسنے اپنے باپ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا ساتھ قسم کے ساتھ ایک گواہ
کہا اور حکم کیا ساتھ اسکے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیچ تمہارے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث اصح ہے اور
مسلم میں ابن عباس رض کی روایت سے حدیث آئی ہے اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ یُعْطَی النَّاسُ
بِدَعْوٰھُمْ لَادَّعٰی نَاسٌ مِنْ مَّالِ رِجَالٍ وَّاَمْوَالِھِمْ وَلٰکِنَّ الْیَمِیْنَ عَلَی الْمُدَّعٰی عَلَیْہِ یعنی تحقیق نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر آدمی موافق دعوی اپنے کے دیے جائینگے تو آدمیوں کی جان و مال کا
دعوی کرینگے ولیکن قسم مدعا علیہ پر ہے انتہی اور بیہقی میں ابن عباس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ

پیمانہ دو پیمانہ حرام نہیں کرتا فرمایا پہلے تھا پھر منسوخ ہو گیا اور ابن مسعود رض سے روایت ہے کہ فرمایا اونٹوں نے رجوع کیا امر رضاع نے طرف اسکے کہ تھوڑا اور بہت حرام کر دیتا ہے اور ابن عمر رض سے روایت ہے کہ قلیل رضاع حرام کر دیتا ہے انتہی اور عقود الجواہر المنیفہ میں لکھا ہے اَبُوْ حَنِیْفَۃَ عَنِ الْحَکَمِ بْنِ عُتَیْبَۃَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَیْمِرَۃَ عَنْ شُرَیْحِ بْنِ هَانِئٍ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا یَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ قَلِیْلُهٗ وَکَثِیْرُهٗ کَذَا رَوَاهُ الْاِمَامُ اَبُوْ یُوْسُفَ عَنْهُ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رضاع سے وہ شے حرام ہو جاتی ہے جو نسب سے حرام ہوتی ہے قلیل رضاع ہو یا کثیر ہو ایسی روایت کیا اس حدیث کو امام ابو یوسف نے انتہی اور استذکار میں لکھا ہے کہ یہی قول علی اور ابن مسعود اور ابن عمر اور ابن عباس اور ابن المسیب اور حسن بصری اور مجاہد اور عروہ اور عطا اور طاؤس اور مکحول اور زہری اور قتادہ اور حکم اور حماد اور ابو حنیفہ اور مالک اور اونکی اصحاب اور ثوری اور لیث اور اوزاعی اور عنبری کا ہے انتہی اور لیث نے کہا ہے کہ مسلمانوں نے اسپر اجماع کیا ہے کہ تھوڑا دودھ پینا اور بہت پینا حرام کر دیتا ہے انتہی پس معلوم ہوا کہ مَصَّۃٌ وَمَصَّتَانِ کی حدیث منسوخ ہے

قال مسئلہ ہدایہ اور چہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹنے کے لیے قاضی کے حکم دینے کے بعد جسکی چوری ہوئی وہ اپنی چیز اگر چور کو بخش دے تو قاضی کو اوسکا ہاتھ کاٹا جانا نہیں الخ

اقول اس حدیث سے یہ امر ثابت نہیں ہوتا کہ صفوان بن امیہ نے اوس چادر کو دیدیا تھا اور سارق کو سونپ بھی دیا تھا تاکہ مسئلہ حنفیہ کا اس حدیث کے مخالف ہو کیونکہ ہدایہ میں یہ شرط لکھی ہے کہ جب اوسکو تسلیم کر دے گا اسوقت ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اگر یہ صورت متعرض صاحب ثابت کر دیں کہ اونکو تسلیم کر دیا ہے تو ہم بھی تسلیم کرینگے علاوہ اسکے یہ حدیث مضطرب ہے اور اضطراب باعث ضعف ہوتا ہے چنانچہ فتح القدیر میں لکھا ہے وَلَوْ ثَبَتَ اَنَّهٗ سَلَّمَهُ اِلَیْهِ فِی الْجُمْلَةِ ثُمَّ الْوَاقِعَةُ وَاحِدَةٌ فَکَانَ فِیْ هٰذِهِ الزِّیَادَةِ اِضْطِرَابٌ وَالْاِضْطِرَابُ مُوْجِبٌ لِلضُّعْفِ وَیَحْتَمِلُ کَوْنَ قَوْلِهٖ هُوَ صَدَقَةٌ عَلَیْهِ وَکَانَ بَعْدَ الدَّفْعِ اِلَیْهِ

اور نہیں اسکے کوئی وجہ مسنون ہونے آہین کی نہین ہوگی اگر بعض اوقات صاد بیوا تو ہم اسکا برابر اقرار کرتے
ہین بنا بچہ بعض دعاؤ مین بھی بعض اوقات جہر ثابت ہی گفتگو اکثر اوقات مین ہی اسکے حنفیہ منکر ہین اور ہمیشہ
کہین اسکا پتا نہین اگر قیامت تک تلاش کیجیے گا تو کوئی حدیث ایسی نہین ملیگی جس سے اکثری فعل جہر دعا کا
ثابت ہو بلکہ دونون قسم کی احادیث موجود ہین اور ہر طرح سے ترجیح اخفا کو ثابت ہی کیونکہ اکثر صحابہ سے اور تابعین سے
اخفا معلوم ہوتا ہی اور قرآن سے تو صریح قطعی اخفا ہی کیونکہ قرآن مین دعا کی اخفا کا ارشاد ہی اور آمین کے
دعا ہونے مین یا اسم اسمای الٰہی سے ہونے مین کسی کو کلام نہین اور عجب ہی کہ معترض صاحب نے حدیث اور قرآن کی
سند پیش کی ہی کہ اوسمین جہر کے معنی نہین آئے ؎ ببرین عقل و دانش بباید گریست ۔ معترض صاحب نے
شارع کے ذمہ الہام معنی لغوی بھی تصور فرمایا ہی اسکے معنی لغت مین دیکھے ہوتے تو دعا کے
احکام بتلاتے ہین یا اسکو لغت تعلیم کرتے ہین پھر اگر عطا تابعی نے اسکو کہدیا تو کونسی وجہ سے قابل حجت نہوگا
دعا کا اقرار معترض صاحب کو ہر طور سے کرنا پڑیگا یا اسمای الٰہی ہین سے ماننا پڑیگا ؎ یا راست بیان ہمچو سحر
باید بود ۔ یا معترض فتنہ و شر باید بود ۔ ورنہ بچنین حیلہ و کیادی خویش ۔ دو چشم پر از خون جگر باید بود
اور ان دونونکے واسطے اخفا کا حکم سر آیت سے بیان کر چکے ہین لہذا خالی از استحباب نہوگا مزیدی برآن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اخفا ثابت ہوتا ہی چنانچہ شروع جواب مین احادیث ہمنے نقل کر دی ہین
اور جہر کی احادیث سے بجز بعض اوقات کے ثابت نہین ہوتا اول تو وہ حدیثین خود ضعیف ہین چنانچہ ہم
بیان کر چکے ہین کسی مین انقطاع اور کسی مین ضعف ہی اور اگر مانا جاوے تو بیش برین نیست کہ گاہی ہی
ایسا اتفاق ہوا ہو ورنہ درمیان احادیث اور قرآن کے تطبیق دشوار ہوگی اور بجز تاویلات واہیہ اور
کچھ نہوسکے گا معترض صاحب کا ایک تکیہ کلام ہی کہ آپکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعبیر کرتے ہین اپنے کلام
اور استدلال کو بعینہ منطوق حدیث تصور کرتے ہین فرماتے ہین کہ اگر یون نہین تو کیا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی سمجھ مین نہین یا دیدہ و دانستہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کا خلاف کیا معاذ
باللہ ایسے سخت الفاظ کہے جاتے ہین اور کچھ باک نہین کرتے خود تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کو سمجھتے
نہین جب حدیث اور قرآن مین موافق عندیہ لغتکے کے تناقض ہوتا ہی تو پھر دعوی پیغمبر بر پردہ

ابن ہمام نے ھذا الحدیث لا غبار علیہ یعنی اس حدیث میں کچھ غبار نہیں یعنی صحیح الاسناد ہے انتہی اور مسلم میں ہے عن عاصم عن انس قال سألتہ عن القنوت قبل الرکوع او بعد الرکوع فقال قبل الرکوع قلت فان ناسا یزعمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قنت بعد الرکوع فقال انما قنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہرا یدعو علی ناس قتلوا ناسا من اصحابہ یقال لہم القراء یعنی انس سے میں نے دریافت کیا کہ قنوت رکوع سے پہلے ہے یا بعد رکوع کے فرمایا کہ پہلے رکوع کے میں نے کہا آدمی گمان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد رکوع کے قنوت پڑھا ہے فرمایا نہیں قنوت پڑھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر ایک مہینہ یعنی رکوع کے بعد بد دعا کرتے اون لوگوں پر جنہوں نے آپکے صحابہ میں سے اون لوگوں کو قتل کیا تھا جنکو قاری کہتے تھے انتہی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قنوت قبل رکوع کے تھا اور عاصم بن سلیمان سے روایت ہے کہ میں نے انس رض سے کہا کہ ایک قوم کہتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ صبح کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے فرمایا جھوٹ کہتے ہیں نہیں قنوت پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر ایک ماہ بد دعا کرتے تھے قبیلوں پر مشرکین کے انتہی اور کتاب القنوت میں انس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں قنوت پڑھتے تھے مگر جسوقت کسی کے واسطے دعا کرتے یا کسی پر بد دعا فرماتے انتہی علامہ ابن ہمام نے لکھا ہے کہ سند اس حدیث کی صحیح ہے اسیوجہ سے انس رض صبح کی نماز میں قنوت نہیں پڑھتے تھے چنانچہ طبرانی نے غالب بن فرقد سے روایت کی ہے کہ میں انس رض کے ہمراہ دو مہینے تک رہا پس صبح کی نماز میں اونھوں نے قنوت نہ پڑھا اور ابن حبان نے ابوہریرہ رض سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں قنوت پڑھتے تھے فجر میں مگر جبکہ دعا کریں یا بد دعا انتہی اور اس حدیث کی بھی سند صحیح ہے اور امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور طحاوی نے ابو مالک سعد بن طارق سے روایت کی ہے وہ اپنے والد سے روایت

فعل سے اگر جہر آمین ثابت ہوتا ہی تو اکثر صحابہ رضہ اخفای آمین سمجھا جاتا ہی فقط ان دو تین حدیثون کو
کوئی کتابون مین آنے سے معترض صاحب نے بہت سا شمار کر لیا ہی اور اسقدر سطرون کو ترقی دی کہ غیر جہر کی حدیثین
بھی اونمین شامل کر کے اکیس حدیثین کر دین پھر اونپر تبصرہ کرتے ہین حالانکہ اصل اور حقیقت اونکی دو تین
حدیثین ہین کہ اونمین بھی کلام ہی اسی وجہ سے ہمنے جواب ترکی بترکی دیا ہی کہ گیارہ حدیثین متعدد کتابون کی
جنمین صریح اخفای آمین مذکور ہی لکھدین اور دس حدیثین اخفای بسم اللہ کی کہ اسپر بھی معترض کا اعتراض
تھا بیان کر دین اسقدر بچونکے بھلا نیکو کافی ہی کیونکہ معترض صاحب اوس چیز سے جو گنتی مین زیادہ ہو
بہت خوش ہوتے ہین جیسے اطفال خرد سال سیدہ غیر عمدہ کا مطلق خیال نہین کرتے جو چیز شمار مین زیادہ ہو
اوسکو لیکر خوش ہو جاتے ہین ۹ اقوال ناقصہ از شاہدی بیجوہری بایدہ کہ جز طفلان خرد را نمی آئی
تیغ چوبین راہ دان اکیس حدیثون فخر کرنے مین بھی معترض صاحب نے بعینہ لڑکپن کو کام فرمایا ہی اگر اوسکو
اختصار منظور نہوتا تو اونکے واسطے اس قسم کی سو حدیثین بلکہ زیادہ لکھدیتے اوسکے بعد معترض صاحب نے
الزامی جواب دیا ہی کہ حنفیہ اس آیت کے بموجب ہر دعا کا خفیہ ہی کہنا لازم جانتے ہین تو الحمد وغیرہ دعائین قرآن کی
وغیرہ مین کیون پکار کر پڑھتے ہین جواب اسکا کئی طرح پر ہوا اول تو حنفیہ دعا کو خفیہ کہنا لازم نہین جانتے بلکہ
مستحب کہتے ہین دوسرے یہ کہ الحمد کو یا اور کسی آیت کو بوجہ دعا کے مقصود نہین ہوتے نماز مین بطور دعا کے نہین پڑھتے بلکہ آیت قرآن
سمجھکر پڑھتے ہین اسلیے اور سورت جو دعا پر دلالت نہین کرتی ہی اوس سے بھی نماز جائز رکھتے ہین حنفیہ کو فقط قرآن
پڑھنا مقصود ہی دعا وغیرہ سے نماز مین بحث نہین البتہ التحیات اور درود اور قنوت کو بطور دعا کے پڑھتے ہین
اسی وجہ سے جہر نہین کرتے اور خارج نماز اگر قرآن کی آیت سے دعا مانگتے ہین تو اوسکو بھی آہستہ کہنا بہتر جانتے ہین تیسرے
یہ الحمد وغیرہ کا تینون نمازون مین جہر سے پڑھنا احادیث مشہورہ اور اجماع امت سے ثابت ہی اور حنفیہ کے نزدیک
حدیث مشہور سے زیادتی کتاب اللہ پر ہو جاتی ہی البتہ حدیث احاد سے نہین ہوتی اور جہر الحمد مین تو اجماع
امت بھی موجود ہی لہذا الحمد وغیرہ کا جہر سے پڑھنا خلاف قرآن مجید نہوا پس معترض صاحب کا الزام محض
لغو اور مانند تار عنکبوت ہو گیا ۱۰ جواب اول ہی تمسے بن نہ آئی ؎ تو آخر آپ تمنے منہ کی کھائی
اسکے بعد معترض صاحب نے کچھ اصول حنفیہ مین بحث کی ہر حال آنکہ حنفیہ کے اس مسلک سے کہ آیت مین یقین

ابن عمر انہ کان یصلی علی راحلتہ ویوتر بالارض ویزعم ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یفعل کذالک یعنی نافع ابن عمر سے روایت کرتے ہین
کہ وہ نماز سواری پر پڑھتے تھے اور وتر زمین پر اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ایسا ہی کیا کرتے تھے انتہی اور عقود الجواہر مین ہی ابو حنیفہ عن حماد عن مجاہد
انہ صحب عبد اللہ بن عمر من مکۃ الی المدینۃ یصلی علی راحلتہ یومی
ایماء الا المکتوبۃ والوتر فانہ کان ینزل لہما یعنی مجاہد سے روایت ہی کہ وہ عبد اللہ
بن عمر کے ساتھ مکے سے مدینے تک رہے نماز پڑھتے تھے اپنی سواری پر اشارے سے مگر
فرض اور وتر پس تحقیق ان دونون کے واسطے نیچے اوترتے تھے انتہی پس تطبیق دونون
حدیثون مین یون کیجائے گی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عذر کیوجہ سے مثل کیچڑ پانی
وغیرہ کے سواری پر وتر پڑھی ہو کیونکہ واقعہ حال ہی عام نہین پانی کیچڑ کے عذر مین تو فرض نماز
بھی سواری پر جائز ہی یا قبل ورود تاکید کے پڑھی ہو اس لیے کہ وتر بعد نماز پختگانہ کے واجب
ہوئی ہی پس دونون حدیثون مین تناقض نہوگا اور علامہ طحاوی نے بعد تفصیل احادیث کے شرح معانی
الآثار مین لکھا ہی فبین ہذہ الجہۃ عندی ثبت نسخ الوتر علی الراحلۃ یعنی
اسیوجہ سے میرے نزدیک وتر کا سواری پر پڑھنا منسوخ ہوگیا انتہی **قال** مسئلہ مفتاد
وہفتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کسی سے فجر کی سنتین نہ پڑھی گئی ہون تو پڑھنا
اونکا اوسکو نہ تو بعد فرض صبح قبل نکلنے آفتاب کے جائز ہی اور نہ بعد نکلنے آفتاب کے جائز ہی الخ
اقول مسلم مین عمرو بن عبسہ سے روایت ہی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے مین
تشریف لائے مین آپکی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا مین نے کہ وقت جائز نماز کا آپ
بتلا دیجیے فرمایا صبح کی نماز پڑھکر پھر ٹھہر جا نماز سے یہان تک کہ آفتاب طلوع کرے انتہی اور
فتح القدیر مین ہی کیونکہ سنتین بعد نماز فجر محض نفل ہوگئی ہین بنابر اسکے کہ حدیث اوس کے
واسطے وارد نہین ہوئی ہی یا وارد ہی تو وہ معارض ہی بخاری اور مسلم کی حدیث کے کہ آنحضرت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوی تصور کرتے ہیں مخالف ہوا جاتا ہے اسلیے مترجم صاحب بہت بگڑے ہیں
نکرتے ہیں خدا خیر کرے ۵ آج وہ شوخ غضب پہ خدا خیر کرے باعث ہیں جانے سے باہر ہے خدا خیر کرے
قولہ پہلا مسئلہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا الخ **اقول**
عرفات اور مزدلفہ میں جمع کی حدیثیں اس کثرت سے موجود ہیں کہ آحاد گذر کر شہرت بلکہ حد تواتر معنوی
اور اجماع صحابہ تک بھی موجود ہے پس حنفیہ کے نزدیک اس قسم کی حدیث سے یقین ہوجاتا ہے اور زیادتی اوسکی
پر کہ من وجہ نسخ ہو درست ہے کوئی حدیث آحاد پیش کیجیے اور ایک آیت قطعی الدلالۃ اون دونوں میں اگر مخالفت
ہوگی تو بیشک حنفیہ کے نزدیک آیت پر عمل ہوگا آیکو حنفیہ کے مسلک سے مطلق خبر نہیں یا خبر ہے مگر عوام الناس کو
اشتباہ میں ڈالنے کیواسطے اس قسم کے مغالطے شروع کیے ہیں **قولہ** دوسرا مسئلہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے
حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ اُمَّهٰتُکُمْ وَبَنٰتُکُمْ الخ **اقول** اس آیت میں کہیں نہیں سمجھا جاتا کہ سوای ان
عورتونکے دوسری عورتیں حرام نہیں فقط اس آیت سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ یہ عورتیں جو آیت میں مذکور
ہیں قطعی حرام ہیں اور دوسری عورتوں سے آیت ساکت ہے جیسے ہمارا بلی کا قرآن میں ذکر نہیں اور حدیث
میں اوسکی حرمت وارد ہے پس حدیث مخالف قرآن کے نہوئی البتہ جو عورتیں قرآن میں مذکور ہیں اوسمیں
اگر بالفرض کسی عورت کی حلت حدیث میں وارد ہوتی تو اوسوقت حنفیہ خبر احاد کہ جبتک مشہور خبر ثابت
نہوئی قرآن کو ترک نکرتے اور پھوپی اور خالہ کا قرآن میں کہیں پتا بھی نہیں پس اس حدیث کو قرآن
کے مخالف سمجھنا سراسر جہالت ہے جسمیں فرق بین ہو معترض صاحب اوسکو بھی بیباکانہ لکھدیتے ہیں تاکہ
عوام تصور کریں کہ مسائل حنفیہ بھی انکو خوب یاد ہیں حال انکہ معترض صاحب کو حدیث مطلق نہیں سمجھتے
اور نہ تطبیق دینا جانتے ہیں مگر محض حدیثوں کی نقل کرنے میں عاجز نہیں اور حنفیہ کچھ کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں اور معترض صاحب
اونکی طرف سے اور کچھ اختراع کرتے ہیں اور ناحق مسائل فقہیہ کے مطلب سمجھنے کا دم بھرتے ہیں ۵
کی پسند خود خود ہیں ۔ بدعیت سست و باطل چست ۔ تو بروی ہر بلی تصدیق او ۔ دان بی تفسیط
فایں الوفاق ۔ **قولہ** تیسرا مسئلہ آیت اُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ الخ **اقول** اس آیت سے بھی
نہیں معلوم ہوتا کہ سوای ان دو قسم کے اور حلال ہیں ایک شے کی حرمت بیان کرنے سے دوسری

بعید ہو اور باوجود جانی کے ترک کردینا اور بھی بعید ہو اور پھر صحابہ کا تنبیہ کرنا نہایت مستبعد ہو اور
امام صاحب کی مراد اس قول سے کہ استسقا میں جماعت نہیں یہ ہو کہ جماعت مع خصوصیات
دوسری کے مسنون نہیں ورنہ اگر ہر شخص نماز پڑھیگا بطور نفل کے اور دعا اور استغفار کریگا تو جائز
ہی بلکہ مستحسن ہو اور احادیث جو استسقا میں مروی ہین اضطراب سے خالی نہین اور اکثر طرق
جنمین خصوصیات اور کیفیات مذکور ہین خالی از ضعف نہین پس امام صاحب نے اوسکا خلاصہ اور
مقصود اصلی جو دعا اور استغفار ہی اخذ کرلیا ہو اور نماز کو سوای جماعت اور خطبہ جائز رکھا ہو بوجہ اخذ
اوسکے کے امر متیقن کو اور فتوی نزدیک حنفیہ کے صاحبین کے قول پر ہو کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے فعل سے خطبہ اور جماعت ثابت ہو اور خصوصیت کی کوئی دلیل نہین پائی جاتی انتہی اور فتح القدیر
مین ہو کہ چادر پلٹنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بطور نیک فال کے تھا چنانچہ اسکی تصریح مستدرک حاکم
جابر رض کی روایت سے آئی ہو اور وہ صحیح حدیث ہو فرمایا اونھون نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
چادر اسلیے قلب کی تاکہ قحط سالی منقلب ہو جاے اور طبرانی الاوسط طبرانی مین انس رض سے روایت ہو کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر کو پلٹا تا قحط سالی بدلکر زرانی ہو جاے اور مسند اسحق مین ہو کہ چادر کا قلب
اسوجہ سے تھا کہ سختی آسانی کیطرف منقلب ہو جاے اور کتب اربعہ سے جو حدیث ابن عباس رض کی روایت
سے وارد ہو اگر وہ خطبہ پر دلالت نکرے تو کوئی اشکال نہین ورنہ ترمذی نے گو صحیح کہا ہو مگر حاکم نے اسپر
کیا ہو اور سکوت اونکا ضعف پر اس حدیث کے دلالت کرتا ہو اور حافظ منذری نے اسکو مرسل کہا
ہو اور مسند امام احمد مین جو روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آئی کہ استسقا کیواسطے تشریف
لائے پس نماز قبل خطبہ کے شروع کی اور امام احمد رح نے خطبہ کو استسقا مین مسنون نہین کہا ہو تو معلوم ہوا
کہ یہ حدیث اونکے نزدیک ضعیف ہو اور تو نے معلوم کرلیا ہو کہ حدیث کا ضعیف ہونا اسپر موقوف
نہین کہ بعض راوی اوسکے ضعیف ہوا کرین بلکہ علتین ضعف حدیث کی اور بہت ہین انتہی
خلاصہ تحریرات یہ ہو کہ امام صاحب طریقہ مسنون ہونے کا انکار کرتے ہین اور فی الواقع جب طریقہ
مسنون کے یہ معنی ہونگے کہ اکثری ہو تو بیشک استسقا مین اکثر تو دعا اور استغفار فقط احادیث

صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بسر و چشم ہے اگر ثابت ہو جائے اور انکی وجہ سے احادیث میں بہت فرق ہو گیا کہ
اگر ایسے موقع پر کہ قرآن کے حدیث آحاد برخلاف ہونا ہمکو سہل ہے کہ راوی سے تو بھی غلطی سہو ہوگئی ہوگی
خدا کی طرف ایسی نسبت کرنی حضرات ظاہریہ ہی کا کام ہے یا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خبر آحاد سے
مخالف قرآن کی نسبت کرنی ہمیں حضرات کا شیوہ ہے جنھوں نے احادیث میں بایں وجہ کا عملکیا ہے کہ اوسکے
مقابلہ میں قرآن کی کچھ بھی حقیقت نہیں سمجھتے اور ایک دو شخص کے قول کو خدا کے قول پر ترجیح دیتے ہیں
حالانکہ خدا کا کذب محال ہے اور راوی کا محال نہیں قرآن میں ابراہیم علیہ السلام کا قول انی سقیم
آیا ہے جسکے یہ معنی ہیں کہ تحقیق میں بیمار ہوں اور حدیث میں وارد ہے کہ ابراہیم علیہ السلام تین بار جھوٹ بولے
ان ایک تو انمیں ہی صورت ہے کہ انکو بیمار بتلایا اور امام فخر الدین رازی باوجود صحیح حدیث ہونے کے ایکا
انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پیغمبر کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنے سے مجکو یہ امر سہل معلوم ہوتا ہے کہ راوی
کی طرف نسبت کروں چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں قال بعضھم ذلک القول عن ابی ھریرۃ یکذب
وروی فی ھذا حدیثا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ما کذب ابراھیم الا ثلث کذبات
قلت لبعضھم ھذا الحدیث لا ینبغی ان یقبل لان نسبۃ الکذب الی ابراھیم اھون فقال
ذلک الرجل فکیف نحکم بکذب الرواۃ العدول فقلت لما وقع التعارض بین نسبۃ
الکذب الی الراوی وبین نسبتہ الی الخلیل علیہ السلام کان المعلوم بالضرورۃ ان نسبۃ
الکذب الی الراوی اولی یعنی بعضوں نے کہا کہ یہ کہنا ابراہیم علیہ السلام کا جھوٹ ہے اور بیان کی اوسنوں نے
ایک حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ فرمایا آپنے نہیں جھوٹ کہا ابراہیم نے مگر تین بار پینے اوسکے کہا
حدیث قبول کرنیکے لائق نہیں اسلیے کہ جھوٹ کی نسبت ابراہیم علیہ السلام کی طرف جائز نہیں پس کہا
اوس شخص نے کیونکر حکم کیا جاوے ساتھ جھوٹ بولنے کے راویوں کے میں نے کہا جبکہ دونوں میں نسبت کرنے جھوٹ کی
راوی کی اور دونوں میں نسبت کرنی جھوٹ کی طرف ابراہیم خلیل اللہ کے متعارض واقع ہوا تو بالضرور جانا جائیگا
کہ نسبت جھوٹ کی طرف راوی کے بہتر ہے انتہی حاصل یہ ہے کہ حدیث میں سوای ان دو قسموں کے
(جو قرآن شریف میں مذکور ہیں) آنے سے مخالفت قرآن کی نہیں ہو سکتی یہ حکم اوسی اور دلوں پر ہے کہ

ہوئے اور انھون نے اپنے سر کو اوٹھایا یا یہ گمان ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک
اوٹھایا ہی پس انھون نے بھی سر اوٹھایا یا اپنے سر کو موافق عادت روزمرہ رکوع کے اوٹھایا پس
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رکوع مین پایا پس رکوع کیا پس اسی دوسری بار اور تیسری بار کیا پس
جو لوگ انکے پیچھے تھے انھون نے بھی ایسا ہی کیا اس گمان سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایسا کیا ہی پھر ہر ایک نے موافق اپنے گمان کے روایت کردی اور ایسا اشتباہ جو لوگ آخر صف مین
ہوتے ہین کبھی ہو جاتا ہی کیونکہ عائشہ رض تو عورتون کی صف مین تھین اور ابن عباس رض لڑکون کی
صف مین تھے اور جو امر کہ اس تاویل پر دلالت کرتا ہی وہ یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مدینہ شریف مین سورج گہن کی ایک ہی مرتبہ نماز پڑھی ہی پس کل امور کا ایک مرتبہ مین ثابت ہونا محال ہی
پس معلوم ہوا کہ راویون سے بوجہ اشتباہ کے اختلاف ہو گیا اور بعضون نے کہا ہی کہ خود رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سر اوٹھاتے تھے تاکہ آفتاب کو دیکھین کہ منجلی ہوا ہی یا نہین پس بعضون نے اسکو
رکوع گمان کر لیا پس اوسی لفظ رکوع اطلاق کر دیا پس اون احادیث کی جو ہمنے روایت کی ہین یہ حدیثین
باوجود ان احتمالات کے معارض نہونگی انتہی اب وہ حدیث سنیے جسمین صریح فقط ایک رکوع کا ایک
رکعت مین کرنا ثابت ہی ابوداؤد اور نسائی اور شمائل ترمذی مین عبداللہ بن عمر رض سے روایت ہی کہ
کہا اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین سورج گہن ہوا پس قیام کیا آپنے بہت دیر تک پھر
رکوع کیا بہت دیر تک پھر سر اوٹھایا پس ٹھہرے بہت دیر تک پھر سجدہ کیا بہت دیر تک پھر سر اوٹھایا اور بیٹھے رہے بہت
دیر تک پھر سجدہ کیا بہت دیر تک پھر اوٹھے پھر دوسری رکعت مین بھی ایسا ہی کیا اور حاکم نے بھی اس حدیث کو
روایت کیا ہی اور کہا ہی کہ یہ حدیث صحیح ہی پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے ہر رکعت مین فقط ایک رکوع کیا اور ابوداؤد اور نسائی مین سمرہ بن جندب سے روایت ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اکے بڑھے اور نماز پڑھائی پس قیام کیا اور نمازون سے بہت زیادہ کہ ہم اکی آواز نہین
سنتے تھے پھر رکوع کیا اطول رکوع کہ ہمکو کچھ آواز اکی نہین آتی تھی پھر سجدہ کیا اور سجدون سے زیادہ کہ
ہم آواز اکی نہین سنتے تھے پھر دوسری رکعت مین بھی ایسا ہی کیا انتہی مختصرا اور بخاری مین ابوبکرہ

مگر حنفیہ کے قواعد و کلیات سے برابر نقض سے پاک ہین البتہ جو شخص حنفیہ کے مذہب سے آگاہی نہین رکھتا وہ بے
لا علمی سے جو چاہتا ہی کہتا ہی مگر اسکا کچھ تعجب نہین اسواسطے کہ جب قرآن اور حدیث پر لوگون نے اعتراض کرنے
ہین پہ جای مقلدین اور ایمہ مجتہدین سے ما نجاء اللہ والرسول معاذ من لسان الورے فکیف آنا
اور اندھی کا نابینا ہونا خود آیت ہی سے سمجھا جاتا ہی کیونکہ لفظ مشی اسمین موجود ہی اور ظاہر ہی کہ اندھی سے
نابینا معذور ہی مگر ائمہ حنفیہ کے نزدیک اگر یہ لوگ جمعہ مین شامل ہو جائینگے تو پھر ظہر کی نماز اوسے ساقط
ہو جائیگی اور اسکا تو بالاجماع مرفوع القلم ہی اور حدیث مین بھی تین شخصون کے لیئے وارد ہی کہ اونسے قلم نکالا
اوٹھا لیا گیا ہی ایک نابالغ دوسرا سویا ہوا تیسرا مجنون اسیوجہ سے حنفیہ اوپر شروط جمعہ کے موافق اور احادیث
کے بڑھاتے ہین چنانچہ حاکم کی شرط ابن ماجہ وغیرہ کی حدیث سے معلوم ہوتی ہی جابر بن عبداللہ رضی
روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانو تم کہ اللہ تعالی نے تم پر جمعہ فرض کیا ہی میرے اس مقام
مین اور میرے اس دن مین اور میرے اس مہینے مین اور میرے اس سال مین قیامت تک لیس جو شخص اوسکو
ترک کریگا میری زندگی مین یا بعد میرے اور حال یہ ہی کہ اوسکے اوپر اوسکے امام عادل یا جابر ہوگا واسطے آسان سمجھنے
اوسکے کے اور انکار اوسکے کے پس نہ جمع کرے پریشانی اوسکی اور نہ برکت دے اللہ اوسکے کام مین خبردار نہ پڑھے
نماز اوسکی اور نہ زکوۃ اوسکی اور نہ حج اوسکا اور نہ روزہ اوسکا انتہی مختصرا اور کہا شیخ الاسلام حافظ
المحدثین علامہ عینی نے یہ حدیث بوجہ کثرت طرق اور وجوہ متعددہ کے روایت کی گئی ہی اسیوجہ سے انچہ
آگئی ہی پس حجت ہونے سے منع نہین کرتی انتہی اس حدیث سے شرط ہونا حاکم کا واسطے جمعہ کے ثابت ہوا کیونکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس حال مین کہ امام عادل یا جابر ہو ترک کرنے جمعہ پر وعید فرمائی پس معلوم ہوا
کہ امام یعنی حاکم کا ہونا جمعہ کے واسطے شرط ہی پھر حنفیہ نے تو ہندوستان مین بھی باوجود مسلمان حاکم
نہونے کے جمعہ کا فتوی دیا ہی اور کہتے ہین کہ اہل اسلام جمع ہو کر جسکے پیچھے جمعہ پڑھینگے وہی امام ہی مگر حدیث
سے معلوم ہوتا ہی کہ امام کے معنی حاکم کے ہین کیونکہ صفت اوسکی عادل یا جابر مذکور ہی یہ صفت
حکام مین ہوتی ہی نہ کہ ائمہ کے امام واسطے کہنا بیمحل ہی مگر اصطلاحی متاخرین حنفیہ نے حاکم کی قید کو بھی
اڑا دیا ہی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہی جو امام صاحب کی غرض ہی اور حسن بصری سے بھی منقول ہی

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولیکن گواہ لانے مدعی پر ہین اور قسم کھانی مدعا علیہ پر ہی انتہی اور اللہ تعالی
فرماتا ہی واستشہدوا شہیدین من رجالکم فان لم یکونا رجلین فرجل وامرأتان یعنی دو مرد
گواہ طلب کرو پس اگر دو مرد نہون تو ایک مرد اور دو عورتین ہون انتہی اور شاہد اور یمین کی حدیث کو
علامہ زیلعی نے لکھا ہی کہ یحیی بن معین نے اسکو رد کیا ہی اور سہیل نے اسکا انکار کیا ہی پس بعد انکار راوی کی
حجت نہین ہو سکتی علاوہ اسکے یہ بھی احتمال ہی کہ معنی اس حدیث کے یہ ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایکبار فقط جنس شاہد سے حکم کر دیا اور کبھی یمین سے حکم کیا پس اس حدیث سے دونونکا جمع کرنا ایک
شخص مین نہین پایا گیا اور مثال اسکی ایسی ہی جیسے کہا جاتا ہی کہ زید گھوڑے اور خچر پر سوار ہوا اور مراد
علی التعاقب ہوتی ہی اور اگر تسلیم بھی کیا جاے کہ یہ حدیث جمع کو مقتضی ہی مگر مدعی کی یمین پر کہان سے
دلالت کرتی ہی بلکہ جائز ہی کہ قسم مدعا علیہ کی مراد ہو اور ہم اسکے قائل ہین اسلیے کہ ایک گواہ کا اعتبار نہین
عادم وجود اوسکا برابر ہی پس مدعا علیہ کی قسم پر رجوع کیا جائیگا واسطے عمل کرنے کے مشہور احادیث پر
انتہی حاصل کلام یہ ہی کہ اول تو شاہد و یمین کی حدیث مین جنھون نے کلام کیا ہی اور قطع نظر اسکے اس حدیث
مین بہت احتمال ہین پس خواہ مخواہ ایک احتمال کو خاص کر کے مخالف حدیث مشہور اور قرآن کر دینا اچھا
نہین بلکہ حدیث اور قرآن سے ثابت ہو گیا کہ دو گواہ ضرور ہین مگر گواہ دونون مدعی پر ہین اور قسم مدعا علیہ
پر اس تقسیم سے معلوم ہوا کہ دونون چیزین ایک مین جمع نہونگی جیسے مدعا علیہ کے گواہ مسموع نہونگے ایسی
مدعی کی قسم کا اعتبار نہو گا پس اگر شرکت لیجائیگی تو منافی تقسیم کے ہو جائیگی پس باوجود احادیث مشہورہ کے
اور دلالت قطعی اوسکی کے نہ ماننا اور اس حدیث کے ظنی معنو کو حجت گردانتا پھر مزیدی بران امام صاحب
کے مذہب کو جو موافق حدیث اور قرآن کے ہی مخالف جاننا بجز تعصب اور کج فہمی کے کوئی بات نہین ہے

قال مسئلہ ہشتاد و سوم ہدایہ و غیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ سورج گہن کی نماز مین
تمہین کہو کہ یہ نماز گفتگو کی ہی **اقول** مسئلہ ہشتاد و چہارم ہدایہ و غیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ نماز گہن مین خطبہ نہین ہی الخ
ہر دو مسئلہ مین ایک ہی کوچہ ہی الخ مسئلہ ہشتاد و پنجم شرح وقایہ و غیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ گہن کی نماز مین قرأت آہستہ پڑھنی چاہیے اور
یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی بخاری و مسلم کے الخ **اقول** فقط واللہ سبحانہ

ثم اکل سویقا ثم صلی المغرب ولم یتوضا وفی معناہ احادیث کثیرۃ کحدیث الجمع بین
الصلاتین بعرفۃ والمزدلفۃ وسائر الاسفار والجمع بین الصلوات الفائتات یوم الخندق
وغیر ذلک یعنی دلیل جمہور کی احادیث صحیحہ ہین کہ اونسے ایک تو یہی حدیث مسلم کی اور دوسری حدیث
انس رض کی صحیح بخاری مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے واسطے ہر نماز کے اور ہم لوگونکو کہتے
وضو جبتک حدث نکرے کافی ہوجاتا تھا اور تیسری حدیث سوید بن نعمان کی کہ صحیح بخاری مین آئی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی پھر ستو کھائے پھر مغرب کی نماز پڑھی اور وضو نہین کیا
اور اسی معنی کی بہت حدیثین وارد ہین جیسے حدیث جمع بین الصلاتین عرفہ اور مزدلفہ مین اور تمام
سفر مین اور حدیث جمع قضا نمازونکی دن خندق کے اور سوا اسکے موجود ہین انتہی اسمین تصریح کی ہے ابن
ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نیز تمام کتب حدیث مین موجود ہین اور داؤد ظاہری جو فرقہ ظاہریہ کے
مقتدا اور پیشوا ہین وہ ہرگز جائز نہین رکھتے کہ ایک وضو کی نمازونکو کافی ہوجاے بلکہ ہر نماز کے واسطے تازہ
وضو واجب جانتے ہین پس فرقہ ظاہریہ کو مناسب تھا کہ یہ تمام حدیثین اور اجماع امت اسمین نقل کرتے
اور کہتے کہ یہ مسئلہ ونکا صریح احادیث اور اجماع صحابہ اور تابعین کے برخلاف ہے امام صاحب کا کچھ قصور نہین
بلکہ ہر ایک کا ماخذ موجود ہے ونہ کوئی مخالفت حدیث سے پاک و امن نہین مگر ایک حدیث کے موافق ہے تو دوسری کے
مخالفت ہم تو اسمین کسیکا حال ظاہر کرنا اچھا نہین سمجھتے اور نہ اس قسم کی مخالفت کو قابل جرم نعوذ باللہ
جانتے ہین اگر ہمارا خدانخواستہ معترض صاحب کیساتھ عقیدہ بھی ہوتا تو پھر ہم تو ایسی قلمی دوستی کو
کھول کر بایدو شاید اسلیے فقط ہم اشارہ پر اکتفا کر جاتے ہین اگر معترض صاحب زیادہ چون وچرا کرینگے
تو پھر اونکو مشکل پڑجائیگی اور انشاء اللہ جس راہ آتی ہین وہ بند چلینگے ہم اونکا پیچھا نہ چھوڑینگے اور جواب صواب سے
منہ نہ موڑینگے ؎ میدان ہے کاغذ تو قلم اپنا ہے چوگان ہان رد جو ہو آئے مقابل مین میرے بان
اگر اونکو ان مسائل مین شبہہ ہوتا تو مناسب تھا کہ الفائے مہربانہ لکھکر رفع اشتباہ کر لیتے خلاصہ
یہ ہے کہ داؤد ظاہری باوجود کثرت احادیث کے اس آیت کو باوجود خاص ہونیکے عام لیتے ہین اور منسوخ ہونا
قرآن کا حدیث سے جائز نہین رکھتے چنانچہ تفسیر مین اونکا مذہب مع جواب مفصل موجود ہے مگر تعجب یہ ہے

الملائیۃ یسمعون ضعفا ولقد کان المسلمون یجتھدون فی الدعاء وما یسمع لھم
صوت ان کان الا ھمسا بینھم وبین ربھم وذلک ان اللہ سبحانہ یقول ادعوا ربکم
تضرعا وخفیۃ وان اللہ تعالی ذکر عبدا صالحا ورضی فعلہ فقال اذ نادی ربہ نداء
خفیا انتہا یعنی خفیہ کے معنی سر کے ہین کہا حسن بصری نے درمیان پوشیدہ اور ظاہر دعا کے سترحصہ ہین اور تحقیق ہے
جمیع مسلمان کو شش کرتے دعا مین اور نہین سنی جاتی تھی آواز انکی آواز نہین تھی مگر آہستہ درمیان اوسکے
اور پروردگار اونکے کے اور یہ اسلیے کہ خدای تعالی فرماتا ہی دعا کرو پروردگار اپنے سے خشوع کرتے ہوئے اور آہستہ
اور تحقیق اللہ تعالی نے بندہ صالح کا ذکر کیا اور اوسکے فعل سے راضی ہوا پس فرمایا جبوقت دعا کی اوسنے پروردگار
اپنے سے دعای خفی انتہی اسیطرح تفسیر کشاف وغیرہ مین لکھا ہی پس باوجود اجماع لغت اور تفسیر کے معترض صاحب
وہ تاویل کیے جاتے ہین جو جہر کو شامل ہو اور اپنی رای کے مقابل سبکو بالای طاق رکھدیا اگر انصافی ذرا
کسی تلاش ہو تو معترض صاحب کے یہان سے پوٹ باندھے ہزارون چالین چلتے ہین مگر کوئی چال اونکی قرآن اور
تفسیر کے مقابلہ مین نہین چلتی اس آیت مین گفتگو کرکے نہایت مضطرب ہوگئے ہین ہر ابرتا و یلو پر کمر بستہ
ہین حیلے پر حیلہ کرتے ہین مگر حق بات مخفی نہین رہتی کوئی عاقل ان تاویلات رکیکہ کو پسند نہین کرتا
مگر وہ مجبور ہین کیا کرین حالت مخمصہ اور اضطرار مین آدمی معذور ہوتا ہی اسکے بعد فرماتے ہین کہ اگر فرض بھی
کیا جاے کہ اس آیت سے مراد ایسی آہستگی ہے جسمین آواز نہ نکلے تو بھی حکم آمین کا اس سے مستثنی اور مخصوص ہیں سکتا
جواب اسکا ہی کہ جبتک معترض صاحب کسی حدیث سے یہ امر ثابت نہ کردین کہ جہر آمین اور بعض دعا کا جو بعض دعا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہی بطور تعلیم نہ تھا ہرگز آیت مخصوص نہین ہوسکتی ہم بعض اوقات جہر
دعا کے خود قائل ہین سو یہ بوجہ تعلیم صحابہ رض کے تھا اور دلیل اسپر یہ ہی کہ اکثر جہر سے دعا کا پڑھنا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین ہوتا بلکہ بعض خاص قرائن مین ثابت ہی اوس سے قرآن کی کیونکر تخصیص
ہوکر جہر مسنون ہوسکتا ہی بلکہ اکثر دعا مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آہستہ ہی فرمائی ہین بعض
اوقات جہر کسی غرض سے خلاف قرآن نہین ہوسکتا بلکہ خود احادیث اور آثار بھی ہمنے بیان کردیے
جس سے ثابت ہوگیا کہ دعا کا اخفا کرنا ہمیشہ کے لیے واجب نہین فیہ فتطیر امر یہ کہ آمین کا جہر اکثری ثابت نہین

علیہ وسلم اور صحابہؓ کا عمل تھا مگر حضرات ظاہریہ ضعیف حدیثوں سے صریح آیت اور حدیث کو باطل کرتے
ہیں اور آیت اور حدیث میں تناقض پیدا کرتے ہیں خود تو دعوی کرتے ہیں کہ آیت اور حدیث کو
مطابق کرنا چاہیے مگر خود کاربند نہ ہو سکے نہیں ذرا انصاف کرنا چاہیے کہ آیت میں صرف لفظ خفیۃ
ہے اور آمین کا دعا ہونا لغات اور کلام عرب پر موقوف ہے کچھ حدیث و قرآن الفاظ کے معنی بتلانے کو
(اس لفظ کے دعا کے معنی ہیں یا نہیں) موضوع نہیں بلکہ واسطے تعلیم احکام کے وارد ہے قرآن اور
حدیث کچھ لغت نہیں کہ معترض صاحب اب سمیں آمین کے معنی تلاش کریں آمین کے معنی لغت میں دیکھے
ہوئے کہ دعا کے ہیں یا نہیں تمام لغت کی کتابوں میں آمین کے معنی دعا کے اور اسم باری تعالی کے موجود
ہیں ایسے علما تابعی نے بیان کر دیا کہ یہاں آمین کے معنی دعا کے ہیں فقط ایک معنی کے حصر کرنے میں اوروں کی
ہو اسکو کوئی اگر تسلیم کرے اور کہے کہ دوسرے معنی بھی آئے ہیں تو کچھ مضایقہ نہیں مگر نفس ان معنوں کا انکار
کرنا اور حدیث اور قرآن میں سے اوسکی سند طلب کرنا چہ خوش گفتست سعدی در زلیخا کے قبیل سے
ہوگا جیسے قرآن میں تبیانا لکل شئ آیا ہے اور اسیطرح جناب باری نے ولا رطب ولا یابس الا فی
کتاب مبین فرمایا ہے جسکے معنی ہیں کہ قرآن ہر رطب و یابس شئ کا بیان ہے اور مراد اوس سے احکام اجمالی
اور تفصیلی ہیں یہ معنی نہیں کہ آمین اور دیگر الفاظ لغت کے معنی ہیں پس جب آمین کے معنی دعا کے لیے جائینگے
تو یہ آیت صریح اخفا پر دلالت کرتی ہے اور اگر نام خدا کے معنی خدا کے ناموں سے مراد ہے تو دوسری آیت واذکر ربک
فی نفسک سے اخفا اسکا لازم ہوگا اگر اس امر کو واسطے وجوب کے نہ لیا جائیگا چنانچہ مذہب جمہور ہے تو استحبابی لینا ضرور ہے ورنہ آیت بیکار ہو جائیگی اور درصورتیکہ حدیث اور فعل صحابہ بھی اخفائی آمین
میں موجود ہے تو اس صورت میں آیت اور حدیث میں زیادہ موافقت ہوگی بہ نسبت آیت میں اخفا کے
معنی کو خلاف لغت لینا اور حدیث اور فعل صحابہؓ کو بھی ترک کر دینا لازم آئیگا ہماری رائے میں حدیث
اور قرآن میں پوری پوری تطبیق بھی ہو گئی کہ آیت بوجہ قطعی الدلالۃ ہونے کے ماؤل نہ ہو اور جہر کی حدیث
بعض اوقات پر محمول کی جائے ورنہ جہر آمین لینے میں آیت اور حدیث اور افعال صحابہؓ کے کوئی وجہ معلوم
نہیں ہوتی بجز اسکے کہ تاویل در تاویل کرتے چلے جاویں جیسے کہ معترض صاحب کو مشکل پڑ گئی ہے کہ آیت

ہوتے ہین جناب من آپکی سمجھ مین معنی آیت کے نہین آئے یا آپ دیدہ و دانستہ اوسکے برخلاف کرتے ہین کیونکہ
آپکے نزدیک حدیث کتاب اللہ سے مقدم شمار کیجاتی ہی کتاب اللہ کو تو آپ صاحبون نے بالکل بالائی طاق رکھدیا ہی
اگر کوئی بخاری کی حدیث کی سند بیان ہو تو جتنا اوسکا آپکے نزدیک اعتبار ہوگا ہرگز آیت قرآن کا کو کیسی
قطعی الدلالۃ ہو ایسا اعتبار نہوگا آپ تو ضعیف حدیثون سے استدلال کرتے ہو اور دوسرا جو صریح قرآن کی
آیت پیش کرے تو اوسکو قابل استدلال نہ سمجھو کیا قرآن محض تلاوت ہی کیواسطے نازل ہوا ہی احکام کا استدلال
اوس سے صحیح نہین باوجودیکہ الفاظ کلام اللہ بعینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آجتک متواتر ہوتی
چلی آئی ہین اور احادیث مین یہ بات میسر نہین بلکہ اوسمین اس درجہ کا اختلاف ہی کہ بیان سے باہر ہی احادیث
ضعیفہ تو درکنار احادیث صحیحہ کہ جنکے تمام راوی ثقہ ہین اونمین اس درجہ کا اختلاف ہی کہ جبتک کہ کوئی بڑا ماہر فن
ہرگز غرض نبوی صلی اللہ علیہ وسلم معلوم نہین کرسکتا پس حیف ہی کہ احادیث ضعیفہ تو ایک دوستکی
مؤید ہوجائین اور قرآن کی آیت کو تائید مین کچھ دخل نہو بخاری کو بعد کتاب اللہ علمانے لکھا ہی مگر یہ حضرات
تو قبل کتاب اللہ سمجھتے ہین چنانچہ کتابین اونکی موجود ہین اور مشتی نمونہ از خروارے یہی معترض صاحب کی
کتاب کو ملاحظہ کرلیجیے کہ آیت کو حدیث کے مقابلہ مین نہین مانتے آیت مین تو ایسی تاویلین گڑھتے ہین جو کوئی
ابلہ بھی اوسکو پسند نہین کریگا اور احادیث کے الفاظ کو یون جانتے ہین کہ بلاواسطہ ہمکو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے پہونچی ہین اور یہی الفاظ بعینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہین خدا جانے اونکے
آئی ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے یہی الفاظ اور اونسے یہی غرض ہی یا اونھون نے کوئی خواب
وجہ سے اپنے خیال خام مین خوش ہین پھر آمین کے بارہ مین کہ اکیس حدیثین ہین چنانچہ معترض صاحب کے قول
مراد ہین تو اسکو ہم تسلیم کرتے ہین کہ آمین کی فضیلت اور اخفا اور جہر مین اس سے
ہین اور اگر مراد یہ ہی کہ جہر آمین مین اکیس حدیثین ہین چنانچہ معترض صاحب کے قول
وی معلوم ہوتا ہی تو یہ قول محض لغو اور بالکل بے اصل ہی چنانچہ پہلے ہم اسکو بیان کرگئے ہین
اومین جہر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث کسی اور حدیث سے جہر ثابت نہین ہوتا اور علی رضی اللہ عنہ
کی حدیث تو برعکس اوسکے ثابت ہوتی ہی چنانچہ کئی کتابون سے سند اوسکی لکھدی ہی اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم

فرماتے ہین کہ اللہ نے اوس شخص کا حکم نہین دیا بلکہ اونھون نے راویونکو اپنا امام اور پیغمبر سمجھ لیا ہے وہ لوگ سچے نہین مشرک ہین اور ظالم اور بڑے بے انصاف ہین اگر خدا کا فیصلہ دن قیامت کے مقرر نہ کیا ہوتا تو ابھی ان لوگونکا فیصلہ ہو جاتا اور عذاب دردناک اونپر آجاتا مگر قیامت کو ہوگا مگر داؤد ظاہری اور دیگر ایسے نذیر حسین صاحب نے تو ایمہ کی نسبت ایسا نہین کہا جیسا کہ حشرات الارض انکے اتباع کرنے والون نے ایسا بیان کرنے کو موجب ثواب سمجھا ہے ایسے لوگونکو بہت جبر اتوبہ نصیب ہونی بھی مشکل ہے اما منوبہ ان کی ناحالی نہ جانیگا دنیا یا دین مین انشاء اللہ اسکا مزہ چکھینگے غرض کہ دلیل حنفیہ ہر طور سے قوی معلوم ہوتی ہے بنا بر تحقیق مین لکھا ہے ولنا حدیث وائل انہ علیہ السلام قال امین وخفض بہا صوتہ رواہ الائمۃ ابو داؤد والدارقطنی وقال عمر بن الخطاب یخفی الامام اربعا التعوذ والبسملۃ والتامین وربنا لک الحمد ورویٰ مثل قولہ عن جماعۃ من الصحابۃ بعضہم یقول اربعۃ تخفیہن الامام وبعضہم یقول خمسۃ وبعضہم یقول ثلثۃ وکلہم یعدون التامین منہا ولانہ دعاء فیکون مبناہ علی الاخفاء یعنی ہماری حجت حدیث وائل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہی اور اخفا کیا اوسکو روایت کیا اسکو امام احمد اور ابو داؤد اور دارقطنی نے اور فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے چار چیزونکو امام اخفا کرے اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور آمین اور ربنا لک الحمد اور مثل اسی قول عمر کے صحابہ کی ایک جماعت سے روایت ہے بعضے کہتے ہین کہ چار چیزونکو امام اخفا کرے اور بعضے کہتے ہین پانچ چیزونکو خفی کرے اور بعضے تین کہتے ہین اور کل اونکی آمین کو اونمین شمار کرتے ہین اور اسلیے کہ آمین دعا ہے پس بنا اوسکی اخفا پر ہوگی انتہی اور حاکم نے اخفا والی حدیث کو صحیح الاسناد کہا ہے پس حنفیہ کا قول موافق آیت تو ظاہر ہے اور حدیث صحیح اور فعل صحابہ کے بھی موافق ہوا پس جہر کی کوئی صورت باقی نہ رہی مگر واسطے تعلیم کے اسیاناً صادر ہوا ہو لہذا جنے حنفیون کو اعتراض کیا اونے سوای اپنے امام کے کہ شاید داؤد ظاہری یا راوی یہان سمجھا ہے سبکا خلاف کیا خدا مخالف تو صاف صاف مشخص ہو گیا اور پیغمبر کی بھی مخالفت ظاہر ہے پس اعتراض کسی پر ہوا تھا جا کسی پرسی فروعت مکن آمد فی اصول + بایدت شرم از خدا اے ولد رسول +

تقریب الحنفیہ بابحنفیہ الصلوٰۃ

ہوتی ہی اور حدیث آحاد مفید ظن ہی قطعی کو چھوڑکر فقط ایک شخص کی خبر کو کہ اوسمین بہت سے احتمالات ہین تسلیم کرلینا نچاہیے یعنی اگر صریح آیت کے ایک شخص کی خبر برعکس ہو تو اوسوقت آیت قرآنی پر عمل کرنا چاہیے مطلق خبر نہین ورنہ اعتراض کرتے مگر اونکے شیوہ قدیم اور عادت ذمیم سے کچھ عجب بھی نہین کیونکہ جس شخص نے باوجود ہونے احادیث مرفوعہ اور عمل صحابہ رض کے سو مسلونکو بیدھڑک قلمبند کردیا اور کچھ خدا کا خوف نکیا پھر مزیدی بر ان اونکو مخالف حدیث اور قرآن بتلادیا اور پھر ان مسائل کیوجہ سے جسقدر طعن اور تشنیع ائمہ مجتہدین پر کی ہی گویا اپنی خباثت تعصب مذہبی کی داد دی ہی ایسا شخص جو کچھ لکھے تھوڑا ہی اسلیوجہ سے جکو تو اونکے ایمان مین شک معلوم ہوتا ہی کیونکہ اس ظہر مبین مین اونھون نے درپردہ صحابہ رض اور تابعین بلکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین سوء ادبی کی ہی حال آنکہ اس مسئلہ کو آمین سے کچھ تعلق نتھا خود بخود حنفیہ کیطرف سے ضعیف جواب گڑھکر اوسکا جواب الجواب معترض صاحب دینے لگتے ہین پھر تعجب یہ ہی کہ حنفیہ کے مسلک شرعی سے بالکل آگاہی نہین بجز نواب صاحب امیر بھوپال کے رسالون کے جنکی تحقیق کی کتاب ملاحظہ سامی سے ہنوز نہین گذری مگر دخل در معقول دینے کو آمادہ ہین چنانچہ بحثا وسکی آگے آتی ہے چنانچہ فرماتے ہین کہ ہم امام اعظم کے مقلد اگر نماز مین آمین بجار کر اسلیے نہین کہتے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بجار کر آمین بعض اوقات مین ثابت ہوتی ہی اسکے سوا اگر آپکے پاس کوئی سند ہو تو لائیے فَأْتُوا بِهَا إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ورنہ صحابہ رض کا فعل ہرگز اخفا تو اور گفتگو استحباب اور عدم استحباب مین ہی حنفیہ جہر آمین کو جائز جانتے ہین مگر مستحب نہین جانتے البتہ اگر کوئی بطور تعلیم جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہر کیا ہی کریگا تو کوئی قباحت نہین مگر آج کل ظاہر ہی کہ تعلیم کی کوئی ضرورت نہین ہی سبکو یہ احکام معلوم ہین پس جسقدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا ہی وہ بیشک موافق مرضی خدای تعالی کے ہی اور اوسمین جو غلو اور ترقی ہوگئی ہی یہ ہرگز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ثابت نہین ہوتا پس حنفیہ کو جہر کی حدیث کو اوسمین کلام ہی اور اخفا کی حدیث صحیح الاسناد بقول حاکم ہی یا ائمہ اسکا اقرار ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کبھی جہر بھی صادر ہوا ہی تا کہ اخفا اور جہر کی حدیثون مین تطبیق ہوجاوے اور فعل صحابہ رض بھی بجای خود رہے پس جسکا حنفیہ انکار کرتے ہین وہ امر حدیث سے ثابت نہین اور جسکا اقرار کرتے ہین وہ حدیث سے تو ثابت ہوتا ہی مگر معترض صاحب کے کہ اپنے دعوی پر بینہ

عمل کیا ہو اور تحقیق اشارہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف صحابی اور تابعی کے ساتھ قول اپنے کے کہ
خوشخبری ہو اوس شخص کو کہ دیکھا اوسنے مجکو اور اوس شخص کو کہ دیکھا اوسنے اوسکو جسنے مجکو دیکھا ہو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فقط دیکھنے پر اکتفا کی ہین کہتا ہون کہ اس تعریف سے امام اعظم رح سلسلہ تابعین
مین داخل ہین اسلیے کہ اونھون نے انس رض اور سوا اونکے اور صحابہ کو دیکھا ہی چنانچہ ذکر کیا اسکو شیخ جزری نے
اسماء رجال قرآن مین اور تورپشتی نے تحفۃ المسترشدین اور صاحب کشف الکشاف نے سورۂ مومنین مین اور
صاحب مرآۃ الجنان وغیرہم نے علمای متجر سے پس جس شخص نے امام صاحب کے تابعی ہونیکی نفی کی یا تو
قصور علم اوس کے یا بوجہ تعصب شدید کے ہی انتہی اور ابن جوزی نے علل متناہیہ مین لکھا ہی ابو حنیفہ رح یسمع
احدا من الصحابۃ وانا سمعنا رای انس بن مالک بالبصرۃ یعنی امام صاحب نے نہین سنا سماعت کی کسی صحابی سے
بلکہ انس رض کو دیکھا ہی انتہی اور جلال الدین سیوطی تبییض الصحیفہ مین لکھتے ہین کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے
امام صاحب کی روایت اور تابعیت سے سوال کیے گئے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ نے ایک جماعت صحابہ کا زمانہ پایا اسلیے
کہ وہ مین ولادت اونکی سن ۸۰ اسی ہجری مین ہوئی ہی اور وہان عبد اللہ بن ابی اوفی تھے کیونکہ وفات اونکی بعد
اس سن کے ہی اور اوسوقت بصرہ مین انس بن مالک تھے کیونکہ وفات اونکی سن نوے مین یا بعد اسکے ہی اور ابن سعد نے
ایسی سند سے جسمین کوئی جرح نہین روایت کی ہی کہ امام صاحب نے انس رض کو دیکھا ہی اور سوا ان دونکے اور
صحابہ کو چند شہرون مین تھے انتہی مختصرا اور اقامۃ الحجہ مین لکھا ہی کہ ائمہ علمای فقہ دارقطنی اور ابن سعد
خطیب اور ذہبی اور ابن حجر اور ولی عراقی اور سیوطی اور علی قاری اور اکرم سندی اور ابو معشر اور حمزہ اور یافعی
اور جزری اور تورپشتی اور ابن جوزی اور سراج صاحب کشف الکشاف نے امام صاحب کے تابعی ہونیکی تصریح کردی
ہی اور جنھون نے انکار کیا ہی اونمین سے کسی نے صحابہ سے روایت کرنیکا انکار ہی اور دوسری جماعت محدثین اور مورخین
نے بھی اسکی تصریح کی ہی اور ہمنے عبارتین اونکی بوجہ طول کلام کے ترک کردین اور جو کچھ ہمنے نقل کیا ہی اونکو دیکھنے
ان کتابونکے نقل کیا ہی بھروسا اعتماد نقل دوسرے کا نہین کیا اور جو شخص ان کتابون مذکور کو دیکھیگا ہماری نقل کو
تسدیق ہو جائیگی لیکن اقوال فقہا ہمارے اس باب مین اس وجہ سے ہم نے اور جنے مورخین مین سے امام صاحب
کی تابعیت کا انکار کیا ہی وہ شخص اعتماد اور وثوق حفظ اور وسعت نظر مین ان مثبتین تابعیت کے مرتبہ کو

شبہ کی کیونکر حجت اوس قول سے ہوسکتی ہی دوسری شی کے حکم سے وہ قول ساکت ہوتا ہی جبتک
دوسرا حکم اوس دوسری شی کے واسطے نہو اول حکم اسکے واسطے کافی نہوگا جسمین وہ حکم وارد ہی اور نہ
رہیگا پس جو احکام قرآن مین مذکور نہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی تصریح کردی ہی
اونکو تسلیم کرلینا عین ایمان ہی ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم جو قرآن مین جابجا موجود
ہی بیکار رہوگا پس جب ہمکو یہ معلوم ہوجاے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قول بیشک فرمایا ہی
اوسوقت موافق آیت کے اطاعت واجب ہی اور اگر ہمکو اوسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
سے یقین نہو اور پھر آیت کے وہ قول مخالف بھی ہو تو اوسوقت ہم اوسکو اس حیثیت سے ترک نہین کرتے
کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہی بلکہ بوجہ عدم یقین ارشاد ہونے کے آیت پر ترجیح نہین دیتے
ورنہ جس شخص نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کوئی ایسا ارشاد سنا کہ وہ اپنے
معنی مین قطعی الدلالۃ ہی تو اوس شخص کو اوسپر عمل کرنا واجب ہی گو کتاب اللہ کے مخالف ہو اسلیے کہ اوسوقت
اوس نے کتاب سمجھا جائیگا پس جو حدیثین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہین اسیوجہ سے
اونمین تفصیل کیجاتی ہی کہ ایک حدیث متواتر کہلاتی ہی جسکے اسقدر راوی ہر زمانہ مین چلے آئے ہون
کہ اونکا کذب پر مجتمع ہونا عقل محال تصور کرتی ہو اور دوسری حدیث مشہور ہی کہ ابتدا مین تو اوسکو
ایک دو نے بیان کیا پھر وہ حدیث اسقدر پھیلی کہ اتنے صحابہ رض اور تابعین وغیرہ اوسکو برابر روایت کرتے
چلے آئے کہ اونکا کذب پر مجتمع ہونا محال ہو پس ان دو قسمون سے قرآن کی آیت منسوخ ہوجاتی ہی
اور تیسری قسم حدیث آحاد ہی جسکے ایک دو راوی ہون یہ قسم موجب ظن ہوتی ہی اگر مخالف قرآن
پڑیگی تو آیت اوسکی وجہ سے منسوخ نہین ہوگی بلکہ عمل آیت پر کیا جائیگا اور حدیث ظنی مین
تاویل معقول کردیجائیگی پس حدیث آحاد بوجہ ہونے بہت سے واسطونکے ترک کیجائیگی کیونکہ بلا واسطہ علم
مین اور علم بوسائط مین فرق ظاہر ہی اور اگر مخالف قرآن وہ حدیث نہوگی تو اوسپر وہ ظنی ہی عمل کرنا
واجب ہی اور یہ امر بدیہی ہی کہ بلا واسطہ علم اور بواسطہ تواتر موجب یقین ہوتا ہی اور اگر ایک دو شخص
کسی بات کو بیان کرین تو اونکے بیان مین ضرور کوئی وجہ ہوگی ورنہ خلاف تواتر واقع نہوتا پس رسول اللہ

علیہ السلام خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم قال الشیخان یعنی تحقیق ثابت ہوا صحابہ
امام صاحب کا بعض صحابہ کو اور اختلاف کیا گیا ہے روایت کرنے مین امام صاحب کے صحابہ سے اور اعتماد کیا گیا ہے
ثبوت روایت کا چنانچہ بیان کیا ہے اسکو سند الامام شرح مسند الامام مین وقت اسناد اونکی کے طرف
صحابہ کرام کے پس امام صاحب تابعین کبار سے ہین جیسا کہ بڑے بڑے علما نے آیت والذین اتبعوھم باحسان
کے تحت مین اور عمومیت قول علیہ السلام خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم مین تصریح کردی ہے روایت
کیا اس حدیث کو بخاری و مسلم نے انتہی اور مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی صاحب شیخ الحنفی کے جواب مین
لکھتے ہین واما رابعا فھو ان عبارتہ ھذہ توھم ان الحنفیۃ مقتصرون علی اتباع الصحابۃ
ولیس کذلک فان کثیرا منھم ذھبوا الی غیر الصحابۃ واما اختلفوا فی روایتہ عن الصحابۃ
فجمع منھم رفعوھا الی جمع من المحدثین وجمع منھم اثبتوھا وقالوا ھو المذھب المتین و
لقد اقشعر جلدی وتوحش فؤادی حین رایت عبارۃ الانجد وما ادری من فھمھا
انھا تجاوز عن الحد وھو الذی ارجعنی الی جمع تبدد من مساھماتہ فی تصانیفہ الا
یعنی تجاھلون بامثال ھذہ الکلمات فی تالیفاتہ واللہ اسال ان یجنبنی ویجنبہ
من امثال ھذہ المقالات یعنی چوتھا اعتراض یہ ہے کہ یہ عبارت اونکی وہم ہے کہ فقط حنفیہ امام صاحب کا
ہمیشہ صحابہ ہونا ثابت کرتے ہین حال آنکہ ایسا نہین ہے پس تحقیق اکثر اونکے بلکہ کل اونکے روایت صحابہ کے
قائل ہین اور جزاین نیست کہ اختلاف اونھون نے امام صاحب کی روایت مین کیا ہے پس ایک جماعت نے
اونمین سے نفی روایت کی ہے مثل ایک جماعت کے محدثین سے اور ایک جماعت نے اونمین سے روایت کو ثابت
کیا ہے اور کہا ہے کہ یہی مذہب قوی ہے اور تحقیق کانپ اٹھا بدن میرا اور ڈر گیا دل میرا جبکہ عبارت ہی العلوم
تصنیف نواب صاحب بھوپال کی مینے دیکھی اور جسنے اوسکو سمجھا کہا یہ عبارت حد سے تجاوز کرگئی
ہے اور اسی نے مجھکو پریشان کیا جمع کرنے مساھمات اونکی پر تصانیف اپنی مین تاکہ دھوکے مین آجاوے
بی علم اسطور کے کلمات سے جو اونکی تالیفات مین ہین اور اللہ تعالی سے مین سوال کرتا ہون کہ مجھکو
اور اونکو اس قسم کے مغالطات سے بچاوے انتہی اب روایات امام صاحب کی جو صحابہ سے ہین

احکام احادیث مین مذکور ہین اور قرآن مین نہین کیا اونمین مخالفت ہی جو حدیث مشہور یا متواتر کی ضرورت
بڑی ایسے مسائل کہ قطعی اور ظنی کی بحث مین لکھنا نشانہ منسخکہ عام و خاص کا بننا ہی معترض صاحب کو مطلق
خیال نہین ہوا یا جس کو مثل حاطب اللیل کے اخذ کرتے ہین اور پھر طرہ اوسپر یہ ہی کہ ندامت تو درکنار اونکو
فخریہ لوگونکے سامنے پیش کرتے ہین خیر خدا تعالی اونکو اس تلبیس سے بچاوے اور ان افعال اور اقوال سے
توبہ نصیب فرماوے آمین قولہ چوتھا مسئلہ فرمایا اللہ تعالی نے یا ایھا الذین امنوا اذا نودی للصلوۃ
من یوم الجمعۃ الخ اقول یہ آیت مطلق نہین بلکہ مقید ہی اور مقید ظنی ہوتی ہی پس ظنیات سے
اوسکو خاص کر لینا جائز ہوا جنانچہ فتح القدیر مین لکھا ہی ولا شک ان اطلاق قولہ تعالی فاسعوا
معلل بخصوص مکان و مخصوص عنہ کثیر کالعبید والمسافرین فجاز تخصیصہ بخبر الواحد
الخ قید بمن امرہ السلطان ایضا یعنی نہین شک ہی اسمین کہ مطلق ہونا آیت فاسعوا کا اس
خاص مکان کے مقید ہی اور بہت اشیا اوس سے خاص کی گئی ہین مثل غلام اور عورت اور مسافرون کے پس جائز ہوا
خاص کرنا اوسکا ساتھ ظنی دوسری کے پس خاص کیا جائیگا وہ اوس شخص سے بھی جسکو بادشاہ امر کرے انتہی
اور برہان شرح مواہب الرحمن مین لکھا ہی ان قولہ تعالی فاسعوا الی ذکر اللہ لیس بحملہ علی اطلاقہ
اتفاقا بین الائمۃ اذ لا یحضر اقامتہا فی البدار اجماعا یعنی تحقیق فرمایا اللہ تعالی کا کہ جلدی
طرف ذکر اللہ کے مطلق نہین ہی بوجہ اتفاق سب اماموں کے اسلیے کہ قائم کرنا جمعہ کا جنکو نہین بالاجماع حاضر
نہین انتہی پس جس پر آیت مطلق نہوئی بلکہ مقید بالاجماع ہوئی تو مسافر اور عورت اور مریض پر بموجب حدیث
جمعہ واجب نہوگا کیونکہ آیت مین بعضی چیزونکے بالاجماع خاص ہونے سے احتمال اس امر کا پیدا ہوگیا کہ
شاید دوسری اشیا بھی اس سے خاص ہون پس اوسوقت ظنی حدیث بھی کافی ہوجائیگی اور آیت مین دوسری
تخصیص پیدا کردیگی البتہ جو آیت مطلق ہی اوسمین حدیث ظنی سے تخصیص نہین ہوتی پس اس مقدمہ سے
اس بحث مین بحث کرنا اور حنفیہ کے مذہب کو خلاف اصول مقررہ و اسنے الطہ دہی عوام کے بیان کرنا غایت درجہ
کی غریب دہی ہی ۞ وای بر فرقہ کہ ہمت شان ۔ جملہ کیا دہی و دغا باشد ۔ حنفیہ نے موافق قرآن اور
حدیث کے وہ اصول مقرر کیے ہین کہ کسی مذہب مین ایسے کلیے نہین حتی کہ منطق کے کلیے ٹوٹ جاتے ہین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جو شخص راہ اللہ کے سپنا وے اگرچہ مثل آشیانہ قطاۃ کے
ہو بنا دیگا اللہ تعالیٰ اوسکے مکان جنت مین اقول ھذا الحدیث صحیح بل متواتر یعنی مین کہتا ہون
کہ یہ حدیث صحیح بلکہ متواتر ہے وبہ الی ابی سعید السمان ثنی ابو محمد عبد اللہ بن
کثیر الرازی ثنی عبد الرحمن بن ابی حاتم الرازی ثنی عیاش بن محمد بن الدوری
ثنی یحیی بن معین عن ابی حنیفۃ انہ سمع عن عائشۃ بنت عجرۃ رضی اللہ عنہا
تقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر جند اللہ فی الارض الجراد لا اکلہ
ولا احرمہ یعنی امام ابو حنیفہ رح سے روایت ہے کہ سنا اونھون نے عائشہ بنت عجرہ سے کہتی تھین فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر لشکر اللہ کا زمین مین ٹڈی کا ہے نہ مین اوسکو کھاتا ہون اور نہ
اوسکو حرام کرتا ہون اقول ھذا الحدیث متنہ صحیح اخرجہ ابو داود من حدیث سلمان
وصححہ الضیاء فی المختارۃ یعنی کہتا ہون مین کہ یہ حدیث متن اسکا صحیح ہے ذکر کیا اسکو ابو داود نے
حدیث سلمان رض سے اور صحیح کہا اسکو ضیا نے مختارہ مین قال ابن النجار انا القاضی ابو الحسین
عبد الرحمن احمد عن ابی عبد اللہ البلخی ثنی ابو الفضل بن حرون قال قرأت علی
القاضی ابی سعید عبد الملک بن عبد الرحمن بن محمد بن الرازی ثنی ابی ثنی محمد بن
عبد اللہ انا ابو علی الحسن بن علی الدمشقی ثنا الحسن بن عباس الرازی القاضی
البغدادی ثنی محمد بن موسی الجلودی ثنا محمد بن عباس عن الیمامی یحیی بن
القاسم عن ابی حنیفۃ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال جاء رجل من
الانصار الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ما ترزقت ولدا قط
قال فاین انت عن کثرۃ الاستغفار والصدقۃ یرزقک اللہ بہما الولد قال فکان
الرجل یکثر الصدقۃ ویکثر الاستغفار فولد لہ سبعۃ من الذکور یعنی امام ابو حنیفہ
جابر رض سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا اونھون نے ایک شخص انصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے کبھی اولاد نہین ہوئی فرمایا تو کثرت استغفار

کہ چار چیزین بادشاہ کی تفویض مین ہین کہ اونمین سے جمعہ اور عیدین بھی ہی پھر اگر امام صاحب نے امام کی
شرط فرمادی باوجودیکہ کسی حدیث مین اوسکی نفی نہین پائی جاتی بلکہ ان دونون حدیثون سے شرط امام جمعہ
کیسے معلوم ہوتی ہی تو خلاف حدیث ہوا یا موافق حدیث کے ہوا ۵ تم نہین کہو تو کہ ہی اسمین کسکی رای صواب
اور آیت کو ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہین کہ بوجہ تخصیص اجماع کے ظنی ہوگئی ہی پس خلاف قاعدہ اصول
اور خلاف قران بھی نہوا البتہ امام کا شرط نہونا خلاف حدیث ہوگا اور علی رضؓ کی امامت بروقت
محصور ہونے عثمان رضؓ کے (گو اسکی تصریح نہین آئی کہ اونھون نے اجازت لی تھی یا نہین مگر موافق اس حدیث
کے) محمول براذن کیجائیگی ورنہ عدم اذن کہین ثابت نہین ہوتا ہی پس خلاف حدیث محمول کرنا بعید
ہی اور اگر اوسوقت اذن سے مجبوری ہوگی تو بھی اس حالت مین حنفیہ کے نزدیک نماز جائز ہی چنانچہ امام المحدثین
علامہ عینی نے لکھدیا ہی کہ ہمارے نزدیک ایسی صورت مین کہ حاکم کا اذن لینا ممکن نہو تو جمعہ ایک شخص کے پیچھے
جس سے کوگ راضی ہوجائین جائز ہی یا نہین رہی شرط شہر ہونے کی وسکے واسطے بھی حدیث موجود ہی مصنف ابن
ابی شیبہ مین علی رضؓ سے روایت ہی کہ فرمایا اونھون نے لَا جُمُعَةَ وَلَا تَشْرِيقَ وَلَا صَلٰوةَ فِطْرٍ وَلَا اَضْحٰى
اِلَّا فِي مِصْرٍ جَامِعٍ اَوْ مَدِيْنَةٍ عَظِيْمَةٍ یعنی نہین جمعہ اور نہ تشریق اور نہ عیدین مگر مصر جامع مین یا بڑے
شہر مین انتہی اور فتح القدیر مین ہی وَصَحَّحَهُ ابْنُ حَزْمٍ وَكَفٰى بِعَلِيٍّ رضؓ قُدْوَةً یعنی صحیح کہا اس حدیث کو
ابن حزم ظاہری نے اور کفایت کرتا ہی اتباع علی رضؓ کا انتہی اور سند عبد الرزاق مین بھی یہ حدیث موجود ہی
اور ظاہر ہی کہ اس قسم کی حدیث حکماً مرفوع ہوتی ہی کیونکہ امر عقل سے ثابت ہونا بعید ہی پس اگر دوسرے
صحابی کے قول سے معارضہ ہوگا تو علی رضؓ کا قول مقدم شمار کیا جائیگا حال انکہ ابتک کوئی حدیث معارض
اس حدیث کے مذکور نہین ہی یہی وجہ ہی کہ صحابہ رضؓ سے یہ امر منقول نہین کہ جب اونھون نے شہرونکو فتح کیا ہو
تو منبر اور جمعہ کا کانونمین بھی حکم دیا ہو بلکہ شہرونمین جمعہ کیواسطے حکم دیتے اور منبر رکھوا دیتے اور اگر گھیگانونمین
بھی حکم دیا ہوتا تو کوئی روایت گو آحاد ہی سہی ضرور مروی ہوتی اور مصر جامع کی تفسیر مین اختلاف ہی
امام صاحب سے اسمین مختلف روایتین ہین ایک یہ ہی کہ مصر جامع وہ جگہ ہی جہان حوائج ضروری متعلق عیال اور
اطفال کے مہیا ہون اور دوسری یہ ہی کہ جہان امیر اور قاضی احکام اور حدود جاری کرتے ہون اور یہ

فِي الْحَدِيثِ كَمَا كَانَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا لَمَّا اشْتَغَلَا بِمَا لِلْمُسْلِمِينَ الْعَامِّ لَمْ يَظْهَرْ
عَنْهُمَا مِنَ الرِّوَايَةِ لِلْحَدِيثِ مِثْلُ مَا ظَهَرَ عَنْ دُونَهُمَا مِنْ صِغَارِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ
وَكَذَلِكَ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ لَمْ يَظْهَرْ عَنْهُمَا مِثْلُ مَا ظَهَرَ عَمَّنْ تَفَرَّغَ لِلرِّوَايَةِ كَابْنِ زُرْعَةَ وَ
ابْنِ مَعِينٍ لِاشْتِغَالِهِمَا بِذَلِكَ لِلِاسْتِنْبَاطِ عَلَى أَنَّ كَثْرَةَ الرِّوَايَةِ بِدُونِ الدِّرَايَةِ
لَيْسَ فِيهِ كَثِيرُ مَدْحٍ بَلْ عَقَدَ لَهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ بَابًا فِي ذَمِّهِ ثُمَّ قَالَ الَّذِي عَلَيْهِ فُقَهَاءُ
جَمَاعَةِ الْمُسْلِمِينَ وَعُلَمَاؤُهُمْ خِيَارُهُمْ كَثِيرًا مِنَ الْحَدِيثِ بِدُونِ تَفَقُّهٍ وَلَا اسْتِدْ

یعنی بیان ہو چکی یہ بات کہ امام ابو حنیفہؒ نے چار ہزار مشایخ ائمہ تابعین غیرہم سے حدیث اخذ کی ہے
اسی وجہ سے وہ بھی غیرہ اونکو حافظون حدیث کے طبقہ میں ذکر کیا ہے اور جو شخص گمان کرتا ہے قلت حدیث کا
پس یا تو بوجہ مسابلہ کرنے اوسکے کے اہل حدیث سے یا بوجہ سادہ اوسکے کے ہو اسلیے کہ جس شخص کو
چند حدیثین حاصل ہو گئی اوس سے کیونکر ایسا استنباط مسائل بیشمار کا ہو سکتا ہے باوجودیکہ امام ابو حنیفہؒ
اول اون لوگونکے ہین جنھون نے اوسکے طور خاص جو حنفیہ ہین امام ابو حنیفہؒ سے مشہور ہین استنباط کیا ہے
اور اسی امر مہم کی وجہ سے حدیث امام ابو حنیفہؒ کی خارج مین ظاہر نہوئی جیسے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما
بسبب مشغول ہونے کے مصالح عام مسلمانونکے روایت حدیث مین اونسے ایسی ظاہر نہین ہوئی جیسے سوا اونکے اور صحابہ سے
ہوئی کہ صغار صحابہ ظاہر ہوئی اسیطرح امام مالکؒ اور امام شافعیؒ سے اسقدر روایت ظاہر نہین ہوئی
جسقدر اون سے کم تر ظاہر ہوئی جو اوسکے واسطے فارغ ہو گئے تھے جیسے ابو زرعہ اور یحیی بن معین بسبب
مشغول ہونے امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے ساتھ اسی استنباط کے علاوہ اسکے کثرت روایت کے بیان
سمجھنے کے تو کہ اوسمین کچھ زیادہ تعریف نہین بلکہ ابن عبد البر نے اسکی مذمت مین ایک باب باندھا ہے
پھر کہا ہے کہ جسپر فقہا جماعت مسلمانونکے اور علما اونکے ہین مذمت کثیر بیان کرنی حدیث کی بدون
فقاہت اور فکر کرنیکے اسکے بعد امام صاحب کے چند مشایخ جنسے امام صاحب نے حدیث کی روایت کی ہے
اور چند شاگرد جنھون نے امام صاحب سے حدیث روایت کی ہے لکھے جاتے ہین تبییض الصحیفہ مین ہے کہ روایت
کی امام ابو حنیفہؒ نے ابراہیم بن محمد بن المنتشر اور اسمعیل بن عبد الملک بن ابی الصفیر اور حبلہ

حاصل کلام اسمیں یہ ہی کہ ابن عباسؓ جو بڑے جلیل القدر صحابی اور بڑے مفسر ہین اسکی تقدیر مین من النوم متعلق کو محذوف مانتے ہین پس معلوم ہوا کہ حدث کی قید اسمین ضروری ہی مطلق نہین اور تفسیر کشاف مین لکھا ہی قلت یحتمل ان یکون الامر للوجوب فیکون الخطاب للمحدثین خاصۃ وان یکون للندب فان قلت هل یجوز ان یکون الامر شاملا للمحدثین وغیرهم علی الاول علی وجه الایجاب وللموضئین علی وجه الندب قلت لا یعنی مین جواب دونگا احتمال ہی کہ امر واسطے وجوب کے ہو پس ہوگا خطاب خاص واسطے بے وضو لوگونکے اور یہ بھی احتمال ہی کہ امر واسطے استحباب کے ہو پس اگر کہے تو کیا جائز ہی کہ امر باوضو اور بے وضو دونونکو شامل ہو اونکو بطور ایجاب کے اور انکو بطور استحباب کے مین کہونگا نہین جائز ہی انتہی حاصل یہ ہی کہ اگر امر واسطے وجوب کے لیا جاتا ہی تو بالاتفاق بے وضو لوگ مراد ہین اور اگر امر ندبی ہی تو اوسوقت باوضو لوگ ہی ہونگے مگر بے وضو کے واسطے آیت ساکت ہوگی باوجودیکہ ضرورت بیان کی اسمین زیادہ ہی اور اوسمین تحصیل حاصل ہی گو مستحب ہی اور تفسیر فتح البیان مین لکھا ہی والتقدیر اذا قمتم الی الصلوٰۃ وانتم محدثون غیر طاهرین وهذا احد احتمالات القرآن وهو ینتظم وجوہا یعنی اور تقدیر آیت کی جسوقت کھڑے ہو تم طرف نماز کے اور حال یہ ہی کہ تم بے وضو ہو اور یہ تقدیر منجملہ اور احتمالات قرآن کے ہی اور یہ بکثرت ہین انتہی پس اس تفسیر سے بھی جسکی معترض صاحب سند لائے ہین معلوم ہوا کہ یہان یہ لفظ مقدر ہی اور اس قسم کا اختصار بہت آیا ہی اور قرینہ اسپر اس آیت کے آگے وان کنتم جنبا فاطهروا موجود ہی یعنی اگر بے وضو ہو تو وضو کر لو اور اگر جنابت سے ہو تو غسل کر لو پس آیت عام نہوئی بلکہ خاص ہی محدثین کے حقمین وارد ہوئی جو طہارت سے نہون اور مقدر الفاظ مذکور کے ہوئے ہین پس اسکو عام سمجھکر حنفیہ پر اعتراض کرنا محض نادانی ہی پھر کثرت سے احادیث بھی اسکی موجود ہین چنانچہ امام نووی نے شرح مسلم مین لکھا ہی ودلیل انهم مرادون احادیث الصحیحة منها هذا الحدیث وحدیث انس فی صحیح البخاری کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یتوضأ عند کل صلوٰۃ وکان احدنا یکفیه الوضوء ما لم یحدث وحدیث سوید ابن النعمان فی صحیح البخاری ایضا ان رسول الله صلی الله علیه وسلم صلی العصر

فتح الباری جلد اول صفحہ ۲۴۴
صفحہ ۲۴۵
جلد اول صفحہ ۲۴۵
صفحہ ۲۴۶
جلد اول صفحہ ۲۴۶

ابن مسلم الرازی اور ابو مقاتل الحکم بن عبد اللہ البلخی اور حماد بن الامام اعظم ابی حنیفہ رح اور حمزہ بن حبیب الزیات
اور خارجہ بن مصعب الضبعی اور داؤد بن نصیر الطائی اور زفر بن ہذیل التمیمی اور زیاد بن حباب الکلبی ابو
سابق الرقی اور سعید بن الصلت قاضی شیراز اور سعید بن ابی الجہیمۃ العالوی اور شعیب بن سابور
ابی الہیعار البصری اور سلم بن سالم البلخی اور سلمان بن عمرو النخعی اور سہل بن زاحم اور شعیب بن اسحق
الدمشقی اور صباح بن محارب اور صلت بن الحجاج الکوفی اور ابو عاصم الضحاک بن مخلد اور عمار بن
الفرات المنسوی اور عابد بن حبیب بن عباد العوام اور عبد اللہ بن المبارک اور عبد اللہ بن یزید المقری
اور عبد الحمید بن عبد الرحمن الحمانی اور عبد الرزاق بن ہمام اور عبد العزیز بن خالد الترمذی اور عبد الکریم
ابن محمد الجرجانی اور عبد الحمید بن ہلال الحنفی اور عبد العزیز بن ابی داؤد اور عبد الوارث بن سعید اور عبید اللہ
ابن الزبیر القرشی اور عبید اللہ بن عمرو الرقی اور عبید اللہ بن موسی اور عقاب بن محمد بن شوذب اور
علی بن ظبیان الکوفی القاضی اور علی بن عاصم الواسطی اور عمرو بن محمد العنقزی اور ابو قطن عمرو بن الہیثم
القطعی اور فضل بن دکین اور فضل بن موسی الشیبانی اور قاسم بن الحکم العرنی اور قاسم بن معن المسعودی
اور قیس بن الربیع اور محمد بن ابان العنبری اور محمد بن بشر العبدی اور محمد بن الحسن الشیبانی اور محمد بن
خالد الوہبی اور محمد بن یزید الواسطی اور مروان بن سالم اور مصعب بن المقدام اور نعمان بن عمران ابو
اور ملی بن ابراہیم البلخی اور ابو سہل نصیر بن عبد الکریم البلخی المعروف بالصیل اور نصر بن عبد الملک
العتکی اور ابو غالب النصر بن عبد اللہ الازدی اور نصر بن محمد المروزی اور نعمان بن عبد السلام الاصبہانی
اور نوح بن دراج القاضی اور ابو عصمہ نوح بن مریم اور ہیثم بن سفیان اور ہشیم بن
بسام البجلی اور وکیع بن الجراح اور یحیی بن ایوب المغربی اور یحیی بن نصر بن الحاجب اور یحیی بن یمان
اور یزید بن رابع اور یزید بن ہارون اور یونس بن بکر الشیبانی اور ابو اسحق القزاز اور ابو یحیی البکری اور ابو
سعد الصاغانی اور ابو شہاب الخیاط اور ابو مقاتل السمرقندی اور قاضی ابو یوسف انتہی لب و کرنا چاہئے
جس شخص کے اسقدر اوستاذ اور شاگرد حدیث ہوں اگر بالفرض چار ہزار میں قطع کیجائے تو بھی کیا تھوڑے ہیں
کیا ایسے کامل سترہ حدیثوں کی روایت کی ہو کوئی اندھا بھی ایسی بات زبان سے نہیں نکالیگا مان البتہ جسکو

کہ خاص کو عام کرلینا حال آنکہ کوئی قرینہ اوسپر موجود نہین بلکہ خصوصیت کا قرینہ خود عبارت مین موجود ہی پھر
احادیث صحیحہ بخاری و مسلم کو اونھون نے اسکے مقابلہ مین ایک نہ مانا پس معلوم ہوا کہ ظاہر ہونیکا عقیدہ اور
کہ جیسا قرآن کو اوڈ ظاہر سمجھے تھے ویسا پیغمبر بھی نہین سمجھے ورنہ ایک وضو سے کئی نمازین نہ پڑھتے
کیا یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین پڑھی ظاہر ہو کہ امام پر اوتری ہی یا وہ اور سنت حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اسکا خلاف کیا ہی مسلمان کی تو یہ شان نہین کہ انمین سے کوئی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تجویز کرے
لیکن یہ حوصلہ امام داؤد کے مقلد و نکا ہی اور کسیکا نہین حال انکہ خدای تعالی فرماتا ہی من یطع الرسول
فقد اطاع اللہ یعنی جسنے اطاعت کی رسول کی اوسنے اطاعت کی اللہ کی انتہی اور دوسری آیت
لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ یعنی تمھارے واسطے رسول اللہ مین طریقہ اچھا ہی
انتہی اور تیسری آیت قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنی کہدو ای پیغمبر اگر تم
اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تمکو دوست رکھیگا انتہی پس مولوی محمد حسین لاہوری کا
قول ظاہر ہونیکے حق مین بہت ٹھیک صادق آتا ہی کہ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو صحیح پاتے اور
جرح سے سالم جانکر اوسکے مقابلہ مین قرآن کی آیت پڑھتے ہین بیشک یہی اعتقاد رکھتے ہین کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے معنی نہین سمجھے ورنہ حدیث کے مقابلہ مین کبھی قرآن سے اخذ کرتے بلکہ دونو کو
باہم موافق کرتے جیسے حنفیہ کرتے ہین لیکن چونکہ یہ بات ظاہر یہ صاف صاف عوام مین نہین
کہہ سکتے ہین اسلیے وہ ایک ٹٹی کی آڑ مین شکار کھیلتے ہین کہ آیت قطعی ہوتی ہی اور حدیث ظنی اور ظنی
کے مقابلہ مین ظنی پر عمل جائز نہین ہی پس وضو کی آیت اونکے نزدیک عام اور قطعی ہی اور احادیث
ظنی ہین اسلیے اونھون نے امام داؤد ظاہری کی آیت پر عمل کیا اور صحیح صحیح حدیثین بخاری اور مسلم کی آیت کے
مقابلہ مین ترک کردین پس ظاہر ہو کہ اول اپنے گریبان مین منہ ڈالنا چاہیے کہ اونکے امام کیا کہتے ہین
اوسکے بعد دوسرون پر اعتراض کرین پس انصاف کہنا چاہیے کہ یہان فرقہ ظاہر یہ کی حدیث پر سے عمل کس
چلا گیا اور اس فرقہ کو کہ حدیث کے مقابلہ مین قرآن کی آیت نہین پڑھنی چاہیے کون اوٹھا کر لے گیا پھر
ان تمام تقریرات سے قرار واقعی واضح ہو گیا کہ آیت ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ کا پیرو رسول اللہ صلی اللہ

جو مشہور ہے کہ عیسی علیہ السلام امام قشیری کی کتاب پر آسمان سے اتر کر عمل کرینگے اسکو رد کرتے
ہین کہ ایسا کلام جس سے منقصت انبیا لازم آوے کہنا چاہیے باقی رہا یہ امر کہ وہ کتاب مین بالفعل نہین
پائی جاتی مین جواب اسکا یہ ہے کہ اگر مراد اس سے یہ ہے کہ وہ کتاب مین بعینہ موجود نہین سو ایسی کوئی کتاب
مصنف کیوقت کی موجود نہین ہے نہ اصلی بخاری کا پتا ہے نہ مسلم کا اور اگر مراد مطلق کتاب مین حدیث
کی ہین تو وہ بیشک موجود ہین جیسے امام شافعی کی مسند اور امام مالک کی موطا کہ خود اونکی جمع کی ہوئی
نہین بلکہ اونکے شاگردون نے جمع کر دیا ہے اسیطرح امام صاحب کے احادیث بھی خود امام صاحب نے
اپنے ہاتھ سے جمع نہین کین بلکہ اونکے شاگردون نے جمع کر لیا ہے اور نکا ذکر فتح القدیر وغیرہ مین برابر موجود ہے
اور کم ذکر کرنیکی وجہ یہ ہے کہ شافعیہ اور حنفیہ سے زیادہ مقابلہ رہا ہے اسلیے حنفیہ اونھین کی کتب حدیث سے
سند لائے ہین اور اونکو قائل کیا ہے اور کہین امام صاحب کی حدیث بھی بطور تایید کے آتے ہین چنانچہ راقم
حتی الامکان شافعیہ کی کتابون سے سند لے ہے اور کہین قبل اسکا بھی بیان کر دیا ہے اگر ظاہر بین وہ کتابین نہین
دیکھینگے تو پھر اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اونکا وجود بھی عالم ہستی سے ناپید ہو گیا ہو چنانچہ عقود الجواہر المنیفہ جو سلسلہ اسکند
مین چھپی ہے اوسکو ملاحظہ فرمایئے کہ تمام حدیثین متعلق احکام کے خاص بروایت امام صاحب جو مسند مین
مین انتخاب کی ہین اور برابر صحاح ستہ کے نشان ہر حدیث کا دیتے ہین کہ اس حدیث کو بخاری یا مسلم وغیرہ
بھی روایت کیا ہے چنانچہ دیباچہ مین لکھتے ہین اما بعد فھذا کتاب یفصل ذکر فیہ احادیث الاحکام
التی رواھا الامام مسند الاعظم المشار الیہ رفع اللہ درجتہ واعاد البنا برکتہ وفتوحہ مما
وافقہ الائمۃ الستۃ البخاری ومسلم وابوداود والترمذی والنسائی وابن ماجۃ
فی کتبھم المشھورۃ وسننھم المأثورۃ او بعضھم واشیر الی الموافق لھم باللفظ او بمعناہ
المتن والسند او بالمعنی وقد اذکر غیرھم تبعا لھم معتمدا فیما اخرجتہ علی مسانید الامام
الاربعۃ عشر المنسوبۃ الیہ من مخاریج الائمۃ فیھا ملاء اصحاب الاربعۃ حماد
ابنہ وابی یوسف ومحمد وزفر والحسن بن زیاد واللؤلؤی روایتھم
عنہ بلا واسطۃ والائمۃ من بعدھم ابی محمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب

اور حدیث کو تخیلات لا طائلہ اور اوہام رکیکہ سے فاسد کرتے چلے جاتے ہین اونکے ذہن مین شاید یہ امر مرکوز ہی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور پیغمبر آیت کو نہین سمجھے جو اونھون نے اخفا کیا یا اخفا کے معنی جو ہین کسی لغت مین وہ نھون نے دیکھ لیے ہین پس امام صاحب پر اعتراض کرنا شارع پر اعتراض ہی کہ خدا نے اخفای دعا کا کیون حکم دیا اسیطرح پیغمبر اور صحابہ رضی اللہ عنہم پر اعتراض ہی کہ اونھون نے خلاف معترض کیون کیا نعوذ باللہ منہا پس ایسی لوگونکے واسطے یہ آیت وارد ہی وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَن يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا یعنی نہین ہونچتا کسی مسلمان مرد اور عورت کو کہ جب اللہ اور رسول اوسکا کسی امر کا حکم کرے یہ پھر اونکو کچھ اختیار ہو اپنے کام مین اور جو نافرمانی کرے اللہ اور رسول اوسکی کی پس وہ شخص گمراہ ظاہر ہو گیا انتہی پس ظاہر ہی کہ اللہ تعالی نے حکم اخفا کا کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی یہی منقول ہی باوجود اسکے ظاہر پرست اپنی رای کے مقابلہ مین نہین سنتے ہین تو بموجب اس آیت کے عاصی ٹہیرے خدا کی بھی نافرمانی کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی نافرمانی ہوئی اور پھر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جہر کے معنی اسی آیت سے نسبت کرتے ہین باوجودیکہ اسمین لفظ خفیۃ موجود ہی اور جہر اسی آیت سے پیغمبر نے سمجھا تو اونے معنی کی نسبت اونھون نے پیغمبر کی طرف کی خدا سے بھی خوف نکیا کہ اسمیں موافقت نہین بلکہ برعکس ہوا جاتا ہی فقط ہر قسم کے راویونکی روایت سے خواہ ضعیف ہون یا قوی ایسے معنی پیغمبر کی طرف نسبت کرنے ہی قول امام فخر الدین رازی کا صادق آتا ہی کہ راوی کی طرف نسبت سہو کی کرنی آسان ہی اور پیغمبر کی طرف خلاف شان اونکے نسبت کرنی بہت بعید ہی اور آیین مین تو صریح آیت موجود ہی فقط ضعیف راویونکی روایت سے آیت کو درہم برہم کر دینا بیجا ہی حال آنکہ ہمتو آیت اور حدیث مین برابر تطبیق دیتے ہین آیت کے انکار سے یہ تطبیق بدرجہا بہتر ہی اور دوسری آیت أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُم مِّنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَن بِهِ اللّٰهُ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ یعنی کیا اونکے لیے شریک ہین کہ اونھون نے واسطے دین کی وہ راہ نکالی ہی جسکا اللہ نے حکم نہین کیا اور اگر بات فیصلہ کی نہوتی تو فیصلہ کیا جاتا اونمین بیشک ظلم کرنے والونہ عذاب دردناک ہی انتہی یہ آیت صریح دلیل ہی اسپر کہ جو لوگ خلاف حکم خدا کے

ہیں گیارھویں مسند احمد بن محمد بن خالد الکلاعی اور محمد بن عبد الباقی الانصاری کی
بارھویں مسند ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن ابی احوام سعدی کی تیرھویں مسند ابو بکر شعری کی چودھویں
مسند حسین بن محمد بن خسرو کی اور تحقیق کل اسکو جمع کیا ہے امام ابو مؤید خوارزمی نے مسند حنفیہ
پچھترہ ایک کتاب میں جسکا نام جامع المسانید رکھا ہے اور میں سے بعض کا سماع متصل ہے اور بعض کا
بالمشافہ اجازت سے اور بعض مندرج ہیں اجازت عامہ میں انتہی اور خیر آبادی الحسان میں لکھا ہے
وَقَدْ خَرَّجَ الْحُفَّاظُ مِنْ اَحَادِیْثِہٖ مَسَانِیْدَ کَثِیْرَۃً اِتَّصَلَ بِنَاءُ کَثِیْرٍ مِّنْهَا کَمَا هُوَ
مَذْکُوْرٌ فِیْ مُسَلْسَلَاتِ مَشَایِخِنَا یعنی حافظوں حدیث نے امام اعظم کی احادیث سے بہت مسند
لکھی ہیں کہ اکثر اوسکی بنا متصل ہے چنانچہ یہ ہمارے مشایخ کی سند میں مذکور ہے انتہی اور شیخ
مواہب الرحمن کو شیخ محدث دہلوی نے جو لکھا ہے کہ احادیث صحیحہ اور قرآن سے سند اوسمیں نہ ہو
بجا اور درست ہے وہ ایسی کتاب ہے خود تو معترض صاحب نے اوسکو دیکھا نہیں شیخ محدث کے بتلانے
میں ایک ادنیٰ طالب علم کی سند کا اعتبار کر لیا حالانکہ بفضلہ تعالیٰ وہ کتاب نظر سے کیسے نہیں گذری ہے
خیالی گفتگو ہے یا کوئی فرضی کتاب ہے یہ کتاب اونھوں نے قطعاً نہیں دیکھی ورنہ صحیح حدیث کا انکار کرنا
بدیہی البطلان ہے اور اگر بالفرض وہ اونکے پاس موجود ہے تو بجز اسکے کہ مطلب فہمی عالم بالا معلوم شد ہم اور
کیا کہیں سچ ہے ؎ اپنی آنکھیں کھوئیے اندھے کے آگے روئیے ۔ مسئلہ جدید کے جواب میں ہمنے انتہائی
بسم اللہ میں احادیث صحیحہ بخاری اور مسلم وغیرہ کی اوسی کتاب سے نقل کی ہیں ناظرین اوسکو ملاحظہ
فرمائیں تاکہ کذب بیان معترض صاحب کا کھلجائے اونھوں نے یہ سمجھا کہ سوا لاہور کے اور کہیں یہ نسخہ
ہندوستان میں نایاب ہوگا اور اگر کہیں ملا بھی تو عوام کے بہکانے کو اتنی عبارت بھی بہت ہے وہ
بیچارے صحیح اور سقیم حدیث کو کیا جانیں جو نیت امام کی سو وہی اپنی معترض صاحب تمنے تجھ کو خدا کا خوف
کیا ہوتا جو کتاب اظہر من الشمس ہے اوسکا صریح انکار کر جانا دن دھاڑے آفتاب کا انکار ہے ورنہ ہمارے
تشریف لائیے اور وہ کتاب ملاحظہ فرمائیے کہ اوسمیں صحیح حدیثیں استدلال مسائل میں لکھی ہیں
یا نہیں اور گھر بیٹھے دیکھنے بھالنے پر جو اسکے کہدینا محض بے انصافی ہے آخر خدا کو بھی تو

نصیحت

قال اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والوں کو دیتے ہیں کہ امام اعظم کے پاس حدیث کی کتابیں نہ تھیں کئی صندوق تھے اور امام اعظم نے سوای جماعت صحابہ کے تین سو تابعین مشایخ سے سماع حدیث کی کی ہے اور اونکے مسند کی روایت یا پسوآدمیوں نے اونسے کی ہے اور سبکے سب امام اعظم کے استاذ علم کے چار ہزار آدمی ہیں اس لئے کو شیخ عبدالحق حنفی دہلوی نے شرح سفر السعادت میں نقل کیا ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ کو شیخ عبدالحق وغیرہ جنکی خانہ ساز باتیں ہیں انکو بجز بعض متعصب امام اعظم کے مقلدوں کے کوئی نہیں مانتا اور انصاف والی دل سے تراشی ہوئی باتوں کو سچا کوئی نہیں جانتا الخ **اقول** معترض صاحب سے جب کوئی جواب نہ بنا تو اقوال محققین کو بناوٹی اور دل سے تراشی ہوئی باتیں کہدیا اگر اسیکا نام جواب ہے تو ہمکو ایسا جواب بہت آسان ہے جو بات کسیکے مخالف ہوئی جھٹ اوسکو تراشیدہ قرار دیکر جھوٹ کہدیا یہ جواب بھی قابل دیدہ ہے آجتک کیونہ سوجھا ہوگا خاص حصہ معترض صاحب کا ہے مگر ان باتونسے کیا ہوتا ہے واللہ متم نورہ ولو کرہ المبطلون ؎ خس خسانہ میرود بر روی آب ۔ آب صافی میرود بی اضطراب ۔ اس جواب میں معترض صاحب نے امام صاحب کا دیکھنا صحابہ کو اور روایت کرنی صحابہ سے اور کثیر الحدیث ہونے امام صاحب کا انکار کیا ہے اور دو تین قول ضعیف نقل کیے ہیں بعض سے نفی روایت اور بعض سے نفی رویت اور بعض سے قلت حدیث پائی جاتی ہے اب ہر ایک کو ہم بالترتیب ثابت کرتے ہیں ملا علی قاری نخبۃ الفکر کی شرح الشرح میں لکھتے ہیں قال العراقی وعلیہ عمل الاکثرین وقد اشار النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی الصحابی والتابعی بقولہ طوبی لمن رانی ولمن رای من رانی فالکفی بمجرد الرویۃ قلت وبہ یندرج الامام الاعظم فی سلک التابعین فانہ قد رای انسا وغیرہ من الصحابۃ علی ما بینہ الشیخ الجزری فی اسماء رجال القراء والنور بسطی فی تحفۃ المسترشد صاحب کشف الکشاف فی سورۃ المؤمنین وصاحب مراۃ المعان وغیرہم من العلماء المتبحرین فمن نفی انہ تابعی فقد ما من التتبع القاصر او التعصب الفاتر انتہی یعنی کہا عراقی نے کہ اسپر (یعنی ابن حجر رح نے جو تعریف تابعی کی بیان کی ہے کہ تابعی وہ ہے جسنے صحابی کو دیکھا ہو یہی مذہب مختار ہے

ابن الحسن نے شعر کہا ہی کہ اے طالب علم کہ تیری تمام سرروایت مین کمی ہی پھر روایت مین تم کرا ور درایت کم ہو درایت کر
اور علم کی رعایت زیادہ کر اسکی نہایت نہین ہی انتہی پس روایت امام صاحب کی درایت کے ساتھ آئی
ہی اور فرقہ ظاہریہ نے یہ نعمت نہین پائی ہی ۱۲ جو عالم مین روایت سے درایت معتبر ہوتی ہی تو سرکار مدینہ
مانند امام اعظم کے بجا تا ہی ۱۲ **قال** اور ایک مخالف مقلد امام اعظم کے حدیث پر چلنے والونکو دیتے ہین کہ جو مرتبہ
امام اعظم کا ہی ایسا نہین ہی اور کسیکا بھی نہین ہی اسلیے کہ امام اعظم کی فضیلت مین ان کا امام ایک صحیح یا حدیثین آجکی ہین اور
اقول کچھ ان احادیث پر امام صاحب کی فضیلت موقوف نہین حنفیہ فقط ان احادیث کی وجہ
سے امام صاحب کو سب سے افضل نہین جانتے بلکہ اونمین وہ اوصاف تھے جسکے سبب ایسا اور جمہور مداح چلے
آئے ہین اور مثل متواتر کے ہو گئے ہین چنانچہ اونمین سے ایک بیان رھوان مخالف بھی امام صاحب کی کمال
فضیلت اور کرامت پر دال ہی اور ان احادیث کی نسبت درالمختار مین لکھا ہی قَالَ فِی الضِّیَاءِ الْمَعْنَوِیِّ
وَقَوْلُ ابْنِ الْجَوْزِیِّ اَنَّهٗ مَوْضُوْعٌ تَعَصُّبٌ لِاَنَّهٗ رُوِیَ بِطُرُقٍ مُّخْتَلِفَةٍ یعنی ضیاء معنوی
مین کہا ہی کہ قول ابن جوزی کا کہ یہ حدیث موضوع ہی تعصب ہی اسواسطے کہ یہ حدیث طرق مختلفہ سے روایت
کی گئی ہی انتہی اور موضوع ہونا اس حدیث کا باعتبار اصطلاح محدثین کے ہی اور فی الواقع اسکے صحیح ہونے مین
کوئی استحالہ لازم نہین آتا کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین کوئی محال نہین محال ہزار اوی کا اگر کذاب
ہی صادق ہونا محال نہین سوای اسکے کہ محدثین کے نزدیک جو بات جھوٹھا آدمی روایت کرتا ہی اوسکی حدیث
کو موضوع نام رکھتے ہین اور واقع مین گو وہ بات اوسنے صحیح ہی کہدی ہو خیر ہم بھی تسلیم کرتے ہین کہ یہ حدیث
موضوع اصطلاحی ہی مگر بشارت امام صاحب کی صحیح حدیث بھی ہم ذکر کرتے ہین اور سوای اسکے اوروں سے اوصاف
کا شمس فی نصف النہار ہین جنسے فضیلت اونکی سب امر پر ثابت ہی اور جلال الدین نے تبییض الصحیفہ مین
لکھتے ہین کہ ابو نعیم نے بیان کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مالک کی بشارت اس حدیث مین دی
ہی کہ قریب ہی کہ لوگ سوارونکو دوڑاتے ہوئے لائینگے اور علم طلب کرینگے پس نہ پائینگے کسیکو زیادہ جاننے والا
عالم مدینہ سے اور امام شافعی کی بشارت اس حدیث مین ہی کہ تم لوگ قریش کو برا مت کہو اسلیے کہ عالم اوسکا
زمین کو علم سے بھر دیگا مین کہتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام ابو حنیفہ کی بشارت دی

نہیں ہو سکتا پس اوسکے قول کا اعتبار نہیں ہے کہ دونوں کے قول کا معارض ہو جانا اور یہ بھی شیخ الاسلام کہ
مخالف کے نزدیک نقل انکی معتبر ہے اگر اکیلے امام صاحب کے تابعی ہونے کی تصریح کر دیتے تو بیشک اونکا قول
نفی کرنیوالے کے قول کی رد میں کافی تھا پھر بنا بر جملہ سوانح اونکے امام الحفاظ ابن حجر اور سراج ثقات کے ولی عراقی
اور خاتم الحفاظ سیوطی اور معتمد صوفیہ کے یافعی وغیرہم ہو گئے ہوں اور سعادت کی ہو ملا علی قاری اور خطیب اور
دارقطنی نے اور تو جانا ہی خطیب اور دارقطنی کون ہیں بڑے امام اور معتمد اور مستند ہیں اور سوا انکے نے
پس اب منکر کیلئے کوئی امر باقی نہیں سوا اسکے کہ ان ثقات کی تکذیب کرے پس اگر یہ مراد سے واقع ہو تو وہ
ساتھ کلام نہیں یا اقوال ادنی کو اعلی پر مقدم کرے پس اگر یہ کرے تو بیشک مرجوح لازم آجائیگی اور امید
علمای منصف سے بعد ملاحظہ ان تصریحات کے یہ ہے کہ اونکا انکار باقی نہ رہیگا انتہی اور ثبوت روایت امام صاحب
صحابہ سے یہ ہے کہ ابو معشر عبد الکریم بن عبد الصمد طبری شافعی اپنے رسالہ میں بارہ روایت امام صاحب لکھتے ہیں قال
الامام ابو حنیفۃ اخبرنی من صحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہم انس بن مالک و عبد اللہ
ابن انیس و عبد اللہ بن جزء الزبیدی و جابر بن عبد اللہ و معقل بن یسار و واثلۃ
الاسقع و عائشۃ بنت عجرۃ رضی اللہ عنہم ثم روی عن انس ثلثۃ احادیث و عن ابن جزء
حدیثا و عن واثلۃ حدیثین و عن جابر حدیثا و عن عبد اللہ بن انیس حدیثا و عن عائشۃ
بنت عجرۃ حدیثا یعنی فرمایا امام صاحب نے کہ ملا میں صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور وہ انس
ابن مالک اور عبد اللہ بن انیس اور عبد اللہ بن جزء زبیدی اور جابر بن عبد اللہ اور معقل بن یسار اور
واثلہ بن اسقع اور عائشہ بنت عجرہ ہیں پھر روایت کی امام ابو حنیفہ رحمہ نے تین حدیثیں انس رضی سے اور ایک
حدیث ابن جزء سے اور دو حدیثیں واثلہ رضی سے اور ایک حدیث جابر رضی سے اور ایک عبد اللہ بن انیس رضی سے
اور ایک حدیث عائشہ بنت عجرہ رضی سے انتہا و طبقات حنفیہ میں ملا علی قاری لکھتے ہیں قد ثبت روایتہ
لبعض الصحابۃ و اختلف فی روایتہ عنہم و المعتمد ثبوتہا کما بینتہ فی سند الاحاکم
مسند الامام عال اسنادہ الی بعض الصحابۃ الکرام قوم من التابعین الاکارم کما
صرح بہ العلماء الاعیان داخل تحت قولہ والذین اتبعوہم باحسان و فی حموی عن

زمست زیادہ نوافل نہیں پڑھی اور نہ کبھو تمام شب جاگے الخ اقول اس حدیث کے
هُوَ الْمِسْكُ حَدِّثْ عَنْهُ يَتَضَوَّعْ یعنی امام اعظم رضی اللہ عنہ کا ذکر چھیڑ کر اسلیے کہ ذکر اونکا مانند مشک کے ہے
جسقدر اونکی تکرار کریگا خوشبو دیگا انتہی تو نفس صاحب کو اور احادیث صحیحہ مشہورہ الملاح نہیں اور نہ ایسی عبادت کو
بدعت کہتے اپنا سا حال سب کا تصور کرتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ ان بزرگان دین کو کچھ شقاوت و تعجیز
عبادت کثیرہ سے نہیں ہوتی تھی اور کسی حدیث سے کثرت عبادت کی جسقدر طاقت ہو ممانعت نہیں ملی جاتی
اور جہاں نہی وارد ہے بوجہ ملالت ملل و گرانی خاطر وغیرہ کے منع کیا گیا ہے نہ مطلقاً کثرت عبادت کی
ریاضت کی ممانعت آئی ہو ۵ ہر حسن وقتی و ہر نکتہ مکانی دارد حال آنکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی عبادت تو ایسی تھی کہ قدم آپکے ورم کر جاتے تھے بخاری میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کَانَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَقُوْمُ لِيُصَلِّيَ حَتّٰى تَرِمَ قَدَمَاهُ فَيُقَالُ لَهٗ فَيَقُوْلُ اَفَلَا اَكُوْنُ
عَبْدًا شَكُوْرًا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوا کرتے نماز پڑھنے کو یہانتک کہ ورم کر جاتے دونو
قدم آپکے پس کہا جاتا آپ سے پس فرماتے کیا میں بندہ شکر گزار نہیں ہوں انتہی اور ترمذی میں مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى
انْتَفَخَتْ قَدَمَاهُ فَقِيْلَ لَهٗ اَتَتَكَلَّفُ هٰذَا وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا
تَاَخَّرَ قَالَ فَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا یعنی کہا اونھوں نے نماز پڑھتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہانتک کہ
کہ آماس کر جاتے قدم آپکے پس کہا گیا آپ سے آپ کیوں ایسی تکلیف اوٹھاتے ہیں حال آنکہ آپکے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے
گئے فرمایا کیا میں نہ شکر گزار بندہ ہوں انتہی اور ابن ماجہ اور نسائی میں مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قَالَ صَلّٰى
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ
لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا یعنی کہا اونھوں نے
نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک کہ متورم ہو گئے قدم آپکے پس کہا گیا یا رسول اللہ اللہ نے
تو آپکے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے ہیں فرمایا کیا میں بندہ شکر گزار نہیں ہوں انتہی اور نسائی میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ حَتّٰى تَرِمَ قَدَمَاهُ یعنی رسول اللہ

مع اسناد و تقریر سیوطی کی نقل کیجاتی ہیں تبییض الصحیفہ میں جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں قال ابو معشر فی
جزئہ انا ابو عبد اللہ الحسین بن محمد بن منصور الفقیہ الواعظ ثنی ابو ابراہیم احمد
ابن حسین القاضی انبانا ابو بکر محمد بن حمدان الحنفی ثنی ابو سعید اسمعیل بن علی
السمان ثنی ابو الحسین احمد بن محمد بن محمود البرادی ثنی ابو سعید الحسین بن محمد بن
المبارک ثنی ابو العباس احمد بن محمد بن الصلت بن المفلس الحمانی ثنی بشر بن الولید
الفزاری عن ابی یوسف عن ابی حنیفۃ سمعت انس بن مالک رضی اللہ عنہ یقول سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و بہ عن انس رض
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الدال علی الخیر کفاعلہ و بہ عن انس رض قال
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ یحب اغاثۃ اللہفان یعنی امام ابو حنیفہ رح سے روایت
ہو کہ سنا میں نے انس رض سے کہتے تھے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے طلب کرنا علم کا ہر مسلمان پر فرض ہے
اور امام ابو حنیفہ انس رض سے روایت کرتے ہیں کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے بتلانیوالا
خیر کا مانند کرنیوالے خیر کے ہے اور امام ابو حنیفہ انس رض سے روایت کرتے ہیں کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
کہ فرماتے تھے تحقیق اللہ تعالی فریاد رسی غمگین کی دوست رکھتا ہے اقول احمد بن مفلس مجروح والحدیث
الاول منہ مشہور وقد قال الشیخ محی الدین النووی فی فتاواہ ھو حدیث ضعیف
وان کان المعنی صحیحا وقال الحافظ جمال الدین المزی روی من طرق تبلغ رتبۃ الحسن
قلت عندی انہ یبلغ رتبۃ الصحیح لانی وقفت لہ علی نحو خمسین طریقا وقد جمعتہا فی جزء
والحدیث الثانی منہ صحیح ورد من روایۃ جمع من الصحابۃ واصلہ فی صحیح مسلم من حدیث
ابن مسعود رضی اللہ عنہ بلفظ من دل علی خیر فلہ مثل اجر فاعلہ والحدیث الثالث
منہ صحیح ورد من روایۃ جمع من الصحابۃ وصححہ ضیاء المقدسی فی مختارہ من حدیث
بریدۃ یعنی کہتا ہوں میں احمد بن مفلس مجروح کیا گیا ہے اور پہلی حدیث متن اوسکا مشہور ہے اور کہا شیخ محی الدین
نووی فتاوی اپنے میں یہ حدیث ضعیف ہے اگرچہ معنی اوسکے صحیح ہیں اور کہا حافظ جمال الدین مزی نے

مختصر اور نسائی اور ابن ماجہ میں ابوذر غفاری رضہ سے روایت ہے قال قام رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم حتی اصبح بایۃ والایۃ ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفر لھم
فانک انت العزیز الحکیم یعنی کہا اونھوں نے کھڑے رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہانتک کہ
صبح کردی ایک آیت میں اور آیت یہ ہے کہ اگر تو عذاب کرے انپر پس بندے تیرے ہیں اور اگر بخش دے
انکو پس تحقیق تو غالب حکمت والا ہے انتہی اور اگر معترض صاحب کی یہ غرض ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کبھی ماجارت اسکی نہیں دی ہے کہ جتنی آدمی کو طاقت ہو اوتنی عبادت کیا کرے سو اسکا جواب اسے
بخاری میں عائشہ رضہ سے مرفوع روایت ہے علیکم ما تطیقون من الاعمال فان اللہ لا یمل
حتی تملوا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لازم پکڑو تم اعمال کو جسقدر طاقت رکھتے ہو پس تحقیق
خدا ناخوش نہیں ہوتا یہانتک کہ تم ملول ہو انتہی اور ابوداؤد میں ہے عن عائشۃ رضہ قالت ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اکلفوا من العمل ما تطیقون فان اللہ لا یمل
حتی تملوا فان احب العمل الی اللہ ادومہ وان قل وکان اذا عمل عملا اثبتہ
یعنی عائشہ رضہ سے روایت ہے کہا اونھوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکلیف دو تم عمل سے جسقدر
طاقت رکھتے ہو اسلیے کہ اللہ ناراض نہیں ہوتا جبتک تم ملول نہ ہو کیونکہ محبوب تر عمل کا طرف اللہ کے ہمیشہ کرنا عمل کا
اگرچہ تھوڑا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی عمل کرتے تو ثابت رہتے اوسپر انتہی اور اقامت الحجۃ
واذا ثبت جواز العمل حسب الطاقۃ الی ان یحصل الاعیاء والملل فنقول طاقۃ الناس
مختلفۃ فکم من رجل یطیق شیئا ولا یطیقہ اخر وکم من رجل یمل من شیء ولا یمل
منہ اخر وکم من رجل اعطی السرعۃ فی القراءۃ ولم ینلھا الاخر یعنی جبکہ ثابت ہو گیا
عمل کا موافق طاقت کے یہانتک کہ تھکان اور ملالت حاصل نہو پس ہم کہتے ہیں کہ آدمیوں کی طاقت مختلف
ہوتی ہے بہت آدمی ایسے ہیں کہ ایک شے کی طاقت رکھتے ہیں اور دوسرا اوسکی طاقت نہیں رکھتا اور بہت
آدمی ایسے ہیں کہ ایک چیز سے ملول ہو جاتے ہیں اور دوسرا اوس سے ملول نہیں ہوتا اور بہت آدمیوں کو سرعت
قرارت عطا کی گئی ہے اور دوسرا اوسکو نہیں پونہچا انتہی اور اسی کتاب کے دوسرے مقام میں لکھا ہے کہ آنحضرت

ابو معشر انا عبد اللہ ثنی ابو ابراہیم ثنی ابو بکر الحنفی ثنی ابو سعید الشامی ثنی ابو علی
الحسین بن علی بن محمد بن اسحق الیمنی ثنی ابو حصین علی بن مامونۃ الاسوادی ثنی
ابو داود الطیالسی عن ابی حنیفۃ قال ولدت سنۃ ثمانین وقدم عبد اللہ بن
انیس الکوفۃ سنۃ اربع وتسعین ورایتہ وسمعت منہ وانا ابن اربع عشرۃ سنۃ
سمعتہ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حبک الشیء یعمی ویصم یعنی پھر ابو معشر نے
امام ابو حنیفہ رح سے روایت کی کہ فرمایا انھوں نے کہ پیدا ہوا میں سن اسی میں اور آیا عبد اللہ بن انیس کوفہ میں سن
چورانوے ہجری میں اور دیکھا میں نے اونکو اور سنا میں نے اونسے اور میں اوسوقت چودہ برس کا تھا سنا میں نے اونکو کہتے
تھے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت رکھنا تیرا کسی شے سے اندھا اور بہرا کرویتا ہے ھذا الحدیث رواہ
ابو داود فی سننہ من حدیث ابی الدرداء واصعب ما ھنا ان یقال ان عبد اللہ بن
انیس بن الجھنی الصحابی المشہور مات سنۃ اربع وخمسین وذلک قبل مولد ابی حنیفۃ
بدھر والجواب ان الصحابۃ المسلمین عبد اللہ بن انیس خمسۃ فلعل الذی روی
عنہ الامام ابو حنیفۃ واحدا منھم غیر الجھنی المشھور یعنی اس حدیث کو ابو داود نے سنن
اپنی میں ابو درداء کی حدیث سے روایت کیا ہے اور دشوار اس میں یہ ہے کہ کہا جاوے عبد اللہ بن انیس الجھنی صحابی مشہور کا
انتقال سن چون میں ہوا ہے اور یہ ایک زمانہ قبل ولادت امام ابو حنیفہ کے ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ صحابہ مسلمان
عبد اللہ بن انیس پانچ ہیں پس شاید کہ جنسے امام ابو حنیفہ نے روایت کی ہے کوئی اور صحابی اونمیں سے
سوائے جھنی مشہور کے ہوں قال ابو معشر انا عبد اللہ ثنی ابو ابراھیم انا ابو بکر الحنفی ثنی
ابو سعید بن السمان ثنی ابو علی الحسن بن علی بن ال مشقی ثنی ابو الحسن علی بن
ابن غیاث القاضی البغدادی ثنی محمد بن موسی ثنی ابن عباس الجلودی عن
السمان یحیی بن القاسم عن ابی حنیفۃ سمعت عبد اللہ بن ابی اوفی یقول سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول من بنی للہ مسجدا ولو کمفحص قطاۃ بنی اللہ لہ بیتا
فی الجنۃ یعنی امام ابو حنیفہ رح سے روایت ہے کہ سنا میں نے عبد اللہ بن ابی اوفی سے کہتے تھے سنا میں نے

ابن عفان قبل اوان القران فقرأ حتى ختم القرآن فركع وسجد ثم اضطجع فعلمت
فلا ادري صلى قبل ذلك شيئا ام لا یعنی عثمان بن عبدالرحمن یمی روایت کرتے ہیں کہ
میرے باپ نے مجھسے کہا آجکی رات ہین مقام بر غالب ہونگا پس جبکہ عشا کی پیچھے نماز پڑھی مقام کے
پونچھا پس مین وہان کھڑا ہی تھا کہ اتنے مین ایک شخص نے میری پیٹھ پر ہاتھ رکھا دیکھتا کیا ہون کہ
وہ عثمان ہین پس اونھون نے الحمد شروع کی پھر پڑھتے رہے یہانتک کہ قرآن ختم کردیا پھر رکوع کیا اور سجدہ
کیا پھر نعلین اپنی اوٹھالین پس نہین جانتا مین کہ اس سے پہلے نماز اونھون نے پڑھی یا نہین بحدثنا
سلیمان بن احمد نا ابو یزید القراطیسی نا اسد بن موسی نا سلام بن وسلیم
عن محمد بن سیرین قال قالت امرأة عثمان حین اطافوا به یزیدون قتله
ان تقتلوہ او تترکوہ فانه کان یحیی اللیل کله فی لیلة یجمع فیها القرآن یعنی محمد بن سیرین
سے روایت ہے کہ کہا اونھون نے زوجہ عثمان رضی اللہ عنہ نے جسوقت کہ لوگون نے اونکا ارادہ قتل کا کیا تھا
اگر تم قتل کرو تو یا چھوڑدو بیشک یہ تمام رات اوس شب جاگتے تھے کہ جسمین قرآن ختم کیا کرتے تھے انتہی اور
ابن کثیر نے اپنی تاریخ مین عمر رضہ کا یہ حال لکھا ہی کان یصلی بالناس العشاء ثم یقید حتی یستیقن
فلا یزال یصلی الی الفجر وما مات حتی سرد الصوم یعنی تھے عمر رضہ کہ لوگونکو عشا کی نماز
پڑھادیتے پھر اپنے گھر مین چلے جاتے پس ہر فجر تک نماز پڑھتے جاتے اور نہین انتقال کیا یہانتک کہ برابر روزے
رکھے گئے انتہی اور عبداللہ بن عمر رضہ کو حلیۃ الاولیا مین لکھا ہی حدثنا سلیمان نا ابو یزید نا اسد
ابن موسی نا الولید بن مسلم نا ابن جابر حدثنی سلیمان بن موسی عن نافع
ان ابن عمر کان یحیی اللیل صلوة ثم یقول یا نافع اسحرنا فیقول لا فیعاود الصلوة
فیقول یا نافع اسحرنا فاقول نعم فیقعد ویستغفر الله ویدعو الی الصبح یعنی نافع
تابعی سے روایت ہے کہ ابن عمر رضہ رات بھر نماز پڑھتے پھر کہتے اے نافع سحر ہوگئی وہ کہتے نہین پھر نماز
پڑھنے لگتے پھر کہتے نافع سحر ہوگئی مین کہتا ہان پس بیٹھ جاتے اور اللہ سے استغفار اور دعا صبح تک
کرتے حدثنا محمد بن احمد بن الحسن نا بشر بن موسی نا خلاد بن یحیی نا عباد

اور صادق کیون نہین کرتا اللہ تعالی اوسکی وجہ سے اولاد عنایت کریگا کہا جابر رضی اللہ عنہ پس وہ شخص صدوق ہیت دیا کرتا اور استغفار ہیت کیا کرتا پس اوسکے سات لڑکے پیدا ہوے انتہی اب غور کرنا چاہیے کہ اتنے بڑے محقق نے ان احادیث کا پتا اور نشان بتلا دیا اور خوب تحقیق منصفانہ کردی پس ابن جوزی وغیرہ طواہر کے موضوع کہنے سے کیا ہوتا ہی ؎ باطل ست انچہ مدعی گوید بلکہ اسمین خود محدثین ہی اونکا اعتبار نہین کرتے اونھون نے تو بعض حدیثین بخاری کی بھی تسلیم نہین کی ہین البتہ بعض نے ان احادیث کو ضعیف کہا ہی سو اوسکی تحقیق جلال الدین سیوطی نے بیان کردی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ احادیث اکثر صحیح ہین پھر جو شخص متہم ہو اوسکی بھی روایت جب ثقہ کے مطابق ہو مقبول ہوتی ہی اور ان احادیث مین تو کوئی ایسا راوی نہین جو موضوع حدیثین روایت کرتا ہو اسکا انکار کرنا محض تعصب اور حسد ہی اور نہایت بد ہی ؎ شیشہ بغض و حسد کو سنگ سے انصاف کے ۔ توڑ دے اور راہ بی دینونکی دل سے چھوڑ دے

اور ملا علی قاری وغیرہ کے اقوال سے بھی اول ہی واضح ہو چکا ہی کہ قوت ثبوت روایت کو ہی پس اگر بعض نے اوسکی صحت کا انکار کیا اور اکثر نے ثبوت روایت کا اقرار کیا تو ثبوت کو بہر نہج ترجیح ہوئی باقی رہا امام صاحب کی قلت حدیث کا جواب سو وہ بھی سن لیجیے کہ کم روایت کرنا حدیث کا اس امر کو مقتضی نہین کہ حدیثا اونکو آتی نہین تھی ایسا قول وہ شخص کہیگا جو تعصب کا پتلا ہو ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔ چشمہ آفتاب را چہ گناہ ۔ اور چار ہزار مشایخ امام صاحب کے شیخ عبد الحق دہلوی نے اپنی طرف سے نہین بیان کیے بلکہ محدثین شافعیہ بھی اسکو ذکر کر گئے ہین اگر معترض صاحب کتابین محققین کی دیکھتے تو ایسے پاک لوگونپر اتہام نکرتے یہ شیوہ تو حضرات ظاہریہ کا ہی کہ اپنی طرف سے دھوکا دینے کو عبارت بدل دیتے ہین ابن حجر مکی شافعی خیرات الحسان مین لکھتے ہین مَرَّ اَنَّهٗ اَخَذَ عَنْ اَرْبَعَةِ اٰلَافِ شَيْخٍ مِّنْ اَئِمَّةِ التَّابِعِيْنَ وَغَيْرِهِمْ وَمَنْ تَعَدَّدَ ذِكْرُهٗ الذَّهَبِيُّ وَغَيْرُهٗ فِيْ طَبَقَاتِ الْحُفَّاظِ مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ وَمَنْ زَعَمَ قِلَّةَ اعْتِنَائِهٖ بِالْحَدِيْثِ فَهُوَ اِمَّا لِتَسَاهُلِهٖ اَهْلَهٗ اَوْ حَسَدِهٖ اِذْ كَيْفَ يَتَاَتّٰى لِمَنْ هُوَ كَذٰلِكَ اسْتِنْبَاطُ مِثْلِ مَا اسْتَنْبَطُوْا مِنَ الْمَسَائِلِ الَّتِيْ لَا تُحْصٰى كَثْرَةً مَعَ اَنَّهٗ اَوَّلُ مَنِ اسْتَنْبَطَ مِنَ الْاَدِلَّةِ عَلَى الْاَوْجُهِ الْمَخْصُوْصِ الْمَعْرُوْفِ فِيْ اَصْحَابِهٖ عَنْهُ وَلَاجْلِ اشْتِغَالِهٖ بِهٰذَا الْاَهَمِّ لَمْ يَتَفَرَّغْ لِجَمْعِ حَدِيْثِهٖ

اعتراض ہے یہ بڑی بدعت ہے حقیقت انبیا اور صحابہ پر ہیں اس عبادت میں امام صاحب کچھ مخصوص نہیں ہیں
اور نہ حضرت صاحب الزام بدعت دیتے ہیں بلکہ بڑے بڑے صحابہ و تابعین نے ایسی عبادت ثابت کی ہے
ثبوت سے مگر ہیں یہ جسقدر حالات ہمنے جلیل القدر صحابہ کے نقل کیے ہیں اگر شارع کی طرف سے ایسی عبادت
نہ ہوتی تو ایسی عبادت صحابہ ہرگز نکرتے بلکہ ادنی صحابی بھی بدعت سے اجتناب کرتے تھے یہ نکہ حضرت
عثمان رض اور حضرت عمر رض اور حضرت علی رض اور عبداللہ بن عمر رض وغیرہم ایسے امر کا ارتکاب کریں جاننا
وکلاہ کار پاکاں را قیاس از خود مگیر گرچہ ماند در نوشتن شیر شیر ۱۲ اویس قرنی رح کے حال میں حلیۃ الاولیا
میں لکھا ہے حدثنا ابو بکر محمد بن احمد حدثنا الحسن بن محمد نا عبداللہ بن عبدالکبیر
نا سعید بن اسد بن موسی نا ضمرۃ بن ربیعۃ عن اصبغ بن زید قال کان
اویس القرنی اذا امسی یقول ھذہ لیلۃ الرکوع فیرکع حتی یصبح وکان اذا امسی
یقول ھذہ لیلۃ السجود فیسجد حتی یصبح یعنی اویس قرنی جب شام ہوتی تو کہتے یہ شب
رکوع کی ہے یس رکوع کرتے یہانتک کہ صبح کر دیتے اور پھر جب شام کرتے کہتے یہ رات سجدہ کی ہے یس سجدہ کرتے
یہانتک کہ صبح کر دیتے انتہی اور سعید بن المسیب جو بڑے جلیل القدر تابعی ہیں اونکے حال میں اسی کتاب میں
لکھا ہے حدثنا ابو محمد نا احمد بن فرج بن حامد نا عبدالمنعم بن ادریس عن ابیہ قال
صلی سعید بن المسیب الغداۃ بوضوء العتمۃ خمسین سنۃ یعنی عبدالمنعم نے
باپ ادریس سے روایت کرتے ہیں کہ کہا اونھوں نے سعید بن مسیب نے صبح کی نماز عشا کے وضو سے پچاس
برس تک پڑھی ہے اور ثابت بن اسلم تابعی جنھوں نے عبداللہ بن عمر رض اور عبداللہ بن زبیر رض سے روایت کی ہے
اور حضرت انس رض کی خدمت میں چالیس برس رہے ہیں اونکے حال میں اوسی کتاب مذکور میں لکھا ہے حدثنا
عثمان بن محمد بن العثمانی نا اسمعیل بن علی الکرابیسی حدثنی محمد بن سنان نا
سنان عن ابیہ قال انا واللہ ادخلت ثابتا البنانی ومعی حمید الطویل اورجل
غیرہ شک محمد فسوینا علیہ التراب سقطت لبنۃ فاذا ھو قائم یصلی فی قبرہ
فقلت للذی معی الا تری قال اسکت فلما سوینا علیہ التراب اتینا ابنتہ

حیم اور ابو ہند الحارث بن عبد الرحمن الہمدانی اور حسن بن عبد اللہ الحکم بن عتیبہ اور حماد بن
ابی سلیمان اور خالد بن علقمہ اور ربیعہ بن ابی عبد الرحمن اور زبید الیامی اور زیاد بن علاقہ اور سعید بن
مسروق الثوری اور سلمہ بن کہیل اور سماک بن حرب اور ابو روق شیبہ اور عبد الرحمن التغلبی اور شیبان
ابن عبد الرحمن النحوی اور طاؤس بن کیسان اور طریف بن سفیان السعدی اور ابو سفیان طلحہ بن
نافع اور عاصم بن کلیب اور عامر الشعبی اور عبید اللہ بن ابی جعید اور عبد اللہ بن دینار اور عبد الرحمن بن
ہرمز الاعرج اور عبد العزیز بن رفیع اور عبد الکریم بن ابی امیہ البصری اور عبد الملک بن عمیر اور علی بن
ثابت الانصاری اور عطاء بن ابی رباح اور عطاء بن السائب اور عقبہ بن سعد العوفی اور عکرمہ مولے
ابن عباس اور علقمہ بن مرثد علی بن اقمر اور علی بن الحسن الزواد اور عمر بن دینار اور عون بن عبید اللہ
ابن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود اور قابوس بن ابی ظبیان اور قاسم بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود
اور قتادہ بن دعامہ اور قیس بن مسلم الجدلی اور محارب بن دثار اور محمد بن زبیر الحنظلی اور محمد بن السائب
الکلبی اور ابو جعفر محمد بن علی بن ابی طالب اور محمد بن قیس الہمدانی اور محمد بن مسلم بن شہاب الزہری اور
محمد بن المنکدر اور نحول بن راشد اور مسلم البطین اور مسلم الملائی اور منہال بن عبد الرحمن اور مقسم اور منصور
ابن المعتمر اور موسیٰ بن ابی عائشہ اور ناصح بن عبد اللہ المحلی اور نافع مولی ابن عمر اور ہشام بن عروہ
اور ابو ہاشم الہشیم بن حبیب الصیرفی اور ولید بن سریع المخزومی اور یحیی بن سعید الانصاری اور ابو محمد یحیی بن
عبد اللہ الکنانی اور یحیی بن عبد اللہ الجابر اور یزید بن صہیب الفقیر اور یزید بن عبد الرحمن الکوفی
اور یونس بن عبد اللہ بن ابی الہجیم اور ابو حباب الکلبی اور ابو حصین الاسدی اور ابو سریر الکلبی اور ابو السوداء
اور ابو عون الثقفی الجرمی اور ابو شعیب مولی ابن عباس اور ابو الغفور العبدی سے اور روایت کی امام ابو حنیفہ
سے ابراہیم بن طہمان اور ابیض بن اعز بن صباح المنقری اور اسباط بن محمد القرشی اور اسحق بن یوسف
اور اسود بن عمرو النخعی اور اسمعیل بن یحیی الصوفی اور ایوب بن ہانی الجعفی اور بشر بن زید السیاب
اور جعفر بن عون اور حارث بن ہانی اور حبان بن علی العنزی اور حسن بن زیاد اللولوی اور حسین بن
فرات القزاز اور حسین بن حسن بن عطیہ العوفی اور جعفر بن عبد الرحمن البلخی القاضی اور حکام

ہو جائینگے اور بدن کمزور ہو جائیگا پس لالت کی اس امر سے کہ سعی کرنی عبادت مین اس طرح سے
کہ ملال خاطر اور کسل طبع کی سورت ہو یا حقوق شرعیہ مین خلل واقع ہو جائے تو ممنوع ہے اور دلالت اسکی
مطلق منع پر ہین اور جواب حدیث جماعت صحابہ کا یہ ہے کہ اونھون نے عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
بہت کم جانا اور گمان کیا کہ آپ لوجہ مغفور ہونیکے عبادت مین زیادہ کوشش نہین کرتے اور آپ نے
اونھون کو اس چیز کو واجب جانا جسکو اللہ نے واجب نہین کیا تھا اور طریقہ آسان سے اعراض کیا اسلئے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے اونکو زجر کیا اور ہدایت کردی طرف طریقہ اپنے کے اور
فرمایا جو شخص میری سنت سے اعراض کرے یعنی اعراض کرے بامید کہ جس طریقہ پر مین ہون اوسکو
حسن نہ سمجھے جیسا کہ ان لوگون نے گمان کیا تھا پس وہ شخص مجھسے نہین (یعنی ہمارے دین سے نہین جو
میری مسلک اور ہدایت پر چلتے ہین) اور اس حدیث مین اس امر کی کہین دلالت نہین کہ جب آدمی
حسب طاقت اپنی عبادت مین کوشش کرے درانحالیکہ واجب کرنے والا غیر واجب کو نہو اور اپنے
مسلک کو مسلک نبوی پر فضیلت دینے والا نہو تو بھی یہ صورت جائز نہو گی انتہی اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسی عبادت امتیاز نکرنیکا باعث یہ ہے جو اسی کتاب مین لکھا ہے کہ بیشک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوسقدر طاقت عبادت رکھتے تھے کہ اور آدمیونکو اتنی طاقت نہین
لیکن آپ کثرت عبادت کو بوجہ شفقت امت کے اور بوجہ ترحم کرنیکے اوپر اتباع اپنے کے ترک کرتے تھے تا
لوگ بسبب اتباع اونکی کے تنگ نہون اور دلالت کرتا ہے اسپر قول عائشہ رضہ کا کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم عمل کو ترک کرتے تھے حالانکہ اوس عمل کو دوست رکھتے تھے اسلئے خوف اسکا کہ لوگ عمل کیا
کرینگے لیکن پس فرض ہو جائے اونپر روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور ابوداؤد وغیرہما اور تحقیق
آدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تراویح ساتھ جماعت کے بعد پڑھنے چند شب کے واسطے پھر اسلئے
کہ لوگونپر فرض ہو جائیگی روایت کیا اس حدیث کو بخاری وغیرہ نے اور ابوداؤد وغیرہ نے عائشہ رضہ سے
روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کیا پس عمر رضہ نے آپکے بدن پانی کا کیکہ آپ
ہوئے پس فرمایا کیا ہے یہ اے عمر رضہ کہ پانی آپکے وضو کے واسطے فرمایا نہین حکم کیا گیا مین کہ جب پیشاب

امام صاحب سے بغض ہو وہ جانتا ہے کہ مگر اس متعصب کو باطن سے اونکے کمال روایت و درایت مین سرمو
نقصان نہوگا ۵ نہین ہی معتقد اونکا اگر حاسد تو کیا غم ہی ہوا ہی سجدۂ ابلیس کیا نقصان آدم کا
اور قطع نظر اسکے یہ روایت سترہ حدیثونکے پہونچنے کی سوای ابن خلدون کے اور کسی نے علمای معتبرین سے نہین لکھی
اور ابن خلدون کو سوای بہرۂ علم انشا و ادب کے علوم شرعیہ اور فن حدیث و رجال مین جنہان ماہرانہ
دخل تھی چنانچہ شمس الدین محمد بن عبد الرحمن سخاوی شاگرد ابن حجر عسقلانی کتاب الضوء اللامع فی اعیان
القرن التاسع مین ابن خلدون کے ترجمہ مین لکھتے ہین فلم یکن قاھرا بالعلوم الشرعیۃ یعنی وہ علوم شرعیہ
سے ماہر نہین تھا انتہی پس ایسے شخص کا قول کہ جسکو علم شریعت اور فن حدیث مین ملکہ نہو قابل اعتبار کب ہوسکتا ہی
ہان اگر کسی محدث معتبر اور مورخ سیر سے کہ جو علم روایت حدیث مین مہارت رکھتا ہو یہ قول صادر ہوتا تو معتبر
تھا اور کیا عجب کہ عبارت ابن خلدون مین غلطی واقع ہوگئی ہو اسیواسطے مجمع الکمالات عالم المعنی مولانا ابو الحسنات
محمد عبد الحی لکھنوی اسبراز الغی مین لکھتے ہین کہ سترہ حدیثون اگرچہ مقدمۂ تاریخ ابن خلدون مین مذکور ہین اور
صاحب حطہ یعنی نواب صاحب امیر بھوپال کلام اوسکا تمامہ اخذ کیا ہی اور کل نقل کردیا ہی لیکن یہ قول مردود
ہی اور ظاہر یہ ہی کہ یہ قول ابن خلدون کا نہین بلکہ لکھنے والون نے غلطی کی ہی اسیواسطے اوس نسخہ کے
مصحح نے جو مصر مین اسی صدی کے سن چوہتر مین چھپا ہی تنبیہ کردی اور قول سبعۃ عشر حدیثا
پر لکھدیا ہی کہ شرح زرقانی موطا مین پانچ قول نقل کیے ہین اول پانسو دوسرا سات سو اور تیسرا ایک ہزار
زیادہ اور چوتھا ایک ہزار سات سو بیس اور پانچوان چھ سو چھیاسٹھ اور اوسمین کوئی قول اس
نسخہ کا نہین حاصل کلام یہ ہی کہ ایسے قول باطل کو نقل کرنا اور اوسپر سکوت کرجانا محققین اور علمای مدققین
سے بعید ہی اور جو شخص امام ابو حنیفہؒ کے مناقب کی کتابین دیکھیگا تو اس سترہ حدیثونکے قول کا
کذب معلوم کرلیگا انتہی اور ابن حجر کی خیرات الحسان مین لکھتے ہین کہ سچا قول اس توہم سے کہ امام
ابو حنیفہؒ تو سوای فقہ کے اور علمون مین ملکہ تام نہ تھا بلکہ وہ علم تفسیر اور حدیث اور ادب وغیرہ علوم
ایک دریا تھے اور امام بیمثل تھے اور قول بعض دشمنون اونکے کا خلاف اسکے ہی غنشا اوسکا حسد
اور جہت اسکی سبقت لیجانا اونکا اپنے اقران پر اور مطعون کرنا اونکا ساتھہ اور اوسپر

عمر بن الخطاب اور علی بن ابی طالب اور عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس رضی سے پس کہا ابو حنیفہ نے خوب علم
وافق حاصل کیا اور ایک بن امام ابو حنیفہ رح خلیفہ منصور کے پاس گئے پس کہا منصور نے یہ شخص ہوتا ہے
دنیا کا عالم اور سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ کہا اونھوں نے میری آنکھ نے مثل ابو حنیفہ کے نہیں دیکھا
اور عبداللہ بن مبارک سے روایت ہے کہ کہا اونھوں نے امام ابو حنیفہ بڑے صاحب ورع تھے ایکدن ہم سب مسجد
تھے پس ایک سانپ اوپر کی گود مین اوپر سے گر پڑا پس سوا ہی اوسکے اور سب آدمی بھاگ گئے پس سوا اسکے اونھون نے
اپنا منہ چھپا لیا اور اپنی جگہ پر بیٹھے رہے اور کچھ نہ کیا اور روح بن عبادہ سے روایت ہے کہ مین مسئلہ پوچھا
ابن جریج سے پاس مکہ سے انتقال ابو حنیفہ کی اونکو پہونچی پس انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور رحمت
بھیجی اونپر اور فرمایا کیسا بڑا عالم اوٹھ گیا اور امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ مین نے والدین سے پہلے امام ابو حنیفہ
واسطے دعا مانگتا ہون اور تحقیق یہ اونسے سنا ہی فرماتے تھے کہ مین حماد کیواسطے بعد والدین کے ساتھ دعا
مانگتا ہون اور عبداللہ بن مبارک سے روایت ہے کہ اونھون نے دیکھا ہے مسعر بن کدام کو امام ابو حنیفہ کے حلقہ
کہا اوتے ہوئے اونسے سوال کرتے تھے و فائدہ اوٹھاتے تھے اور نہین دیکھا مینے کسیکو بھی کہ اوتے فقہ مین امام ابو حنیفہ کے
عمدہ کلام کیا ہو وکیع سے روایت ہے کہ نہین ملا مین زیادہ فقیہ منسبت ابو حنیفہ کے اور نہ اونسے زیادہ واقف نماز مین
اسمٰعیل سے روایت ہے کہ لوگ فقہ سے بالکل بیخبر تھے یہانتک کہ ہوشیار کر دیا اونکو امام ابو حنیفہ نے ساتھ درس تدریس کے پس
اونکا اور تخصیص کیا اوسکو اور بیان کر دیا اوسکو اور امام شافعی سے روایت ہے کہ تمام آدمی فقہ مین امام ابو حنیفہ کے عیال ہین
اور جعفر بن ربیع سے روایت ہے کہ مین امام ابو حنیفہ کے پاس پانچ برس رہا پس نہین دیکھا مینے اونسے زیادہ
پایا مگر جب کوئی بات فقہ کی سوال کیجاتی تو مثل دریا کے تھے اور سفیان بن عیینہ سے روایت ہے کہ ہمارے وقت مین
کوئی شخص امام ابو حنیفہ سے زیادہ نماز پڑھنے والا نہین آیا اور زافر بن سلیمان سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ رح
ایک رکعت مین رات گذار دیتے اوسمین قرآن ختم کر دیتے اور اسد بن عمرو سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ نے فجر کی
عشا وضو سے چالیس برس پڑھی اور اکثر رات کو ایک رکعت مین قرآن ختم کر دیتے تھے اور اونکے رونے کی آواز
سنائی دیتی تھی یہانتک کہ ہمسایہ اونکے اوپر رحم کھاتے تھے اور شمار کیا گیا ہے کہ اونھون نے قرآن کو جس جگہ وفات
پائی ہے سات ہزار مرتبہ پڑھا ہے اور مسعر بن کدام سے روایت ہے کہ مین ایک رات مسجد مین گیا پس نہین دیکھا مینے

ہین کلام کیا اوسکا طریقہ ایسا ناپید ہوگیا کہ بتا نہین اور مذہب امام ابو حنیفہ رح کا باقی ہر شرق سے
غرب تک زمین بھری ہوئی ہی اور اکثر آدمی اس پر عمل پیرا ہین انتہی اور خیرات الحسان مین ہی اعلم انہ
یتعین علیک ان لا تفہم من قول العلماء عن ابی حنیفۃ واصحابہ انہم اصحاب
الرای ان مرادہم بذلک تنقیصہم ولا نسبتہم الی الہوی یقدمون رایہم علی
سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقولہ علی قول اصحابہ کلا ہم برآء عن ذلک
فقد جاء عن ابی حنیفۃ من طرق کثیرۃ ما ملخصہ انہ اول ما یاخذ بما فی القرآن
فمن لم یجد فبالسنۃ فان لم یجد فبقول الصحابۃ فان اختلفوا اخذ بما کان اقرب
الی القرآن او السنۃ من اقوالہم ولم یخرج عنہم فان لم یجد من ہو فی کالہ یاخذ بقول
احد من التابعین بل یجتہد کما اجتہدوا یعنی جاننا کہ چاہیے مجکو کہ نہ سمجھے تو کہنے علماء
سے امام ابو حنیفہ رح اور اصحاب اونکے کو کہ وہ اصحاب رای ہین یہ کہ مراد اونکی اس سے منقصت بیان کرنی
اونکی ہی اور نہ نسبت کرنا اونکا طرف اسکے کہ وہ رای کو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یا قول
صحابہ پر مقدم سمجھتے ہون اسلیے کہ وہ اس سے بری ہین کیونکہ امام ابو حنیفہ رح سے بواسطہ طرق کثیرہ کے
ثابت ہوا ہی کہ وہ پہلے قرآن سے اخذ کرتے تھے اگر اوسمین نپاوین تو حدیث سے اگر اوسمین بھی نملے تو قول
صحابہ سے پس اگر صحابہ بھی مختلف ہون تو جو قول اونکے اقوال سے قرآن یا حدیث سے زیادہ موافق ہو اور
صحابہ کے سب اقوال سے خارج قول نہین کہتے تھے پس اگر صحابہ مین سے بھی کسیکا قول نہین پاتے تو تابعین کے
قول کو اخذ نہین کرتے تھے بلکہ اجتہاد کرتے تھے جیسے اور تابعین نے کیا ہی انتہی اور طحطاوی نے
اوس قصہ کا رد کیا ہی جس سے منقصت انبیا لازم آتی ہی یہان جو معترض صاحب نے یہ عبارت الاطائل
لکھی ہی اور ان کتابون کے قصہ کو جس سے اہانت انبیا لازم آتی ہی اون کتابون کے ساتھ جو امام صاحب
کے پاس نہین کچھ علاقہ نہین محض مغالطہ عوام کیواسطے معترض صاحب نے یہ عبارت طحطاوی کی نقل
کردی ہی کہ جس سے عوام کو شبہہ ہوتا ہی کہ شاید امام طحطاوی نے اون کتابون کا رد لکھا ہی جنکو شیخ
عبد الحق محدث دہلوی اپنی کتابون مین ثابت کرتے ہین حاشا وکلا طحطاوی نے اوس قصہ کو رد کیا ہی

فصل

نہیں ہوسکتے دیتے جواونکو لجاوے اور علی بن عاصم سے روایت ہی کہا اونھوں نے اگر امام ابو حنیفہ رح کی عقل نصف
اہل ارض کی عقل سے وزن کیجاوے تو انکی عقل اونکی عقل پر غالب آوے اور اسمعیل بن علیہ امام صاحب
سے روایت ہی کہا اونھوں نے ہمارے یہان ایک آٹا پیسنے والا رافضی تھا اونکے دو خچر تھے ایک کا نام ابو بکر
رکھا تھا اور دوسرے کا عمر پس ایک دن اوسکو پیر سے روندکر مار ڈالا پس امام ابو حنیفہ رح کو خبر دی گئی فرمایا دیکھو
اوسکو مارا ہی اوسکا نام عمر ہوگا پس دیکھا تو جیسا اونھوں نے کہا تھا ویسا ہی پایا اور اسمعیل بن عبد اللہ سے
روایت ہی کہا اونھوں نے امام ابو حنیفہ رح قاضی ہوئے بہرہ میں گئے پر قضا نہ قبول کی اور امام احمد بن حنبل
جب اسکو ذکر کرتے رو دیا کرتے اور اونکو ترحم آتا اور امام ابو حنیفہ رح سے روایت کی ہی ابو یحیی حمانی اور زہیر
بشیر اور عباد بن العوام اور عبد اللہ بن مبارک اور ولید بن جراح اور یزید بن ہارون اور علی
اور یحیی بن نصر اور ابو یوسف قاضی اور محمد بن الحسن اور عمرو بن محمد العنقزی اور ہودہ بن خلیفہ اور
ابو عبد الرحمن المقری اور عبد الرزاق بن ہمام اور دوسروں نے اور امام محمد سے روایت کی امام شافعی رح
ابو سلیمان جوزجانی اور ابو عبید قاسم بن سلام وغیرہم نے اور امام شافعی رح سے بالاسناد روایت
سے بجاری جسم والا مینے امام محمد سے زیادہ لطیف روح کا نہیں دیکھا اور نہ کوئی فصیح زیادہ ونسے دیکھا
جب میں اونکو قرآن پڑھتے دیکھتا ایسا معلوم ہوتا گویا قرآن اونھیں کی لغت میں نازل ہوا ہی امام
امام شافعی سے یہ بھی روایت ہی کہ امام محمد سے زیادہ عقیل مینے کسیکو نہیں دیکھا اور اونھیں سے روایت ہی کہ
جسیم آدمی کی زیادہ امام محمد سے کسیکو نہیں دیکھا اور اونھیں سے روایت ہی کہ جب امام محمد کسی مسئلہ میں
کرتے گویا قرآن نازل ہوتا ہی نہ کسی حرف کو مقدم کرے نہ مؤخر اور اونھیں سے روایت ہی کہ امام محمد آ
دل کو محزون دیتے تھے اور انھیں امام شافعی سے روایت ہی کہ میں امام محمد کے دو اونٹ بھر سے ہوئے تھا بوجھ کا مال
ہوا اونھوں اور یحیی بن معین سے روایت ہی کہ مینے جامع صغیر امام محمد سے لکھی اور ابو عبید سے روایت ہی
کوئی کتاب کا امام محمد سے زیادہ جاننے والا نہیں دیکھا اور ابراہیم حربی سے روایت ہی کہا اونھوں نے
مینے امام احمد سے کہا کہ آپکے پاس مسائل دقیق کہان سے آئے فرمایا کہ امام محمد کی کتابوں سے تھا امام شافعی نے
کسیکو مینے نہیں دیکھا کہ اوس سے کوئی مسئلہ جسمیں اعتراض ہو دریافت کیا جاوے اور اوسکے چہرہ پر غصہ

ابن الحارث الحارثی البخاری المعروف بالاستاذ تلمیذ ابی حفص الصغیر و ابی القاسم
طلحۃ بن محمد بن جعفر بالعدل و ابی نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی
صاحب الحلیۃ و ابی احمد عبد اللہ بن عدی الجرجانی و عمر بن الحسن الاشنانی
و ابی الحسین محمد بن المظفر و ھؤلاء السنۃ حفاظ و ابی بکر احمد بن محمد بن
خالد الکلاعی و محمد بن عبد الباقی الانصاری و ابی القاسم عبد اللہ بن محمد
ابن ابی العوام السعدی و ابی بکر المقری و الحسین بن محمد بن خسرو و قد
جمع کل ذلک الامام ابو المؤید محمد بن محمد بن المغازلی الواسطی فی سفر کبیر
سبعین و سمّاہ فی کتابہ سماہ جامع المسانید و ما وصل الی بعضھا بالسماع
المتصل و بعضھا بالاجازۃ المشافھۃ و بعضھا فیما یذکر بصحۃ الاجازۃ الخ

یعنی لیکن بعد حمد و صلوۃ کے پس یہ نفیس کتاب ہے اسمین مینے احادیث احکام کے ذکر کی ہین جنکو ہمارے
امام اعظم رح نے روایت کیا ہے اون احادیث مین سے جن پر بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور
نسائی اور ابن ماجہ نے موافقت کی ہے اپنی کتابون مشہورہ مین یا بعض نے اسمین سے موافقت کی ہے اور اشارہ
کر دیتا ہون اس طرف موافقت کے ساتھ لفظ کے سیاق متن اور سند مین یا ساتھ معنی کے اور غیر اونکے کو بالتبع
ذکر کر دیتا ہون درانحالیکہ اعتماد کرتا ہوا اوس چیز مین جو ذکر کی ہے اوپر چودہ مسندون امام کے جو
اونکی طرف تخاریج ائمہ سے منسوب ہین پس بعضے تو وہ ہین جنکو امام صاحب کے اصحاب نے جمع کیا ہے ایک
مسند حماد بیٹے امام صاحب کی دوسری مسند امام ابو یوسف کی تیسری مسند امام محمد کی جو آثار
مشہور ہے چوتھی مسند حسن بن زیاد لولوی کی ان چارونکی روایت امام صاحب سے بلا واسطہ ہے اور
بعد اونکے پانچوین مسند امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب بن الحارث الحارثی البخاری کی جو استاذ
مشہور ہین اور ابو حفص صغیر کے شاگرد ہین چھٹی مسند ابو القاسم طلحہ بن محمد بن جعفر العدل کی ساتوین
مسند ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی صاحب حلیہ کی آٹھوین مسند ابو احمد عبد اللہ بن عدی جرجانی
کی نوین مسند عمر بن الحسن الاشنانی کی دسوین مسند ابو الحسین محمد بن المظفر کی اور یہ چھ حافظ

صحیحین کہا ہے اور وہ دونوں سو حدیثوں سے باتفاق علماء زیادہ صحیح ہیں اور امام مالک تابعین سے ہیں
کی اور ابن جریج اور یزید بن عبداللہ بن ہادی اور اوزاعی اور ثوری اور ابن مبارک اور امام شافعی وغیرہم
اور محمد بن رمح سے روایت ہے کہ سنا میں نے امام بخاری سے کہتے تھے کہ میں نے لکھ حدیث صحیح اور دو لاکھ
غیر صحیح یاد کرکھا ہوں اور حافظ ابو علی صالح بن محمد سے روایت ہے کہا نہیں دیکھا میں نے کسی خراسانی کو
زیادہ فہیم امام بخاری سے اور کہا زیادہ جاننے والے حدیث کے امام بخاری ہیں اور زیادہ حافظ حدیث کے ابوزرعہ
ہیں اور وہ اکثر اوقات میں حدیثیں اور محمد بن بشار شیخ بخاری سے روایت ہے کہ بصرہ میں مثل بخاری کے کوئی
نہیں آیا اور جب امام بخاری بصرہ میں داخل ہوئے کہا اور نحوی نے آج سید الفقہاء داخل ہوئے اور محمد بن عبداللہ
ابن نمیر اور ابوبکر بن ابی شیبہ سے روایت ہے کہ ہمنے مثل امام بخاری کے نہیں دیکھا اور ابو عیسیٰ ترمذی سے ہمکو خبر
پونہچی ہے کہ میں نے علل اور تاریخ اور معرفت اسانید میں عراق اور خراسان میں کسیکو نہیں دیکھا اور روایت
کیے گئے ہم امام مسلم سے کہ اونہوں نے امام بخاری سے کہا کہ نہیں بغض رکھیگا تجسے مگر حسد کرنیوالا اور میں
گواہی دیتا ہوں کہ مثل قیاس دنیا میں نہیں اور محمد بن اسحٰق بن خزیمہ سے ہمکو روایت پونہچی ہے کہا اونہوں نے
میں نے آسمان کے نیچے زیادہ جاننے والا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امام بخاری سے نہیں دیکھا اور انکے
اوستاد تھے محمد بن عیسیٰ الطباع اور محمد بن سابق اور احمد بن حنبل اور راقران اونکے ہیں اور روایت کی
اونسے ابوالحسین مسلم بن الحجاج صاحب صحیح اور ابو عیسیٰ ترمذی اور ابو عبدالرحمن نسائی وغیرہم سے
انتہی مختصراً اور مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے قَالَ ابْنُ حَجَرٍ وَتَلَمَّذَ لَهُ كِبَارُ مَشَايِخِ الْمُجْتَهِدِينَ
وَالْعُلَمَاءِ الرَّاسِخِينَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَالْإِمَامُ مَالِكُ بْنُ
أَنَسٍ انْتَهَى وَمِنْهُمْ دَاوُدُ الطَّائِيُّ وَابْرَاهِيمُ بْنُ أَدْهَمَ وَفُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ وَغَيْرُهُمْ
مِنْ أَكَابِرِ السَّادَةِ الصُّوفِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ یعنی کہا ابن حجر نے تلمذ کیا شاگرد ہوئے
امام ابوحنیفہ رح کے بڑے بڑے ائمہ مجتہدین اور علمائے راسخین مثل عبداللہ بن المبارک اور لیث بن سعد اور
امام مالک کے انتہی اور راویوں میں سے داؤد طائی اور ابراہیم ادہم اور فضیل بن عیاض وغیرہم اکابر صوفیہ سے
ہیں انتہی ان تحریرات سے معلوم ہوا کہ امام مالک امام صاحب کے شاگرد ہیں اور امام شافعی امام مالک اور امام محمد کے

منہ دکھانا ہی استغفار کرنا اور دفتر اپردازی کی کیفیت فردای قیامت معلوم ہوگی سلے
بوقت صبح شود ہیچ روز معلوم است ۔ کہ باختہ عشق در شب دیجور ۔ علی ہذا القیاس فتح القدیر
اور جیتی ہیں اس کثرت سے احادیث صحیحہ موجود ہیں کہ سوای متعصب اور اندھے کے اور کوئی جھٹلا
نہیں سکتا اب اس جواب کو ایک دو عبارتیں اور نقل کر کے ختم کرتا ہوں خیرات الحسان میں ہی کہ فصل
ساتویں ذکر مشایخ امام ابو حنیفہ رح میں اور وہ بہت ہیں نہیں کنجایش رکھتا یہ مختصر اور تحقیق ذکر کیا
اوہنیں سے امام ابو حفص کبیر نے چار ہزار مشایخ کو اور کہا غیر اونکے نے چار ہزار امام ابو حنیفہ رح کے اوستاد
تابعی تھے پس غیر تابعی کتنے ہونگے اور ذکر اونکا جنھوں نے فقہ اور حدیث امام ابو حنیفہ رح سے اخذ کیا ہی
قبل استیعاب اونکے متعذر ہی ضبط اور شمار نہیں اسیلئے بعض اماموں نے کہا ہی کہ کسیکے واسطے امامون
مشہور اسلام سے یہ بات میسر نہیں ہوئی جو امام ابو حنیفہ رح کے واسطے نصیب ہوئی ہی مشایخ اور شاگردون سے
اور نہیں نفع پایا ہی علما اور جمیع آدمیون نے جیسا کہ نفع امام ابو حنیفہ رح اور اونکے شاگردون سے
اوٹھایا ہی تفسیر احادیث مشتبہ اور مشتبہ اور مسائل مستنبطہ وغیرہ سے انتہی اور ملا علی قاری رحمہ اللہ
شرح مسند میں لکھتے ہیں اور ظاہر ہی یہ بات کہ اگر امام ابو حنیفہ رح کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو محیط نہوتے تو ہرگز متصور نہ تھا کہ وہ امام مقتدای امت کے ہو جاتے اور کل فقہا اونکے طفیلی اصلاح
مذہب محمدیہ میں کہلاتے خصوصاً قرن اول میں باوجود یکہ اوسوقت میں بہت مجتہدین ایمہ موجود تھے
اور طحاوی نے کہا ہی کہ ہمسے سلیمان بن شعیب نے بیان کیا کہ میرے باپ نے کہا کہ امام ابو یوسف نے ہمکو لکھوایا کہ
امام ابو حنیفہ رح فرماتے تھے کہ لوگونکو نہیں لائق ہی کہ حدیث بیان کریں مگر جبکہ اوسکو جس دن سے
سنا ہی ویسا ہی یاد رکھا ہو دن بیان اوسکے تک اور راحصل اوسکا یہ ہی کہ روایت بالمعنی جائز نہیں اگر یہ
اصل کے مطابق ہو برخلاف جمہور محدثین کے کہ وہ روایت بالمعنی جائز رکھتے ہیں مگر جبکہ اصل یاد
نہ رہی ہو پس اسیوجہ سے امام ابو حنیفہ رح کی روایت کم ہوئی حال انکہ اونکی اسانید کثیر مشہور ہیں کہ پندرہ
تک پہونچتی ہیں کہ اونکو جمع اور ضبط علما نے کیا ہی جیسے ابوبکر صدیق اور عمر رض نہایت قلیل روایت
کرتے تھے اور عمل میں غایت درجہ کی رعایت رکھتے تھے گویا کہ علم اور عمل دونون مقصود ہیں اور فارسی

سلے خیرات الحسان فصل ثانی مناقب امام اعظم مستدرک حاکم خطیب

نصیب کیا پھر وہ اور اونکے مقلدین مین اس سے زیادہ ہوئے کہ وہ ساتھ لکھنے اصول اور فروع مذہب اونکے کے اور نظر
آپنے منقول اور معقول اونکے مین یہانتک کہ بحمد اللہ ہوگیا وہ مذہب محکم قواعد اور ارکان فی الدین مین اور زیادہ کرنا ہے
اسکی بیان کرنا بعض اصحاب مناقب کا کہ ثابت والد امام صاحب کے صغر سنی مین حضرت علی رضہ کی خدمت
مین لے گئے پس حضرت علی رضہ اونکے اور اونکی اولاد کے حق مین برکت کی دعا کی اور امام ابو حنیفہ رح
جو کچھ بیچے گئے اسی دعا کی برکت سے دیے گئے اور کمال تقوی اونکے سے ہے کہ اونھون نے بکری کا گوشت کھانا
چھوڑ دیا جبکہ سنا کہ ایک بکری کوفہ مین گم ہوگئی ہے یہانتک کہ اوسکی ہوت کا اعلام ہوگیا اور وہ بکری ہوت کو
طریقون اونکے سے حصر مناقب اونکا اوس سے نہین ہے بلکہ یہ بیان ایک قطرہ اوس سمندر کا ہے جسکے ساحل کا
پتا نہین اور اونھون نے عشا کے وضو سے چالیس برس صبح کی نماز پڑھی پس کہا گیا اونسے کس سبب سے آپکو اس عبادت
قوی کیا کہا میںنے اللہ سے ساتھ اسکے دعا مانگی تھی جسکا مجموع دو آیتین ہین ایک قولہ تعالی وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلَّا أَن قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ تک
دوسری قولہ تعالی شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ تک
اور دوسری ثم اول علیکم من بعد الغم الایہ سورہ آل عمران مین اور اگر تو نجات کا آخرت مین ارادہ کرے
یہ اعتقاد رکھنا کہ ہر ایک ائمہ مجتہدین اور علمای عاملین سے ہدایت اور رضای الہی پر ہین اور سب باجور ہین تمام
حالات مین باتفاق ائمہ نقل اور برہان اور تحقیق روایت کی ہے یہقی نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جو چیز تمکو کتاب اللہ کی جانو عمل کرو اوسپر اور اوسکے ترک سے نہ پہونچا پس اگر کتاب مین نہ ہو تو سنت
اعتبار کرو اور اگر سنت نہو تو جو میرے اصحاب کہین کہ تحقیق اصحاب میرے مثل ستارونکے ہین آسمان مین پس
جسکی پیروی کروگے ہدایت پاجاوگے اور اختلاف اصحاب میرے کا واسطے تمہارے رحمت ہے اور کہا
امام ابو یوسف نے نہین دیکھا میںنے کسیکو زیادہ جاننے مین تفسیر حدیث کو امام ابو حنیفہ رح سے اور تھے وہ زیادہ بتفسیر
مین مجھسے اور امام ابو حنیفہ رح نے وہ کام کیے کہ دوسرا اوس سے عاجز تھے اور باوجود اسکے حاسدین اونکے بہت ہوے
اور یہ سنت اللہ کی ہے اپنی مخلوق مین ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا اور بسبب دقت قیاسات
اونکے کے مرنی شاگرد امام شافعی کے اونکے کلام کو نہ سمجھا کرتے یہانتک کہ اونکے بھانجے امام طحاوی نے
اس بات سے برانگیختہ کیا کہ مذہب شافعی سے انتقال کرکے مذہب حنفی اختیار کیا **فصل بارھوین** اون صفات
مین ہے جنسے امام ابو حنیفہ رح اپنے بعد والونپر ممتاز تھے اور وہ صفات بہت ہین بعض اونمین سے

حدیث مین وی ہی جسکو ابونعیم نے حلیہ مین ابوہریرہ رض کی روایت سے بیان کیا ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اگر علم ثریا پر ہوتا تو فارس کے لوگ اوسکو لے لیتے اور شیرازی نے القاب مین اس حدیث کو
قیس بن سعد بن عبادہ رض کی روایت سے بیان کیا ہی کہ کہا اونھون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اگر علم ثریا پر معلق ہوتا تو ایک قوم فارس کی اوسکو لیتی اور ابوہریرہ رض کی حدیث مین جو بخاری اور
مسلم مین آئی ہی پس لفظ بخاری کے یہ ہین کہ اگر ایمان ثریا کے پاس ہوتا تو لوگ فارس کے لے لیتے اور لفظ
مسلم مین یہ ہی کہ اگر ایمان نزدیک ثریا کے ہوتا تو البتہ ایک شخص فارس کا جاکر اوسکو لے لیتا اور حدیث
قیس بن سعد مین جو معجم کبیر طبرانی مین مذکور ہی اس لفظ سے کہ اگر ایمان معلق ثریا پر ہوتا تو اوسکو فارس کے
لوگ لے لیتے اور دوسری حدیث اسی کتاب مین ابن مسعود رض کی روایت سے ہی کہ کہا اونھون نے فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر دین ثریا پر معلق ہوتا تو البتہ لوگ فارس کے اوسکو لے لیتے یہ اصل صحیح ہی کہ اسپر بشارت اور
فضیلت مین مثل دو حدیثون پہلی کے جو دونون امامونکے حق مین وارد ہین اعتماد کیا جاتا ہی اور حدیث
موضوع کی کچھ حاجت نہین انتہی اور خیرات الحسان مین ہی وَمِمَّا يَصْلُحُ لِلْاِسْتِدْلَالِ بِهٖ عَلٰى اَعْظَمِ
شَاْنِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ مَا رُوِیَ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ رُفِعَ زِيْنَةُ الدُّنْيَا سَنَةَ
خَمْسِيْنَ وَمِائَةٍ یعنی اوس چیز سے جو صلاحیت استدلال کی رکھتی ہی اوپر عظمت شان امام ابوحنیفہ رح کے
وہ حدیث ہی جو روایت کی گئی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے اوٹھا لیجائیگی
زینت دنیا کی سن ڈیڑھ سو مین انتہی **قال** اور ایک غالی نے امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والونکو
یہ دیتے ہین کہ امام اعظم کی بزرگی اور ایمہ پر اسلیے زیادہ ہی کہ اونھون نے چالیس برس تک ایک وضو سے نماز
عشا اور صبح کی پڑھی ہی اور ہر شب مین ہزار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اس بات کو خطیب نے تاریخ بغداد مین
نقل کیا ہی اور طحطاوی مین ہی کہ جس مقام پر امام اعظم نے وفات پائی ہی وہان اونھون نے ستر ہزار ختم کیے یہ سو
جواب اسکا دو طرح پر ہی اول یہ کہ یہ بات بالکل غلط اور واہیات اور موجب مذمت امام اعظم کے ہی
نہ یہ کہ اونکی تعریف کی باعث ہو اونھون نے جو اپنے آپکو ایک بھاری تکلیف اور مشقت مین ڈال رکھا تھا
کیا اونکو اتنی بھی خبر نہ تھی کہ یہ بدعت ہی کیونکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بھر مین کبھی شب کو تیرہ

خیرات الحسان

دیئے اور عذر کیا اور فرمایا اسوقت ہمارے پاس ہوتا تو بوجہ تعظیم قرآن کے اس سے زیادہ دیتے اور کہا کہ
معروف نے کسیکو بیشت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں زیادہ اچھی خصلت کا امام ابو حنیفہ رحمہ سے نہیں دیکھا اور
حماد کیے نے کہا مجھے امام ابو حنیفہ رحمہ نہیں مالک ہوا میں چالیس برس سے زیادہ چار ہزار درہم کے دیتا رہا
خارج کر دیا اور فقط چار ہزار کو رکھتا ہوں بوجہ فرمانے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کہ چار ہزار اور رکھے کم اوسکا نفقہ
اور امام ابو حنیفہ رحمہ اپنے قرضداروں کے درخت کے سایہ میں نہیں بیٹھتے تھے اور کہتے تھے جو قرض کی منفعت کھینچے پس وہ
ربا ہے اور جب امام صاحب نے وفات پائی تو حسن بن عمارہ قاضی بغداد نے انکو غسل دیا اور ابو جعفر بن
ابن واقد ہروی نے پانی ڈالا اور جب حسن بن عمارہ غسل سے فارغ ہوئے تو کہا رحم کرے اللہ تم پر تیس برس سے
برابر روزے رکھتے تھے اور رات کو چالیس برس سے نہیں لیٹے اور تم آپ فقیہ تر ہمارے اور عابد تر اور زاہد تر اور
جامع تر خصلتوں خیر کے ہمارے اور نہیں فارغ ہوئے تھے غسل سے مگر اہل بغداد بیشمار مخلوق جمع ہو گئے تھے کہ سوائے
خدا کے کسیکو گنتی نہیں معلوم تھی گیا کہ وفات اونکی کی ندا کر دی گئی تھی اور جنازہ پڑھنے والوں میں سے بعض نے
کہا ہے کہ پچاس ہزار آدمی تھے اور بعض نے کہا ہے اس سے بھی زیادہ تھے اور چھ مرتبہ نماز پڑھی گئی اخیر میں اوسکے
حماد نے پڑھی اور بسبب شدت ازدحام کے عصر تک دفن پر قدرت نہ ہوئی اور آدمیوں نے بیس رکعت تک انکی نماز
پڑھی اور وصیت کی تھی کہ مقبرۂ خیزران میں جانب شرقی دفن کیا جاؤں کیونکہ زمین اوسکی بسبب
غصب کی ہوئی نہیں ہے اور جب ابن جریج فقیہ مکہ اور شیخ الشیخ امام شافعی کو خبر پہونچی انا للہ وانا الیہ راجعون
کہا اور فرمایا کیسا بڑا عالم چلا گیا اور جب شعبہ کو خبر پہونچی انا للہ کہا اور کہا کوفہ کا نور علم کا بجھ گیا اور آگاہ ہو
تم اب کبھی وہ لوگ مثل اونکے کسیکو نہیں دیکھینگے اور بعد مدت مدید کے بادشاہ ابو سعید مستوفی خوارزمی نے اونکی
قبر پر ایک بڑا قبہ بنوا دیا اور اوسکے پہلو پر ایک مدرسہ طیار کرایا اور صدقۃ المقابری کہ وہ مستجاب الدعوات تھے
روایت ہے کہ جب امام ابو حنیفہ رحمہ دفن کیے گئے تو اونھوں نے ہاتف غیب کی آواز سنی رات بھر سنی کہ کہتا تھا
فقاہت جاتی رہی پس نہیں فقیہ ہے واسطے تمہارے پس رحم کرے تم پر اللہ اور جو تم خلف وفات پانے والے تھا
پس کون ہے ایسا کہ رات بھر جاگے اور بعض نے کہا ہے شب انتقال میں جنات روتے اور لوگ آواز اونکی سنتے
اور کسی شخص کو نہیں دیکھتے تھے **فصل چونتیسویں** ادب کرنے میں امامون کے امام ابو حنیفہ رحمہ

صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے یہانتک کہ پیر آپکے پھٹ جاتے تھے انتہی و علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ
میں لکھتے ہین کہ ابن بطال نے کہا ہی کہ اس حدیث سے مفہوم ہوتا ہی کہ انسان اپنے نفس پر شدت عبادت
اختیار کرے اگر چہ بدن اوسکے کو نقصان کرے اسلیے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو کیا باوجودیکہ
آپ جانتے تھے کہ مغفور ہوگئے ہین پس جو شخص اسکو نہ جانتا ہو خصوصاً جسکو بخوفی استحقاق نار سے
نہ ولی ہوا اوسکو بدرجہ اولی چاہیے اور موقع اس عبادت کا جیسا کہ حافظ ابن حجر نے کہا ہی جبتک کہ
طبیعت کے ملالت کو نہ پونہچادے اسلیے کہ حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور احوال سے کامل تھا
پس آپ اپنے پروردگار کی عبادت سے ملول نہین ہوتے تھے اگر چہ بدن کو ضرر ہوتا تھا بلکہ ثابت ہوا ہی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے میری آنکھونکی ٹھنڈک نماز مین کی گئی ہی چنانچہ نسائی
انس رض کی روایت سے اوسکو بیان کیا ہی پس اور شخص جب ملالت طبعی کا خوف کرے اوسکو لائق ہی کہ اپنے نفس کو
تکلیف مین نہ ڈالے انتہی اور اگر معترض صاحب کی یہ غرض ہی کہ تمام رات جاگنا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے ثابت نہین ہوا تو سنیے مسلم اور ابو داؤد وغیرہ مین عائشہ رض سے روایت ہی کَانَ النَّبِیُّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ الْاَوَاخِرُ مِنْ رَمَضَانَ اَحْیَی اللَّیْلَ وَاَیْقَظَ
اَھْلَہٗ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عشرۂ اخیر رمضان شریف کا
آتا تو تمام رات جاگتے اور اپنی اہل کو جگاتے اور ازواج سے قربت نکرتے انتہی اور صحیح ابن حبان
وغیرہ مین عطا تابعی سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے مینے عائشہ رض سے عرض کیا کہ مجکو زیادہ تعجب خیز
بات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھی ہو بتلائیے اونھون نے فرمایا کونسا امر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا قابل تعجب نہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میرے پاس آئے پھر فرمایا مین
اپنے پروردگار کی عبادت کرلون پس کھڑے ہوئے اور وضو کیا پھر کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگے پھر
روئے یہانتک کہ آنسو آپکے سینے پر بہے پھر رکوع کیا پس روئے پھر سجدہ کیا پس روئے پھر سر اوٹھایا
پس روئے پس اسیطرح کرتے رہے یہانتک کہ بلال رض نماز کی اطلاع کو آئے مینے کہا کس چیز نے آپکو رلایا
حال آنکہ آپکے تو گناہ مقدم اور موخر اللہ نے بخش دیے ہین فرمایا کیا مین بندۂ شاکر نہین ہون انتہی

اعتیاط تھی اور زہد و اتقا مین آپکا کتنا بڑا رتبہ ہو اکہ آجتک مثل اونکا نظر نہین آیا کہ فقہ اکثر تابعی ہونے کے
اسقدر فضائل و کمالات کسی مین نہ تھے ابن امت محمدیہ پر اونکا بہت بڑا تفضل و احسان ہو اور پھر باینہمہ
علم مناقب و محاسن اجتہادی اونکے کے اونکو نہ ماننا اور بُرا جاننا محض جہالت اور تعصب ہے مگر اس سے
اونکا ایک ذرہ بھر نقصان نہوئے پائیگا بلکہ معترض اور طعنہ زن اونکا مصداق خسر الدنیا والآخرۃ
ہو جائیگا ۵ سنو ری فشاند و سگ بانگ میزند مرا چہ جرم خاصیت سگ ہین ہے اور تبییض الصحیفہ
مین امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہین کہ خطیب نے ابو وہب محمد بن مزاحم سے روایت کی ہے کہا اونھون نے
سنا مینے عبداللہ بن مبارک کو کہتے تھے اگر اللہ عزوجل میری اعانت امام ابو حنیفہ رح اور امام سفیان رح کے
واسطے سے نکرتا تو مین مثل عام آدمیونکے ہوتا اور روایت کی ہے بکر بن عبد الجبار نے قاسم بن
عبد الرحمن سے کہا گیا کیا تم راضی ہو کہ امام ابو حنیفہ رح سے علما مومنین سے ہو کہا نہین ہے آدمی کسیکے پاس
کہ زیادہ نفع اوٹھایا ہو مجلس امام ابو حنیفہ رح سے اور خطیب نے احمد بن صباح سے روایت کی ہے کہا سنا مینے
امام شافعی کو کہا اونھون نے امام مالک سے کہا کیا تمنے امام ابو حنیفہ کو دیکھا ہے کہا ہان مینے ایسے شخص کو دیکھا ہے
کہ اگر تجھ سے کلام کرے اس طور سے کہ اوسکو سونے کا ثابت کرے تو اوس شخص کی حجت سے سونے کا ہو جائے
اور خطیب نے محمد بن سعد کاتب سے روایت کی ہے کہا سنا مینے عبداللہ بن داؤد کو کہتے تھے اہل اسلام پر
واجب ہے کہ امام ابو حنیفہ کیواسطے اپنی نمازونمین دعا مانگا کرین اور خطیب نے محمد بن احمد بلخی سے روایت
کی ہے کہا مینے شداد بن حکیم سے سنا کہتے تھے نہین دیکھا مینے زیادہ عالم امام ابو حنیفہ سے اور خطیب نے
یحیی بن معین سے روایت کی ہے کہا سنا مینے یحیی بن سعید القطان کو کہتے تھے نہین سنی مینے اولی علم و
رای امام ابو حنیفہ سے اور جسنے اکثر اقوال اونسے اخذ کیے ہین کہا یحیی بن معین نے کہ یحیی بن سعید
کوفیونکا لیا کرتے تھے اور اونمین امام ابو حنیفہ کا قول اختیار کرتے تھے اور اونکی رای کا اتبا
اور یحیی بن نضر سے خطیب نے روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہ اکثر قرآن شریف کو رمضان
پڑھتے تھے اور روایت کی خطیب نے ابو روادیہ سے کہ اوسی امام ابو حنیفہ کو برکتے والا دوسرے
کرنے والا اور دوسرے اونکے حال سے واقف اور میرے نزدیک واقف اوقت لوگون مین اور محمد بن حفص نے

صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام رات قیام کرنے کی حدیث سے ثابت ہوئی کہ عائشہ رضہ کا قیام کل شب کی نفی کرنا
غالب اوقات پر محمول ہی اسیطرح گیارہ رکعتون سے زیادہ کی نفی غالب اوقات پر محمول ہی ورنہ روایات سابقہ
سے اس سے زیادہ پندرہ رکعت تک ثابت ہی ایسی ذکر کیا اسکو نووی نے شرح مسلم مین اور بعض روایات مین وارد
ہوا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعت رمضان مین بغیر جماعت پڑھی ہین اور سند اوسکی ضعیف
ہی اور دوسرے یہ ہی کہ اگر تسلیم بھی کیا جاے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کل رات قیام نہین کیا اور کل
قرآن ایک رات مین پڑھا اور نہ گیارہ رکعت سے زیادہ پڑھا تو ہم کہتے ہین کہ اسکے مثل اور مشابہت دین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا ہی اور وہ قائم ہونا آپکا یہانتک کہ قدم آپکے ورم کر آئے تھے اور اسقدر بدعت کا
نام اوٹھا دینے مین عبادات شاقہ سے کافی ہی اسلیے کہ بدعت وہ ہی کہ وہ اور نہ مثل اوسکا عہد نبوی مین ثابت
ہو اور یہ اوسمین شرط نہین ہی کہ ہر جزئی جزئیات عبادت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو جاے
اور تیسرے یہ ہی کہ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کی عبادت کو بوجہ شفقت امت کے اختیار
نہین کیا لیکن اوسکو اون لوگون نے اختیار کیا ہی جنکے طریقہ پر چلنے کا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
حکم کیا ہی پس یہ عبادت کیونکر بدعت ہوگی انتہی اور اگر معترض صاحب کو یہ شبہہ ہو کہ صحابہ رضہ سے اس قسم کی
عبادت صادر نہین ہوئی تو اس مرحلہ کو بھی طے کر لیجیے حافظ ابو نعیم اصبہانی حلیۃ الاولیا مین حال
عثمان رضی اللہ عنہ کا لکھتے ہین حدثنا احمد بن جعفر بن حمدان حدثنا عبد اللہ بن احمد
ابن حنبل حدثنی ابی نا محمد بن خالد نا الزبیر بن عبد اللہ عن جدۃ لہ یقال لہا
رهیمة قالت کان عثمان یصوم الدهر ویقوم اللیل الا هجعة من اوله یعنی زبیر بن
عبد اللہ اپنی دادی رہیمہ سے روایت کرتے ہین کہ کہا اونھون نے کہ عثمان رضہ ہمیشہ روزہ رکھتے اور تمام رات
قیام کرتے مگر قدر رے اول شب مین آرام کر لیتے حدثنا ابراهیم بن عبد اللہ نا محمد بن
اسحق نا قتیبة بن سعید نا ابو عوانة عن عبد اللہ بن محمد عن عثمان بن عبد الرحمن
التیمی قال قال ابی لاغلبن اللیلة علی المقام فلما صلیت العتمة تخلصت الی
المقام حتی قمت فیه فبینا انا قائم اذا رجل قد وضع یدیه بین کتفی فاذا عثمان

مگر بڑے تعصب اور بڑے جاہل نے اور طعن کرنے والا اگر محدث یا شافعی ہوگا تو ہم اوسپر اونکے مناقب کی
کتابین جو اوسکے علمای مذہب نے تصنیف کی ہین پیش کرینگے اور اوسکو وہ مناقب امام صاحب سے
جو اوسپر مخفی ہین دکھلا دینگے جیسے جلال الدین سیوطی نے تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ
تصنیف کی ہے اور ابن حجر مکی نے خیرات الحسان فی مناقب النعمان لکھی ہے اور زہبی نے اونکو تذکرۃ
حفاظ مین درج کیا ہے اور اونکی مدح کی ہے اور اونکے رسالہ اونکے مناقب مین لکھا ہے اور ابن خلکان نے اونکے
مناقب اپنی تاریخ مین ذکر کیے ہین اور یافعی نے مرآت الجنان مین مناقب بیان کیے ہین اور حافظ ابن عبد
عبستلانی نے تقریب وغیرہ مین ذکر کیا ہے اور تعریف کی ہے اور امام نووی شارح مسلم نے تہذیب الاسماء
اور امام غزالی نے احیاء العلوم مین مناقب لکھے ہین اور اگر وہ شخص مالکی ہوگا تو اوسکے علما نے جو مناقب
لکھے ہین اونسے اوسکو واقف کرینگے مثل حافظ ابن عبد البر وغیرہ کے اور اگر وہ شخص حنبلی ہوگا تو اوسکے
مذہب کے علما کی تصریحات پر مطلع کرینگے مثل یوسف بن عبد الہادی حنبلی کے جنھون نے تنویر الصحیفہ
مناقب ابی حنیفہ لکھی ہے اور اگر وہ شخص مجتہدین سے ہوگا تو ہم اوسکو مجتہدین اور محدثین کا کلام سنادینگے
اور اگر جامی الامذہب ہوگا تو وہ چوپایون سے ہے بلکہ اونسے بھی زیادہ بھٹکا ہوا ہے اوسکو ہم تعزیر کا مستحق
کرینگے انتہی پس فضائل و مناقب امام صاحب کے بیان کرنے کو ایک فضول کام ہے اس مختصر مین اوسکی گنجائش
نہین اور سوا اسکے ان مناقب کو مقلدین سنکر خوشی سے باغ باغ ہونگے اور منکرین کے دل آتش حسد سے
داغ داغ ہونگے ۵ اندکی باتو بگفتم و بدل ترسیدم کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

قال اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والونکو دیتے ہین کہ جہان کہ حدیثین آپس مین
متعارض ہین وہان امام اعظم نے اوس حدیث پر عمل کیا ہے جسمین احتیاط بھی پائی جاتی ہے اور صحت
بھی زیادہ ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ بہت سی حدیثین ایسی ہین کہ جن پر
امام اعظم نے عمل نہین کیا وہ بہ نسبت اون حدیثون کے کہ جن پر امام اعظم نے عمل کیا ہے صحیح بھی زیادہ
ہین اور احتیاط بھی اونھین پر عمل کرنے مین ہے موجود ہین الخ **اقول** حنفیہ اسکے ہرگز قائل
نہین کہ ہر جگہ احتیاط ہی پر عمل ہے یہ محض معترض صاحب نے خود مغالطہ دیا بلکہ حنفیہ اسکے قائل ہین

ابن ابی زواد نا ابن محمد نا ابو یعلی نا محمد بن الحسین الجرجانی نا زید نا عبد العزیز
عن نافع ان ابن عمر کان اذا فاتتہ صلوۃ العشاء فی جماعۃ احیی بقیۃ لیلتہ
یعنی نافع رح سے روایت ہے کہ ابن عمر رض کو جب نماز عشا کی جماعت سے فوت ہو جاتی تو باقی شب جاگا کرتے تھے
اور تمیم بن اوس صحابی کا حال ابو سعد سمعانی کتاب الانساب میں لکھتے ہیں کان تمیم یختم القرآن
فی رکعۃ یعنی تمیم ایک رکعت میں قرآن ختم کیا کرتے تھے اور اکثر ایک آیت کو تمام رات صبح تک پڑھتے رہتے اور
وہ عباد اور زہاد صحابہ میں سے جنہوں نے اسباب عزت و جاہ سے اجتناب کیا تھا اور عبادت ہی کو
لازم پکڑا حتی کہ انتقال کیا انتہی اور ابن حجر کی فتح المبین میں لکھتے ہیں کان تمیم یختم القرآن
فی رکعۃ یعنی تمیم ختم کرتے تھے قرآن کو ایک رکعت میں انتہی اور شداد بن اوس صحابی کا حال سنیے حلیۃ الاولیا
میں ہے حدثنا ابراھیم بن عبد اللہ نا محمد بن اسحق نا قتیبۃ بن سعید نا الفرج بن
فضالۃ عن اسد بن وداعۃ عن شداد بن اوس الانصاری انہ کان اذا دخل الفراش
یتقلب علی الفراش لا یاخذہ النوم فیقول اللھم ان النار اذھب عنی النوم فیقوم
فیصلی حتی یصبح یعنی اسد بن وداعہ سے روایت ہے کہ شداد انصاری جب بچھونے پر آتے
کروٹیں لیتے نیند اونکو نہیں آتی پس کہتے اللہ میرے خوف نار نے مجھسے خواب کو اوڑا دیا پس کھڑے
ہو جاتے اور نماز پڑھتے یہانتک کہ صبح کر دیتے انتہی اور علی رض کا حال بھی سن لیجیے اقامۃ الحجۃ میں لکھا ہے
انہ کان یختم فی الیوم ثمان ختمات کما ذکرہ بعض شراح البخاری یعنی تحقیق کہ علی رض
ایک دن میں آٹھ ختم قرآن کرتے جیسا کہ ذکر کیا اسکو بعض شراح صحیح بخاری نے انتہی پس عذر کا مقام ہے
کہ جو شے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگرچہ بعض وقت میں ہو اور صحابہ رض سے دائمی ثابت ہو اوسکو
بدعت کہدینا بجز جہالت اور گمراہی کے اور کیا کہا جائے اللہ تعالی ایسے عقیدۂ فاسدہ سے سب مسلمانوں کو
محفوظ رکھے ۵ ای مؤمنو ہان جاہلو ہشیار رہو تم ۶ دجالو مکے فتنوں سے خبردار رہو تم ۷ معترض صاحب

من ذکر کیا اور نہین نکاح مگر ولی سے اور بیہقی حرام ہی ذکر کیا اسکو ابو الفرج نے اور مثل اسی کے امام احمد
اور اسحق بن راہویہ سے مروی ہی انتہی اور امام بخاری کا یہ کہنا کہ یہ حدیث اس باب مین زیادہ صحیح ہی اسکو
مقتضی نہین کہ فی نفسہ بھی یہ حدیث اونکے نزدیک صحیح ہو بلکہ باعتبار اور روایتون کے اوسکو صحیح کہا ہی و قیس ن
طلق کی حدیث کو امام طحاوی نے کہا ہی ھذا حدیث مستقیم الاسناد غیر مضطرب فی اسنادہ و متنہ بخلاف حدیث
البسرۃ لان فیھما اضطرابا یعنی یہ حدیث مضبوط اسناد کی ہی نہین اضطراب ہی اسناد اور متن اوسکے مین
بخلاف حدیث بسرہ کے کہ اوسکی اسناد اور متن مین اضطراب ہی انتہی اور عمرو بن علی الفلاس سے مروی ہی کہا
اونھون نے حدیث طلق عندنا اثبت من حدیث بسرۃ بنت صفوان یعنی حدیث طلق
کی ہمارے نزدیک زیادہ ثابت ہی حدیث بسرہ سے انتہی بلکہ طبرانی اور ابن حزم نے بھی طلق کی حدیث کو صحیح کہا ہی
اور بسرہ کی حدیث مین شیخ الاسلام علامہ عینی نے بنایہ مین بڑی گفتگو کی ہی چنانچہ خلاصہ اوسکا یہ لکھا ہی
وعلی کل تقدیر حدیث بسرۃ معلول وقال فی الامام ھو عند البخاری معلول
یعنی ہر صورت سے حدیث بسرہ کی معلول اور ضعیف ہی اور کہا امام مین یہ حدیث نزدیک بخاری کے معلول ہی انتہی
اور علامہ عینی دوسرے مقام پر لکھتے ہین کہ اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے بڑے صحابہ کے
روبرو تو بیان نہین کیا یہانتک کہ کسی سے نقل اسکی صحیح نہین ہوئی اور بیان کیا تو بسرہ عورت سے حال آنکہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو اری عورت سے بھی زیادہ حیادار تھے انتہی اور باقی جتنی حدیثین اور صحابہ سے مروی ہین اون
سب مین ضعیف اور کذاب راوی بھرے ہوئے ہین چنانچہ تفصیل اونکی بنایہ کے لواحق نواقض وضو سے
ملاحظہ فرمایئے اور اسکے قائل ہین عمر رض اور علی رض اور ابن عباس رض اور عبداللہ بن مسعود اور عمار بن یاسر
اور زید بن ثابت اور حذیفہ بن الیمانی اور عمران بن حصین اور ابو الدرداء اور سعد بن ابی وقاص صحابہ مین اور حسن بصری
اور سعید بن مسیب تابعین سے اور سفیان ثوری کا بھی یہی مذہب ہی **قال** مسئلہ دوم امام حنفی نماز کے اندر
کے ٹوٹنے سے اوس نماز کو از سر نو پڑھنے کے قائل نہین ہین حال آنکہ اس باب مین حدیث صحیح
جو کہ مسند امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ مین روایت ہی علی بن طلق رضی اللہ عنہ سے
اقول یہ محض غلط ہی کہ امام صاحب از سر نو نماز کے قائل نہین بلکہ تمام فقہ کی کتابون مین
نہیں

فقلنا ما كان عمل أبيك فقالت وما رأيتهم فأخبرناها فقالت كان يقوم الليل
خمسين سنة فإذا كان السحر قال اللهم إن كنت أعطيت أحدا من خلقك الصلوة
في قبره فأعطنيها فما كان الله ليرد ذلك الدعاء یعنی سنان اپنے والد سے روایت
کرتے ہین کہا اونھون نے والد مینے ثابت کو قبر مین رکھا تھا اور میرے ساتھ حمید طویل یا دوسرا شخص
تھا یہ شک محمد بن سنان راوی کا ہی پس جبکہ اوپر ہمنے مٹی برابر کردی ایک اینٹ نکل پڑی پس دیکھتے کیا ہین
کہ وہ اپنی قبر مین کھڑے ہوئے نماز پڑھتے ہین پس مینے اپنے ساتھی سے کہا کیا دیکھتا نہین کہا اونھنے چپ
پس جب ہمنے مٹی ڈال دی لوٹ کر اونکی لڑکی کے پاس آئے پس دریافت کیا ہمنے تمھارے والد کونسا
عمل کرتے تھے اونھون نے کہا تمنے کیا دیکھا پس ہمنے اونکو اس واقعہ کی خبر دی اونھون نے کہا پچاس برس سے تمام رات
قیام کرتے تھے پس جب صبح ہوتی کہتے اے اللہ اگر تو نے تیرے مخلوق اپنی سے قبر کے اندر نماز معطا کی ہو پس مجھکو
عطا کرنا پس نہ تھا اللہ کہ رد کردیتا اس دعا کو انتہی اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی مین روایت ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین داخل ہوئے اور رسی درمیان دو کھمبون کے تنی پائی فرمایا یہ کیسی رسی ہی لوگون نے
عرض کیا کہ زینب نماز پڑھتی ہین جب تھک جاتی ہین تو اسکو پکڑ لیتی ہین فرمایا کھول دو چاہیے کہ نماز
جبتک نشاط رہے پڑھے جب تھک جاے بیٹھ جاے انتہی اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ تمام رات نماز پڑھنا
ممنوع نہین بلکہ جسا آدمی کی طبیعت کسلمند ہو جاے اوسوقت نماز کا لطف نہین ایسی نماز کو منع کیا ہی
غرض جہان ممانعت ہی وہان علی الاطلاق ممانعت نہین اور جہان حسب طاقت اجازت دی ہی وہان وقت
نشاط تک مراد ہی مطلقا کثرت عبادت کو بدعت کہنا صریح احادیث صحیح کو باطل کردینا ہی اور بے دلیل الزام
دینا ہی حال آنکہ دعوای بے دلیل قبول خرد نہین ✤ باقی رہا جواب حدیث عبد اللہ بن عمر اور
جماعت صحابہ کا وہ بھی یاد رکھیے داشتہ آید بکار اقامۃ الحجۃ مین لکھا ہی کہ حدیث عبد اللہ بن عمر کا
جواب یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے حال سے معلوم کرلیا تھا کہ وہ جسکا التزام کرنا چاہتے
ہین اوسکی مداومت پر قادر نہونگے پس ہدایت کی اونکو طرف طریقہ رخصت کے اور علت بیان کی کہ
اونکے نفس کے لیے اونپر حق ہی اور اونکی اہل کا اونپر حق ہی اور بایں نظر کہ جب ایسا کرینگے تو آنکھین ضعیف

امام نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں واجابوا عن حدیث الوضوء مما مست النار بجوابین
احدھما انہ منسوخ بحدیث جابر رضی اللہ عنہ قال کان آخر الامرین من رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ترک الوضوء مما مست النار رواہ صحیح رواہ ابوداؤد
والنسائی وغیرھما من اھل السنن باسانید صحیحۃ والجواب الثانی ان المراد
بالوضوء غسل الفم والکفین ثم ان ھذا الخلاف الذی حکیناہ کان فی
الصدر الاول ثم اجمع العلماء بعد ذلک علی انہ لا یجب الوضوء مما مست
النار یعنی جمہور نے اس حدیث الوضوء مما مست النار کے دو جواب دیے ہیں ایک یہ کہ یہ حدیث
منسوخ ہے جابر کی حدیث سے کہا اونھوں نے آخر دو امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ترک کرنا وضو
تھا اوس چیز سے جسکو آگ نے پکایا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے روایت کیا اسکو ابوداؤد اور نسائی وغیرہ
اہل سنن نے اسانید صحیحہ سے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ مراد وضو سے دھونا منہ اور ہاتھوں کا ہے پھر یہ خلاف
جو ہمنے بیان کیا قرن اول میں تھا پھر علما نے بعد کے اس بات پر اجماع کرلیا کہ وضو آگ کی پکی ہوئی
شے کے کھانے سے واجب نہیں ہوتا انتہی اور دوسرے مقام پر اسی کتاب میں لکھا ہے کہ اختلاف کیا ہے
علما نے اونٹ کے گوشت کھانے میں پس اکثر اس طرف گئے ہیں کہ اوس سے وضو نہیں جاتا چنانچہ خلفا
راشدین ابوبکر رضہ اور عمر رضہ اور عثمان رضہ اور علی رضہ یہ چاروں اور ابن مسعود اور ابی بن کعب اور ابن عباس رضہ
اور ابوالدرداء اور ابوطلحہ اور عامر بن ربیعہ اور ابوامامہ رضی اللہ عنہم اور جمہور تابعین اور امام مالک اور امام
ابی حنیفہ اور امام شافعی اور اصحاب ان کے اسی طرف گئے ہیں اور جمہور نے حدیث وضو کا حدیث جابر
جواب دیا ہے کہ آخر دو امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ترک کرنا وضو کا تھا اوس چیز سے کہ جسکو
آگ نے مس کیا ہو انتہی پس ثابت ہوا کہ جمہور صحابہ اور تابعین کا یہی عمل ہے کہ اونٹ کے گوشت سے وضو نہیں جاتا
اور صریح حدیث ناسخ اوسکی بھی موجود ہے پھر کیونکر امام صاحب پر الزام ہو سکتا ہے ہاں اگر کوئی شخص
وضو کرے تو امام صاحب اسکو کہیں منع نہیں کرتے فقط وجوب وضو کو منع کرتے ہیں اسکا ثبوت
ظاہر ہے قیامت تک بھی از قبیل محالات ہے ہاں البتہ اعتراض لایعنی اور ایراد بیمعنی کرنا ان لوگوں کا

کردن وضو کرلیا کردن اور اگر کرنا مین تو سنت ہو جاتا اور امثال اسکے بہت ہین انتہی اور معترض صاحب کے
دوسرے اعتراض کا جواب اقامۃ الحجہ مین یہ لکھا ہی فَاِنْ قُلْتَ بَعْضُ اٰحَادِ هٰذَا الْقِسْمِ لَا يُعْقَلُ وُقُوْعُهَا
كَاِتْمَامِ خَتْمَاتٍ فِيْ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ وَكَاَدَاءِ اَلْفِ رَكْعَةٍ فِيْ لَيْلَةٍ وَنَحْوِ ذٰلِكَ قُلْتُ وُقُوْعُ مِثْلِ
هٰذَا وَاِنِ اسْتُبْعِدَ مِنَ الْعَوَامِّ لٰكِنْ لَا يُسْتَبْعَدُ ذٰلِكَ مِنْ اَهْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاِنَّهُمْ
اُعْطُوْا مِنْ رَّبِّهِمْ قُوَّةً مَّلَكِيَّةً وَّصَلُوْا بِهَا اِلٰى هٰذِهِ الصِّفَاتِ لَا يُنْكِرُهُ اِلَّا مَنْ
يُّنْكِرُ صُدُوْرَ الْكَرَامَاتِ وَخَوَارِقَ الْعَادَاتِ یعنی اگر اعتراض کرے تو کہ بعض مجاہدات کا وقوع
عقل مین نہین آتا جیسے آٹھ ختم دن اور رات مین اور ہزار رکعت ایک رات مین اور مثل اسکے کہتا ہون کہ وقوع
اسکا اگرچہ عوام سے بعید ہی لیکن اہل اللہ سے بعید نہین اسلیے کہ وہ اپنے پروردگار کی طرف سے قوت ملکی عطا کیے
گئے ہین کہ اوسکی وجہ سے ان صفات کو پہونچ گئے ہین نہین انکار کرتا اسکا مگر وہ شخص جو منکر کرامات اور خرق
عادات کا ہو انتہی اور قفال مروزی کا قصہ موضوع گڑھا ہوا ہی چنانچہ خود نواب صاحب اسیر بھوپالی حنفی
معترض صاحب بہت سنزلاتے ہین کشف الباس مین لکھتے ہین صاحب تبصرہ نے فرمایا ہی کہ علمای متاخرین
امامیہ کے واسطے الزام حنفیہ کے ایک حکایت جوڑی ہی کہ ایک شخص نے واسطے تصحیح مذہب ابو حنیفہ کے بلید سے
وضو کیا الی آخرہ چنانچہ منہج الفاضلین ملا محمد باقر مجلسی کے باب دل مین مذکور ہی انتہی حاصلہ و لہذا ملا قاری
نے انکار شدید کیا ہی قصہ قفال نقال کا امام الحرمین پر انتہی اگر کسی صاحب کو زیادہ تفصیل منظور ہو تو
اقامۃ الحجہ تصنیف مجمع الکمالات مولانا ابو الحسنات مولوی محمد عبد الحی صاحب لکھنوی کی ملاحظہ فرماوین
اگرچہ معترض صاحب نے امام صاحب کے بعض حالات کا ذکر کیا لیکن ہم بھی تو چند باتین اونکی کہ جنکے دیکھنے سے
آنکھون مین نور اور دل کو سرور ہو مع کچھ حالات دیگر ہدیہ ناظرین کرین ۵ اگر مدح و ثنا ہر کسی ستودہ شود
تو آن کسی کہ ستودہ بہ بست مدح و ثنا امام محی الدین نووی شارح مسلم تہذیب الاسما مین لکھتے ہین کہا
ابو نعیم نے کہ امام ابو حنیفہ رح اچھی صورت و اچھا لباس و اچھا عمدہ خوشبو والے نیک مجلس کثیر الکرم خوب ملاقات
کرنے والے اپنے بھائی مسلمانون پر تھے اور کہا امام ابو حنیفہ نے مین ابو جعفر امیر المومنین کے پاس گیا پس کہا
اونھون نے آپ نے کس سے علم حاصل کیا کہا مین نے حماد بن ابی سلیمان سے اونھون نے ابراہیم نخعی سے اونھون نے

۵ اقامۃ الحجہ
۵ کشف الباس
۵ صفحہ ۲۶۲
۵ تہذیب الاسما

باشہین معترض صاحب نے سبکو بالائی طاق رکھکر اپنے دل کا بخار خوب نکالا چھوٹا منہ بڑی بات دل
درمعقولات نیز ثوطیار اور عقل و فہم پہ کچھ ضعیف حدیث کو بھی حجت گردانکر اپنی جہالت ظاہر
کرتے ہین یہ سب کج فہمی اور ناانصافی اپکی لامذہبی کی بدولت حاصل ہوئی ہے ؎ ہرچہ خسرد مہار کند در
نمودی دارد ؎ آخر ای باد صبا این ہمہ آوردہ تست ؎ **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث
چلنے والونکو دیتے ہین کہ حدیث پر چلنے والے فقہ کی کتابونکے مسائل کو بُرا جانتے ہین بلکہ بعضے
انکو مردود بھی کہتے ہین الخ **اقول** اس مغالطہ کو معترض صاحب نے حنفیہ کیطرف کیون نسبت کیا خود
مردود مسائل لکھدیے ہوتے مگر وہ کیا کرین عادت پڑی کب چھوٹتی ہے ؎ خوی بد در طبیعتی کہ نشست
نرود جز بوقت مرگ از دست ؎ **قال** مسئلہ اول و دوم کہ ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے وا
نزدیک یہ ہے جو کہ تاریخ الخلفا مین لکھا ہے الخ **اقول** یہ دونون مسئلہ محض بے اصل ہین ہرگز قابل
اعتبار نہین چنانچہ نواب صاحب ایسے بھوپال جنکے قول کو معترض صاحب کالوحی من السماء سمجھتے ہین
اپنی کتاب کشف الالتباس مین لکھتے ہین یہ حکایت جسکا خلاصہ معتبر نہونا کلام کنیز و غلام کا شرع مین
محض بے اصل ہے اسلیے کہ علی الاطلاق عدم اعتبار اونکے اقوال کا محتاج بیان دلیل ہے اور مخالف
قواعد شرع اصل قصہ صحیح اگر معلوم ہو اور وجوہ طعن ظاہر ہون تو کچھ کہا جاوے ؎ مثل الذباب
یرکب کل موضع الا الجروح ؎ کوئی کام سوای عیب جوئی کرام نہین دہرہم فی طعنا شہد یعجبہم سوا
قال مسئلہ سوم اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے نزدیک یہ ہے جو کہ احیاء العلوم مین
لکھا ہے الخ **اقول** یہ حکایت بلا سند قابل حجت نہین احیاء العلوم مین تو بعضی موضوع حدیثین
بھی لکھی ہین اور یہ تو فقط قصہ ہے علاوہ اسکے معترض صاحب نے جو کوئی حدیث بھی تو اسکے مخالف نہین
لکھی اور حنفیہ کیطرف سے یہ جواب ہے کہ اونکا اسپر عمل نہین **قال** مسئلہ چہارم اور ایک مردود مسئلہ
فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے نزدیک یہ ہے جو کہ فتاوای قاضیخان مین لکھا ہے الخ **اقول**
جواب اسکا مسئلہ بست و دوم کے جواب مین موجود ہے **قال** مسئلہ پنجم اور ایک مردود مسئلہ
فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے نزدیک یہ ہے جو کہ فتاوای قاضیخان مین لکھا ہے الی آخرہ

ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے پس اچھی معلوم ہوئی مجکو قرارت اوسکی پس پڑھی ایک منزل کہا مینے اب کوع کریگا
پھر تہائی پڑھا پھر نصف پڑھا پھر اسیطرح وہ شخص پڑھتا رہا یہانتک کہ ایک رکعت مین کل قرآن ختم کر دیا پس دیکھا
مینے تو وہ امام ابوحنیفہ نکلے اور زائدہ سے روایت ہے کہ مینے امام ابوحنیفہ رح کے ساتھ مسجد مین عشا کی نماز پڑھی
اور لوگ چلے گئے اور مجکو اونھون نے نہین جانا کہ مسجد مین ہے اور مینے ارادہ کیا کہ ایک مسئلہ انسے دریافت کرونگا
پس کھڑے ہوئے اور نماز شروع کی پھر قرارت پڑھی یہانتک کہ اس آیت تک پونہچے فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰنَا
عَذَابَ السَّمُوْمِ پس اسی آیت کو دوہراتے رہے یہانتک کہ مؤذن نے صبح کی اذان کہدی اور مین انتظار ہی
مین رہا اور قاسم بن معن سے روایت ہے کہ امام ابوحنیفہ نے تمام رات اسی آیت مین قیام کیا بَلِ السَّاعَةُ
مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ پس بار بار اسی کو پڑھتے تھے اور گریہ و زاری کرتے تھے اور
وکیع سے روایت ہے کہ امام ابوحنیفہ رح جب اپنی عیال کو نفقہ دیتے اوسیقدر خیرات کرتے اور جسوقت
نیا کپڑا پہنتے اوسی قیمت کا اپنے اساتذہ کو پہنا دیتے اور جب اونکے سامنے کھانا رکھا جاتا تو اپنی خوراک سے
دوچند لیکر کسی محتاج کو دیدیتے اور وکیع سے یہ بھی روایت ہے کہ امام ابوحنیفہ رح بڑے امانت دار تھے اور
ہر شے پر اللہ کی رضا مقدم کرتے تھے اور اگر خدا کی راہ مین تلوارین اوپر پڑین برداشت کرتے تھے اور
قیس بن ربیع سے روایت ہے کہ امام ابوحنیفہ رح متقی فقیہ بہت احسان اور صلہ کرنے والے تھے ہر اوس
شخص پر جو اونکے پاس التجا لیجاتا اور نہایت بخشش کرنے والے اپنے بھائیون پر تھے اور بغداد کی طرف مال روانہ
کرتے تھے اوسکا کپڑا خریدا جاتا اور کوفہ مین لایا جاتا اور ہر سال کا نفع جمع کرتے اوس سے اپنے مشایخ محدثین
کی حوائج اور قوت اور لباس خریدتے پھر باقی اشرفیان نفع کی اونکو دیتے اور کہتے انکو تم اپنی حوائج مین صرف
کرو اور نہ تعریف کرو مگر اللہ تعالی کی اسلیے کہ مینے تمکو اپنے مال سے کچھ نہین دیا ہے اللہ تعالی تمھارے واسطے میرے
ہاتھ پر نفع بخشتا ہے پس رزق اللہ مین کسی غیر کو قوت نہین اور ابو یوسف رح سے روایت ہے کہا اونھون نے امام ابوحنیفہ رح
کسی حاجت سے سوال نہین کیے جاتے تھے مگر اوسکو پورا ہی کر دیتے تھے اور عبداللہ بن مبارک سے روایت ہے کہا
اونھون نے کہ مینے سفیان ثوری رح سے کہا کہ امام ابوحنیفہ رح غیبت سے بہت بعید رہتے ہین مینے اونکو نہین سنا
کہ کبھی کسی دشمن اپنے کی بھی غیبت کرتے ہون کہا واللہ وہ بڑے عقیل ہین اپنی نیکیون پر اوس شے کو مسلط

مفصل ہو جو ہے قولہ مسلہ بیجا ہم الخ **اقول** حنفیہ کے نزدیک پسر طلق عمل نہیں بلکہ تمام نجاستون
مین دباغت سے جلد خنزیر اور آدمی کو مستثنی کردیا ہے اور امام ابو یوسف کی طرف یہ جواب ہے کہ کسی حدیث سے
یہ مسلہ ثابت نہین بلکہ حضرات ظاہریہ کیونکر اس مسلہ مین کچھ بھی چون وچرا کرنا نہین چاہیے اسلیے کہ حدیث
مین جو الفاظ ہین اوس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ کسی کا چمڑا ہو دباغت سے پاک ہو جاتا ہے اور کہین حدیث مین
کسی چمڑے کی تخصیص بھی نہین پائی جاتی ہے مسلم مین ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا دُبِغَ الْاِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ یعنی ابن عباس سے
روایت ہے کہا مین نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جب چمڑا دباغت پا جاوے تو
تحقیق وہ پاک ہو جاتا ہے اور ترمذی مین ہے اَيُّمَا اِهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ یعنی جو چمڑا دباغت پا جائیگا
تو تحقیق وہ پاک ہو جائیگا انتہی اور اس حدیث کو ترمذی نے صحیح کہا ہے پس حنفیہ تو امام ابو یوسف کو اس
حدیث کا یہ جواب دیتے ہین کہ قرآن مین اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ آیا ہے اس سے تخصیص کر لیجائیگی
کیونکہ ضمیر غائب کی مرجع خنزیر ہی کا گوشت ہے اور امام ابو یوسف مرجع اسکا لحم لیتے ہین اور حدیث مین عمومیت ہے جو
ہر کسی حدیث مین تخصیص نہین پائی جاتی پس امام ابو یوسف پر تو اعتراض محض بیجا ہے ظاہریہ کو مشکل
پڑ گئی کیونکہ وہ کلیہ اوٹھا کر کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے معنی نہین سمجھتے تھے جو آپ نے ہر کھال مین
دباغت سے حکم طہارت کا دیا یہان نچلے گا پس ضرور ہوا کہ معترض صاحب بھی خنزیر کی طرف ضمیر پھیر کر
اور آیت سے حدیث کی تخصیص کر دینگے گو قاعدہ کلی اوٹھا باقی رہے مگر امام ابو یوسف جو لحم کی طرف ضمیر پھیرتے
ہین اسکا جواب سر محض صاحب کونسی حدیث سے دینگے ذرا سوچین اور گریبان مین منہ ڈال کر دیکھین کہ آپ
سوز فہمی پر بڑھوای حدیث دانی کس برتے پر تنکا پانی سے عاشق ہوئے ہین بار بار کے ہم کس شمار پڑھا جز آوارہ
تو ئی سامان ہی نہین **قولہ** مسلہ نوزدہم تا مسلہ بست و دوم الخ **اقول** یہ مسلہ کسی حدیث کے
مخالف نہین پس اعتراض بیجا ہے **قولہ** مسلہ بست و سوم الخ **اقول** بحث اسکی مسلہ سوم اور بست کے
جواب مین مذکور ہے **قولہ** مسلہ بست و چہارم الخ **اقول** یہ مسلہ بھی کسی حدیث کے مخالف نہین **قولہ**
مسلہ بست و پنجم و ششم الخ **اقول** حدیث موجبہ شبہ کے ساقط ہو جاتی ہے بنا بنچہ مسلہ ششم مسلہ سوم کے

مگر امام محمد اور امام شافعی سے اونکے اوستاد امام مالک نے کہا کہ اللہ عزوجل نے تمہارے قلب پر نور ڈالا ہی اسکو
معصیت سے مت بجھا دینا اور کہا امام شافعی نے جب میں امام مالک کے پاس گیا پس سنا کلام میرا اور ایک ساعت
میری طرف دیکھا اور امام مالک کو فراست حاصل تھی فرمایا تمہارا نام کیا ہی میں نے کہا محمد فرمایا اللہ سے ڈرنا اور معاصی
سے پرہیز کرنا قریب ہی کہ تمہاری ایک شان عظیم ہوگی اور کہا یحیی بن اکثم نے کہ میں نے کسیکو زیادہ عقیل شافعی سے
نہیں دیکھا اور کہا حمیدی نے سردار علمای زمانہ اپنے کے امام شافعی ہیں اور حمیدی کے پاس جب امام شافعی کا ذکر ہوتا
کہتے ہمسے سید الفقہا شافعی نے یہ حدیث بیان کی اور امام شافعی نے روایت کی ہی علمای حجاز اور یمن اور
مصر اور عراق اور خراسان سے چنانچہ دارقطنی اور حاکم اور بیہقی نے اونکا ذکر کیا ہی اور اسیطرح اونھون نے
ذکر کیا اون لوگونکو جنھون نے اونسے روایت کی ہی اور فقہ حاصل کیا ہی مثل احمد بن حنبل اور ابو ثور اور حمیدی
وغیرہ کے اور ابراہیم حربی سے روایت ہی کہ امام احمد بن اللہ تعالی علم اولین و آخرین کا جمع کر دیا تھا اور ہشیم
ابن جمیل سے روایت ہی کہا دوست رکھتا ہون میں کہ میری عمر سے کم ہو جائے اور امام احمد کی عمر میں زیادتی
ہو جائے اور امام ابو حاتم حال امام احمد اور علی بن مدینی سے سوال کیے گئے کہا حافظہ میں دونون قریب ہیں
مگر امام احمد فقیہ زیادہ ہیں اور کہا عمرو بن محمد ناقد نے جب امام احمد کسی حدیث میں میرے موافق ہو جائیں تو
پھر میں پروا نہیں کرتا اوس شخص کی جو مخالفت میری کرے اور کہا امام شافعی نے میں نے امام احمد
سلیمان بن داود ہاشمی سے زیادہ عقیل کسیکو نہیں دیکھا اور کہا قتیبہ اور ابو حاتم نے جب تو کسیکو دیکھے کہ
امام احمد کو دوست رکھتا ہی پس جان لے کہ وہ صاحب سنت ہی اور امام احمد نے حدیث کو سفیان بن عیینہ اور
ابراہیم سعد اور یحیی القطان اور ہشیم اور وکیع سے سنا ہی اور امام احمد سے روایت کی ہی اونکے شیخ عبد الرزاق
نے اور یحیی بن آدم اور ابو الولید اور علی بن المدینی اور بخاری اور مسلم اور ابو داود وغیرہم نے اور کہا
امام شافعی نے اگر امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہوتے تو علم حجاز جاتا رہتا اور کہا حرملہ نے امام شافعی کسیکو
حدیث میں امام مالک پر ترجیح نہیں دیتے تھے اور کہا وہیب بن خالد نے نہیں دیکھا میان مشرق اور مغرب کے کوئی
زیادہ امانت والا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امام مالک سے اور امام شافعی سے باسناد صحیح روایت ہی
کہ زمین پر کوئی کتاب اکثر صواب کی موطای مالک سے نہیں کہا علمانے اس قول کو امام شافعی نے قبل وجود

باہر لیں منقول کے لاکھ میں ہیں کرو اور آپ بنے مت سیان مٹھو ہو ہم ایک نہیں بلکہ تمکو بھی کہو جائینگے ب
باوہ گویوں کی بنا پر بنا ئے کوئی یقین ہے کیونکہ یہ جھوٹ سے کرتے ہیں بچا سکتے ہیں ہیں نہیں سکتے اور ہم تم کو
تسوید بیکار مفت فہمان میں اسکے ہیگن ہے **قولہ** مسئلہ رسی امام الخ **اقول** رد المحتار میں لکھا ہے وکذا فی
فی تفسیر سورۃ المومنین یعنی اس قول کو امام فخر الدین رازی نے تفسیر سورہ مومنین میں لکھا ہے انتہی
اس عبارت کے بعد لکھا ہے قلت ومفادہ انہا افضل من الاقتداء یعنی میں کہتا ہوں کہ مفاد یہ
یہ ہے کہ امامت اقتدا سے افضل ہے انتہی **حاصل کلام** یہ ہے کہ یہ قول کسی حنفی یا شافعی کا نہیں معلوم
ہوتا غالبا کسی غیر مقلد ظاہر یہ کا قول ہوگا اسکے نقل کرنے سے مجھ حنفیہ پر اسکا قائل ہونا لازم نہیں آتا ہے
نزدیک امام کی قرارت کافی ہے اور قرارت خلف الامام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک جہر کا ہے اور
کے نزدیک مقتدی کو قرارت واجب ہے وکل وجہۃ علاوہ اسکے اگر کوئی بنظر احتیاط امامت کیلئے تو
ثوابی مضایقہ بھی نہیں مصنف صاحب نے مطلق مسائل نقل کر دیئے اور کوئی وجہ طعن کی ظاہر نہیں پس
زیادہ تحقیق کرنی ضرور نہیں فقط اتنا کہدینا کافی ہے کہ یہ مسائل کسی حدیث کے مخالف نہیں فمن ادعی
فعلیہ البیان اور بفرض صاحب کا یہ کہنا کہ اس قسم کے مسائل بیشمار ہیں محض غلط ہے چند مسائل
تمام عمر میں بکمال جانفشانی اور تلاش واستعانت غیر مقلدین سے جیسے کچھ اوجھوں نے لکھے ہیں اسی اور انکے
علوم وفہم کی سب قلعی کھل گئی بارہا لوگوں کی اور آپ صاحب تسنیف بن بیٹھے اور دو چار حدیثیں پڑھکر بالکل
ہو اور اجتہاد سراپا فساد کا دم بھرنے لگے ع گدا چون یافت روزی خویش را واند سلیمانی بدہ بالی
سورسنگ آسیا تخت روان باشد **قال** اور ایک مخالط الامام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنیوالوں کو یہ کہتے ہیں
کہ کتاب ہدایہ ہمارے مذہب کی بڑی مقبول اور رائج ہے ہزارہا علماء اسپر بے کھٹکے عمل کیے جاتے ہیں اور اوس کی
روایات پر فتوی دیے چلے جاتے ہیں اور آجتک اوسکے کسی مسئلہ پر بھی کسی شخص نے جرح وقدح نہیں کیا ہے
لیکن حدیث پر چلنیوالے اسکو نہیں مانتے ہیں اور راوی کی کنز حدیثوں کو ضعیف اور بعضکو موضوع اور خلاف قیاس
بتلاتے ہیں سو جواب یہ کہ علماء محققین ہیں سے کتاب ہدایہ کو کوئی بھی مقبول نہیں سمجھتا اور نہ اوسکے سب
مسائل پر کوئی شخص عمل کرنا صحیح جانتا ہے البتہ متعصب حنفیہ لوگ اسکو مقبول بھی کہتے ہیں اور اوسکے تمام مسائل

شاگرد ہین اور امام احمد امام شافعی کے شاگرد ہین اور امام احمد کے امام بخاری اور امام مسلم اور ابو داؤد
شاگرد ہین اور امام بخاری کے امام ترمذی اور امام نسائی شاگرد ہین ۵ امام اعظم کے شاگرد وہ ہین جنکا شاگرد ہونا بخاری
بخاری شافعی مسلم نسائی ترمذی احمد غرض کوئی محدث الا ماشاء اللہ ایسا نہین جسکو امام ابو حنیفہ سے
بلاواسطہ یا بالواسطہ تلمذ حاصل نہو اسیطرح عبداللہ بن مبارک اور وکیع بن جراح کے واسطے سے بھی
یہ دونون بھی امام صاحب کے شاگرد ہین امام بخاری اور مسلم وغیرہما امام صاحب کے بالواسطہ تلمیذ رشید
ہین اسیطرح امام ابو یوسف کے امام احمد اور امام محمد اور یحیی بن معین وغیرہ شاگرد ہین غرض عاقل کے واسطے اتنا بھی
کافی ہے اور متعصب اور بیدین کے واسطے اگر چکتنے ہی سلسلے ہم بیان کرینگے وہ اپنی مرغی کی ایک ہی ٹانگ کہے جائیگا
اور کج فہمی سے باز نہ آئیگا ۵ رہا پڑھا شاگرد ہونا تو کبھی کج فہم کو سعید جانہ پایا ۱۲ اور خیرات احسان ہین
ہے کہ جب امام شافعی بغداد مین داخل ہوئے اور امام صاحب کی زیارت کو گئے اور دو رکعتین پڑھین اور سمعین رفع یدین کیا
اور ایک روایت ہے کہ دو رکعتین صبح کی تحیتہ اور راوسمین قنوت نہ پڑھا پس کہا گیا اونسے فرمایا بسبب ادب اس امام کے
یہ کہ ظاہر کرو نمین مخالفت اونکی حضور یمین اور تلمذ کیا اونسے بڑے مشایخ ائمہ مجتہدین اور علمای راسخین کے
مثل امام جلیل عبداللہ بن مبارک کے کہ جنکی جلالت اور علم اور تقدم اور زہد پر اجماع ہے اور مثل امام لیث بن سعد کے اور
مثل امام مالک بن انس کے اور کفایت کرتے ہین تجلو یہ امر کو مثل امام سعود بن کرام اور زفر اور ابو یوسف
اور محمد وغیرہم کے اور جب عبداللہ بن مبارک کے پاس اونکا ذکر ہوا کہا کیا اوس شخص کا تم ذکر کرتے ہو جسپر دنیا بتمامہا
پیش کی گئی تو اوس شخص نے اوسسے اعراض کیا اور جب ابو جعفر منصور نے دس ہزار درہم حسن بن قحطبہ کے ہاتھ
بھیجے تو امام ابو حنیفہ رح اونکو رد کر سکے اپنے بیٹے حماد کو وصیت کی کہ بعد انتقال کے انکو واپس کر دینا پس
اونھون نے ایسا ہی کیا کہا حسن نے رحمت خدا کی تمہارے والد پر کہ اپنے دین پر بڑے مضبوط تھے اور نہین مشغول ہوئے
امام ابو حنیفہ رح ساتھہ دعوت کرنے اوسکو طرف مذہب اپنے کے مگر بسبب اشتغال کرنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
خواب مین طرف اونکے تاکہ دعوت کرین لوگونکی طرف مذہب اپنے کے پس جبکہ ہوا اونکو اذن تقسیم کیا خزائن زمین کو
اور مستحقین اوسکے کے اور جانا کہ یہ امر متمم الابد ہے پس دعوت کی آدمیونکی طرف اوسکے یہانتک کہ ظاہر ہوا مذہب اونکا اور
پھیل گیا اور کثیر ہوئے مقلدین اونکے اور رسوا ہوئے حاسد اونکے اور نفع بخشا اللہ نے شرق اور غرب اور عرب اور عجم کو اور

جائز ہو جبکہ وہ شی جسکو اسنے ترک کر دیا ہو غیر متعلق اوس سے ہو جسکو اوسنے روایت کیا ہو یا بطور کہ بیان خلل نہ ہو جائے اور دلالت اوسکے چھوڑ دینے سے مختلف نہ ہوتی قولہ حدیث ششم انتہی اقول کہا علامہ عینی نے ھٰذا الحدیث ھٰذا اللفظ غریب وانما رواہ ابو داؤد والترمذی من حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما ولفظہ ان الوضوء لا یجب الا علی من نام مضطجعا فانہ اذا اضطجع استرخت مفاصلہ ورواہ احمد فی مسندہ والطبرانی فی معجمہ وابن ابی شیبہ فی مصنفہ والدارقطنی فی سننہ ورواہ البیہقی فی سننہ ولفظہ لا یجب الوضوء الا من نائم یسیل او قائما او ساجدا لانہ یتصور جنبہ فانہ اذا اضطجع استرخت مفاصلہ یعنی یہ حدیث ان الفاظ سے غریب ہے بلکہ ابو داؤد اور ترمذی نے حدیث ابن عباس سے روایت کی ہے اور اوسکے الفاظ یہ ہیں کہ وضو نہیں واجب ہوتا مگر اوس شخص پر جو سوئے لیٹ کر اسلیے کہ جب وہ لیٹ جاویگا تو جوڑ اوسکے ڈھیلے ہو جاویگے اور روایت کیا اسکو امام احمد نے مسند اپنی میں اور طبرانی نے معجم اپنی میں اور ابن ابی شیبہ نے مصنف اپنی میں اور دارقطنی نے سنن اپنی میں اور روایت کیا اسکو بیہقی نے سنن اپنی میں اور لفظ اوسکے یہ ہیں کہ وضو واجب نہیں اوس شخص پر جو بیٹھکر یا کھڑے ہوئے یا سجدے میں سو جاوے وہ اسلیے کہ جب وہ اپنا پہلو لیٹ جاتا ہے تو جوڑ اوسکے ڈھیلے ہو جاتے ہیں انتہی پس اسمیں بھی صاحب ہدایہ نے بعینہ معنی حدیث کے ادا کئے ہیں پھر فرق نہیں الشاذ کی ابتدا سے فہم مطلب کو سوں دور ہو جاتا ہے بدون مطالعہ کتب فقہای مجتہدین کے حدیث شریف کا مطلب سمجھنا بہت مشکل ہے ۱۲ منہ نائب سورون ہزار کی صورت + بغیر فقہ نہیں اعتبار کی صورت

قولہ حدیث ششم انتہی اقول کہا علامہ عینی نے لم یذکر احد من الشراح اصل ھذا الحدیث وانما قال الاترازی وتبعہ الاکمل ذلیل ما روی عن ابن عباس وجابر بن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال انہما فرضان فی الجنابۃ ونفلان فی الوضوء ولفظ الاکمل سنتان فی الوضوء وقال السروجی واما قول صاحب الہدایۃ بدلیل قولہ علیہ السلام انہما فرضان فی الجنابۃ وسنتان فی الوضوء فلا نعرف قلت رواہ الدارقطنی والبیہقی فی سننہما بما یقارب ذلک من حدیث ابن عباس

پہنچا کہ اونھون نے ایک جماعت صحابہ کو دیکھا ہی چنانچہ ذکر اسکا اوپر گذر چکا ہی اور صحت کو پہنچا ہی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی طریقہ سے کہ فرمایا آپنے خوشخبری ہو اوسکو جسنے مجھکو دیکھا اور اوسکو جسنے میرے
دیکھنے والونکو دیکھا اور بعض اون صفات سے یہ ہین کہ امام ابو حنیفہ رح اوس قرن مین پیدا ہوئے ہین کہ جسکو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بطرق کثیرہ ثابت ہوا کہ بہتر قرنونکا میرا قرن ہی پھر جو لوگ کہ اونکے متصل
ہین اور روایت مسلم مین ہی کہ بہتر آدمیونکا وہ قرن ہی جسمین مین ہون پھر دوسرا پھر تیسرا اور بعض اون
صفات سے وہ ہین کہ اونھون نے زمانہ تابعین مین اجتہاد کیا اور فتوی دیا بلکہ جب اعمش نے حج کا ارادہ کیا
تو امام ابو حنیفہ رح کی خدمت مین کسیکو بھیجا تاکہ امام اونکے واسطے مناسک حج لکھدین اور اعمش کہا
کرتے تھے مناسک حج کے امام ابو حنیفہ رح سے لکھلو کیونکہ مین اونسے زیادہ جاننے والا فرائض اور نوافل حج کا
کسیکو نہین جانتا پس نظر کرو شہادت پر واسطے امام ابو حنیفہ رح کے اعمش جیسے شخص سے اور بعض اون
صفات سے روایت کرنا اکابر شیوخ اونکے وغیرہم کا اونسے مثل عمرو بن دینار کے اور بعض اون صفات
یہ ہی کہ جتنے اونکے اصحاب ہوئے اتنے اصحاب کسیکے بعد اونکے نہین ہوئے چنانچہ پہلے جانا گیا اور کہا ایک شخص نے
نزدیک وکیع کے خطا کی امام ابو حنیفہ رح نے پس جھڑکا اوسکو وکیع نے اور کہا جو اسکو کہتا ہی وہ بڑا گمراہ ہی
کیونکر وہ خطا کرتے حال آنکہ اونکے پاس ایسے فقہ مثل ابو یوسف اور امام محمد اور امام زفر کے اور ایسے
حدیث کے اور نام لیا وکیع نے اونکا اور ایسے لغت اور عربیت کے اور شمار کیا اونکو اور ایسے زہد اور تقوی کے
مثل فضیل اور داؤد طائی کے ہین اور جسکے اصحاب ایسے لوگ ہون وہ شخص خطا نہین کر سکتا اسلیے کہ اگر خطا بھی
کرتے تو وہ اونکو حق کی طرف لوٹا دیتے اور بعض اون صفات سے یہ ہی کہ وہ اول اون لوگونسے ہین کہ
جنھون نے علم فقہ کو مدون کیا اور بابون اور کتابونکی ترتیب دی جیسا کہ آجکے دن موجود ہی اور اتباع
کیا اونکا امام مالک نے موطا اپنے مین اور جو پہلے آئے تھے وہ اعتماد اپنے حافظہ پر کرتے تھے اور وہ
اول اون لوگونسے ہین جنھون نے کتاب فرائض اور کتاب شروط ایجاد کی ہی اور بعض اون صفات سے
منتشر ہونا مذہب اونکے کا اون اقالیم مین کہ سوای اونکے دوسرا طریق نہین مثل ہند اور سند اور روم
اور ماوراء النہر کے اور بعض اون صفات سے خرچ کرنا اپنے نفس پر اور علما وغیرہم پر اپنے ہاتھ کا مال اور

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ وَإِنْ رَأَتْ دَمًا فَلْتَقْرُصْهُ بِشَيْءٍ مِنَ الْمَاءِ وَلْتَنْضَحْ مَا لَمْ تَرَ وَلْتُصَلِّ فِيهِ وَرَوَاهُ
ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي مُصَنَّفِهِ وَرَوَاهُ الْإِمَامُ أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْجَارُودِ فِي
كِتَابِ الْمُنْتَقَى وَفِي رِوَايَةٍ حُتِّيهِ وَاقْرُصِيهِ بِالْمَاءِ وَاغْسِلِيهِ وَصَلِّي فِيهِ وَرَوَاهُ بِاللَّفْظِ
یعنی اس حدیث کی اصل صحیح حدیث میں ہے لیکن اس لفظ سے روایت نہیں کی گئی اور روایت کیا ہے
ابن سکن نے اپنی کتاب صحیح میں اور الفاظ مسلم کے یہ ہیں حدیث ہے اسماء بنت ابوبکر رضی سے کہا وہ عورت
آئی ایک عورت طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس عرض کیا کہ ہم میں سے کسی کے کپڑے پر خون حیض کا
لگتا ہے کیا کرے فرمایا اوسکو کھرچ ڈالے پھر اوسکو دھو ڈالے پھر اوس سے نماز پڑھے اور ایک روایت
ابوداؤد میں ہے کھرچ ڈالو اوسکو پھر پانی سے ملو اوسکو پھر دھو اوسکو اور ایک روایت میں ابوداؤد کی ہے اگر
خون دیکھے پس چاہیے کہ کچھ پانی سے اوسکو ملے اور چاہیے کہ دھووے اوسکو جبتک نہ اوسکا نشان معلوم ہو اور
نماز پڑھے اوس سے اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف اپنی میں اور روایت کیا اسکو امام ابو محمد نے
کتاب منتقی میں اور اوسکی روایت میں ہے چھیل تو اوسکو اور مل تو اوسکو پانی سے اور دھووے اوسکو اور نماز پڑھ
اوس سے اور اوس پر پانی چھڑک دے انتہی پس غور کیجیے کہ صاحب ہدایہ نے وہی مضمون بعینہ ادا کیا ہے مگر ستر صاحب
صاحب فقط ایک ہی ٹکڑہ پر اکتفا کر کے باقی کو چھوڑ گئے **قولہ** حدیث بازدہم انتہ **اقول** کما قال
عینی ھذا الحدیث بھذا اللفظ غریب وقال ابن الجوزی فی التحقیق والحنفیۃ
یحتجون علی نجاسۃ المنی بحدیث روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لعائشۃ
اغسلیہ ان کان رطبا وافرکیہ ان کان یابسا قال وھذا حدیث لا یعرف فی شیء من الکتب التی بایدی الناس نحوا من حدیث عائشۃ قلت عدم المعرفۃ منہ او من غیرہ لا یستلزم نفی وجودہ
غیرہ ان اصل الحدیث فی الصحاح وقد روی مسلم والاربعۃ من حدیث عائشۃ
قالت کنت اغسل الجنابۃ من ثوب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیخرج الی الصلوۃ و
ان بقع الماء فی ثوبہ وقالت ایضا کنت افرکہ من ثوب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فیصلی فیہ اخرجہ مسلم وابوداؤد وروی الدارقطنی والبیہقی عن

کسیکو اور آپ سردار اون لوگونکے ہین جنھون نے فقہ مین تمھارے وقت مین گفتگو کی ہی اونہین کلام
کرتے وہ انکی نسبت مین مگر حسد سے اور کہا حافظ عبد العزیز نے ابو روادکہ جو شخص دوست رکھے امام ابو حنیفہ
کو پس سنی ہی اور جو بغض رکھے اونسے پس وہ بدعتی ہی اور ایک روایت مین ہی کہ درمیان ہمارے اور درمیا
لوگونکے امام ابو حنیفہ رح ہین پس جو شخص اونکو دوست رکھے گا جانینگے ہم کہ وہ اہل سنت سے ہی
اور جو شخص بغض رکھیگا اونسے جانینگے ہم کہ وہ اہل بدعت سے ہی اور کہا خارجہ بن مصعب نے امام ابو حنیفہ فقہا
مثل قطب چکی کے ہین اور مثل اوس صراف کے ہین جو کہ کھوٹے کو پرکھتا ہی اور کہا حافظ محمد بن سیمون نے نہین تھا
زمانہ امام ابو حنیفہ رح مین کوئی زیادہ عالم اور نہ زیادہ متقی اور نہ زیادہ زاہد اور نہ زیادہ عارف اور نہ زیادہ فقیہ
اونسے اور قسم خدا کی نہین خوش آتے مجھکو بعوض سننے میر یکے اونسے ایک لاکھ دینار اور امام صاحب کا نزدیک
داؤد طائی کے ذکر ہوا فرمایا وہ ستارے ہین کہ راہ چلنے والا اونسے ہدایت پاتا ہی اور علم ہین کہ قبول کرتے ہین
اوسکو اول مومنونکے اور کہا خلف بن ایوب نے آیا علم خدا کے طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر اونسے طرف
صحابہ کے پھر اونسے طرف تابعین کے پھر آیا طرف امام ابو حنیفہ رح اور اصحاب اونکے کے پس کیا چاہیے اسپر غصہ
ہو جاے اور کہا گیا واسطے بعض امیہ کے کیا وجہ ہی کہ آپ امام صاحب کے ذکر کے وقت اونھین کی مدح خاص
کرتے ہو اور کی تعریف نہین کرتے کہا اونھون نے اسلیے کہ جیسا اونکا مرتبہ ہی دیا اور نکا نہین اور اس سے
نفع پایا لوگون نے اونکے علم سے پس خاص اونھین کی تعریف وقت ذکر کے کرتا ہون تاکہ لوگ اونکے واسطے
دعا کرنے مین رغبت کرین اور روایتین امیہ کے سوای اسکے بہت آئی ہین اور مصنف کے واسطے اسکا بعض ہی
کافی ہی اور کہا ابو مطیع نے نہین داخل ہوا مین طواف کرنیکو شب مین کسی وقت مگر یہ کہ امام ابو حنیفہ کو طوا
کرتے پایا اور امام ابو حنیفہ رح جب اتکو نماز پڑھتے تھے تو بوجہ رونے کے آنسو نکلنے کے مثل بارش کے آواز
سنائی دیتی تھی اور علامت رونے کی اونکی آنکھون اور اونکے رخسار مین معلوم ہوتی تھی اور امام ابو حنیفہ رح
اپنے بعض حلیسون پر کہ بڑے خراب حستہ دیکھے تو حکم کیا اونکو کہ بیٹھے رہین یہانتک کہ لوگ چلے گئے پس فرمایا
اوس شخص سے جو مصلے کے نیچے ہی اوسکو لیلو پس وہ شخص اوٹھانے لگا تو ایک ہزار درہم معلوم ہوے اور جب اونکے
لڑکے حماد نے سورہ فاتحہ یعنی الحمد ختم کی تو معلم کو پانسو درہم عطا فرمائے اور ایک روایت مین ہی کہ ہزار درہم

کہتے ہین سو جواب اسکا چار طرح پر ہی اول یہ کہ کہ سطنت مین چارون مصلے چارون امامونکے جداجدا علیحدہ
سنہ آٹھسو سات ہجری مین بنیق سے بیچ زمانہ فرج بن برکوک کے بنائے ہین لیکن انکے بنانے اور مقرر کرنیکے
نہ تو حکم خدا نا طق ہی اور نہ حکم رسول الخ **اقول** چارون مصلونکو ناجائز سمجھنا اور حدیث بارجت کی
سند لانا محض غلط اور قیاس مع الفارق ہی جب مذہب چارون امامونکا بالاتفاق حق ہی پھر انکے مصلے
کیونکر بدعت ہو سکتے ہین ہان افراط و تفریط البتہ نہین جس مصلے پر نماز طیار پاوے شریک ہو جاوے
انتظار اپنے امام کا نکرے چنانچہ اکثر الحروف نے سب مصلونپر نماز پڑھی ہی البتہ بعضے صاحب اوسمین اختلاف
کرتے ہین کہ اگر امام مالکی یا شافعی سے نجس پانی سے جو مقدار قلتین سے ہو یا کم ہو وضو کیا یا بچھنے لگوائے
یا حنبلی نے فقط پگڑ پر مسح کیا تو حنفیہ کے نزدیک ایسی صورتونمین نماز فاسد ہو جاتی ہی مگر یہ محض وہم
اور تعصب ہی ہم تو فرقہ ظاہر کے پیچھے بھی بحکم صَلُّوا خَلْفَ کُلِّ بَرٍّ وَّفَاجِرٍ کے برابر نماز پڑھلیتے ہین
البتہ معترض صاحب کا آیت سے استنباط کرنا کہ خدا تعالی وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى
فرماتا ہی تو بجز ایک مصلے کے دوسرا نہونا چاہیے عجیب اجتہاد ہی اگر معاملہ سنجیدہ نہوتا تو قابل تضحیک تھا
کسی مفسر اور کسی مجتہد کو یہ نہین ہوا بھی خاص معترض صاحب کا حصہ ہی اسیوجہ سے ہم کہتے ہین کہ عوام
خصوصًا حضرات ظاہریہ کو ایئہ اربعہ سے کسی امام کی تقلید کرنا بیضرور ہی حدیث کی تہ کو تو خوب پہونچے ہی
تھے اب قرآن پر بھی نوبت آئی خدا خیر کرے معترض صاحب جیسا آپ نے اجتہاد کیا ہی ایک مسئلہ ہمکو بھی سوجھا
ہی کہ عید کی نماز سوای مقام ابراہیم کے اور جگہ جائز نہین اور دلیل اسپر بھی آیت مذکورہ ہی جسسے
معترض صاحب نے مصلے کے معنی امام کے مصلے کے لیے ہمنے مصلے کے معنی عیدگاہ کے لیے علاوہ اسکے
ایک اور مسئلہ اس آیت سے نکلتا ہی کہ کوئی نماز فرض ہو یا نفل سوای مقام ابراہیم کے کسی جگہ جائز نہین پس
جماعت تو ممکن ہی نہین جب بہت سے آدمی ہونگے تو ایک دو کیلے دو کیلے پڑھکر جب فارغ ہونگے پھر دوسرے
کھڑے ہونگے غرض معترض صاحب قرآن مین اس مصلے کے معنی خوب سمجھے اب جسنے اور کہین نماز پڑھی ہوگی
وہ نماز معترض صاحب کے نزدیک جائز نہوگی اور پہلے بنا ہوئے مصلونکے جو نمازین صحابہ نے پڑھی ہین معترض
صاحب نے اپنے اجتہاد سے وہ سب برہم کردین پس اگر جناب اس آیت کے معنی یہ ہین کہ امام کا مصلی ایک ہونا چاہیے

بعد انتقال کے جیسا کہ وہ اونکی حیات مین ادب کرتے تھے اور یہ کہ قبر اونکی ادای حاجات کی
غوث ہی جانتو کہ ہمیشہ علما اور صاحب حاجات اونکی قبر کی زیارت کرتے ہین اور قضای حاجات
مین اونکو وسیلہ کرتے ہین اونمین سے امام شافعی ہین جبکہ وہ بغداد مین تھے تو اونسے مروی ہی فرمایا
اونھون نے مین امام ابو حنیفہ رح کی قبر سے برکت لیتا ہون اور اونکی قبر پر آیا کرتا ہون پس جب کوئی حاجت
مجھکو پیش ہوتی ہی تو دو رکعت پڑھتا ہون اور اونکی قبر کی طرف آتا ہون اور اللہ تعالی سے نزدیک قبر
سوال کرتا ہون تو میری حاجت جلد پوری ہو جاتی ہی اور روایت ہی کہ امام ابو حنیفہ رح نے جناب باری کو
تاوے مرتبہ خواب مین دیکھا ہی پس دل مین کہا اگر اب کی مرتبہ دیکھونگا تو سوال کرونگا کہ خلائق کو اپنے عذاب
سے نجات دے پس دیکھا اور سوال کیا پس قبول کیا اوسکو اللہ نے اور ابو معافی فضل بن خالد سے روایت ہی کہ
مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا پس عرض کیا مینے یا رسول اللہ امام ابو حنیفہ رح کے
علم کی نسبت آپ کیا فرماتے ہین فرمایا یہ وہ علم ہی جسکی لوگونکو احتیاج پڑتی ہی اور مسعر بن عبد الرحمن بصری
سے روایت ہی کہ وہ مکہ مین زمزم کے اور مقام ابراہیم کے قبل فجر سوئے پس دیکھا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو پس عرض کیا یا رسول اللہ آپ انکی نسبت جو کوفہ مین نعمان بن ثابت تھے کیا فرماتے ہین
مین اونکا علم اخذ کرون پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اخذ کرو علم اونکا اور عمل کرو اونکے علم پر
کہ وہ شخص اچھا ہی اور بعض نے اماموں حنبلی المذہب مین سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا
پس عرض کیا یا رسول اللہ مجھکو مذاہب سے مطلع فرمایئے فرمایا مذہب تین ہین پس میرے قلب مین واقع ہوا
کہ امام ابو حنیفہ رح کے مذہب کو بوجہ تمسک رای کے خارج کرینگے پس شروع کیا آپ نے اور فرمایا ابو حنیفہ رح
اور شافعی اور احمد پھر فرمایا مالک رح تھے مین انتہی ملخصا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس بیان سے
تعیین مذہب اور تقلید ایمہ مجتہدین کی ثابت ہو گئی اور غیر مقلدونکو چون وچرا کرنے کی جگہ باقی نہین رہی
ہان البتہ اسکو خواب و خیال سمجھکر اعتبار نکرینگے لیکن رویای صالحہ کے انکار سے منکر جزو نبوت نہ ٹھیرینگے
کہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ سچا خواب نبوت کا ایک حصہ ہی اور نیز اس بیان سے شرف و منزلت امام صاحب کی
تینون ایمہ مجتہدین پر ثابت اور محقق ہو گئی اور دربارہ استنباط مسائل اور احکام شرعی کے آپکو کسقدر

کرا ونکو تقلید کی فرمایش کریں جناب ہیں آپ آسان مسائل پر عمل کیجیے مگر خدارا اپنے اجتہاد پر جا کو دخل
نہ دیجیے جو مسائل ایمہ نے احادیث اور قرآن سے استنباط کیے ہیں اونکو اخذ کیجیے اور اپنی رای سے
کے مطالب کو زیب و زینت نہ دیجئے کبھی تہجد بھی پڑھلیا کیجیے اور کبھی رات بھر عبادت کیجیے جس سے
جسم کو تکلیف ہو اور ہر آناس کر جائیں بس سنت کو بھی ملحوظ خاطر رکھیے زیادہ آسانی کو نہ ڈھونڈھیے
ورنہ رفتہ رفتہ تکلیف شرعی بھی آپکو ناگوار ہونے لگیگی پھر تو فاسے غیر مکلف ہو جاؤ گے انا یاد رکھو کہ مقلد
مکلف رہتے ہیں اور غیر مقلد غیر مکلف ہو جاتے ہیں اسی انتظام کے واسطے غیر مجتہد کو تقلید ضروری ہے کہ
آزادی اور رفع تکلیف کو روکتی رہتی ہے ہمنے بحکم الدین النصیحۃ کے اتنی بات کہدی ہے مانے نہ مانے
آپکو اختیار ہے صلے من انجیہ شرط بلاغ ست با تو میگویم ۔ تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال ۔ قال
اور ایک مخالط امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والونکو دیتے ہیں کہ جسقدر لوگ اس مذہب کے مقلد ہیں
اور کسی مذہب کے کبھی نہیں اور ترمذی میں روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَجْمَعُ اُمَّتِیْ اَوْ قَالَ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ عَلٰی ضَلَالَۃٍ وَیَدُ اللّٰہِ
عَلَی الْجَمَاعَۃِ وَمَنْ شَذَّ شَذَّ فِی النَّارِ یعنی تحقیق اللہ نہیں جمع کریگا امت میری کو یا کہا محمد
امتی کے امت محمد اور گمراہی کے اوپر ہاتھ اللہ کا ہے اوپر جماعت کے اور جو شخص کہ جدا ہے جماعت سے
تنہا ڈالا جاویگا بیچ آگ کے اور ابن ماجہ میں روایت ہے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ یعنی پیروی کرو جماعت
بڑی کی پس تحقیق شان یہ ہے جو تنہا ہوا جماعت سے تنہا ڈالا جاویگا بیچ آگ کے سو جواب اسکا یہ ہے کہ حدیث
یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ کا یہ مطلب نہیں کہ جس طرف بہت لوگ ہوں حق
اور ہدایت پر وہی لوگ ہوتے ہیں اور جس طرف تھوڑے ہوں وہ گمراہ ہوتے ہیں کیونکہ اگر ان حدیثوں کے
یہی معنی لیے جاویں تو پھر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اونکے ساتھ والے نعوذ باللہ منہا سب
گمراہ ٹھیرتے ہیں کیونکہ معرکہ کربلا میں امام حسین کے ساتھ تو صرف بیاسی آدمی مع اونکے اہل بیت اور
خادموں کے تھے اور عمر بن سعد کے ساتھ جو امام حسین کے ساتھ لڑنے کو آیا تھا سو لاکھ سپاہ تھا پس حق

حسن سے اونھون نے سلیمان سے روایت کی ہی کہا اونھون نے اس حدیث کی تفسیر مین کہ نہین قائم ہوگی قیامت
یہانتک کہ ظاہر ہوجاے علم وہ علم امام ابو حنیفہ کا اور تفسیر آثار کی ہی اور بشر بن موسی سے روایت ہی کہا اونھون
نے ہمسے حدیث ابو عبد الرحمن مقری نے بیان کی اور جب وہ امام ابو حنیفہ سے حدیث کی روایت کرتے
تو کہتے ہمسے حدیث شہنشاہ نے بیان کی اور ابو غسان سے روایت ہی کہا سنا مینے اسرائیل سے کہتے تھے
نعمان اچھے شخص ہین اور شریعت کے احکام کو خوب یاد رکھتے ہین اور خوب سمجھتے ہین اور اونکا خلفا اور
وزرا اور امرا نے اکرام کیا اور مسعر کہتے تھے جو شخص امام ابو حنیفہ کو درمیان اپنے اور درمیان خدا کے
رکھیگا مین امید کرتا ہون کہ پھر وہ کچھ خوف نکریگا اور اسمعیل بن عیاش سے روایت ہی کہا سنا مینے
اوزاعی اور عمری سے دونون کہتے تھے کہ امام ابو حنیفہ مشکلات مسائل کو سب سے زیادہ جانتے ہین اور وفات
اونکی بغداد مین ہوئی اور مقبرہ خیزران مین مدفون ہوے اور قبر اونکی اوس جگہ مشہور ہی زیارت کیجاتی ہی
اور حافظ جمال الدین مری نے تہذیب مین کہا ہی کہ نماز اونپر چھیہ بار پڑھی گئی اور دفن پر تا عصر بسبب
ازدحام کثیر کے قدرت نہوئی انتہی ملخصا اور امام حزری نے جامع الاصول کی دسوین جلد مین لکھا ہی
کہ امام ابو حنیفہ کی نزاہت پر دلالت کرتا ہی پھیلا دینا اللہ کا ذکر اونکے کو تمام جہان مین اور علم اونکے کو
روی زمین پر اور اخذ کرنیکو ساتھہ مذہب اور فقہ اونکی کے اور رجوع طرف قول اور فعل اونکے کے اور یہ اگر سر آلہی اور رضا آلہی
جسکی اللہ تعالی نے توفیق دی ہی تو خدا تعالی اہل اسلام کو اسپر جمع نکرتا اور اونکی تقلید پر اور عمل کرنے
پر ساتھہ رای اور مذہب اونکے کے لوگونکو قریب نکرتا انتہی اور در اساسات اللبیب مین ہی کہ مین کہتا ہون
زیادہ تر قوی دلیل اونکی جلالت شان کی یہ ہی کہ ہزارہا عارف سند اور ہند اور ماوراء النہر وغیرہ کے
واصل بخدا ابو جہ عمل کرنے کے فقہ اونکی پر ہوگئے انتہی اور کشف المحجوب مین ہی کہ معاذ رازی نے
رسول کو خواب مین دیکھا پس عرض کیا مین آپکو کہان طلب کرون فرمایا نزد فلان
بر تعلیق مجدد مین جناب مولانا بحر العلوم ابو الحسنات محمد عبد الحی صاحب
کہ امام ابو حنیفہ کے بیان مناقب جملہ سے عقل انسان کی عاجز ہی اور اونکے
مناقب
ت علماے مذاہب متفرقہ سے کتابین تصنیف کی ہین اور نہین طعن کیا ہی اوپر

جامع الاصول جلد دہم
اللبیب صفحہ ۳۰۷
کشف المحجوب
تعلیق
مجدد
صفحہ ۳۱۲

جمہور کے خلاف ہی اور لیث بن سعد نماز فجر امکنا ف مین بیٹھنے کو مسنون کہتے ہین اور جمہور رات بھی اور سمین
داخل کرنے کو مسنون کہتے ہین اور عطا بن ابی رباح تابعی جو امام شافعی اور امام بخاری و اکثر محدثین
استاذہ مین ہین اور سب ہی ہین اونکو مانتے ہین اونکے نزدیک اگر عید دن جمعہ کے واقع ہو تو فقط عید کی نماز
واجب ہوتی ہی اور جمعہ کی اور ظہر کی نماز اور کچھ واجب نہین جاتے غرض عصر تک اونکے نزدیک کوئی نماز نہین اور
داؤد ظاہری کے نزدیک ماء راکد مین پیشاب کرنا سوا فق حدیث لا یبولن کے جائز نہین مگر پاخانہ
اوسمین پھرنا جائز جانتے ہین حالانکہ اس قول کی طرف کوئی بھی نہین گیا اسیطرح اگر کوئی برتن مین
پیشاب کرے اور شیرے ہوئے پانی مین ڈال دے وہ بھی جائز کہتے ہین ایسے قریب پانی کے پیشاب کرنے اور
بہکر پانی مین چلا جاے یہ صورت بھی اونکے نزدیک جائز ہی حالانکہ تینون صورتین خلاف اجماع ہین اور انکی
دلیل یہ ہی کہ حدیث مین تو پانی کے اندر فقط پیشاب کرنے کی ممانعت آئی ہی اسکے سوا سب صورتین جائز
ہونگی اور قیاس کو مطلقاً حرام جانتے ہین برخلاف جمہور کے کہ وہ از روی قیاس کے اسی حدیث سے
استنباط کرتے ہین کہ جب پیشاب کو منع کیا ہی تو پاخانہ بدرجہ اولی منع ہوگا اور غرض پیشاب کرنے سے
یہ ہی کہ اوسمین کسیطرح سے پیشاب واقع ہو پس حضرات ظاہریہ اس صحیحین کے ظاہر الفاظ کو چھوڑکر فلتہ کی
حدیث ضعیف پر کاہے کو عمل کرینگے پس غور کیجیے کہ یہ مذہب اس مسئلہ مین کل کے مخالف ہی پھر کیا
بعض بعض مسائل سے خلاف جمہور کرنے مین ایسے مجتہدین نعوذ باللہ اس حدیث کا مصداق ہوتے
ہین کوئی جاہل بھی ایسی بات نہین کہیگا مان جو لوگ اپنا نام حدیث پر چلنے والا رکھتے ہین اور اپنے
منہ آپ میان مٹھو بنتے ہین اور محققین اونکو حدیث کے خلاف عمل کرنیوالا سمجھتے ہین ایسے لوگون تک
سواد اعظم سے خارج ہین گو اپنی زبان سے کچھ کہے جائین پس معلوم ہوا کہ جمہور کا طریقہ جو ہمیشہ سے
تقلید چلا آیا ہی اور ہزارہا عارف اور قطب اور ابدال ہر مذہب کے مقلدین ہین خصوصاً حنفی مذہب
اسی فقہ کی بدولت ہوگئے اور علماے محققین نے گو بعض مسائل مین بوجہ مجتہد ہونے کے خلاف کیا ہی
مگر تقلید پہلونکے اقوال کی ضرور کی اپنی طرف سے نیا طریقہ ایجاد نہین کیا حضرات ظاہریہ کے تو وہ نئے
رنگ دکھاے جسکی سواد اعظم مین کہین بو باس بھی نہین جاتی بیشک ایسے لوگ خارج اجماع ہین ایسے بر

کہ مسائل استنباطی مین اکثر احتیاط کی گئی ہے اور جن مسائل مین صریح حدیث ہو جو ہو اونمین احتیاط
اور عدم احتیاط سے کیا علاقہ ہے معترض صاحب کی فہم کے قربان جائیے یہ تو اپکی مطلب دانی
اور پھر اعتراض کس پر امام اعظم صاحب پر ؎ تو خود دی شنوی بانگ دہل ۱۲ رموز سلطانرا چہ آنے
مصنف ابن ابی شیبہ مین اسی قسم کے اسو مسائل موجود ہین معترض صاحب نے اکثر وہی نقل
کر دیے ہین حال آنکہ محققین حنفیہ اون احادیث کی پہلے ہی دھجیان اڑا چکے ہین اب سنیے
حدیث طلق کی بسرہ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے اور اگر امام شافعی نے اس حدیث پر بوجہ
نہ معلوم ہونے حال قیس کے عمل نہین کیا مگر معترض صاحب کو تو حال اونکا معلوم ہو گیا ہو گا اونھون نے
صحیح حدیث چھوڑ کر کیون ایسی حدیث پر عمل کیا جسمین بعض محدثین کو کلام ہے اور پھر مزہ یہ ہے کہ
ملعن پر بھی کر بازدہلی اور اگر اب تک قیس کی اونکو بھی خبر نہین تو ہم بتلائے دیتے ہین تقریب التہذیب
مین لکھا ہے قَيْسُ بْنُ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ الْيَمَامِيُّ صَدُوقٌ مِنَ الثَّالِثَةِ وَهُمْ مَنْ
عَدَّهُ مِنَ الصَّحَابَةِ یعنی قیس بن طلق بڑے سچے ہین اور تابعین کے طبقہ وسطی سے ہین جس شخص نے
اونکو صحابہ سے شمار کیا ہے اوسنے وہم کیا ہے انتہی اور تہذیب مین لکھا ہے وَحَدِيثُ مُلَازِمِ بْنِ
عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَدْرٍ أَصَحُّ وَأَحْسَنُ یعنی اور حدیث ملازم بن عمرو کی عبد اللہ بن بدر سے
زیادہ صحیح اور زیادہ حسن ہے انتہی پس اگر قیس ضعیف ہوتے تو ابن حجر عسقلانی اونکو صدوق نہ کہتے
اور ترمذی اونکی حدیث کو جو ملازم سے روایت ہے حسن صحیح نہ کہتے اور علی بن مدینی جو امام بخاری کے
اوستاذ ہین اور احادیث کی علل دانی مین مشہور ہین قیس بن طلق کی حدیث کو بسرہ کی حدیث پر ترجیح
نہ دیتے اور علامہ زیلعی نے تبیین الحقائق مین لکھا ہے وَحَدِيثُ بُسْرَةَ ضَعَّفَهُ جَمَاعَةٌ مِنْهُمْ
يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ ثَلَاثَةُ أَحَادِيثَ لَا تَصِحُّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثُ
مَسِّ الذَّكَرِ وَلَا نِكَاحَ إلَّا بِوَلِيٍّ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ ذَكَرَهُ أَبُو الْفَرَجِ وَمِثْلُهُ عَنْ أَحْمَدَ
بْنِ حَنْبَلٍ وَإِسْحَاقَ بْنِ رَاهَوَيْهِ یعنی اور حدیث بسرہ کی ضعیف کہا اوسکو ایک جماعت نے جنمین تک
یحیی بن معین نے کہا ہے کہ تین حدیثین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح نہین ہوئین حدیث

کہ یہ کہنا تو میری بڑی گستاخی ہے اور ایسے سلف اور خلف کی شان میں بڑی گستاخیاں کرتے ہیں جسکا
بیان نہیں پس معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ اور رسول خدا ان لوگوں سے خوش نہیں ہیں اسلئے کہ اطمینان کی تو نوبت
اصلاً نہیں ہوجاتی انکار اور اعتقاد ہے کہ ایسے غلطی ہوگئی ورنہ اونکی طرف مخالفت حدیث کی نسبت
اور لازم آتی ہے پس جس قوم کی یہ کیفیت ہو وہ کیا خاک حق پر ہوگی پس معلوم ہوا کہ بحکم حدیث
شریف خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم الخ وموافق آیہ السابقون السابقون اولئک المقربون
کے خیریت اور فضیلت متقدمین ہی کیواسطے ہے اور اونہیں کی تقلید میں ہے حق ہے ان متعصب کی باتوں
کو علم دین ہزاروں کوس دور ہے مجھ کو انکی کسی بات کا اعتقاد نہیں تھا تو ہم جانتے تھے کہ شاید ان لوگوں نے
کوئی ناواقفیت ہو مگر اب انکی کتابوں اور گفتگو سے معلوم ہوا کہ ان لوگوں کو نخالی اور خود رائی مذہب ہے جو
وہ مذہب ہے جو ہر ایک حدیث پر چلنے والے کو مقلدین ایسے ہیں اور یہ لوگ فرقہ ظاہر مخالف حدیث
اور پابند ہوا ہوا ہیں انکے قول و فعل سے ایسا بھاگنا چاہیے کہ جیسے کوئی دشمن سے بھاگتا ہے جھوٹی
باتوں سے ان لوگوں کو کچھ باک نہیں ہیں کی کتابوں میں اسقدر حق کو چھپایا ہے کہ جسکا کچھ ٹھکانا نہیں
قوی امید قیامت اسکا کیا جواب دینگے افسوس صد افسوس ظاہر میں تو یہ لوگ پابندی شریعت اور خدا
رسول کی محبت کا دم بھرتے ہیں اور حقیقت میں خلوص دل سے اوپر عمل نہیں کرتے ہیں ۹
قدم بایدانداز طریقت نہ دم کہ بی اصل باشد دمی بی قدم ۱۲ قال اور ایک مغالطہ مقلد امام اعظم کے
حدیث پر چلنے والوں کو یہ دیتے ہیں کہ بموجب حدیث الماء طھور لا ینجسہ شیء یعنی پانی پاک ہے
نہیں ناپاک کرتی اوسکو کوئی چیز پانی کے لوٹے کے اندر اگر کوئی پیشاب ڈالدے تو حدیث پر چلنے والے
اوسکو ناپاک نہیں سمجھتے اور اوس سے وضو کرنا اور اوسکو پینا جائز جانتے ہیں سو جواب اسکا دو طرح پر ہے
اول اس کہ یہ سراسر بہتان ہے حدیث پر چلنے والوں کا یہ قول ہرگز نہیں ہے بلکہ اونکا عقیدہ تو یہ ہے کہ پانی اگر
قلتین کی مقدار یعنی سوا چھ من تول سے کم ہو تو پیشاب وغیرہ نجاست کے پڑنے سے ناپاک ہوجاتا ہے اور
اگر پانی قلتین کی مقدار یعنی تول میں سوا چھ من ہو تو جبتک کہ نجاست کے پڑنے سے اوسکا رنگ مزہ یا
بو نہ بگڑ جاوے یا بو نہ آنے لگے تب تک پاک ہے اور دلیل اسکی یہ حدیث ہے الخ اقول مصنف

استیناف افضل لکھا ہی ہان واجب نہین جانتے پس اگر احتیاط کرتے تو افضل کیون کہتے اور مسلک المختار
مین لکھا ہی ترمذی کہتے ہین کہ امام بخاری کہتے تھے ہی نہین جانتا مین کوئی حدیث علی بن طلق کی سوای
اس ایک حدیث کے اور نہین پہچانتا مین اسکو حدیث طلق بن علی سے اور علت بیان کی ہی اس حدیث کی
ابن قطان نے باینظور کہ مسلم بن سلام راوی مجہول ہی اسیطرح تلخیص مین لکھا ہی انتہی اور برہان شرح
مواہب الرحمن مین لکھا ہی کہ بنای صلوۃ کی حدیث ابن ماجہ نے مرفوع روایت کی ہی اور ابن ابی شیبہ نے بھی
اور اسیطرح عمر رضہ اور علی رضہ اور ابوبکر صدیق رضہ اور ابن عمر رضہ اور ابن مسعود رضہ اور سلمان فارسی رضہ سے
موقوف روایت کی ہی اور علمہ اور طاؤس اور سالم بن عبداللہ اور سعید بن جبیر اور شعبی اور ابراہیم نخعی اور
عطا اور مکحول اور سعید بن مسیب بھی اوسکے اسمین تابع ہوئے ہین اور کفایت کرتی ہی اقوال ان لوگون کی
اور استیناف اسواسطے افضل ہی تاکہ غار خلل سے خالی ہو اور اشتباہ خلاف سے بعید ہو جائے انتہی مسلک المختار
مین ہی حاصل ضعیف کہنے حدیث ابن ماجہ کا یہ ہی کہ اتصال اس حدیث کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک
غلط ہی بلکہ صحیح یہ ہی کہ یہ حدیث مرسل ہی امام احمد اور بیہقی نے کہا ہی کہ صواب مرسل ہی پس نزدیک اوس
شخص کے کہ مرسل کو حجت کہتا ہی جو کچھ اس حدیث مین مذکور ہوا ناقض ہی اور شوکانی نے کہا ہی اس
باب مین ایک جماعت صحابہ سے روایتین ہین اور سب قابل استدلال ہین انتہی غرض ابن ماجہ کی حدیث
مین بوجہ ارسال کے بعض محدثین نے موافق مذہب اپنے کے ضعف کہدیا ہی مگر حنفیہ کے نزدیک بلکہ جمہور علما
کے نزدیک سوای بعض کے مراسیل حجت ہین چنانچہ بارھوین مغالطہ کے مسئلہ چہارم کے جواب مین
مفصل مذکور ہوا وہ اسکے اسقدر صحابہ اور تابعین سے بھی صحیح روایات موجود ہین بہرحال اس
حدیث کو بھی ترجیح ہی جیسا کہ پہلی حدیث کو قوت تھی پس اسکو ضعیف کہدینا صریح مغالطہ ہی **قال**
مسئلہ سوم امام اعظم کہتے کے جھوٹے باسن کو تین بار دھونیکے قائل ہین الخ **اقول** یہ حدیث منسوخ
ہی چنانچہ بحث اسکی بارھوین مغالطہ کے مسئلہ پنجاہ و ہفتم کے جواب مین مفصل مذکور ہی **قال**
مسئلہ چہارم امام اعظم اونٹ کا گوشت کھانیسے وضو کرنیکے قائل نہین حالانکہ اس باب مین یہ دو حدیثین صحیح
موجود ہین الخ **اقول** یہ حدیث ترکوا الوضوء مما مست النار کی حدیث سے منسوخ ہی

عامل بالحدیث ہو کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھتا ہو اگر چہ حدیث ضعیف بھی ہو تو ہم اوسکو بہتر
آرای رجال کے بہتر جانینگے اور مانینگے نہ یہ کہ صحیح اور قوی احادیث کو چھوڑ کر محض رای پر چلین ۵
بین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا چنانچہ مولوی بدیع الزمان لامذہب مگر رکابی مذہب و غیر مقلد مگر مقلد
نواب صاحب سے بھوپال نے اپنی کتاب فتح البیان علی رد مذاہب المقلدین مطبوع لاہور مین ازراہ تعصب اور
نفسانیت کے جابجا لکھا ہی کہ مقلدین نے سنن صحیحہ صریحہ و نصوص قطعیہ محکمہ کو رد کر دیا اور چھوڑ دیا ہی حال آنکہ
اسکے مصداق پورے پورے لامذہب ہین نہ مقلدین انشاء اللہ تعالی اس کتاب کا جواب بھی ذرا ان شکن
عنقریب ہم لکھینگے اور ساری قلعی ان لامذہبونکے بکواس کی کھولدینگے ۵ مثل مشہور جھوٹے کے ہان سنا ہے
جو راست راست بات ہو کہدین ہزار ہین ۔ **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والونکو
دیتے ہین کہ ہم لوگ جو حدیث پر نہین چلتے ہین تو وجہ اسکی یہ بھی ہی کہ حدیث کی کتابونمین بہت سی حدیثین
منسوخ موجود ہین اور ناسخ اور منسوخ حدیثونکو ہر شخص پہچان نہین سکتا اونکو پہچاننا اور اونکو سمجھنا بہت بڑا
ہی کام تھا سو جواب اسکا آٹھ طرح پر ہی اول یہ کہ ناسخ اور منسوخ حدیث کے سمجھنے کا قاعدہ بہت آسان
اور اس قاعدے سے ہر ایک علما بلکہ تھوڑی سی استعداد والا آدمی بھی ناسخ اور منسوخ حدیثونکو سمجھ سکتا ہی اور
اقول معترض صاحب نے نسخ مین سند ظاہر یہ کی لکھکر کفایت کی صاحب براہ است کا قول ہرگز حجت نہین اونکی کتاب حنفیہ کے
سر خلاف اور خالی از تعصب نہین ہا حاصل یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے نسخ کے بارہ مین تصریح نہین آئی ہر فرقہ اپنی دلایل پیش کرتا ہی اور دوسرا اوسکو رد کر دیتا ہی
تمام کتابونمین نسخ کی گفتگو مین کسقدر اختلاف ہی کہ ابتک محققین مین اوسکا فیصلہ نہین ہوا اور کوئی
امر قرار نہین پایا جس سے اطمینان کلی ہو بہت آیتین اور حدیثین ایسی ہین جنمین اختلاف ہی کوئی اونکو
منسوخ کہتا ہی اور کوئی اونپر عمل کر لیتا ہی اسی گفتگو مین بڑے بڑے محقق تمام عمر بحث کرتے رہے
اور کوئی بات طے نہین ہوئی معترض صاحب نے ایک ظاہری کا قول کہین دیکھ لیا بہت خوش ہو گئے
صحیح اور اور
فیصلہ ہو جائیگا یہ قاعدہ بہت آسان ہی ہم کہتے ہین کہ زبان سے کہدینا بہت آسان ہی مگر
اسی ہم کا بھی بار کو سمجھ لینا بہت دشوار امر ہی فقط ان دو قسمونمین حصر کرنا محض غلط اور خلاف عقل اور
امور دیگر
مقصود نہین جاتے

قدیمی بات ہی اس سے کیا ہو سکتا ہی یہ بالکل واہیات ہی کسی بات کا دعوا کرنے والے پر اسکا اثبات بھی لازم سمجھو ورنہ اس بی استعدادی پر مناظرہ نکرو ع نگفتی ندارد کسی باور کار ۔ ولیکن چونکہ تی دلیلش بیار ۔ بلکہ خود جابر رضہ جو راوی وضو کے ہین وہی راوی ترک وضو کو آخر الامرین کہتے ہین غرض حنفیہ پر کسی صورت سے اعتراض ممکن نہین ہان جاہل آدمی جو چاہے کہے وہ معذور ہی **قال** مسالہ نجسہ امام اعظم کے نزدیک شراب کا سرکہ بنانا اور اوسکا کھانا پینا جائز ہی الخ **اقول** بحث اسکی بارھوین مغالطہ کے جواب مسلہ بائیسوین مین مفصل موجود ہی حاجت اکر ربیان کرنے کی نہین ہی ع سخن گرچہ دلبند شیرین بود ۔ سزاوار تصدیق و تحسین بود ۔ چو یکبار گفتی گو باز پس ۔ کہ حلوا چو یکبار خوردند و بس **قال** مسلہ ششم امام اعظم کے نزدیک خانہ کعبہ کی پشت پر نماز پڑھنی درست ہی حال آنکہ یہ بات خانہ کعبہ کی تعظیم کے بھی خلاف ہی اور پیغمبر کی حدیث کے بھی برعکس ہی دیکھو ترمذی اور ابن ماجہ مین روایت ہی ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ کہا منع کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نماز پڑھی جاوے سات جگہ مین الخ **اقول** کعبہ پر نماز پڑھنی مکروہ ہی چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہی اِلَّا اَنَّهٗ يُكْرَهُ لِمَا فِيْهِ مِنْ تَرْكِ التَّعْظِيْمِ وَقَدْ وَرَدَ النَّهْيُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی مکروہ ہی بسبب اسکے کہ اوسمین ترک تعظیم ہی اور تحقیق اوس سے نہی وارد ہوئی ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہی اسیطرح تمام فقہ کی کتابون مین مکروہ لکھا ہی اور خود ترمذی اور ابن ماجہ نے اس حدیث نہی کو باب کراہیت صلوۃ مین لکھا ہی پس معلوم ہوا کہ محدثین کے نزدیک بھی ان مواضع مین نماز مکروہ ہی البتہ اگر حنفیہ بلا کراہت نماز کو درست کہتے تو احتیاط کے منافی تھا اسیطرح مقبرہ اور راستہ اور حمام مین جمہور کے نزدیک نماز فاسد نہین ہوتی بلکہ مکروہ ہوتی ہی علاوہ اسکے یہ حدیث ضعیف ہی چنانچہ ترمذی نے کہا ہی حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ اِسْنَادُهٗ لَيْسَ بِذَاكَ الْقَوِيِّ وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيْ زُبَيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ یعنی حدیث ابن عمر کی اسناد قوی نہین اور تحقیق زبید بن جبیر مین کلام کیا گیا ہی باعتبار حافظہ اونکے انتہی پس اول تو معترض صاحب کو اسکی صحت پر نہ جانی چاہیے تھی اور پھر یہ دیکھنا مناسب تھا کہ نہی اسمین کونسی ہی اور پھر مذہب امام صاحب کا کہ بلا کراہت اونکے نزدیک جائز ہی

یہ سنہ پیش کی ہے اسکو معتزلہ صاحب نے مدیث بھی قبول کر لیا حالانکہ حدیث اور قرآن میں بہت فرق ہے
قرآن کی آیت میں تو بیشک جائز ہے جو لفظ ایقان میں کہا جاری ہو سکتا ہے کہ قطعی کے منسوخ
ہونے کیواسطے قطعی ناسخ یا حکم قطعی سکتا ہو جب نہ پایا جائیگا ہرگز آیت منسوخ نہیں ہو سکتی بر خلاف
حدیث کے کہ اوسمیں بوجہ ظنیت کے استقرار تشدد کی ضرورت نہیں کیونکہ واحد حدیث متواتر کے برابر یقین
معنی ہوتی ہیں خواہ بخاری کی ہوں یا مسلم کی چنانچہ امام نووی حدیث شرح مسلم میں لکھتے ہیں
کہ خبر واحد وہ ہے جسمیں شروط متواتر کی نہ پائی جائیں خواہ راوی اوسکا ایک ہو یا زیادہ ہوں اور اختلاف
ہے حکم اوسکے میں پس جمہور مسلمان صحابہ اور تابعین سے اور بعد اوسکے محدثین اور فقہا اور اصحاب
اصول میں سے یہ ہے کہ خبر واحد ثقہ کی ایک حجت ہے مجتون شرعیہ سے عمل اوسپر لازم ہے اور فائدہ دیتی ہے
ظن کا اور نہیں فائدہ دیتی علم کا اور واجب ہونا عمل کا اوسپر ہمنے شرح سے معلوم کیا نہ عقل سے اور یک
جماعت اس طرف گئی کہ عمل جسستا عقل سے واجب ہے اور جبائی معتزلی نے کہا کہ عمل نہیں واجب ہوتا
جبتک دو آدمی دو سے روایت نکریں اور بعضے کہتے ہیں کہ عمل جب واجب ہوتا ہے کہ چار شخص چار شخصوں سے
روایت کریں اور ایک جماعت اہل حدیث سے اس طرف گئی ہے کہ وہ علم کو واجب کرتی ہے اور بعض اوسکے
نے کہا کہ وہ علم ظاہر کو واجب کر دیتی ہے علم باطن کو واجب نہیں کرتی اور بعضے محدثین اس طرف گئے
کہ جو احاد صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں ہیں وہ تو علم کا فائدہ دیتی ہیں اور احاد نہیں دیتی اور ہم اس قول
اور اسکے ابطال کو پہلی فصلوں میں بیان کر چکے ہیں اور یہ کل اقوال سوای قول جمہور کے باطل ہیں لیکن
قول اوس شخص کا جو علم کو واجب کہتا ہے تو وہ واسطے جس کے مکابر ہے اور کیونکہ علم کا فائدہ دیگا جبکہ
احتمال غلطی اور وہم اور جھوٹ خبر کا اوسمیں راہ پا نہ ہوا ہی انتہی پس معلوم ہوا کہ کسی حدیث کا
خواہ صحیحین کی ہو علم یقینی حاصل نہیں ہوتا لہذا اوسکے واسطے قرائن وغیرہ جبتک نہ پائے نہیں ہو سکتے
باوجود ہونے ناسخ کے عمل کرینگے اور قرینہ ظاہر ہے جو کچھ بخاری اور مسلم میں غلو کیا ہے یہ فقط انکی
تراش خراش ہے جمہور اسکے قائل نہیں **قال** ہمارے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر ارشاد اصحاب کا

اقول قاضیخان نے یہ صورت امام ابو یوسف سے نقل کی ہی اسپر حنفیہ کا عمل نہین جنانچہ قاضیخان
مین اس سے پہلے یہ عبارت موجود ہی اِذَا صَبَّ الطَّبَّاخُ فِی الْقِدْرِ مَکَانَ الْخَلِّ خَمْرًا عَلِیْظًا فَالْحَلُّ لَا
یَطْهُرُ اَبَدًا وَمَا رُوِیَ عَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ اَنَّهٗ یُغْلٰی ثَلٰثًا لَا یُؤْخَذُ بِهٖ کَذَا الْحِنْطَةُ اِذَا طُبِخَتْ
فِی الْخَمْرِ لَا یَطْهُرُ اَبَدًا یعنی جسوقت پکانیوالا ہانڈی مین سرکہ کی جگہ شراب غلیظ ڈال دے پس سب کچھ بھی
پاک نہین ہوگا اور وہ جو امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ اوسکو تین بار جوش دیا جاے سو وہ قابل اعتبار
نہین اسیطرح گیہون جب شراب مین پکائے جائین کبھی پاک نہین ہونگے انتہی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہی کہ
امام ابو یوسف کے قول پر فتوی نہین اور اگر معترض صاحب کا امام ابو یوسف پر اعتراض ہی تو محض بیجا ہی
اسلیے کہ کوئی حدیث اسکی حرمت پر دال نہین اور اگر کسی حدیث مین نہی وارد ہی تو وہ تنزیہی نہی ہی جنانچہ
مسلہ ابست دوم کے جواب مین گذر چکا اور اسی مسلہ پنجم مین جو تیسری صورت ہی اوسکے پاک ہونے مین
کچھ شبہہ نہین تمام نجاسات اسطرح دھونے سے پاک ہوجاتی ہین **قال** مسلہ ششم و ہفتم کہ ایک مردود
مسلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے نزدیک یہ ہی جو کہ فتاوای قاضیخان مین لکھا ہی الخ **اقول**
اسکا جواب بھی مسلہ ابست دوم کے جواب مین مذکور ہی اور جو **اب** مسلہ ہشتم کا تا مسلہ دوازدہم یہ ہی
اگر انکے بعض حنفیہ کا عمل نہین تو معترض صاحب کو مشکل پڑیگی اسلیے کہ کسی حدیث کی مخالفت ان مسائل مین
معترض صاحب ثابت نہین کرسکتے اسیوجہ سے فقط زبانی جمع خرچ پر اکتفا کی ہی **قولہ** مسلہ سیزدہم الخ
اقول حنفیہ کے نزدیک یہ مسلہ مفتی بہ نہین بلکہ اسمین صاحبین کے قول پر فتوی ہی اور امام صاحب کیطرف
سے مسالہ سوم کے جواب مین گذر چکا بلکہ ابن ہمام نے امام صاحب کے قول کو قوی کہا ہی وہان سکے
خوب تفصیل موجود ہی ملاحظہ فرمایئے **قولہ** مسلہ چہاردہم الخ **اقول** اسکی بحث مسلہ چہاردہم کے جواب مین
مفصل مذکور ہی **قولہ** مسلہ پانزدہم الخ **اقول** اگر حنفیہ پر اعتراض ہی تو اونکا عمل اسپر نہین بلکہ
صاحبین کے قول پر فتوی ہی اور اگر امام صاحب پر اعتراض ہی تو جواب اسکا مسلہ ششم کے جواب
مین گذر چکا **قولہ** مسلہ شانزدہم الخ **اقول** اسکی بحث مسلہ پنجم مغالطہ بارھوین کے جواب مین
قرار واقعی مذکور ہی **قولہ** مسلہ ہفدہم الخ **اقول** جواب اسکا مسلہ دوازدہم کے جواب مین خوب

تنبیہ کہ یہ مضمون پہلے صفحہ پر تھا

ماننے پر موقوف رکھا ہی **اقول** ششم یہ جو بعض لوگ بعض حدیثونکو بسبب اپنے مذہب کے خلاف ہونیکے ظن سے یہ کہدیا کرتے ہین کہ خیانہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سو یہ ہرگز قابل اعتبار اور لائق ماننے کے نہین ہی **انتہا اقول** زرقانی کے قول پر معترض صاحب اگر عمل کرتے تو آیت عام کو حدیث آحاد ظنی سے خاص کرتے اور قرآن کے مخالف اگر حدیث آحاد ہو تو اوسپر عمل نکرتے اور اگر ظن سے مراد فقط ظن جعلی ہی تو حنفیہ کسی حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ بغیر حدیث دوسرے نہین کہتے بعد عصر کے نماز کو بوجہ ورود نہی کے خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہتے ہین غرض معترض صاحب نے فقط رطب و یابس جوابات جمع کر دیے ہین اور کوئی اسطرح نہین بیان کیا کہ فلان صورت مین حنفیہ یون کہتے ہین جواب اونکے سے عوام کو یہ مغالطہ ہوتا ہی کہ حنفیہ شاید اسکے قائل ہون حالانکہ حنفیہ ایسے ہرگز نہین بلکہ اصل دور ہین معترض صاحب نے ان جوابات مین مغالطہ کی خوب رعایت کی ہی کہ دوسرا آدمی جانے کہ حنفیہ بھی یہی مذہب ہوگا یہ محض اونپر اتہام ہی وہ ہرگز ہرگز ان احتمالات کے قائل نہین معترض صاحب کی فقط ترانہ ساز گفتگو ہی **اقول** ہفتم جہان دو حدیثونمین آپسمین تعارض معلوم ہو وہان بلا دلیل ایک کو ناسخ اور دوسرے کو منسوخ نکہدیا چاہیے بلکہ جہانتک ممکن ہو اونمین موافقت دینی چاہیے **انتہا اقول** دعوے تطبیق جیسا کہ حنفیہ نے دی ہی کسیکو بھی آجتک میسر نہین ہوئی اور ظاہر ہی کہ انسان محض دعوی ہی سے مدعو ہی وہ مطلق تطبیق نہین جاتے اور یہ ظاہر ہی کیونکر جانینگے کہ اونکی نظر تو صرف الفاظ پر ہی معنی اور مقصود دشمن جانی مین خصوصا امام بخاری اور مسلم کے الفاظ پر تو ایسے کرتے ہین کہ پھر دایان بایان کا بھی لحاظ نہین رکھتے کہ صحابہ کا کیا فعل تھا اور اونھون نے اس حدیث پر عمل کیا ہی یا نہین بلکہ ایسے مجتہدین نے اس حدیث کے کیا معنی لکھے ہین اور جہان امام بخاری اور امام مسلم کی روایت ہی کی وہان اونکی نظر مین کیسے ہی دوسری روایت صحیح ہو تطبیق تو درکنار بلکہ فورا اوسکے مقابل انکار کر بیٹھتے ہین اور یون اعتقاد رکھتے ہین کہ ان کے دونو خلاف جس کسی نے جو کچھ کہا سب مردود ہی گویا صحت کو منحصر اسیطرح سمجھتے ہین اگر صحیحین کی کوئی حدیث موافق ہوتی ہی تو اوسکو حجت گردانتے ہین اور اگر کوئی حدیث اسکے مخالف ہوگی اور وہ بھی فقط اونکی رائے قاصر مخالف ہی محققین کے نزدیک مخالف نہین اور تطبیق بھی اوسکی موجود ہی تو یہ لوگ اوس حدیث کو ہرگز نہین مانتے

جواب اسمین تفصیل اسکی موجود ہی **قولہ** مسئلہ بست و ہشتم الخ **اقول** سمین تو اشارہ کرا ہیت موجود ہی
اس سے زیادہ کسی حدیث سے ثابت نہین ہوتا **قولہ** مسئلہ بست و ہشتم الخ **اقول** یہ مسئلہ بھی کسی حدیث
کے مخالف نہین **قال** مسئلہ بست و نہم اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے نزدیک
یہ ہی ہو کہ درالمختار شرح در المختار مین لکھا ہی الخ **اقول** حالت اضطرار مین جب خوف جان ہوتا ہو
تو حرام تو درکنار زبان سے کلمہ کفر بھی کہنا جائز ہی اسیطرح جو دوا حرام ہو اگر اوسمین شفا منحصر ہو اور کوئی
ابقای جان کے واسطے دوا میسر نہو تو اوسوقت اوسکا استعمال کسی حدیث کے مخالف نہوگا مگر یہ صورت
فرضی عدیم الوجود ہی اسیواسطے لفظ افیہ کو شفا پر مقدم کیا ہی جس سے حصر ثابت ہوتا ہی علاوہ اسکے بول سے
مراد بول انسانی لینا کیا ضرور ہی بلکہ پیشاب اونٹ اور بکری کا بھی ہو سکتا ہی گو حنفیہ کے نزدیک بلا ضرورت
اس پیشاب کا استعمال بھی درست نہین کیونکہ وہ حدیث غیر بین اور حدیث بول ما یوکل لحمہ کو
حدیث استنزھوا عن البول سے جسکو حاکم نے ابوہریرہ رضی سے روایت کیا ہی منسوخ کہتے ہین مگر ظاہر ہی کہ
نزدیک تو یہ حدیثین منسوخ نہین انکو تو اعتراض ہم پر کسی صورت سے نہین پہونچ سکتا خود معترض صاحب نے
مسئلہ بیجاہ و ششم مین حدیث غرنیین بخاری اور ترمذی سے نقل کی ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ بلا ضرورت
بھی اونکے نزدیک انکا پیشاب پینا دوا کے لیے جائز ہی یہ عجب معاملہ ہی کہ اپنے معمولات کے اعتراض اور
دوسرونپر اعتراض ؎ لاذہبو بمین شرم کا کچھ بھی اثر نہین ؎ ہی اعتراض اورونپر اپنی خبر نہین ؎
چنانچہ دارقطنی اور مسند امام احمد مین ہی عن البراء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا باس ببول ما یوکل لحمہ یعنی براء بن عازب سے روایت ہی کہا اونھون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے نہین مضایقہ ہی پیشاب اوس چیز کا کہ کھایا جاتا ہو گوشت اوسکا انتہی اور جابر رضی کی روایت
مین ہی ما اکل لحمہ فلا باس ببولہ یعنی جس شے کا گوشت کھایا جاوے پس نہین کچھ مضایقہ اوسکے
پیشاب مین انتہی اسیوجہ سے امام مالک اور امام احمد کے نزدیک اونٹ اور بکری کا پیشاب پاک ہی اور جمہور کے نزدیک
یہ حدیث اوسی حدیث مذکور سے منسوخ ہی پس معترض صاحب کا اعتراض محض لغو اور بے اصل ہو گیا
اگر کوئی حدیث لکھتے ہین تو کوئی آیت فقط اپنی زبانکو روکو قلم مین کافی سمجھتے ہین اس سے کیا ہوتا ہی

جابر سأل النار من خلفه قياما ومن امامه بالعشي وامانا جاز بالنهار لا حرج من فعل
النبي صلى الله عليه وسلم يعني كما سيد سي فرمايا رسول الله صلى الله عليه وسلم كا كه جب نماز پڑھے
تو تم بھي جيكر نماز پڑھو قبل اسكے كه سامنے سے سورج نكلے پھر آنحضرت صلى الله عليه وسلم نے بيٹھكر نماز پڑھي اور ذبح
كيے ہوئے اونٹ كے گھٹنے سے پيچھے تھے نہيں حكم كيا اوسكو ٹوٹنے كا اور نہيں اخذ كيا جاتا مگر آخر فعل رسول الله صلى الله
عليه وسلم كا انتهى اور مسلم شريف ميں ہے عن ابن المغفل قال امر رسول الله صلى الله عليه وسلم
بقتل الكلاب ثم قال ما بالهم وبال الكلاب ثم رخص في كلب الصيد وكلب الغنم
يعني ابن مغفل سے روايت ہے كہا اونھوں نے حكم ديا رسول الله صلى الله عليه وسلم نے كتوں كے مارڈالنے كا
پھر فرمايا اونے اوكتوں سے كيا علاقه پھر رخصت دي كه شكاري اور ريوڑ كے كتے ميں انتهى اور
شرح مسلم نووي ميں ہے ذكر مسلم رحمه الله تعالى في هذا الباب الاحاديث الواردة
بالوضوء مما مست النار ثم عقبها بالاحاديث الواردة بترك الوضوء مما مست النار
فكانه يشير الى ان الوضوء منسوخ وهذه عادة مسلم وغيره من ائمة الحديث
يذكرون الاحاديث التي يرونها منسوخة ثم يعقبونها بالناسخ يعني امام مسلم رحمه الله نے جو حديثيں
ذكر كيں جنميں مما مست النار سے وضو واجب ہے پھر اوسكے پيچھے وہ حديثيں بيان كيں جنميں ترك وضو ہے
پس گويا وہ اشاره كرتے ہيں طرف اسكے كه وضو منسوخ ہے اور يہ عادت مسلم وغيره ائمه حديث كي ہے كه اول
منسوخ احاديث كو روايت كرتے ہيں اوسكے بعد ناسخ احاديث لاتے ہيں انتهى غرض اس قسم كي بہت
حديثيں منسوخ موجود ہيں چنانچه حضرت عائشه رضه اور داؤد ظاہري كے نزديك حيواني ميں بھي وضا نا
ہوجاتا ہے اور جمہور كے نزديك يه حديث منسوخ ہے يا اسے مورد ميں خاص ہے اسي طرح لا تحرم المصة ولا
المصتان كے حديث بھي جمہور كے نزديك سواي شافعيه كے منسوخ ہے اسيطرح اونٹ كا گوشت
كھانے سے وضو جاتا رہے كي حديث جمہور كے نزديك سواي حنابله كے منسوخ ہے اور بنايه ميں لكھا ہے عن ابن عباس
قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يرفع يديه كلما ركع وكلما رفع رأسه عمار
الى افتتاح الصلوة وتركها سوى ذلك وعن ابن الزبير انه راى رجلا يرفع يديه

عمل کرنا بھی صحیح جانتے ہین الخ **اقول** معترض صاحب کو جب اعتراض ہو نہ تھا کہ ان حدیثوں کی نسبت علماء نے کیا بون کہتے کہ یہ معنی کسی حدیث سے ثابت نہین ہوتے اونھون نے تو فقط لفظون کی نفی کی ہی کہ یہ حدیث ان لفظون سے نہین پائی گئی اسمین کچھہ قباحت نہین کیونکہ روایت بالمعنی کو جمہور محدثین جائز رکھتے ہین گو امام صاحب کے نزدیک جائز نہین سو فقط اعتراض اسقدر رہوگا کہ مصنف نے یہان امام صاحب کی تقلید کی سو اسکے حنفیہ خود قائل نہین بہت مسائل ایسے ہین کہ امام صاحب کی رو نمین تقلید نہین کرتے بلکہ جو قول مفتی بہ ہو اوسپر عمل کرتے ہین خواہ وہ صاحبین کے طور پر ہو خواہ طرفین کے خواہ شیخین کے **قولہ** حدیث اول الخ **اقول** عینی مین لکھا ہی هٰذَا الْحَدِيْثُ بِهٰذَا اللَّفْظِ اَخْرَجَهٗ اَحْمَدُ وَاِنَّمَا اَخْرَجَهٗ اَبُوْدَاوٗدَ وَغَيْرُهٗ لَفْظَهٗ لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَّمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ یعنی اس حدیث کو ان لفظون سے کسی نے نہین بیان کیا بلکہ ابوداؤد وغیرہ نے جو روایت کی ہی اونکے الفاظ یہ ہین کہ نہین وضو ہوتا اوس شخص کا جو اللہ کا نام نہ ذکر کرے انتہی اب ہم پوچھتے ہین دونون کے مضمون مین کیا فرق ہی بلکہ معنی تو ایک ہین البتہ الفاظ کا فرق ہی پھر اسکے کیا معنی کہ تمام محدثین تو روایت بالمعنی جائز رکھین اور صاحب ہدایہ کو روایت بالمعنی جائز نہو عجب انصاف ہی ملا علی قاری شرح مسند امام کے خطبہ مین لکھتے ہین فَحَاصِلُهٗ اَنَّهٗ لَا يَجُوْزُ الرِّوَايَةُ بِالْمَعْنٰى وَلَوْ كَانَ مُرَادِفًا لِلْمَبْنِىِّ خِلَافًا لِلْجُمْهُوْرِ مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ فَاِنَّهُمْ جَوَّزُوا الرِّوَايَةَ بِالْمَعْنٰى لَا سِيَّمَا عِنْدَ نِسْيَانِ الْمَبْنِىِّ یعنی حاصل یہ ہی کہ امام صاحب روایت بالمعنی جائز نہین رکھتے اگرچہ وہ ہم معنی اصل کے ہو برخلاف جمہور محدثین کے پس تحقیق اونھون نے جائز رکھا ہی روایت بالمعنی کو خصوصًا وقت بھول جانے اصل کے انتہی پس جبکہ محدثین کے نزدیک مطلقًا روایت بالمعنی جائز ہی خاصکر اوسوقت مین کہ جب اصل حدیث یاد نہو تو روایت بالمعنی میں کوئی محدث بھی انکار نہین کریگا پھر اگر صاحب ہدایہ نے روایت بالمعنی کی تو کونسا قصور ہوا تمام احادیث کی کتابون مین روایت بالمعنی موجود ہی ورنہ ایک قصہ مین راویون کے الفاظ مختلف نہوتے حالانکہ حجۃ الوداع وغیرہ کی حدیثین دیکھو کیسے مختلف الفاظ سے موجود ہین پس ایسی ہٹدھرمی معترض صاحب کو نچاہیے کہ اپنے بھائیون پر بیجا اور دوسرون پر الزام لگاوین **حسن** ایسے اوکا ذب کی فہم ذرا دھیان سے بات جو مسلمان ہین کہتے ہین وہ ایمان سے بات ہٹدھرم ایسا تو دنیا مین نہوگا کوئی لاکھہ سمجھاؤ پہ سنتا نہین تو کان سے بات **قولہ** حدیث دوم الی آخرہ

پس نہیں اوٹھائے تھے ہاتھوں کو مگر پہلی تکبیر میں نماز سے کہا امام طحاوی نے پس ابن عمرؓ
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے دیکھا ہے پھر آنحضرت کے بعد وفات رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ترک کر دیا پس نہ ہوگا یہ مگر اسوجہ سے کہ اونکے نزدیک منسوخ ہوا اس فعل کا ثابت ہو گیا ہوگا
اور اسناد روایت طحاوی کی صحیح ہے اور اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے مصنف اپنی میں بھی بجا ہذا
روایت کیا ہے کہا اونھوں نے نہیں دیکھا میں نے ابن عمرؓ کو کہ اوٹھائے ہاتھوں کو اوٹھا ہوں مگر وقت شروع
انتہی غرض حدیث رفع کی اور بہت حدیثیں صحابہ کی مروی ہیں فقط نسخ کی حدیثیں لکھی ہیں اور در بارہ
اخفای آمین کے کفایہ میں لکھا ہے وَمِمَّا ذَهَبَ عُمَرُ وَعَلِيٌّ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ
عَبْدُ اللّٰهِ تَرَكَ النَّاسُ الْجَهْرَ بِالتَّأْمِيْنِ وَمَا تَرَكُوْا إِلَّا لِعِلْمٍ مِنْ بِالنَّسْخِ یعنی ہمارا مذہب
مذہب عمرؓ اور علیؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ کا ہے فرمایا عبد اللہ بن مسعودؓ نے آدمیوں نے جہر آمین کو
ترک کر دیا اور نہیں ترک کیا اونھوں نے مگر بوجہ علم ہونیکے اونکو ساتھ منسوخ ہونیکے اسکے انتہی اور حدیث
مصراۃ کو بھی عقود الجواہر میں بدلائل عقلیہ و نقلیہ منسوخ لکھا ہے اور نواب صاحب بھوپال جو مؤلف
صاحب کے پیشوایان مستندین سے ہیں حصول المامول میں لکھتے ہیں کہ جمہور اس طرف گئے ہیں کہ
فعل سنت قول کو منسوخ کرتا ہے جیسا کہ قول فعل کو منسوخ کر دیتا ہے اور یہ حدیث میں الشرق اقطع
اور اسمیں قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے سارق کے کہ اگر وہ پانچوین مرتبہ چوری کرے
تو قتل کرو اوسکو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایسا چور لایا گیا اور آپ نے اوسکو قتل
نکیا پس یہ ترک کرنا آپکے قول کا ناسخ ہوگا اور فرمایا نبیب بدبو شراب کے تو دور لگانا اور سنگسار کرنا ہے پھر بر سر جسم
کیا ماعز کو اور کوڑے نہ لگائے اور صحیح حدیثوں میں ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
جنازہ کے واسطے کھڑے ہوئے پھر اسکو چھوڑ دیا اور ثابت ہوا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ نماز
پڑھو جیسے مجھکو پڑھتے دیکھو پھر کیا آپنے خلاف اوسکے جو کیا کرتے تھے اور ترک کر دیا بعض اوسکے جو کرتے
تھے پس یہ نسخ ہوگا اور یہ حدیث میں بکثرت ہے واسطے اوس شخص کے جو تلاش کرے اور اسکو
اور اسکو منع کرنیوالا کوئی دلیل نہیں ہے کتاب عقل سے اور نہ شرع سے انتہی پس بعض صحابہ

کتا بو نعیم فریابی کے روایت کی ہے حدیث مسروق سے روایت ہے عائشہ رضہ سے کہا اونھون نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم دوست رکھتے تھے داہنی جانب سے شروع کرنے کو ہر شی مین یہانتک کہ وضو اپنے مین
اور جوتیان پہننے مین اور کنگھی کرنے مین اور کل حال اپنے مین روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم اور نسائی
اور ابن ماجہ نے طہارت مین اور ابو داؤد نے لباس مین اور ترمذی نے صلوۃ مین اور الفاظ اونکے قریب قریب
ہین اور ابن حبان نے جو روایت کی ہے اوسکے لفظ یہ ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوست رکھتے تھے
تیامن کو ہر بات مین وضو اپنے مین یہانتک کہ کنگھی کرنے مین اور جوتیان پہننے مین انتہی اس حدیث مین
بھی غور کر لیجیے کہ خود محدثین کے الفاظ مین فرق ہے مگر معنی اور مطلب سبکا ایک ہے ۵ انچین جلد ۱ ہین مگر نور ایک ہے

قولہ حدیث چہارم الخ **اقول** یعنی مین کہ ہذا الحدیث غریب لا ذکرلہ فی کتب الحدیث
واستدلال الشافعی ومن تبعہ فیما ذھب الیہ باحادیث منھا ما روی عن النبی علیہ السلام
انہ قاء فغسل فمہ فقیل لہ الا تتوضا وضوءک للصلوۃ فقال اھکذا الوضوء من
القیء یعنی یہ حدیث غریب ہے نہین ذکر اوسکا کتب حدیث مین اور امام شافعی اور اونکے مقلدون نے اسمین کی حدیثون سے
استدلال کیا ہے یعنی اونکی وہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپنے قی کی پس دھویا منہ اپنے
پس کہا گیا آپسے کہ وضو نماز کا سا آپ کیون نہین کرتے فرمایا قی سے ایسا ہی وضو ہوتا ہے انتہی اب غور فرمائیے
کہ صاحب ہدایہ نے اگر یہ کہدیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپنے قی کی اور وضو نہین کیا اسمین
کیا خلاف ہو گیا بیشک اس حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپنے وضو نہین کیا تھا بلکہ فقط منہ دھو لیا تھا
جس بات مین امام شافعی کا اختلاف تھا وہ بیان کر دیا زیادہ کی کیا ضرورت تھی البتہ اگر اسکے مطالعہ مین
وقت ہوتی تو مناسب بے تھا اور محدثین کے نزدیک بھی تو جیسی تفصیل معنی حدیث کی جائز ہے اسیطرح مختصر حدیث بیان
کرنی بھی جائز ہے امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین والصحیح الذی ذھب الیہ الجماھیر واستقصون
من اصحابنا بالحدیث والفقہ والاصول التفصیل وجواز ذلک من العارف اذا کان
ما ترکہ غیر متعلق بما رواہ بحیث لا یخل البیان ولا یختلف الدلالۃ الباقیۃ
یعنی اور صحیح مذہب جسپر جمہور اور محققین اصحاب حدیث اور فقہ اور اصول ہین اسمین تفصیل ہے اور جیسا اوسنے

تسلیم کرلین کہ وہ کہتے ہین کہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنا رخصت ہی اور بیٹھکر پیشاب کرنا عزیمت ہی جانکہ جمہور علماء کے نزدیک بلا عذر کھڑے ہوکر پیشاب کرنا مکروہ ہی کہ اس طرح مین اکثر چھینٹین پیشاب کی پانو پر پڑجاتی ہین اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی عادت تھی ہان جو ایکبار آدھ مرتبہ ایسا ہوا سو وہ بیان جواز تھا اور تقریر مترض صاحب سے مترشح ہوتا ہی کہ انکو استنجا ہوتے پیشاب کرنے سے رغبت زیادہ ہی کیا یہ طہارت اور پاکیزگی اگر نسلا بعد نسل آبائی اور اجدادی ہوتی تو ہم طبیعت اس طرف نہ جاتی اور یہ چال کفار کی پسند نہ آتی لیکن حضرت تو اب مسلمان ہوگئے ہین اور دل مین وہی خو باپ دادوں کی سمائی ہی ع ہر بیضہ و ہر مرغ و ہر ریشہ درخت خبر نہ منتہا می بارد ہر شیوہ کہ پیدا

قولہ اگر کتے اور خنزیر کا چمڑا دباغت دینے سے بھی پاک نہین ہوتا آہ **اقول** سپر کوئی دلیل حدیث اور قرآن سے پائی نہین جاتی کہ کتے کا چمڑا بھی دباغت سے پاک نہو بلکہ حدیث مین آچکی طہارت دباغت سے معلوم ہوتی ہی اور خنزیر کا چمڑا چونکہ وارد ہوا آیت کے اس سے مستثنی ہی اور کتے مین نہ کوئی آیت آئی اور نہ کوئی حدیث وارد ہی کہ اوسکا چمڑا دباغت سے ناپاک رہتا ہی چنانچہ بیان اسکا سترھوین مغالطہ کے جواب مین گذرا **اقال** جواب یہ کہ حضرت کا آخر فعل وضو نہ کرنا ثابت ہوتے یہ لازم نہین آتا الخ **اقول** یہ قول مترض صاحب کا امام بخاری کی عبارت کے سراسر خلاف ہی کیونکہ اسی جواب مین ہمنے اونکی عبارت نقل کی ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ آخر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کیا جائیگا ورنہ نماز مین مقتدیونکو بیٹھنا جب کہ امام بیٹھا ہو جائز ہو جائیگا پس جیسے اوسمین یون نہین کہسکتے کہ بیٹھنا بھی جائز ہی اسیطرح اسمین قیاس کرنا چاہیے اور نواب صاحب بھوپال کی عبارت جو ہمنے اسی جواب مین نقل کی ہی اوسکے بھی یہ قول مخالف ہی کیونکہ اونھون نے کہا ہی کہ جمہور کا یہ مذہب ہی کہ فعل قول سے اور قول فعل سے منسوخ ہوجاتا ہی علاوہ اسکے حدیث توضئوا مما مست النار سے معلوم ہوتا ہی کہ آگ کی پکی ہوئی چیز سے وضو کرنا واجب ہی اور اس سے دونون امر یعنی وجوب اور استحباب نہین پائے جاتے فقط ایک صورت یعنی پڑیگی پس جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا کہ آپنے ایسی چیز کے کھانے سے وضو کرنے کو نہین فرمایا

ابن محمد الملطی عن یوسف بن اسباط عن سفیان عن حبیب بن ابی ثابت عن سعید بن جبیر عن ابن عباس
ابن سیرین عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الاستنشاق ثلثا فریضة رواه الحاکم فی المستدرک
جعل رسول الله صلی الله علیه وسلم المضمضة والاستنشاق بالید الیمنی رواه البیهقی عن خالد الحذاء عن الحسن عن ابی هریرة
وقال البیهقی رواه الثقات عن سفیان الثوری عن خالد الحذاء عن الحسن عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم مرسلا وقال الشیخ تقی الدین بن الامام وقد روی هذا الحکم
عن غیر حدیث بکذا یعنی نہیں ذکر کی کسی نے شرح ہدایہ سے اصل اس حدیث کی
کہا ہو بدلیل اوسکے جو روایت کی گئی ابن عباس اور جابر بن عبد اللہ رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
نے کہ کلی کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا جنابت مین فرض ہی اور وضو مین نفل ہی اور
دو سنت ہین اور کہا سروجی نے لیکن قول صاحب ہدایہ کا بدلیل قول آنحضرت علیہ السلام
مضمضہ جنابت مین فرض ہین اور وضو مین سنت ہین پس نہین پہچانتے ہم کہ کونسا ہو
ابھی سنن مین اسکے قریب روایت کی ہو حدیث بکر بن محمد جلبی سے اونھون نے یوسف
اونھون نے سفیان سے اونھون نے خالد حذا سے اونھون نے ابن سیرین سے اونھون نے ابی شیبہ کا فقط سمع کے
کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مضمضہ اور استنشاق جنابت کے واسطے دو بلہ در حدیث کی ضرورت
اور روایت کیا اسکو حاکم نے مستدرک مین اور لفظ اوسکے یہ ہین کہا گردانا رسول اللہ صلعم
مضمضہ اور استنشاق کو واسطے جنابت کے دو غسلی فرض کی اور کہا بیہقی نے روایت کیا
سفیان ثوری سے اونھون نے خالد حذا سے اونھون نے ابن سیرین سے مرسل اور کہا شیخ تقی الدین نے کہ
یہ حدیث متصل سوای حدیث بکر کے انتہی اب معترض صاحب کے مغالطہ اور دھوکے کو غور کر
کہ تقریر الصلح ذکر کردیا تا کہ مسکارے چھوڑ کے جیسے خود حدیث مین خلط ملط کر
جی بات جیسے ہین ایسے ہی دوسرو پر اتہام دھرتے ہین فقط سروجی کا قول نقل کر دیا اور
تحقیق چھوڑ گئے اگر سروجی کو یہ حدیث نہین ملی ہو تو کیا اس صاحب ہدایہ پر اعتراض ہے

مجاہد اور ابوزبیر کی کیونکہ مجاہد ابوزبیر سے روایت کرتے ہیں اور ضعیف ہوتا ابن اوہل حدیث اور
ضعیف ہونا مولیٰ عمار اروی کا اور اضطراب سند اوسکی کا بیہقی نے جو روایت کی اوسمیں قیس
بن سعد کو درمیان سعید اور مجاہد کے داخل کیا اور سعید بن سالم نے اوسکو درمیان اور ابوزبیر کے لایا انتہی
پس اس حدیث کو موجب ضعف کے ترک کر دینا چاہیے اور اون دونوں حدیثوں میں یعنی حدیث ابن عباس
کہ جو نکہ وہ لوگ بعض اغراض فاسدہ کے بعض اوقات میں طواف اور نماز سے آدمیوں کو منع کرتے تھے اسلیے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو خاص خطاب کرکے فرمایا کہ نماز اور طواف سے کسیکو منع نہ کرو
جب چاہے پڑھے اور طواف کرے پس اس قول میں اوقات مکروہہ شامل کرنی بڑی کج فہمی ہے اور ہٹ
دھرمی ہے تعصب نے انصاف کو کھو دیا حسد نے تو بہتوں کو اندھا کیا ہے وجہ ملا علی قاری
مرقات میں لکھتے ہیں اور ترمذی میں ہے وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَمَنْ بَعْدَهُمُ الصَّلَاةَ بِمَكَّةَ أَيْضًا بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الصُّبْحِ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ
وَقَالَ الشَّافِعِيُّ أَنْبَأَنَا بَعْضُ أَهْلِ الْكُوفَةِ یعنی تحقیق کروہ جانا ایک قوم نے اہل علم سے صحابہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے سے اور جو بعد اونکے ہیں نماز پڑھنے کو مکہ میں بھی بعد عصر اور بعد فجر کے اور اسی کے
قائل ہیں سفیان ثوری اور امام مالک اور بعض اہل کوفہ انتہی **قال** حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ جو مسلم میں روایت ہے
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ کہا جمع کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان ظہر اور عصر اور مغرب اور
عشا کے مدینہ میں سوائی خوف اور سوائی مینھ کے الخ **اقول** ترمذی میں ہے جَمِيعُ مَا فِي
هَذَا الْكِتَابِ مِنَ الْحَدِيثِ هُوَ مَعْمُولٌ بِهِ وَبِهِ أَخَذَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مَا خَلَا
حَدِيثَيْنِ حَدِيثَ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ
بِالْمَدِينَةِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ مِنْ غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا سَفَرٍ وَلَا مَطَرٍ وَحَدِيثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوهُ فَإِنْ عَادَ فِي الرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوهُ یعنی تمام
حدیثیں جو اس کتاب میں ہیں اونپر عمل ہے اگرچہ بعض اہل علم نے اخذ کیا ہو ماسوا دو حدیثوں کے ایک تو
حدیث ابن عباس رضی کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا کو بغیر خوف

عائشہ قالت کنت اغسل المنی من ثوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان
رطبا وافرکہ اذا کان یابسا یعنی یہ حدیث ان الفاظ کے غریب ہی اور کہا ابن جوزی نے کہ حنفیہ حجت پکڑتے
ہین منی کے ناپاک ہونے پر اوس حدیث سے کہ روایت کیا ہی اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہ
حدیث نہین پہچانی جاتی ہی بلکہ مثل اسکے حدیث عائشہ رضہ سے مروی ہی کہتا ہو نہین کہ ابن جوزی نے غیر کا
نہ پہچاننا اسکو لازم نہین کہ دوسرا بھی نہ پہچانے حال انکہ اصل اس حدیث کی صحاح مین موجود ہی اور مسلم اور
ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابوداؤد نے حدیث عائشہ رضہ سے روایت کی ہی کہ مین ناپاکی اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے دھویا کرتی تھی پس آپ نماز کو تشریف لیجاتے اور تری کپڑے مین ہوتی اور بھی کہا
اونھون نے کہ مین منی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے ملا کرتی تھی پس اوس سے نماز پڑھتے تھے روایت کیا
اسکو مسلم اور ابوداؤد نے اور روایت کیا دارقطنی اور بیہقی نے عائشہ رضہ سے کہ مین منی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے کپڑے سے دھوتی تھی جب وہ تر ہوتی اور ملتی الی اوسکو اگر وہ خشک ہوتی انتہی اور علامہ ابن ہمام شیخ الغنیمی
اسی مقام پر لکھتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو دھونیکا حکم دیا ہو اسکو استحباب پر حمل کرینگے مگر ظاہر یہ ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اسکو جانتے تھے خصوصا اوسوقت مین جب یہ فعل حضرت عائشہ رضہ کا مکرر ہوا ہو وجود التفات کرنے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف پاکی کپڑے کے اور تفحص کرنے حال اوسکے سے اور ظاہر تر اوس سے
یہ قول عائشہ رضہ کا ہی کہ مین دھوتی تھی اوسکو کپڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سے پس نماز کیواسطے تشریف
لیجاتے اور اثر پانی کا کپڑے مین ہوتا کیونکہ ظاہر یہ ہی کہ آپکو کپڑے کی تری محسوس ہوتی ہوگی اور یہ سبب التفات کا ہی
طرف حال ثوب کے اور تفحص کا خبر اسکی سے اور اسوقت سبب اسکا ظاہر ہوتا ہوگا اور اوسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
برقرار رکھا پس اگر وہ کپڑا پاک ہوتا تو آپ پانی کے تلف کرنے سے بلا ضرورت منع فرما دیتے اسلیے کہ اسوقت پانی کا
اسراف ہی کیونکہ اسراف بلا حاجت پانی کے صرف کو کہتے ہین اور حضرت عائشہ رضہ کو بھی بلا ضرورت دھونے کی
تکلیف دینی ہی علاوہ اسکے مسلم مین عائشہ رضہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منی کو دھویا کرتے
پھر نماز کو تشریف لیجاتے اوسی کپڑے مین اثر دھونیکا اوس کپڑے مین دیکھتی تھی پس اگر اسکو منی حقیقی پر محمول
کیا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بذات خاص اوسکو دھوتے تھے تو ظاہر ہی یا مجاز پر محمول ہو یا خلوہ

قبل کی شاء الاطلاع کلیہ فلیرجع الیہ حنفیہ یہان اس قسم کے الفاظ سے ستر فیصدی
قائل این بیشک نہین اگر کوئی حدیث صریح آیت قرآنی اور حدیث صحیح غیر المنسوخ کے مخالف پائے
ہین تو اونسین تطبیق عمدہ بیان کر دیتے ہین جسکو طبع سلیم قبول کر لیتی ہی اسکا نام خواہ کوئی مخالفت
رکھے یا موافقت اور ظاہر آنکہ جس شخص کی محض الفاظ پر نظر ہوگی اور وہ سر الفاظ اور معنی پر غور
نکریگا اوس شخص کی ہرگز بصیرت یا وہ محققین سے نہین بن سکتی وہ تو ہمین مخالف حقیقی حدیث کو دیکھکر تعجب
آتا ہی کہ اور حدیثون ہمین تو معترض صاحب تطبیق دیتے ہین حال آنکہ ظاہر حدیث کے بالکل خلاف
ہی اور یہان تطبیق کی کچھ بھی توجہ نفرمائی فقط ترمذی کی ضعیف حدیث لیکر نسخ کو باطل کیا
صحیح حدیثین اور آیت کی طرف خیال کرکے تطبیق نہ بیان فرمائی مگر اوسکو کیسے بیان کرتے
کہ اونکے مذہب کے خلاف ہو جاتا اگر ظاہری الفاظ پر عمل کرتے ہین تو ہر جگہ کرتے ہین فقط قاضی
شوکانی وغیرہ کی تقلید سے الفاظ ترک کر دینا اچھا نہین حال آنکہ ظاہر حدیث پر عمل کرکے دعوی
کرتے ہین مگر درحقیقت نہ اونکے کسی قول کا اعتبار ہی نہ عمل کا بلکہ خیال ہین جنکے معتقد ہین اونکی
تقلید کسی حالت مین نہین چھوڑتے خواہ حدیث کے مخالف ہو یا موافق ایسی تقلید کو ہم بیشک بُرا
جانتے ہین ہان جو تقلید حدیث و قرآن کے موافق ہوگی اوسے ہم بھی لازم ہونیکی طرح ظاہری
الفاظ کی پابندی نہین کرتے ہین متکلم کے مقصود اور معنی کلام پر نظر رکھتی ہی سو چراغ لیکے
جسکے ڈھونڈتے ہین پروانے ہمارے دل مین وہ شمع انجمن ہین نہین ۔ قول جواب اسکا یہ ہی
کہ جن حدیثون سے کفار کا تحفہ قبول کرنا مروی ہی وہ سب حدیثین بحال ہین منسوخ نہین کیونکہ
ان حدیثون مین اور عیاض بن حمار کی حدیث مین یون تطبیق ہو سکتی ہی آہ اقول انصاف
کرنیکا مقام ہی کہ معترض صاحب چونکہ ابن جوزی اور نواب صاحب امیر محمد یمان کی تقلید کے
دس حدیثون مین نسخ کو حصر کر چکے ہین اب کیسی ہی صریح الفاظ حدیث موجود ہون ہرگز اونپر
عمل نکرینگے ظاہر ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ عیاض اسلام لایا ہی کہا نہین
پھر آپنے فرمایا ہمین مشرکون کے ہدیہ سے منع کیا گیا ہی لہذا اس سے کہمین اسلام کی امید اور عادم اسیا سے

نزدیک ایک شی ہو ایک کو دوسرے سے تعبیر کرنا جائز جانتے ہون علاوہ اسکے جس مسئلہ مین اونھون نے یہ حجت بیان کی ہے
وہ مسئلہ بلا ریب اتنی حدیثون سے ثابت ہوگیا معترض صاحب کو مسائل سے غرض ہے اگر کوئی محدثین کی اصطلاح
کے خلاف کرے تو کچھ چندان عجب نہین خصوصاً ایسا محقق جسکے احادیث کی تخریج سے معلوم ہوتا ہے کہ احادیث
مین وہ بڑا تبحر اور کمال رکھتے تھے مگر غالباً فقط اپنی یاد پر اعتماد کرکے اوس حدیث کو نقل کر دیتے تھے اسیواسطے
بعض الفاظ مین فرق ہوگیا ہے سو اسکا کچھ مضایقہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ اور محدثین بھی اسکو جائز رکھتے ہین
قولہ حدیث سیزدہم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے وَقَدْ قَالَ اَنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ اَخْرَجَهُ جَمَاعَةٌ مِّنَ
الصَّحَابَةِ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ هٰذَا اللَّفْظُ بِهٰذِهِ الْعِبَارَةِ فَعِبَارَةُ حَدِيْثِ
ابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْوَقْتِ فِيْمَا بَيْنَ هٰذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ وَعِبَارَةُ حَدِيْثِ جَابِرٍ مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ
وَقْتٌ كُلُّهُ وَعِبَارَةُ حَدِيْثِ اَبِيْ مَسْعُوْدِ نِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا بَيْنَ
هٰذَيْنِ وَقْتُ صَلٰوةٍ وَعِبَارَةُ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ وَقْتٌ بِدُوْنِ لَفْظِ
كُلُّهُ مِمَّا فِيْ حَدِيْثِ جَابِرٍ یعنی تحقیق بیان ہوچکا کہ اس حدیث کو ایک جماعت صحابہ نے روایت کیا ہے اور کسیکے
حدیث مین یہ لفظ اس عبارت سے نہین پس عبارت حدیث ابن عباس رض کی یہ ہے کہ وقت نماز کا درمیان ان دو وقتونکے
ہے اور عبارت حدیث جابر رض کی یہ ہے کہ ان دونون وقتونکے درمیان مین کل وقت ہے اور عبارت حدیث
ابو مسعود انصاری کی یہ ہے کہ کہا جبرئیل علیہ السلام نے ان دونون کے درمیان مین وقت نماز کا ہے اور عبارت
حدیث ابو ہریرہ رضہ یہ ہے کہ درمیان ان دونون وقتونکے وقت ہے بدون لفظ کل کے جو حدیث جابر رض کی
مین تھا انتہی پس اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ فقط لفظونکا فرق ہے معنی مین کچھ فرق نہین ایسا فرق خود حدیث
ہی مین موجود ہے اسکو محل اعتراض ٹھہرانا احادیث پر اعتراض کرنا ہے کہ راویون نے الفاظ کو کیون بدلا آخر
جبرئیل علیہ السلام نے تو الفاظ معین خاص ہی فرمائے ہونگے غرض الفاظ مین گفتگو کرنی نادانونکا کام ہے
البتہ قرآن کی آیت کو اگر صاحب ہدایہ اور لفظ سے بیان کر دیتے تو اعتراض بجا تھا **قولہ** حدیث چہاردہم
اقول کہا علامہ عینی نے هٰذَا الْحَدِيْثُ بِهٰذَا اللَّفْظِ غَرِيْبٌ لَمْ يَرِدْ هٰكَذَا وَاِنَّمَا رَوَى
اَبُوْ دَاوٗدَ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ نَزَلَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَخْبَرَنِيْ بِوَقْتِ الصَّلٰوةِ

کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس روزہ کو رکھا کرتے تھے اس حدیث منسوخ ہے روزہ عاشورہ کا
مستحب کہنا محض بلا دلیل بات ہے بخاری میں ہے عن ابن عمر قال صام النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یوم عاشورا وامر بصیامہ فلما فرض رمضان ترک وکان عبد اللہ لا یصومہ
الا ان یوافق صومہ یعنی ابن عمر سے روایت ہے کہا روزہ رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
دن عاشورہ کا اور حکم کیا روزہ اوسکے کا پس جبکہ فرض ہوا رمضان چھوڑ دیا گیا روزہ عاشورہ کا اور
عبد اللہ بن عمرؓ روزہ عاشورہ کا نہیں رکھتے تھے مگر جبکہ اونکے روز کے ساتھ آجاے انتہی اس
حکم کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دال اسپر ہے کہ روزہ عاشورہ کا فرض تھا پھر اوسکو ترک
کردینا صاف منسوخ ہونا اوسکا ہے غرض اس حکم کے منسوخ ہونے میں کلام نہیں چنانچہ دوسری
حدیث بخاری سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بصیامہ حتی
فرض رمضان فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من شاء فلیصمہ ومن
شاء افطر یعنی حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ عاشورہ کا یہانتک کہ رمضان کا روزہ
فرض ہوا پس فرمایا آپ نے جو چاہے روزہ رکھے اوسکا اور جو چاہے نہ رکھے انتہی پس آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا اختیار دینا اسپر دال ہے کہ پہلا حکم آپ نے منسوخ کردیا مگر معترض صاحب خلاف
حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اوس حدیث کو بحال سمجھتے ہیں اور پھر حدیث دانی اور عمل
بالحدیث کا دم بھرتے ہیں ؎ تعصی الالہ وانت تظہر حبہ ہذا لعمری فی القیاس
بدیع ۔ لو کان حبک صادقا لاطعتہ ان المحب لمن یحب مطیع **قولہ** جواب یہ
اس حدیث سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ آخر فعل اول کا ناسخ نہیں ہوتا الخ **اقول** بخاری میں ہے
وانما یوخذ بالاخر فالاخر من فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی نہیں عمل
کیا جاتا مگر اخیر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر انتہی **قال** حصول العلم اصول من علم الاصول
میں لکھا ہے اول تو حدیث ناسخ حدیث منسوخ سے قوی ہونی چاہیے اور اگر قوی نہ ہو تو منسوخ کے
ساتھ درجہ میں برابر تو ہو آہ **اقول** اول تو معترض صاحب کو سوای کتب نوابصاحب

معترض صاحب نے موضوع رکھا ہی اگر موضوع ہوتیں تو علامہ عینی اور امام ابن ہمام ضرور تصریح کر دیتے
قولہ اور حدیثوں صحیحہ کے باطل کرنے میں جملہ سازیاں کرتے ہیں الخ **اقول** یہ قول معترض صاحب کا
سراسر جھوٹا اور بہتان صریح ہی بلکہ اونھوں نے یہانتک دیانت داری کی ہی کہ الفاظ تک بھی بتلا دیے کہ ان
الفاظ سے یہ حدیث نہیں آئی اور ضعیف کو ضعیف اور صحیح کو صحیح کہدیا البتہ معترض صاحب کے مذہب کے
دونوں کی تحقیق مخالف ہی معترض صاحب مذہب کے خلاف کو خلاف حدیث سمجھتے ہیں اور معترض صاحب نے
عبارت شرح سفر السعادت کی ناتمام لکھدی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں لیکن شرح
شیخ ابن ہمام جزاہ اللہ خیرا الجزاء تلافی آن نمودہ وبہ تحقیق کار فرمودہ است یعنی شرح علامہ
ابن ہمام نے اللہ اونکو جزای خیر دے تلافی اوسکی کردی ہی اور تحقیق کے ساتھ کام کیا ہی انتہی اور محصل الوقایہ
میں لکھتے ہیں والشیخ ابن الہمام رحمہ اللہ قرر مذہب الحنفی وتمسک فیہ
بالاحادیث حتی کاد ان یقال ان الشافعی من اہل الرای وابو حنیفۃ من
اصحاب الظواہر یعنی اور شیخ ابن ہمام رح نے مذہب حنفیہ کو ثابت کیا اور تمسک کیا اوسمیں احادیث کے
ساتھ یہانتک کہ قریب ہوگیا کہ یون کہا جاے کہ امام شافعی اہل رای سے ہیں اور امام ابو حنیفہ رح
اصحاب ظواہر سے ہیں انتہی اور کلام اشرف سے فقط اتنا معلوم ہوتا ہی کہ بعض حدیث اونکو نہیں ملی
پھر اسکا کچھ تعجب نہیں ابن جوزی کیسے نقل کیا ہے اونکو بہت حدیثیں نہیں ملیں اور فقط اتنا ہی سے
اونکو موضوع بتلا دیا پھر علامہ سیوطی وغیرہ نے کیسا اونکا پیچھا کیا ہی اور اون احادیث کو ثابت
کر دیا ہی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ صاحب ہدایہ کو بھی اون احادیث کا پتا نہ لگا ہو اسمیں حسن ظن بزرگان
دین کیطرف چاہیے آخر اون احادیث صحیحہ سے تحقیق نے اون مسائل کو ثابت کر دیا ہی ہمکو مسائل کے
ثبوت سے غرض ہی یون تو بدگمانی ہر ایک مسلمان کی نسبت ممکن ہی پھر تو اس سوءظنی کی دلدل میں پھنسکر
نکلنا مشکل ہوگا **قولہ** ہر کہ شد بسنہ ابن دو اصم بلاد کل رسانید بسنجر شام بلاد مخور این می کہ خارش ورد سنت
خنزیر ای بادہ کش جام بلاد **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ایسے حدیث پر چلنے والونکو دیتے ہیں کہ ہر ایک
مذہب میں چاروں اماموں کے چار مصلے ہوتے ہیں سو وہ ہیں انکو حدیث پر چلنے والے کونسے بدعت

نوٹ یا اللہ سلام معلوم ہوتا ہے **اقول** معترض صاحب کو اسوجہ سے مولوی محمد لودھیانوی صاحب نے
جواب میں دشواری واقع ہوئی کہ کل احادیث صحیح بخاری کو قابل عمل ٹھیرایا ہے اور احادیث ہدایہ کو
موضوع اور منسوخ بتلایا اگر یہ دعوی کرتے تو کچھ بعید نہ تھی اسوجہ سے دونوں نے اس کلیہ کی نقض
کرنے کو ایک صورت بیان کردی ورنہ وہ خود اپنی کتاب اتصال الاسلام میں تصریح کرتے کہ امام بخاری
اسکے ہرگز قائل نہیں باقی رہا اس قول ابن عمر رض کو بنا دینا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ بظاہر خلاف مکروہ
معلوم ہوتا ہے جبتک کسی قول کا محمل صحیح ہوسکتا ہو اوسپر اوسکو حمل کرنا اولی ہے ورنہ اسکو
یہ بھی جواب ہوسکتا ہے کہ امام بخاری کو اسکا علم نہو کہ ابن عمر رض کا مذہب صحیح حرمت لواطت ہے یا ابن عمر
پہلے قائل جواز اور اسکے ہوسکتے ہوں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکی تصریح سنکر قائل
حرمت ہوگئے ہوں کیونکہ اوسنے دونوں قسم کی روایت سنی ہو جو حدیث رفوع ہو اوسنے حرمت لواطت کی
مروی ہو اوسکو معترض صاحب نے فتح البیان سے نقل کردیا مگر اوسکے جواز کی صورت بھی اوسنے
مروی ہے چنانچہ تفسیر فتح البیان میں لکھا ہے وقد ذهب السلف والخلف من الصحابة
والتابعين وائمة الامصار الى ما ذكرناه من تفسير الاية وان اتيان الزوجة في دبرها
حرام كما روي عن سعيد بن المسيب ونافع وابن عمر ومحمد بن كعب القرظي وعبد الملك
ابن ماجشون انه يجوز ذلك حكاه عنهم القرطبي في تفسيره یعنی متقدمین اور متاخرین
صحابہ اور تابعین اور ائمہ امصار اوس طرف گئے جو ہمنے تفسیر آیت میں ذکر کیا ہے اور یہ کہ زوجہ سے لواطت حرام ہے
اور سعید بن مسیب اور نافع اور ابن عمر اور محمد بن کعب القرظی اور عبد الملک بن ماجشون سے روایت ہے کہ زوجہ سے
لواطت جائز ہے یہ حکایت کیا اسکو قرطبی نے تفسیر اپنی میں انتہی تب کیا عجب ہے کہ اس روایت کے
موافق امام بخاری نے روایت کردی ہو اور مذہب صحیح ابن عمر رض کا اونکو معلوم نہو آخر اقتم کا سماع
باپ اپنے سے بھی تو امام بخاری نے انکار کیا ہے حال آنکہ صحیح مذہب یہی ہے کہ سماع علقمہ کا ثابت ہے چنانچہ
مسئلہ صدم کے جواب میں اسکو ہم بیان کرچکے ہیں باقی رہا یہ امر کہ جو حدیث امام بخاری نے لکھدی
وہ قابل عمل ہے یہ محض غلط اور مخالف جمہور اور خلاف واقع کے ہے اوسمیں تو منسوخ حدیثیں بھی

اور وہ بھی خاص مقام ابراہیم پر ہو تو اس استنباط کے تمام صحابہ و پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی مخالف
ہو جائینگے نعوذ باللہ اجتہاد اسے ہی کہتے ہین اور عیدگاہ کے معنی معترض صاحب کو نہین سمجھے تھے
وہ ہمنے بتلا دیے کبھی نہ کبھی حضرت ظاہر نے اجتہاد کیا تھا اوسکو ہنسے مضحکہ مین اوڑا دیا بہرحال
عمرت دراز باد کہ اینہم غنیمت ست پھیناوی مین ہے وھو امر استحباب روی انہ علیہ الصلوٰۃ
والسلام اخذ بید عمر فقال ھذا مقام ابراھیم فقال عمر افلا نتخذہ مصلی
فقال لم اومر بذلک فلم تغب الشمس حتی نزلت وقیل المراد بہ الامر برکعتی
الطواف لما روی جابر انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لما فرغ من طوافہ عمد
الی مقام ابراھیم فصلی خلفہ رکعتین وقرأ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی
یعنی یہ امر استحبابی ہے روایت کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رض کا ہاتھ پکڑا پس فرمایا
یہ مقام ابراہیم ہے کہا عمر رض نے کیا ہم اسکو نماز کی جگہ نہ کرلین فرمایا مجکو حکم نہیں کیا گیا پس آفتاب غروب
نہین ہوا تھا کہ یہ آیت نازل ہوئی اور بعض نے کہا ہے کہ مراد اس سے حکم دو رکعتون طواف کا ہے بسبب اسکے
جو جابر رض نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب طواف سے فارغ ہوئے تو قصد کیا طرف مقام
ابراہیم کے پس دو رکعتین پڑھیں اوسکے پڑھین اور آیت واتخذوا پڑھی انتہی پس اس آیت کی شان نزول
سے معلوم ہوا کہ فقط امر استحبابی ہے واجب نہین اور امام کے مصلے کے معنی جو معترض صاحب نے لیے ہین
ہم ابتک متعجب ہین کہ اس جواب کی کیا ضرورت تھی جو لوگونکو اپنے اجتہاد سے یہ اعتقاد کر دیا اور اپنے تئین
بھی کہلوایا اے معترض صاحب بات ٹھکانے کی کہنا چاہیے بی سوچے انکل بچونکے نہ لگا
مزن بی تامل بگفتار دم بنا کو گوی گر دیر گوئی چہ غم بنطق آدمی بہتر ست از دواب بلا نطق گر نکوئی مرنجان
قال اور یہ ایک مغالطہ مقلدین ایمہ حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ حدیث پر چلنے والے حدیث
آسان آسان مسائل پر عمل کرتے ہین مشکل پر نہین چلتے ہین سو جواب اسکا یہ ہے کہ جو لوگ حدیث کے آسان
مسائل کو چھوڑ کر مشکل مشکل مسائل پر عمل کرتے ہین وہ بڑے بیوقوف اللہ تعالیٰ کے نافرمان ہین
اقول معترض صاحب نے کیسے کیسے مغالطہ دینے شروع کیے اسکا ہم کیا جواب ہین

گر پڑے تو انکی دہنی جانب چل گئی پس ایک نماز بیٹھکر پڑھائی پس مسنے پیچھے آپکے بیٹھکر نماز پڑھی پس جب فارغ ہوئے فرمایا کہ امام اسواسطے مقرر ہوا ہی تاکہ اوسکی اقتدا کیجاوے پس جب کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر پڑھو اور جب رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب اوٹھے تو تم بھی اوٹھو جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو اور جب بیٹھکر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھکر نماز پڑھو کما حمید صحیح فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ جب امام بیٹھے تو تم بھی بیٹھکر نماز پڑھو یہ قول مرض سابق مین تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد اسکے بیٹھکر نماز پڑھی اور آدمی پیچھے آپکے کھڑے ہوئے تھے نہین حکم کیا اونکو بیٹھنے کا اور نہین عمل کیا جاتا مگر اخیر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر انتہی پس معلوم ہوا کہ یہ دونون حدیثین اخیر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوخ ہوئے اسیطرح جمہور اسکے منسوخ ہونیکے قائل ہین اگر اب بھی معترض صاحب نہ مانین تو اسکا کچھ علاج نہین ۵ ہر دم آزردگی غیر سبب را چہ علاج ۵ اسیطرح صوم عاشورہ کی حدیث بخاری کی منسوخ ہی غرض بہت حدیثین بخاری اور مسلم کی جمہور کے نزدیک منسوخ ہین مگر معترض صاحب یہی کہے جائینگے کہ ہر حدیث بخاری کی قابل عمل ہی غرض منسوخ احادیث کے ہونے سے کچھ صحیح حدیثون مین قباحت لازم نہین آتی صحیح ہونا اور شی ہی اور منسوخ ہونا اور امر ہی **قال** معترض صاحب نے امام مذہب حنفی کی کتابین دیکھ لیتے تو بخاری پر کبھی بھی اعتراض نکرتے لیکن کیا کرین انھون نے تو اپنی آنکھین اور ضمیر کان بند کر لیے ہین ۵ آنکھین اگر مند ہا ہین تو پھر دن بھی رات ہی ۵ اسمین قصور کیا ہی بھلا آفتاب کا ۵ خلاف مذہب امام بخاری کے یہ نہ خیال کیا کہ وطی فی الدبر تو مذہب حنفیہ ہی حلال ہی چنانچہ امام طحاوی حنفیہ جو کہ عینی اور ابن ہمام کا بھی پیشوا ہی لکھتا ہی چنانچہ تفسیر فتح البیان کی جلد اول کے صفحہ ۲۰۱ مین ہی روی اصبغ بن الفرج عن عبد الرحمن بن القاسم قال ما ادرکت احدا ان اقتدی بہ فی دینی شک فی انہ حلال یعنی وطی المرأۃ فی دبرہا ثم قرأ نساؤکم حرث لکم ثم قال فای شی ابین من ھذا یعنی روایت کی اصبغ بن فرج نے نقل کی اوسنے عبد الرحمن ابن قاسم سے کہا اوسنے نہین پایا مینے کسیکو کہ اقتدا کرونمین ساتھہ اوسکے پیچ دین اپنے کسیکو کہ شک کرے

آدمی تھے غرضکہ مطلب ان حدیثوں کا یہ ہے کہ جس طرف اکثر مجتہد اور صدر شین وہی گروہ ہے بڑا پس اگر امام اعظم ایک طرف ہوں مثلاً اوزاعی و حسن بصری و ثوری و اسحٰق و مالک و شافعی و احمد بن حنبل ایک طرف پس منصف خود دیکھ لے کہ سواد اعظم اور گروہ بڑا کدھر ہے الخ **اقول** حنفیہ اس قول کو بمقابلہ ظاہریہ کے کہتے ہیں کہ یہ لوگ چار ہی امام کے گروہ سے علیحدہ ہیں اور اپنی ڈیڑھ اینٹ کی جدی مسجد بنائی ہے یہ لوگ بیشک سواد اعظم کے خلاف ہیں شافعیہ وغیرہ کو حنفی نہیں کہتے ان چار مذہب کے حق ہونے میں کلام نہیں جو امتیں کسی قول کا اعتبار نکریگا تو بحکم حدیث شریف اتبعوا السواد الاعظم فمن شذ شذ فی النار کے اوسپر شاذ و صادق آجائیگا اگرچہ ظاہر ہے جہاں کوئی مفر نہیں دیکھا تو حدیث میں اپنی طرف سے تاویل کی ظاہری الفاظ کو بالکل چھوڑ دیا حالانکہ یہ اوکے مذہب کے سراسر خلاف ہے کہ احادیث اور قرآن میں تاویل کیجاے مگر یہاں بغیر تاویل کچھ نہ بنی کیا کریں مذہب چھوٹتا ہے اپنا طریقہ خالف جو اختیار کیا ہے آخر اوسکو بھی تو نباہنا چاہیے مگر اونکی اس تاویلات سے کیا ہوتا ہے احادیث کے الفاظ بیشک اوپر صادق آتے ہیں البتہ اونکو یہ کہنا چاہیے تھا کہ شذ کے معنی یہ ہیں کہ جو بالکل علیحدہ ہوجاے اور یہ بات ظاہر ہے پر صادق نہیں آتی اسلیے کہ وہ اگرچہ بعض مسائل میں ائمہ اربعہ کے بالکل برخلاف ہیں مگر اکثر مسائل پر عمل کر لیتے ہیں یہ ہمنے ظاہر پر ترجمہ کرکے تاویل کردی ہے ورنہ اوکے خیالات تو اس سے بھی زیادہ فاسد معلوم ہوتے ہیں اور معرکہ کربلا کی سند پیش کرنی بڑی نادانی ہے اسلیے کہ تواریخ معتبر کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معرکہ ناگہانی ہوگیا صحابہ کو مطلق خبر نہ ہوئی اور بعض کو خبر تھی مگر لڑائی کی خبر نہ تھی یوں جاتے تھے کہ اہل کوفہ نے واسطے مشورہ اور اصلاح کار کے بلوایا ہے ورنہ انکی طرف تو اسقدر صحابہ اور تابعین تھے کہ اوس طرف آتے لوگ ہرگز نہ تھے بلکہ اوس طرف والے کو بجز فوج جہاں شریک جنگ تھے مگر اکثر مجبور اور کارہ تھے آخر حضرت حسین اپنی جمعیت سے اس طرف شریک ہی ہوگئے تھے معترض صاحب کو اصل قصہ تو معلوم نہیں فقط اپنی تاریخ دانی کی سند پیش کرتے ہیں اور امام صاحب کا ایک دو مسئلوں میں مخالف ہونا مضر نہیں اس قسم کی مخالفت ہر مجتہد میں موجود ہے امام شافعی درود کو نماز میں فرض کہتے ہیں حالانکہ یہ مسئلہ جمہور کے خلاف ہے امام احمد اور اسحٰق جمعہ کو قبل زوال جائز کہتے ہیں حالانکہ

قول ہی نقل کیا ہے کہ انہوں نے امام مالک کے شاگرد عبدالرحمن بن قاسم سے اس قول کو نقل کیا ہے اور یہ جمہوری عبارت تفسیر کو کی نقل کیجاتی ہے وذکر ابن العربی ان ابن شعبان اسند جواز ذالک الی کثیر من الصحابۃ والتابعین وال مالک ومن روی ذالک عنہ کثیر فی کتاب مباع النسوان واحکام القرآن قال الطحاوی روی اصبغ ابن الفرج الخ یعنی ذکر کیا ابن عربی نے ابن شعبان نے اسکے جواز کو ایک جماعت کثیر صحابہ کی طرف اور امام مالک کی طرف روایات کثیرہ سے اپنی کتاب مباع النسوان احکام القرآن میں نسبت کر دیا ہے کہا امام طحاوی نے کہ روایت کی اصبغ بن فرج نے الخ اس سے معلوم ہوا کہ امام طحاوی رحمہ اللہ نے مثل صاحب فتح البیان کے جہاں تاویف کے اقوال نقل کیے ہیں وہاں عبدالرحمن بن قاسم مالکی کا قول بھی نقل کیا ہے حال آنکہ امام طحاوی اور حنفیہ کے مذہب کے اسکو کی خلاف اگر غفلت نقل سے کسیکا مذہب ہو جایا کرتا تو صاحب فتح البیان اپنی تفسیر میں اس قول کو نقل کرتے اور تقریب میں ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں عبدالرحمن بن القاسم بن خالد ابن جنادۃ العتقی ابو عبداللہ البصری الفقیہ صاحب مالک من کبار العاشرۃ یعنی عبدالرحمن بن قاسم کی کنیت ابو عبداللہ فقیہ امام مالک کے شاگردوں میں کبار طبقہ عاشرہ سے ہیں انتہی پس اس عبارت تقریب سے معلوم ہوا کہ عبدالرحمن بن قاسم مالکی ہیں حنفی نہیں اور سوا اسکے معترض صاحب نے عوام حنفیہ کو گمراہ کرنیکے واسطے اس تفسیر فتح البیان کی نقل عبارت میں ایک بڑی چالاکی اور کمال بددیانتی کی کہ عبارت سابقہ اور لاحقہ کو چھوڑ کر بیچ کی عبارت لکھدی فقط لا تقربوا الصلوٰۃ تو لیا وانتم سکاری کو چھوڑ دیا مگر باہر میں تفسیر پڑھنے والوں کی دھوکے باز یاں کب چھپ سکتی ہیں سے عبارت سابقہ تو بیان کر دی اور عبارت لاحقہ یہ ورد وقد روی الحاکم والدارقطنی والخطیب البغدادی عن مالک من طرق ما یقضی باحد ذلک فی اسانید ما ضعف وقد روی الطحاوی عن محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم انہ سمع الشافعی یقول ما سمع عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم شیئ تحلل لہ ولا تحرم بہ شیئ والقیاس انہ حلال وقد روی ذلک ابو بکر بن الحبیب قال ابن الصباغ کان الربیع یحلف باللہ الذی لا الٰہ الا ھو لقد کذب ابن عبدالحکم علی

محققین اور عارفین اگر تقلید بُری چیز ہوتی تو ہرگز اختیار نکرتے حال آنکہ اونپر تقلید کچھ ضروری نہ تھی باینہمہ برابر
ایک دوسرے کی تقلید کرتے چلے آئے اور اپنی رای کو جنان دخل نہ دیا پھر کیا عوام کالانعام جنکو یہ بھی خبر
نہین کہ دین کیا چیز ہے مطلق انپر ٹھہرا ان حضرات ظاہریہ کی بدولت ایسے نسبت اونھون نے کیا کیا زبانین
کھولی ہین اور کیسے دلیر ہو گئے اور یون سمجھتے ہین کہ غرض بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس زمانہ
بے غدر مین پوری پوری ادا ہوئی کوئی یہ مضمون نہین سمجھا تھا خدا تعالی نے جیسا کہ نبی آخر الزمان افضل
الانبیا کو بھیجا تھا اسیطرح یہ حضرات ظاہریہ عمل بالحدیث مین افضل ہین سب ایمہ مجتہدین کو بعض بعض
حدیثون پر سیر نہ آئی اور سب نے نعوذ باللہ خلاف حدیث عمل کیا اور اجتہاد صحابہ اور تابعین کا سب کارخانہ پورا
پورا انکے نزدیک مطابق حدیث نہ تھا اب انکے پاس سب حدیثین جمع ہو گئین خالص حدیث پر حسب رضای الہی کے
عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے سوای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسیکو کل احادیث
پر جیسا کہ انکو میسر آیا ہے انکے خیال خام مین میسر نہوا اور سب مین قصور رہا مگر بوجہ بیعلمی کے سب سے خطا معاف
معاف کر دیجائینگی اور حضرات ظاہریہ کو طبقہ اعلی عنایت ہوگا کیونکہ یہ لوگ جامع جمیع صفات ہین
خدا اور رسول کا مقصود پورا پورا ان لوگون نے سمجھا اور انھین کے واسطے بعثت نبوی ہوئی بعض صحابہ کو
حدیثین نہین ملین اور اسیطرح ایمہ اربعہ بھی جملہ احکام کی احادیث کو نہ پہنچے تو اونکے اجتہادات مخالف
احادیث کے پڑے پس خاص مقبول خدا یہی لوگ ہین جو باوجود امی ہونے کے برابر احادیث سے مسائل اخذ کر لیتے
ہین اور کسیکی تقلید ضروری نہین سمجھتے اور جب کسی مسئلہ امام کو ایمہ اربعہ سے اپنے اجتہاد مطلق مین حدیث سے
مخالف پاتے ہین پھر تو ایسے ایمہ پر طعن کرتے ہین کہ یون معلوم ہوتا ہے کہ شاید ابھی جبرئیل علیہ السلام انکو وحی
پہنچا کر رخصت ہوئے ہین خدا جانے یہ لوگ کس خواب خرگوش مین ہین اور شیطان نے انکے کان مین کیا پھونک دیا ہے
اور تبرا تو اس مسلک کے اعظم ارکان سے ہی بغیر اسکے کہ جب ایمہ اربعہ کو دو چار باتین لعن طعن کی نہ سنائین
عامل بالحدیث نہین کہلاتے غرض جو سب مین زیادہ طعان اور لعان ہو وہ بڑا سچا مسلمان ہے خدا تعالی
ایسے احمقون کے خیالی پلاؤ سے بچاوے اور انکے پھندے مین عوام الناس کو نہ پھنساوے ہم حیران ہین کہ یہ لوگ
اس مسلک ضلالت پر اتنے تیکین سیر و براست کیونکر جانتے ہین حال آنکہ ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی

قیمت اگر اسمین جدلازم ہوتی تو صحابہ سے یہ اقوال مروی ہوتے البتہ حنفیہ کے نزدیک ایسے شخص کی تعزیر لازم
ہی بلکہ تعزیر مارۃ الناس بھی جائز ہی اور حد شرعی کہین شرع مین ثابت نہین فقہ مین کہین اس فعل کو جائز
نہین لکھا مگر معترض صاحب کو بڑی دقت پڑی کیونکہ تاویل کرنا تو وہ بخاری وغیرہ مین حرام سمجھتے
ہین پس اب حالانکہ اسکے جواز کا قائل ہونا پڑیگا ورنہ اس قول سے باز آئین اور نہ کہین کہ ہر بات
بخاری کی قابل عمل ہی ورنہ مولوی محمد لودھیانوی کا اعتراض اوپر جسم جائیگا ٹالے نہ ٹلیگا
پر اکاری کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ۔ **قال** امت محمدیہ کا اس بات پر اتفاق ہو چکا ہی کہ بخاری اور
مسلم کے برابر صحت مین اور قبول عمل مین تمام جہان مین کوئی کتاب نہین ہی چنانچہ کہا شیخ الاسلام ابن حجر
نے شرح نخبۃ الفکر مین انتہی **اقول** اسی شرح نخبۃ الفکر مین لکھا ہی اِنَّ الرِّجَالَ الَّذِیْنَ تَکَلَّمَ فِیْهِمْ
مِنْ رِّجَالِ مُسْلِمٍ اَکْثَرُ عَدَدًا مِّنَ الرِّجَالِ الَّذِیْنَ تَکَلَّمَ فِیْهِمْ مِنْ رِّجَالِ الْبُخَارِیِّ
یعنی تحقیق وہ رجال جنمین کلام کیا گیا ہی مسلم کے رجال مین سے زیادہ ہین اون رجال سے جنمین کلام کیا گیا ہی
بخاری کے رجال سے انتہی اور شرح شرح نخبۃ الفکر مین ملا علی قاری اسی مقام مین کہتے ہین وَاِنَّ الَّذِیْنَ
انْفَرَدَ الْبُخَارِیُّ بِهِمْ اَرْبَعُمِائَةٍ وَخَمْسَةٌ وَثَلٰثُوْنَ رَجُلًا وَالْمُتَکَلَّمُ فِیْهِمْ بِالضَّعْفِ
مِنْهُمْ ثَمَانِیْنَ رَجُلًا وَالَّذِیْنَ انْفَرَدَ بِهِمْ مُسْلِمٌ سِتُّمِائَةٍ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا وَالْمُتَکَلَّمُ
فِیْهِ مِنْهُمْ مِائَتَانِ وَسَبْعُوْنَ رَجُلًا عَلَی الضَّعْفِ کَذَا ذَکَرَهُ السَّخَاوِیُّ فِیْ شَرْحِ
الْاَلْفِیَّةِ الْعِرَاقِیِّ یعنی وہ لوگ جنسے فقط امام بخاری نے روایت کی ہی چار سو پینتیس آدمی ہین جو اوپر
ضعیف راوی ہین وہ قریب اسی آدمیوں کے ہین اور جن لوگونسے فقط امام مسلم نے روایت کی ہی
چھ سو اور بیس آدمی ہین اور ضعیف اونمین سے ایک سو ساٹھ شخص ہین دونے اوس سے
اسی طرح ذکر کیا اسکو امام سخاوی نے شرح الفیہ عراقی مین انتہی غرض کتاب بخاری باعتبار
اکثر احادیث صحاح کے اور کتابون سے زیادہ صحیح ہی اسپر اکثر نے اجماع کر لیا ہی اسکو ہم بھی تسلیم
کرتے ہین مگر یہ کہنا کہ ہر حدیث اوسکی اور سبکی حدیثون سے گودہ کیسے ہی صحیح ہون زیادہ صحیح
قابل حجت ہی قابل تسلیم نہین چنانچہ تحقیق اسکی مسلمہ ابھی ہم کے جواب مین گذر چکی آدمی کو

ابن ابی شیبہ ہمین ہے حدثنا عبد اللہ بن نمیر عن سعید بن ابی عروبۃ عن قتادۃ عن
ابن عباس ان زنجیا وقع فی زمزم فمات فامر النبی بہ فنزح منہا سبعون دلوا ثم قال ابن جوامع
فیہا من الماء یعنی ابن عباس رض سے روایت ہے کہ ایک زنگی چاہ زمزم مین گر پڑا پس مر گیا پس آنحضرت
صلعم نے اوسکے ایک شخص کو بھیجا فرمایا سب پانی اسکا نکالو انتہی اور عبد الرزاق اور دار قطنی اور بیہقی اور طحاوی
نے بھی اس حدیث کو ابن عباس رض اور ابن زبیر رض سے روایت کیا ہے اور چاہ زمزم قلتین سے بہت بڑا ہے اگر
مقدار قلتین نجس نہین ہوتا تو وہ دونون صحابی جلیل القدر چاہ زمزم کا پانی نہ نکلواتے اور اوس زمانہ
مین اور صحابی بھی موجود تھے سب نے سکوت کیا اور حدیث قلتین کی کسی نے پیش نہین کی پس یہ اسکا اجماع
ہو گیا اور حدیث قلتین کی ضعیف ہے چنانچہ شرح مشکوۃ مین لکھا ہے قال ابن المدینی وہو
امام ائمۃ الحدیث وشیخ البخاری انہ مخالف لاجماع الصحابۃ فان ابن عمر وقع
فی بئر زمزم فامر ابن عباس وابن الزبیر بنزح الماء کلہ بمحضر الصحابۃ ولم ینکر
منہم احد فیکون حدیث القلتین مخالفا للاجماع یعنی کہا ابن مدینی جو ائمہ حدیث کے
امام اور بخاری کے استاذ ہین کہ حدیث قلتین کی مخالف اجماع صحابہ کی ہے اسلیے کہ زنگی چاہ زمزم مین
گر پڑا تھا تو ابن عباس رض اور ابن زبیر رض نے کل پانی نکالنے کا حکم صحابہ کی حضوری مین دیا تھا اور کسی
اوسکا انکار نہین کیا پس حدیث قلتین کی مخالف اجماع ہوئی انتہی اور امام شافعی نے جو کہا ہے کہ حدیث
زنگی کی ابن عباس سے معلوم نہین ہوتی اور اگر ثابت بھی ہو تو نجاست کچھ پانی مین گری ہوگی یا بوجہ
احتیاط و نظافت کے کل پانی نکلوایا ہوا اور امام نووی شافعی نے کہا ہے کہ خبر اہل کوفہ کو کیسے ہو گئی حالانکہ
اہل مکہ اوس سے خبردار نہوئے دونونکے قول کا جواب امام ابن ہمام فتح القدیر مین لکھتے ہین کہ یہ قول
بالبطل مدفوع ہے کہ اونکا جاننا دین خدا مین دلیل ہوتی صلاحیت نہین رکھتا اور ظاہر سوق عبارت
ولحفظ راوی سے کہ زنگی مر گیا پس حکم دیا پانی نکالنے کا یہ ہے کہ موت کی وجہ سے یہ حکم نجاست اور کسی
نجاست سے علاوہ اسکے اونکے نزدیک نجاست کی وجہ سے کنوئین کا پانی نکالنا نہین چاہیے پھر اونکے
اور اس حدیث کے درمیان مین قریب بیڈھ سو برس کے فاصلہ تھا پس اوس شخص کا خبر نہ پانا جسنے

اسکے کہدینے سے جھوٹا کسکو کہینگے بعینہ وہی تقریر ستر ض صاحب کی محدثین پر بھی صادق آئی
جاتی ہے کہ امام بخاری اور امام مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ غیرہم کا آپس میں
اختلاف ہے انمین سے کسکو سچا جانا جاوے اور کسکو سچا نہ جانا جاوے اور کسکو خدای تعالی اور اوسکے
رسول کے حکم کے مطابق سمجھا جاوے اور کسکو نہ سمجھا جاوے ذرا بتلاتو دیجیے اے ستر ض صاحب بولئے
بولئے کیوں ایسی تقریر لایعنی اور ایراد بیمعنی کیجیے کہ خود اپنا اعتراض اولٹ کر اپنے اوپر آوے اور اپنی
بات کا الزام آپ اوٹھاوے اور بجز سکوت مجال کے کوئی جواب اسکا بن نہ آوے ہاں جان من خود
کردہ را دوا نیست اور باقی اعتراضات ستر ض صاحب نے جو آخر کتاب کے ورق ۱۰ سے
۱۱ تک سب مکررین دھوکا دینے اور کتاب بڑھانے کیواسطے پھر اون مسائل کا اعادہ کیا ہے سبکا جواب
باصواب تفصیل تمام قرآن اور حدیث سے اپنے اپنے موقع پر ہم لکھ چکے ہین یہان حاجت مکرر جواب دینے کی
نہین ہمیانہ کی تو ہمنے جوابات حصہ اول کتاب ثالث مین کے لکھے باقی ستر ض صاحب نے ضمن عبارت التباس مین جو
وعدہ کیا ہے کہ حصہ دوم مین تمام صلابتانی معاملات بلاغ المبین کے تالیف کیا جائیگا سو ہم منتظر ایفائی وعدہ ہین
جسوقت حصہ دوم چھپکر یارونکے ملاحظہ مین آئیگا فوراً ادھر سے بھی جواب کافی اوسکا بنام
حصہ دوم فتح المبین لکھا جائیگا اور کوئی حرف بیجا خلاف تہذیب اوسمین اندراج
نہ پائیگا بشرطیکہ اوسمین بھی یہ ملحوظ خاطر رہے لانا ہیوں کو دیتے
ہین ہم اشتہار اب ۔ وتا ہیون کو کرتے ہین ہم ہوشیار
اب بے سب و شتم اسکا مہذب جواب دین ۔
ورنہ کرینگے ہم بھی وہی اختیار اب ۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب
العالمین والصلوٰۃ علی
سید المرسلین

جب کسی راوی کی روایت بیان کرتے ہین بوجہ مخالفت مذہب اپنے کے تو اوسمین ضعیف بتلا دیتے ہین
جو اپنے اپنے کتابون اسماء الرجال کی تصنیف کی ہین جیسا مناسب سمجھا لکھدیا اوس سے سند پیش کر دیتے
ہین کہ دیکھو فلانے شخص نے اس راوی کو ضعیف لکھا ہی گویا تمام دارومدار دین کا صحت اور ضعف روایت
قرار دیا ہی اور ایمہ کی تنقیح اور تلاش سب طاق پر رکھدی وہ جس حدیث سے اخذ کرین وہ سکو اپنی اصطلاح
باطل کر دیتے ہین اور خود خواہ سفید کرین یا سیاہ بکالوحی من السماء ہی کوئی حق و باطل کا بتانے والا
نہین خصوصاً جہان کہین مثل نواب بھوپال کے کسی امیر کو لامذہب دیکھا تو وہان دیوبندی مذہب اختیار کیا
اور وہان مین ملانے لگے اور اونکے ساتھ آپ بھی ایمہ مجتہدین پر تبرے کا راگ گانے لگے ع جو جھاکرتے
ہو کہتے ہین بجا کرتے ہو کوئی اتنا نہین کہتا کہ یہ کیا کرتے ہو پس تعجب ہی کہ حضرات ظاہریہ محض بوجہ
تقلید صاحب بسیار کے ضعیف حدیث پر عمل کرلین اور مقلدین اگر اپنے امام کی صحیح حدیث پر عمل کرین
تو وہ خلاف خدا اور رسول ہو جائین حال آنکہ قلتین کی حدیث کو حافظ ابن عبد البر اور قاضی اسمعیل اور
بکر بن عربی اور ابن مدینی شیخ بخاری اور ابو داؤد اور امام غزالی اور امام رویانی نے ضعیف کہا ہی
نایہ مین لکھا ہی قال ابن حزم لا حجۃ لھم فی حدیث القلتین لانہ علیہ السلام
لم یحد مقدار القلتین یعنی کہا ابن حزم ظاہری نے کہ حجت اونکی حدیث قلتین مین نہین ہو سکتی
اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقدار قلتین کی حد نہین بیان کی انتہی پھر اسکی اسناد مین علیحدہ
اضطراب اور مزید مین الگ کوئی دو قلہ اور کوئی تین قلہ اور کوئی چالیس قلہ اور کوئی چالیس غرب بتایا ہی
پھر معنی بھی قلہ کے مختلف کوئی معنی خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی نہین پھر بھی اسکو حجت
گردانتا اور فقط تابعی کے قول سے ایک معنی متعین کرلینا فقط خانہ ساز باتین ہین پس اور مقلدین کو بیکار دی
حکایتین ہین وما انزل اللہ بہا من سلطان اور قلال حجر کی حدیث جو امام شافعی سے منقول ہی
اوسکی اسناد منقطع ہی اور راوی اوسکے مجہول ہین اسلیے کہ امام شافعی یون لکھتے ہین اخبرنا مسلم
ابن خالد الزنجی عن ابن جریج بلا سناد لا یحضرنی یعنی مجھکو مسلم بن خالد الزنجی نے ابن جریج کی
روایت سے خبر دی ایسی اسناد سے جو مجھکو یاد نہین انتہی اسکا جواب علامہ عینی لکھتے ہین کہ اونکے سلف سے کوا

پس قیاس کرے اور قیاس اوسکا غالط ہو تو اوسکے واسطے ایک ثواب ہے انتہی پس قیاس کا سنت نبوی ہونا اس صحاح ستہ کی حدیث سے ثابت ہے عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَہٗ اِلَی الْیَمَنِ قَالَ کَیْفَ تَقْضِیْ اِذَا عَرَضَ لَکَ قَضَاءٌ قَالَ اَقْضِیْ بِکِتَابِ اللّٰہِ قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ قَالَ فَبِسُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ فِیْ سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ قَالَ اَجْتَہِدُ بِرَأْیِیْ وَلَا اٰلُوْ فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی صَدْرِیْ وَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ بِمَا یَرْضٰی بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالدَّارِمِیُّ یعنی معاذ بن جبل صحابی فرماتے ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو پوچھا تجھسے کس طرح حکم کریگا تو جب تیرے پاس کوئی قضیہ آویگا عرض کیا میں نے حکم کرونگا کتاب اللہ سے فرمایا اگر نپاوے تو کتاب اللہ میں اوسکا فیصلہ یعنی جواب صریح اوسکا عرض کیا میں نے حکم کرونگا سنت رسول اللہ سے فرمایا اگر نپاوی تو جواب صریح اوسکا سنت رسول اللہ میں عرض کیا میں نے اوسوقت اجتہاد کرونگا اپنی رای سے یعنی کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ سے قیاس کرکے مسائل کا استنباط کرونگا اور نہیں قصور کرونگا اوسمیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحسین کرکے ہاتھ اپنا میرے سینہ پر ٹھیکا اور فرمایا شکر ہے اللہ کا جسنے توفیق دی رسول اللہ کے قاصد کو اوس امر کی جس سے راضی ہوگیا رسول اللہ کہ روایت کیا اسکو ترمذی اور ابو داؤد اور دارمی نے انتہی پس اس حدیث شریف سے چند امور معلوم ہوے

اول یہ کہ سب قضایا اور مقدمات کا جواب قرآن اور حدیث سے معلوم نہیں ہوسکتا یعنی اس طرح کہ ہر عامی اور غیر عامی سمجھ سکے بلکہ بعض احکام ایسے ہیں کہ جنکا استنباط کرنا حضرات مجتہدین عظام کے ساتھ خاص ہوگیا **دوم** یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتہاد کرنے کی اجازت دی اون مسائل میں کہ جنکے جواب صریح اونکا قرآن و حدیث سے **سوم** یہ کہ جب نپایا مجتہدین نے جواب ہزارون مسالونکا قرآن و حدیث سے تو استنباط کیا اونھون نے اون مسالونکے جواب کو قرآن و حدیث و اجماع امت و قیاس سے پس یہ سب مسائل احکام شرعیہ میں داخل اور لائق عمل کے ہیں یعنی جبتک کہ ہمکو اونکا مخالف ہونا کسی نص صریح غیر مؤول و غیر منسوخ و غیر معارض کے بغلبۂ ظن نہ معلوم ہوجاوے تو وہ سب مسائل معمول بہ ہیں اور کتب اصول میں مذکور ہے کہ اجماع امت کا شرعیت قیاس پر منعقد ہوا اور بھی آیہ کریمہ لَعَلِمَہُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَہٗ مِنْہُمْ آہ اور آیہ فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ کو مفسرین نے

وجوہ سے صحت ثابت کردے یا اڑھائی مشکین کسی حدیث کے صحیح یا ضعیف ثابت کرے تو دس ہزار روپے
انعام جن سے کے مستحق ہونگے تو بیشک انکو زیبا ہے اور دس ہزار کیا اگر بیشمار روپیہ صرف کرینگے
تو بھی ممکن نہیں کہ حضرات علماء غیر مقلدین کی حدیث کی صحت مع الوجود ثابت کردیں اور روپیہ بیچارگی شما
میں ہیں کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا اگر مشرق اور مغرب کے تمام علماء جمع ہوجائیں تب بھی صحت ثابت نہیں
کرسکتے اور حدیث اذا کان الماء قلتین لم یحمل خبثا شئ تو اگر خاص ہیر بضاعہ میں لیا جائے تو ظاہر ہی کہ
وہ پانی باغوں میں جاری تھا اور جاری پانی ناپاک نہیں ہوتا اور اگر اعتبار عموم الفاظ کا کیا جائے
تو یہ حدیث بھی صحیحین کی حدیث سے جسمیں پیشاب کی ممانعت اور ہاتھ ڈالنے کی بھی وارد ہے منسوخ ہوجائیگی
غرض حنفیہ پر انہیں کچھ بھی اعتراض نہیں البتہ اعتراض اور نیچہ ان احکام خدا اور رسول اپنی طرف سے قلم کے معرض
متعین کیلیتے ہیں اور اوسکو حدیث بتلاتے ہیں پھر مزید برآں مذہب حق پر اعتراض بھی کرتے کہ موجود
ہوجاتے ہیں یا اللہ میں تجھکو گواہ کرتا ہوں کہ میرا یہ ہرگز عقیدہ نہیں کہ کسی امام نے حدیث اور قرآن کی خلاف
کیا اور نہ میں کسیکو سلف اور خلف میں سے برا جانتا ہوں حضرات غیر مقلدین کی توہمات فاسدہ سے سب بری ہے
انکے برا کہنے سے وہ ہرگز برے نہیں ہوسکتے بلکہ یہ خود آپ برے ہیں جسکو دشنام کریں وہی انکا ہوجائیگا تورات دن
بکریگا کیا مراثی ہوگی زبان خراب ۔ قال علاوہ اسکے حنفیہ کس منہ سے قلتین کی حدیث کو مضطرب
کہتے ہیں انکے امام کے نزدیک تو جسقدر ضعیف اور مرسل حدیثیں ہیں سب عمل کے لائق ہیں چنانچہ
عقود الجواہر المنیفہ فی ادلۃ مذہب الامام ابی حنیفہ میں لکھا ہے وقد صرح عنہ انہ کان یقدم الحدیث الضعیف
الحدیث صاحب الرای من آراء الرجال انا نقول سبحان اللہ اس عبارت سے مولف صاحب کی عبارت دانی
اور سمجھ فہمی کا حال اور استعداد علمی کا کمال معلوم ہوگیا سچ ہے اگر ہوتا نہ آتا میں حصول علم پر محنت
تو بس ساری کتابیں ایک جاہل دھوبی کے پیچھا تا اس حوالہ عقود الجواہر المنیفہ کی عبارت سے استدلال اسکا تحصیل کرنے حنفیہ
حدیث ضعیف پر مطلقا ہرگز ثابت نہیں ہوسکتا بلکہ اس عبارت سے تو فرقہ ظواہریہ اور گروہ وہابیہ کے
قول کا رد نکلتا ہے کہ وہ بمقابلہ عامل بالحدیث ہونے اپنے کے تعصب اور طرفداری صاحب ابو حنیفہ کے
عاملین بالرای و اہل الرای سے شمار کرتے ہیں مولف اس عبارت میں امام صاحب کیطرف سے اور کیلیے
یا اور وقف کیوجہ سے

وطیالسی و مسند ابو یعلی و ترمذی و تہذیب الآثار و دار قطنی و معجم طبرانی و حلی شرح موطا و مستدرک
باسناد صحیح موجود عن وائل بن حجر انہ صلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما بلغ غیر المغضوب
علیہم ولا الضالین قال امین واخفی بہا صوتہ یعنی وائل بن حجر سے روایت ہے کہ ساتھ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھی پس جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ولا الضالین پر پہونچے تو آمین آہستہ
کہی انتہی اور نیز خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو صحیح ترمذی میں ہے اور روایت کیا اسکو امام احمد حنبل و ابو داود
وطیالسی و ابو یعلی نے اپنی مسانید میں اور طبرانی نے معجم میں اور دار قطنی نے اپنی سنن میں اور حاکم نے مستدرک
میں اور کہا حاکم نے یہ حدیث صحیح ہے اور اگر تجھے کچھ کلام ہو شعبہ میں کہ ایک راوی ہے اس حدیث کا تو دیکھ لے
عینی شرح بخاری اور تقریب ابن حجر کو کہ ان دونوں نے شعبہ کو امام المحدثین لکھا ہے چنانچہ وہ حدیث یہ ہے
عن علقمۃ بن وائل عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرأ غیر المغضوب علیہم
ولا الضالین فقال امین وخفض بہا صوتہ یعنی روایت ہے علقمہ بن وائل سے وہ روایت کرتے
ہیں اپنے باپ سے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پس کہا آمین اور آہستہ
کہا اسکو اور علامہ ابو الحاسن شارح ترمذی کی کتاب فوز الکرام میں ہے وعن شعبۃ عن سلمۃ بن
کہیل عن علقمۃ عن وائل بن حجر قال صلیت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما
قال ولا الضالین قال امین وخفض بہا صوتہ یعنی روایت ہے شعبہ سے وہ روایت کرتے ہیں سلمہ
بن کہیل سے وہ روایت کرتے ہیں علقمہ سے وہ روایت کرتے ہیں وائل بن حجر سے کہ فرمایا نماز پڑھی میں نے
پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس جبکہ فرمایا آپ نے ولا الضالین تو فرمایا آمین اور پست کیا ساتھ اوسکے
آواز کو یعنی آمین آہستہ کہی اور روایت کیا اسکو ترمذی اور ابو داود اور دار قطنی اور ابن حبان نے طریق ثوری سے
اور ذکر کیا اس حدیث کو ابو یعلی نے اپنی مسند میں اور طبرانی نے اپنی معجم میں اور حاکم نے اپنی مستدرک میں اور
امام احمد نے اپنی مسند میں اور بعض روایت میں جو بجای خفض بہا صوتہ کے صد بہا صوتہ آیا ہے سو
معنی اسکے میں نے اطال یعنی دراز کیا کے لکھے ہیں اور بعض محدثین نے مد ہا عارضی جو اول کلمہ میں ہو تا
یا آخر کلمہ میں مراد لیا ہے یعنی یہ مد قابل حذف کے ہے نہ مقابل خفض کے بہرحال اس سے جہر نہیں ثابت ہوتا ہے ورنہ
امام بخاری اس حدیث کو باوجود معلوم ہونے اسکے نہ چھوڑتے اور بالضرور اسکو اپنی صحیح میں درج کرتے اور
اون احادیث سے جو اونکے مفید مطلب نہیں تعرض نکرتے یا اسمیں کوئی ایسی علت قادحہ تھی جسکے سبب سے

عقل ہی البتہ نسخ قطعی جس سے عبارت ہی اوسکے واسطے بیشک امورات یقینیہ ہونے چاہئین مگر دین
فقط یقین پر ہی منحصر نہین اکثر احکام ظنی پر برابر عمل ہی خصوصًا حدیث آحاد کہ وہ ظنی ہوتی ہی قطعی
نہین ہوتی یا اینہمہ تمام ظاہر بین اوسپر عمل کرتے ہین اور صاحب وساسات کا قول نسخ قطعی کے
قاعدہ پر مبنی ہی پس منسوخات ظنیہ کو وہ شخص رد کریگا جو احادیث آحاد کو رد کرے اور اوسپر عمل نکرے
مگر ایسا احکام ظنی شرع مین موجود ہین اونکا کوئی انکار نہین کرتا مگر تعجب ہی کہ حضرات ظاہر نے منسوخ
حدیثین اور آیتین دس پانچ عدد مین کیون منحصر کردین یہ قول تو جمہور محققین کے خلاف ہی چنانچہ تفصیل اسکی
آگے بیان ہوگی **قولہ** دوم اگر کسی شخص کو کسی حدیث کا ناسخ معلوم نہو الخ **اقول** یہ عجب کلام
مہمل ہی کیونکہ جب تمام کتابین مبوب اور مفصل ہوگئین اور ناسخ اور منسوخ کو فقہا نے ممتاز کردیا پھر بھی کوئی
شخص محققین کا کلام نہین دیکھیگا اور ابتدای اسلام پر قیاس کرکے بلا دغدغہ عمل کیے جائیگا اور
حدیث سته وغیرہ پر کاربند ہوگا وہ بیشک کنہگار ہی یہ عذر اوسکا شرع مین ہرگز مسموع نہوگا اوس سے
ادنی غفلت بازپرس ہوگی کیونکہ ابتدای اسلام مین لوگ معذور تھے اب کسیکا کچھ عذر نہین چل سکتا البتہ جو
منسوخ اختلافی ہی مثل رفع یدین اور آمین بالجہر کے کہ اوسمین امید عفو ہی **قولہ** سوم صحیح صحیح غیر
منسوخ نکلو الخ **اقول** کوئی شخص کسی حدیث کو امام کے مذہب کے خلاف ہونے سے منسوخ نہین کہتا
بلکہ نسخ پر احادیث اور اقوال اور افعال صحابہ دال ہین کوئی حدیث ہمکو ایسی بتلایئے کہ جسمین فقط
بے قول سے اوسکی منسوخیت ثابت ہو ہرگز ہرگز نہین ہان جب صحابہ سے جس حدیث کی روایت
ہوگی اور اونکا عمل اوسکے خلاف پایا جائیگا تو ہم بھی صحابہ پر حسن ظن کرکے اوس حدیث پر عمل
نکرینگے اور جسوقت خود صحابہ ایک حدیث کی روایت کرین اور دوسرے صحابہ اوسکے خلاف روایت
بیان کرین تو اوسوقت جلیل القدر صحابہ کی حدیث کو نسبت دوسرون کے زیادہ قابل عمل ہوگی اور تفسیر
اتقان مین ابن حصار کا یہ قول نقل کیا ہی اوسکے اول مین لفظ قال موجود ہی معترض صاحب نے
دھوکا دینے کو جلال الدین سیوطی کا قول بنادیا اور اگر تسلیم کیا جائے تو اونکا بھی یہی مسلک ہی تو اس
عبارت کے سیاق سے معلوم ہوتا ہی کہ بعض لوگون نے جو کئی سو آیتون کو منسوخ کہدیا اوسکے دفع کرنے

لکھا ہے رواہ ابوداؤد باسناد صحیح یعنی روایت کیا اس حدیث کو ابوداؤد نے اسناد صحیح کے ساتھ
پس حکم کرنا حافظ ابن حجر کا ساتھ صحت اسناد اس حدیث کے مستلزم ہے اس بات کو کہ یہ حدیث
متصل ہے مرسل اور منقطع نہیں اور واقف سنن ابوداؤد کو معلوم ہے کہ یہ حدیث ابوداؤد میں طریق علقمہ
عن ابیہ سے مروی ہے پس اس کلام سے واضح ہو گیا کہ مختار حافظ کا سماع علقمہ کا ہے و ربنا موجب تحریر تقریب کے
بیان بھی حکم دیتے اور صحت حدیث علقمہ بن وائل کے قائل نہوتے اور زیادہ توضیح عالم ہے جو لیات
تہذیب کی کتاب القول الجازم فی سقوط الحمد بنجاح المحارم میں موجود ہے جسکا جی چاہے دیکھ لے جسکو
فاضل لمعی جناب مولانا ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی نے واسطے دفع شکوک و اوہام قاصرہ
وقریبہ کے تصنیف فرمایا ہے اور جوابات وندان شکن سے لاجواب کر دیئے مطاعن بیجا کو بکلام اوخیا ہے
ان البتہ عاجز کے چھوٹے بھائی عبدالجبار نے اپنے باپ سے نہیں سنا ہے اور روایت علقمہ کی اپنے باپ سے
تو باجماع محدثین محققین ثابت ہے جیسا کہ امام ترمذی اپنی جامع میں کتاب الحدود کے باب ماجاء فی المرأۃ
میں بعد ذکر حدیث کے جو مروی ہے طریق علقمہ سے لکھتے ہیں عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ سَمِعَ مِنْ اَبِیْهِ
وَهُوَ اَكْبَرُ مِنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ وَعَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ اَبِیْهِ یعنی علقمہ بن وائل بن
حجر نے اپنے باپ سے سنا ہے کیونکہ بڑا ہے اپنے بھائی عبدالجبار بن وائل سے اور عبدالجبار بن وائل نے اپنے
باپ سے نہیں سنا ہے اور اسی بنا پر صحیح مسلم کے باب وجوب ملازمۃ جماعۃ المسلمین عند ظہور الفتن کے شروع میں
حدیث حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى الخ کی اسناد میں عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ الْحَضْرَمِیِّ عَنْ اَبِیْهِ
وارد ہے اور ظاہر ہے کہ امام مسلم اصول میں کوئی حدیث منقطع نہیں لاتے ہیں پس انکے نزدیک بھی سماع علقمہ کا
اپنے باپ سے ثابت ہے اور یہ حدیث متصل السند ہے اور اسمیں لفظ حدثنا بھی الفاظ سماع سے آیا ہے
اور بھی مختار اکابر محدثین کا مثل امام بخاری و سمعانی وابن عبدالبر و جزری وابوالحاسن شارح
ترمذی و قاسم بن قطلوبغا و ملا علی قاری و شیخ الدہلوی کے سماع علقمہ کا اپنے والد سے اور یہ مختار
بھی اخفا کے مؤید ہے عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدَبٍ وَعِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ تَذَاكَرَا فَحَدَّثَ
سَمُرَةُ بْنُ جُنْدَبٍ اَنَّهٗ حَفِظَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَكْتَتَيْنِ سَكْتَةً اِذَا كَبَّرَ
وَسَكْتَةً اِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَحَفِظَ ذٰلِكَ سَمُرَةُ وَاَنْكَرَهٗ
عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فَكَتَبَا فِيْ ذٰلِكَ اِلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فَكَانَ فِيْ كِتَابِهٖ اِلَيْهِمَا اَوْ فِيْ رَدِّهٖ اَنْ سَمُرَةُ قَدْ

اقوال محدثین کہ سماع علقمہ سے اپنے باپ سے

ناسخ نہین ہوتا الخ **اقول** حنفیہ اسکے ہرگز قائل نہین کہ ہر فعل اخیر ناسخ اول ہی بلکہ وہ فعل اخیر
ناسخ ہوتا ہی کہ جسمین صحابہ کے روایتین موجود ہین کہ اس فعل کو مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے
پھر آپنے اوسکو چھوڑ دیا تھا جیسے جناز یکے واسطے کھڑا ہونا یا رفع یدین کا کرنا صحابہ سے مروی ہی کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول کرتے تھے پھر آپنے ترک کر دیا ہان اگر والمرسلات کو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مغرب مین پڑھا کرتے پھر کسی صحابی سے مروی ہوتا کہ آپنے اوسکو ترک کر دیا
تو بیشک ہم بھی اوسکو ترک کر دیتے اسیطرح اعتکاف اخیر فقط ایک بار اخیر مین واقع ہوا اس سے ترک سنت
نہین لازم آتا ورنہ کسی صحابی سے ضرور روایت ہوتی حال انکہ کسی صحابی سے مروی نہین کہ آپنے دس دن کا اعتکاف
ترک کر دیا تھا بلکہ یہ صورت اتفاقی تھی ورنہ صحابہ بیس دن کا اعتکاف کرتے تو پس جبتک صحابہ سے حکم
ثابت نہوگا ہرگز اوس عمل کو ترک نہین کر سکتے اور ہر حدیث خواہ منسوخ ہو خواہ اجماع صحابہ کے خلاف ہو
حضرات ظاہریہ ہی اوسپر حدیث سمجھکر عمل کر لیتے ہین حنفیہ ایسے مین نہایت احتیاط کرتے ہین پس حنفیہ کی
طرف سے اس قاعدیکو خود ایجاد کرنا مین مغالطہ ہی حنفیہ اس قاعدے کے ہرگز قائل نہین علاوہ اسکے بخاری شریف
مین لکھا ہی وانما یؤخذ بالاخر بالاخر من فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی نہین لیا جاتا
مگر آخر سے آخر فعل رسول اللہ صلعم کو انتہی پس ظاہر یہ پر واجب ہوگیا کہ مغرب مین والمرسلات پڑھا
کرین اور رمضان مین بیس روز کا اعتکاف کیا کرین ورنہ خلاف بخاری لازم آئیگا اور اعتبار کتب
حدیث مین نہ پڑجائیگا ذرا اسکا پہلے خیال کیجیے تو پھر دوسرونکو الزام دیجیے ؎ چون ندارد کسی کمال
فضل آن بہ کہ زبان در دہان نگہداری ؎ **قال** پنجم اگر کوئی شخص احتمال کے ساتھ دلیل سے
دلیل کے کسی حدیث کو منسوخ کہدے تو ماننا چاہیے الخ **اقول** کوئی شخص احتمال اور بلا دلیل
دلیل کے حدیث کو منسوخ نہین کہتا معترض صاحب نے بیفائدہ آنکھ جو اوپنکا نام لیا اگر اسے اوپنکا
نام بھی جواب ہی تو ہم بیچارے جواب لکھکر مثل معترض صاحب کے ورق سیاہ کرینگے مگر مقتدا خوب جانتے
ہین کہ سب جواب کیک اور باد ہوائی ہین حنفیہ کسی حدیث کو بغیر دلیل قوی منسوخ نہین کہتے گو مخالفین
اوسکو نہ مانین کہ اونکے ماننے کو خدا اور رسول نے ہمپر حجت نہین کردانا اور نہ دین کو کسی کے ماننے

بخاری ص ۲۷۰

یعنی پکارو تم اپنے رب کو زاری سے اور آہستہ اور حضرت زکریا علی نبینا وعلیہ السلام نے بھی دعا کو آہستہ کی اذ نادی ربہ نداء خفیا اور فرمایا عبداللہ بن مسعود نے اربع یخفین من الامام التعوذ والثناء والتسمیۃ والتامین کما نقلہ فی فتح القدیر یعنی چار چیزیں امام آہستہ کہے اعوذ اور سبحانک اللھم اور بسم اللہ اور آمین اور اس بحث آمین بالاخفا کو ہمنے صفحہ ۲۴۲ سے صفحہ ۲۶۳ تک خوب تفصیل سے بیان کردیا ہی پس جبکہ احادیث صحیحہ اور اقوال صحابہ اور آیات قرآن شریف کو بھائی مسلمانوں نے ملاحظہ کیا تو اب اپنے دلونمین انصاف کرین کہ آمین آہستہ کہنے مین خلوص اور عاجزی زیادہ ہی یا پکار کر کہنے مین افسوس کہ ابن بانہ نے اسکی تصدیق کردی کہ لڑکونکو اور عوام کو فرائض نماز کی تعلیم نہین ہوتی مگر آمین اور رفع یدین کے تعلیم کا بڑا اہتمام ہوتا ہی ؎ نرسم نہ رسی بکعبہ ای اعرابی ✦ کین رہ کہ تو میروی بترکستانست ✦

چوتھا مسالہ

غیر مقلدین کہتے ہین کہ رفع یدین کرنا چاہیے حالانکہ اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی ان احادیث صحیحہ کا کہ جنسے رفع نکرنا ثابت ہوتا ہی عن علقمۃ قال قال عبداللہ بن مسعود الا اصلی لکم صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی فلم یرفع یدیہ الا فی اول مرۃ یعنی علقمہ سے روایت ہی کہا کہ فرمایا عبداللہ بن مسعود نے کیا نہ پڑھاؤن تمکو نماز مثل نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر پڑھی نماز پس نہ اوٹھائے دونون ہاتھ اپنے مگر وقت تکبیر اولی کے یہ حدیث صحیح ترمذی کی ہی اور کہا ترمذی نے کہ اسی مضمون کی حدیث براء بن عازب سے بھی آئی ہی اور یہ حدیث حسن ہی اور تسلیم اور قبول کیا ہی اس حدیث کو بہت سے علما اور صحابہ اور تابعین نے اور یہ قول ہی سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا یعنی ابوحنیفہ اور اونکے اتباع کا تمام ہوا کلام ترمذی کا صحیح ترمذی مین اور ابوداود نے تو باب منعقد کیا جامعا نہ اس بات کا کہ رفع یدین نماز مین اول ہی مرتبہ ہی اور روایت کی علقمہ سے یہی حدیث اور روایت کی ابوداود نے ابوسفیان اور براء بن عازب سے اسی اسناد کے ساتھ یہی حدیث عن البراء بن عازب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیہ الی قریب من اذنیہ ثم لا یعود یعنی روایت ہی براء بن عازب سے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ جسوقت شروع کرتے نماز کو اوٹھاتے دونون ہاتھ اپنے قریب کانونکے پھر دوبارہ نہ اوٹھاتے ساری نماز مین انتہی جاہی انصاف ہی کہ یہ دونون حدیثین صحاح ستہ کی ہین اور

سالم چہارم رفع یدین کا

ہین اور اوسپر عمل کرنیوالے کو خلاف خدا اور رسول کے جانتے ہین پھر انکا یہ کہنا کہ اوسمین موافقت کرنی
چاہیے محض زبانی دعوی ہی چنانچہ ان دو مسئلوں کے جوابات کو ناظرین ملاحظہ فرماکین کہ حنفیہ نے کیون دو حدیثون
متعارض مین تطبیق دی ہی یا ظاہر ہے کہ ان لوگونکو اتنی لیاقت ہی نہین اور اتنا مادہ کہان جو تطبیق دے سکین فقط
اپنے خیال مین حدیث بخاری اور مسلم کا جو ترجمہ لیتے ہین اونکو خاص مقصود رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وسلم سمجھتے ہین غرض قوت خیال ایسی غالب آئی ہی کہ سو فسطایہ کو بھی نصیب نہوئی ہوگی **قال**
ہشتم سید محمد صدیق حسن خانصاحب نے اپنے رسالہ افادۃ الشیوخ بمقدار الناسخ والمنسوخ مین
لکھا ہی کہ نزدیک شیخ الاسلام احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیۃ الحرانی کے منسوخ حدیثین
کل دس ہین الخ **اقول** یہ جواب آپکا قابل جواب ہی اسکا جواب خوب گوش ہوش سے سن لیجیے اول تو
یہ سنیے کہ فقط پانچ آیتین منسوخ کہنی صریح غلطی ہی اسلیے کہ نسخ مین اختلاف ہی بعضے تو کہتے ہین کہ تینتالیس
سورتونمین بالکل ناسخ اور منسوخ نہین اور پچیس سورتونمین ناسخ اور منسوخ دونون طرح کی آیتین باقی جاتی
ہین اور چھ سورتونمین فقط ناسخ ہی منسوخ نہین اور چالیس مین فقط منسوخ آیتین ہین ناسخ نہین
اور بعضے کہتے ہین کہ جن آیتونمین کفار سے اعراض کرنیکا حکم ہی وہ بھی آیت سیف سے منسوخ ہین مگر جلال الدین
سیوطی تفسیر اتقان مین بیس آیتین منسوخ ہونیکا اقرار کرتے ہین اور اس قول کو محققین کیطرف نسبت کرتے
ہین چنانچہ تفصیل سب مذاہب کی تفسیر اتقان کی سینتالیسوین قسم مین مذکور ہی پس معترض صاحب کا
یہ کہنا کہ آیتین منسوخ پانچ سے زیادہ نہین خلاف جمہور محققین ہی اور نہ کوئی اوسپر دلیل ہی اب حدیثونکو
سنیے کہ دس حدیث کو فقط منسوخ کہدینا بھی جمہور کے خلاف ہی اور نہ کوئی اوسپر دلیل پائی جاتی ہی بجز اسکے
کہ معترض صاحب نے ابن جوزی کی تقلید جامد کی ہی حالانکہ ابن جوزی کا قول منسوخ اور موضوع کہنیمین
محققین محدثین کے نزدیک بالکل پایہ اعتبار سے ساقط ہی موضوع مین تو اونکا یہ تشدد کہ صحیح حدیثونکو بھی موضوع
حکم لگا دیا اور منسوخ مین یہ مساہلہ کہ کل دس ہی مین حصر کر دیا خیر اونھون نے تو نلافی مافات کی مگر معترض صاحب
کیون اونکے قدم بقدم چلے اب منسوخات سنیے بخاری شریف مین ہی **قال** المسیدی وقولوا اذا صلی
جالسا فصلوا جلوسا هو فی مرضه القدیر ثم صلی بعد ذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بخاری ج ۱ ص ۹۸

فِي الصَّلٰوةِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْهُ فَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ لِاَجْلِ اَنَّهُ لَمْ يَصِحَّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ شَيْءٌ فَقَالَ كَيْفَ لَمْ يَصِحَّ وَقَدْ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ
عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ
وَعِنْدَ الرُّكُوْعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْهُ فَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ
وَالْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرْفَعُ
يَدَيْهِ اِلَّا عِنْدَ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَلَا يَعُوْدُ لِشَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ الْاَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي
الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ وَتَقُوْلُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ عَنْ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ كَانَ حَمَّادٌ اَفْقَهَ مِنَ الزُّهْرِيِّ وَكَانَ اِبْرَاهِيْمُ
اَفْقَهَ مِنْ سَالِمٍ وَعَلْقَمَةُ لَيْسَ بِدُوْنِ ابْنِ عُمَرَ فِي الْفِقْهِ وَاِنْ كَانَتْ لِابْنِ عُمَرَ صُحْبَةٌ
وَلَهٗ فَضْلُ صُحْبَةٍ فَالْاَسْوَدُ لَهٗ فَضْلٌ كَثِيْرٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ فَسَكَتَ الْاَوْزَاعِيُّ

یعنی حارثی نے اپنی مسند مین روایت کی کہ کہا حدیث کی ہمکو محمد بن ابراہیم بن زیاد رازی نے
اور انکو حدیث کی سلیمان بن شاذکونی نے کہ سنا مین نے سفیان بن عیینہ سے کہ فرماتے تھے
کہ ایک روز جمع ہوے امام ابوحنیفہ اور امام اوزاعی مکہ معظمہ مین درمیان دار مناطین کے سو کہا
امام اوزاعی نے امام ابوحنیفہ سے کہ تم لوگ رفع یدین کیون نہین کرتے ہو رکوع اور قومہ مین نماز کے
کہا امام ابوحنیفہ نے کہ نہین ہے اس باب مین کوئی حدیث صحیح کہا امام اوزاعی نے کیونکر نہین صحیح ہے
کہ حدیث کی مجکو زہری نے اوسکو سالم نے اوسکو اوسکے باپ نے کہا سالم کے باپ نے کہ تحقیق
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے رفع یدین وقت تکبیر اولی کے اور وقت رکوع اور قومہ کے
پس کہا امام ابوحنیفہ نے کہ حدیث کی مجکو حماد نے اوسکو ابراہیم نے اوسکو علقمہ اور اسود دونون نے
روایت کی عبداللہ بن مسعود سے کہ کہا اونھون نے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ اوٹھاتے تھے
دونون ہاتھ اپنے مگر شروع نماز مین تکبیر نہ اوٹھاتے ساری نماز مین پھر کہا اوزاعی نے حدیث کی مین نے
تجکو زہری سے کہ وہ میرے استاذ ہین اونھون نے سالم سے اور سالم نے اپنے باپ سے اور تم کہتے ہو
حدیث کی تجکو حماد نے اوسکو ابراہیم نے اوسکو اسود اور علقمہ نے ان دونونکو عبداللہ بن مسعود سے
پس کہا امام ابوحنیفہ نے کہ زہری سے حماد زیادہ فقیہ ہین اور ابراہیم بڑے فقیہ ہین سالم سے اور

مِنَ الرُّكُوعِ فَقَالَ لَهُ فَإِنَّ هٰذَا شَيْءٌ فَعَلَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْجَمَتُهُ
یعنی ابن عباس سے روایت ہی کہ اونھوں نے تمھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونھانے ہاتھونکو جب
رکوع کرتے اور جب سر اوٹھاتے پھر رجوع کیا آپ نے رفع شروع نماز کے یعنی تکبیر تحریمہ مین اور ماسوا اسکے کو
ترک کردیا اور ابن زبیر رض سے روایت ہی کہ اونھون نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ہاتھہ کو رکوع مین اوٹھاتا تھا
پس فرمایا مت کر اسلیے کہ یہ ایک شی ہی کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر چھوڑ دیا اوسکو انتہی
اور جواب ابن جوزی کے ان دونون حدیثون مین کچھہ کلام کیا ہی اوسکا بھی جواب بنایہ مین ہی قُلْتُ قَوْلُهُ
لَا يُعْرَفُ إِنْ أَرَادَ لَا يَسْتَلْزِمُ عَدَمَ مَعْرِفَةِ أَصْحَابِنَا هٰذَا وَدَعْوَى النَّافِي لَيْسَتْ
بِحُجَّةٍ عَلَى الْمُثْبِتِ وَأَصْحَابُنَا أَيْضًا ثِقَاتٌ يَرَوْنَ الْإِحْتِجَاجَ بِمَا لَمْ يَثْبُتْ عِنْدَهُمْ
صِحَّتُهُ لِأَنَّ هٰذَا أَمْرُ الدِّينِ فَالْمُسْلِمُ لَا يَسْتَهْزِئُ فِيهِ وَيُؤَيِّدُ مَا رُوِيَ مِنْ عَدَمِ
الرَّفْعِ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْهُ مَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ رح حَدِيثُ ابْنِ أَبِي دَاوُدَ قَالَ أَنْبَأَنَا
أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ
قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى مِنَ الصَّلٰوةِ
قَالَ الطَّحَاوِيُّ فَهٰذَا ابْنُ عُمَرَ قَدْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ ثُمَّ تَرَكَ هُوَ الرَّفْعَ
بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يَكُونُ ذٰلِكَ إِلَّا وَقَدْ ثَبَتَ عِنْدَهُ نَسْخُ مَا كَانَ رَأَى
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهُ وَإِسْنَادُ مَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ صَحِيحٌ وَأَخْرَجَهُ أَيْضًا
ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي مُصَنَّفِهِ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ
مَا رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَا يَفْتَتِحُ يعنی مین کہتا ہون کہ قول ابن جوزی کا کہ
یہ دونون حدیثین نہین پہچانی جاتین نہین یستلزم ہی اسکو کہ ہمارے اصحاب بھی اونکو نہ پہچانین اور نفی
کرنیوالے کا دعوی ثابت کرنیوالے پر حجت نہین ہی اور اصحاب ہمارے بھی ثقہ ہین اوسکو حجت نہین گردانتے
جو اونکے نزدیک صحیح نہوا اسلیے کہ یہ کام دین کا ہی پس مسلمان اسمین استہزا نہین کرتا اور تائید کرتی ہی حدیث
عدم رفع کی وہ حدیث جو امام طحاوی نے مجاہد رض سے روایت کی ہی کہ کہا نماز پڑھی مینے پیچھے ابن عمر رض کے

رَافِعُوا اَيْدِيَكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ مَالِيْ اَرَاكُمْ رَافِعِيْ اَيْدِيْكُمْ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ اَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ یعنی جابر بن سمرہ سے روایت ہے نکلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمپر درانحالیکہ اوٹھانیوالے تھے ہم ہاتھونکو نماز مین فرمایا کیا ہی مجکو کہ دیکھتا ہون مین تمکو کہ اپنے ہاتھونکو اسطرح اوٹھاتے ہو تم نماز مین جیسے دُمین سرکش گھوڑونکی ہلتی ہین سکون کرو یعنی ہاتھ نہ اوٹھاؤ نماز مین روایت کیا اسکو مسلم نے اپنی صحیح مین اور ابوداؤد اور نسائی نے اپنی سنن مین اور ابی بکر بن ابی شیبہ استاد بخاری و مسلم نے اپنی مصنف مین اور محمول کرنا اس حدیث کا رفع یدین وقت سلام تکبیر بلا مخصص ہے مقام غور ہے کہ اس صحاح ستہ کی حدیث پر غیر مقلدین کا عمل نہو اور پھر دعوا یہ کہ ہم عامل بالحدیث ہین واہ واہ سبحان اللہ اور یہی روایت کی طحاوی اور بیہقی نے حسن بن حیاش سے ساتہ سند صحیح کے عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ رَاَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي اَوَّلِ تَكْبِيْرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ یعنی اسود سے روایت ہے کہ فرمایا دیکھا مین نے عمر بن خطاب کو کہ اوٹھاتے دونون ہاتھ اپنے اول تکبیر مین پھر نہ اوٹھائے ساری نماز مین نقل کیا اسکو صاحب فتح القدیر نے اور یہی روایت کی عاصم بن کلیب نے اپنے باپ سے کہ کہا اوسکے باپ نے کہ علی مرتضیٰ تکرتے تھے رفع یدین مگر تکبیر اولی مین پھر نکرتے تھے رفع یدین یعنی باقی نماز مین روایت کیا اسکو امام طحاوی نے اور کہا نہین جائز ہی یہ بات کہ علی مرتضیٰ خلاف کرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مگر یہ جانے نسخ کے کما نقلہ العینی فی شرح الہدایہ اور بھی امام موصوف روایت کرتے ہین ساتہ سند صحیح کے عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَلِيًّا كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ یعنی عاصم بن کلیب اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وقت شروع نماز کے رفع یدین کرتے تھے پھر باقی نماز مین اعادہ اوسکا نہین کرتے تھے وَقَالَ النَّخَعِيُّ رُوِيَ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ خَدَمْتُ ابْنَ عُمَرَ عَشْرَ سِنِيْنَ فَمَا رَاَيْتُهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ شَيْءٍ مِنْ صَلٰوتِهٖ اِلَّا فِي التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى یعنی ابراہیم نخعی فرماتے ہین کہ مجاہد سے مروی ہے کہ کہا اوسنے خدمت کی مین نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کی دس برس سو نہین دیکھا مین نے اونکو رفع یدین کرتے نماز مین سوای تکبیر تحریمہ کے وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ الْعَشَرَةَ الْمُبَشَّرِيْنَ بِالْجَنَّةِ كَانُوْا يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ اِلَّا فِيْ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ ذَكَرَهُ فِي النِّهَايَةِ وَالْكِفَايَةِ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عشرہ مبشرہ رفع یدین نہین کرتے تھے مگر شروع مین نماز کے اور

دس مین حصر کرنا باطل ہوگیا اگرچہ وہ منسوخ احادیث جنپر تمام امت کا اتفاق ہی کمتر ہین مگر مختلف فیہ
منسوخ تو بہت ہین اور مختلف فیہ جو منسوخ ہو اوسپر آدمی عمل کیے جاسکا ثبوت کہین حدیث
اور قرآن سے نہین پایا جاتا بلکہ احتیاط اسمین ہی کہ متفق اور مختلف تمام منسوخات سے بچے ورنہ ارتکاب
مشتبہات لازم آئیگا **قولہ** نوین حدیث مسند امام احمد آد **اقول** معترض صاحب نے افطار محجم
کی ناسخ حدیث تو بیان کردی مگر حاجم کا افطار کہان سے منسوخ کرینگے **قولہ** لیکن سوای ان دو حدیثون کے
جن جن اور حدیثونکو بعض علمانے منسوخ ٹھیرایا ہی الخ **اقول** کل ان حدیثونکو جو معترض صاحب
نے نقل کی ہین علما منسوخ نہین کہتے بلکہ اور حدیثین بھی جو ہمنے ابھی نقل کی ہین علما منسوخ کہتے
ہین **قال** جواب اس حدیث کا تو یہ ہی کہ کہا ترمذی نے یہ حدیث ضعیف ہی اور حدیث ضعیف
لائق حجت پکڑنے کے نہین ہوتی آد **اقول** حاکم اور بیہقی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم بال قائما ثم دعا بماء فجئتہ بماء فتوضأ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کھڑے ہوکر پیشاب بسبب زخم گھٹنے اپنے کیا تھا انتہی اور مرقاۃ مین ہی قال ابو اللیث رخص
بعض الناس بان یبول قائما وکرھہ بعض الناس ای من عذر وبہ نقول یعنی کہا
ابو اللیث نے کہ بعض آدمیون نے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی رخصت دی اور بعض نے اوسکو
بلا عذر مکروہ جانا اور ہم اسی کے قائل ہین انتہی پس قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا اسپر محمول ہی کہ بلا عذر نہین
چاہیے اسی طرح عمر رضی اللہ عنہ کو منع کرنا بھی اسی پر محمول ہوگا اور امام شافعی سے بھی منقول ہی کہ عرب لوگ
ہوکر پیشاب کرنے کو بیٹھنا اور کمر کی درد کیواسطے شفا جانتے ہین شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
بیٹھ یا کمر کا درد ہوگا جواپ نے کھڑے ہوکر پیشاب کیا ورنہ عادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یون نہ تھی
اور بعضون نے کہا ہی کہ وہان بیٹھنے کی جگہ نہ تھی بوجہ وقوع نجاست کے اسلیے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پیشاب کیا پس جب حاکم اور بیہقی سے بھی اون دونون حدیثون حضرت
عمر رض اور حضرت عائشہ رض کی موید روایت موجود ہی کہ بوجہ زخم کے تھا اور محققین سے بھی یہی منقول
ہوا کہ وہ عذر پر محمول کرنے کو بہتر جانتے ہین پس ہم کس طور سے امام شعرانی کے اس قول کو

لا یرفع الا فی اول الخ اور حدیث رفع یدین کی ابتدا پر محمول ہوگی یعنی یہ شبہ ہو اوس فعل کی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوائل مین کرتے تھے اخیر کو آپ نے چھوڑ دیا فلا اعتبار بالحوالہ نیز من جملہ ان احادیث صحاح وغیرہ اور آثار صحابہ سے حدیث رفع یدین کی منسوخ ہونے مین کچھ شک و شبہہ نرہا تو عمل مقلدین حنفیہ کا موافق حدیث کے ہوا اور اگر غیر مقلدین کو صرف اس بات کا غصہ اور تعصب ہے کہ یہ مذہب فقط امام اعظم کا ہے سو یہ بات محض غلط ہے اسواسطے کہ ترمذی نے یہ مذہب بہت سے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور تابعین کا اور علامہ عینی شرح صحیح بخاری مین لکھتے ہین کہ یہ مذہب ہے امام ابو حنیفہ اور اونکے اصحاب اور سفیان ثوری کا اور ابراہیم نخعی کا اور ابن ابی لیلیٰ کا اور حلقمہ اور اسود کا اور عامر شعبی کا اور ابو اسحٰق سبیعی کا اور خیثمہ اور مغیرہ کا اور وکیع اور عاصم ابن کلیب کا اور مشہور مذہب امام مالک کا اور اونکے اصحاب کا انتہی کلام العینی پانچوان مسالہ غیر مقلدین نماز مین سری ہو خواہ جہری امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کو واجب جانتے ہین سو وہ نص قرآنی کے خلاف کیا ہے اس آیت قرآنی کا اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ یعنی جب قرآن پڑھا جاوے تو سنو تم اور چپ رہو تم شاید تم لوگ رحم کیے جاؤ انتہی یہ آیت منع کرتی ہے مقتدی کے سورۂ فاتحہ پڑھنے کو امام کے پیچھے اسواسطے کہ اسمین دو چیزونکی غرض ہے ایک سننا دوسرے چپ رہنا پس دونو پر عمل کیا جاویگا اور سننا خاص ہے جہری نماز کے ساتھ اور چپ رہنا خاص نہین پس مطلق باقی رہیگا پس واجب ہوگا چپ رہنا عموماً قرارت کے وقت یعنی جہری نماز مین سننا اور چپ رہنا دونو پر عمل ہوسکتا ہے اور سری نماز مین چونکہ سننا غیر ممکن ہے تو حق تعالیٰ کے اوس دوسرے حکم پر یعنی چپ رہنے پر عمل ہوگا بہرنوع مقتدی کو ہر نماز مین چپ رہنا چاہیے کیونکہ اللہ پاک فرما چکا کہ جب قرآن پڑھا جاوے تو تم لوگ چپ رہو اور چونکہ امام سری اور جہری دونون مین قرارت قرآن کرتا ہے تو لامحالہ مقتدیونکو دونون حالتون مین چپ رہنا پڑیگا کما قَالَ الْعَلَّامَةُ ابْنُ الْهُمَامِ فِيْ فَتْحِ الْقَدِيْرِ فَاِنَّ الْمَطْلُوْبَ مِنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ اَمْرَانِ الْاِسْتِمَاعُ وَالْاِنْصَاتُ فَيُعْمَلُ بِكُلٍّ مِّنْهُمَا وَالْاَوَّلُ يَخُصُّ بِالْجَهْرِيَّةِ وَالثَّانِيْ لَا فَيَجْرِيْ عَلَى الْاِطْلَاقِ فَيَجِبُ السُّكُوْتُ عِنْدَ الْقِرَاءَةِ مُطْلَقًا اور یہ آیت دربارۂ قرارت نماز کے نازل ہوئی ہے یہی قول مستند اور قابل اعتبار کے ہے چنانچہ تفسیر عمادین کثیر مین مرقوم ہے قَالَ عَلِيُّ بْنُ طَلْحَةَ عَنِ

سالہ پنجم قرارت خلف الامام کا

پس اس حدیث کے منسوخ ہونے مین تو کچھ کلام نہرا اب استحباب مفہوم کا اور حدیث سے ہوگا
اس سے کیونکر ہوسکتا ہی اسمین اگر پہلے استحباب ہوتا تو اب بھی باقی رہتا حال آنکہ بیشتر کے استحباب
تو ولی بھی قائل نہین اور نہ الفاظ سے نکلتا ہی اور یہ کہنا کہ رفع وجوب سے استحباب باقی رہتا ہی سو کوئی دلیل
نہین بلکہ نہ جمہور استحباب کے ضرور قائل ہوتے پس جواز وضو اور منسوخ ہونے مین حدیث کے کلام نہین
غرض حدیث کا جو حکم ہی وہ قطعًا منسوخ ہی اسیکا نام منسوخ قطعی ہی کچھ خاص تعرض قولی پر منسوخ
منحصر نہین اور نہ جب امام بیٹھکر نماز پڑھے تو مقتدیونکو بھی بیٹھکر پڑھنا جائز ہوجائیگا کیونکہ اسمین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کی تصریح نہین جسکے معترض صاحب قائل ہین بلکہ فقط
فعل آخری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹھکر پڑھنا اور مقتدیونکا کھڑا رہنا پایا گیا ہی اس سے جمہور
نسخ کے قائل ہوگئے ہین اور امام بخاری بھی اسی کے قائل معلوم ہوتے ہین چنانچہ پیشتر ہم عبارت اونکی
نقل کر چکے ہین شاید معترض صاحب نے یہ مقام بخاری کا نہین دیکھا جو صاحب اساس کی تقلید کی

قولہ حدیث پنجم مسند امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ مین روایت ہی طلق بن
علی رضی اللہ عنہ سے الخ **اقول** یہ حدیث بسر کی حدیث سے قوی ہی چنانچہ تحقیق اسکی سولھوین
مسئلہ کے مسئلہ اول کے جواب مین خوب مفصل موجود ہی ملاحظہ فرماوے **قولہ** لیکن مکہ مین نماز پڑھنی
ہر وقت جائز ہی جیسا کہ مسند امام احمد الخ **اقول** عجب تماشے کی بات ہی کہ صحیحین وغیرہ کی حدیثین
جنمین اوقات مکروہہ کی تصریح ہی اونکو تو ترمذی اور ابوداؤد کی حدیث سے خاص کیا جاوے اور ترمذی اور
ابوداؤد کی حدیث کو اون حدیثونسے خاص نکیا جاوے اور فقط ایک حدیث مسند امام احمد اور رزین کو متواتر حدیثون پر
ترجیح دیجاوے اور اونکو اس حدیث سے خاص کرلیا جاوے حال آنکہ یہ حدیث ذلہ ہے چنانچہ فتح القدیر مین
لکھا ہی وَهُوَ مَعْلُولٌ بِأَرْبَعَةِ أُمُورٍ اِنْقِطَاعُ مَا بَيْنَ مُجَاهِدٍ وَبَيْنَ ذَرٍّ فَاِنَّهُ الَّذِي
يَرْوِيهِ عَنْهُ وَضَعْفُ ابْنِ الْمُؤَمَّلِ وَضُعْفُ حُمَيْدٍ مَوْلَى عَفْرَاءَ وَاضْطِرَابُ سَنَدِهِ
وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ مِنْ طَرِيقِ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ بَيْنَ حُمَيْدٍ هٰذَا وَبَيْنَ مُجَاهِدٍ وَرَوَاهُ
سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ فَأَسْقَطَهُ مِنَ الْبَيْنِ يعنی یہ حدیث چار وجہسے معلول ہی انقطاع رسیان

یہ صفحہ

چکے رہو سوای قرآن کے یہانسے دانشمندی مؤلف صاحب کی معلوم ہو گئی کہ باوجود اس بات کے
کہ قول معتبر و مستند معالم التنزیل و در منثور و تفسیر عماد وغیرہ سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ یہ آیت در باب قرأت
نماز کے اوتری اور لوگ امام کے پیچھے قرأت کرنے سے روکے گئے پھر یہ حضرت تفسیر رحمانی سے کہ ایک غیر مشہور
تفسیر ہے نقل کرتے ہین کہ قرآن کی ممانعت نہین ولوری جرات کہ قرآن پر بھی بے تکا حاشیہ چڑھانے لگے
اور بے پر کی اوڑانے لگے اور دعوا یہ کہ ہم تو فقط قرآن و حدیث مانتے ہین دوسرونکے قول سے ہمکو کچھ غرض
نہین چنانچہ اسی بنا پر مؤلف صاحب نے بلاغ المبین کے صفحہ ۱۶۲ مین لکھا ہو کہ قول صحابی کا حجت نہین ہو
بھائیو انصاف کا مقام ہو کہ قول صحابہ تو حجت نہو اور تفسیر رحمانی کا قول جو عموم آیت کے خلاف اور دوسری
تفاسیر معتبر کے بھی خلاف اور شان نزول کے بھی خلاف ہو وہ قابل تسلیم ہو اور جواب آیت کا اوس سے دیا جاوے
نعوذ باللہ الکریم من ہذا الشر العظیم و الجہل الجسیم اور جو آیہ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ سے یعنی جو تم
قرآن سے اوسقدر جو آسان ہو ثابت ہوتا ہو کہ مقتدی بھی امام کے پیچھے کچھ قرأت کرے سو یہ مغالطہ ہو کیونکہ
اسواسطے کہ جب ہمکو احادیث صحیحہ سے معلوم ہو گیا کہ قرأت امام کی بعینہ مقتدی کی قرأت ہو تو پھر قرأت
کرنہ مقتدی کی کیا حاجت رہی چنانچہ ابن ماجہ مین حدیث صحیح وارد ہی عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ لَہُ اِمَامٌ فَقِرَاءَۃُ الْاِمَامِ لَہُ قِرَاءَۃٌ یعنی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے
مروی ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھنا امام کا مقتدی کا پڑھنا ہو پس مقتدی بحکم آیت
وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ کے جب بھی ہو اور آیت فَاقْرَءُوْا کی تعمیل بھی اوس طریق پر کر رہا ہو جیسا کہ ثابت
ہوا حدیث صحیح سے پس اس صورت مین دونون آیتون کا تعارض بھی جاتا رہا اور ہر ایک اپنے اپنے حکم پر باقی
رہی اور یہ قاعدہ مسلمہ ہو کہ جب دو باتونمین تعارض واقع ہو تو تا بامکان جمع کرینگے نہ یہ کہ دونو کو ساقط
کردین اور علامہ عینی نے شرح صحیح بخاری مین کہا کہ روایت کیا حدیث مَنْ کَانَ کو ایک جماعت
صحابہ نے کہ اونمین سے جابر بن عبداللہ و ابن عمر و ابو سعید خدری و ابو ہریرہ و ابن عباس و انس بن مالک ہین
اور منع کیا ہی امام کے پیچھے قرأت کرنے سے اٹھی صحابہ نے کہ اونمین سے حضرت علی و عبداللہ بن عمر
اور عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم ہین پس اتفاق کرنا ایسے ایسے صحابہ جلیل القدر کا
بمنزلہ اجماع کے ہو گیا اسی کثرت کے اعتبار سے صاحب ہدایہ نے کہا کہ اسپر اجماع ہو کہ مقتدی کچھ نہ پڑھے
امام کے پیچھے اور عبداللہ بن زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ دس صحابہ نبی صلی اللہ

اور بلا سفر اور بلا بارش کے جمع کیا اور دوسری حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ فرمایا آپ نے
جب وہ شراب پیے پس درہ لگاؤ اسکے پس اگر پیے چوتھی بار پس قتل کرو اسکو انتہی اس عبارت
ترمذی سے معلوم ہوا کہ ظاہر اس حدیث ابن عباس کا کوئی بھی قائل نہیں ہوا بلکہ اوسمین حنفیہ تو
جمع صوری مراد لیتے ہین اور یہ صورت آیت اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا
کے زیادہ مناسب ہی یعنی نماز مسلمانونپر فرض وقت معین کیا گیا ہی انتہی اور صحیحین مین جو حدیث
عبداللہ بن مسعود سے روایت ہی کہ مینے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک وقت مین دو نماز
جمع کرتے سوای عرفہ اور مزدلفہ کے نہین دیکھا اس حدیث کے مخالف نہونگی ورنہ قرآن اور صحیح بخاری
اور خود صحیح مسلم کے مخالف ہو جائیگی اور معترض صاحب تو خود فرما چکے ہین کہ جہانتک ہو تطبیق دینے
چاہیے یہان اونکو کیا ہو گیا کہ فقط اپنے مذہب کی تقلید سے قرآن اور حدیث صحیح کو اور حدیث کی
وجہ سے کہ جسمین کہین تصریح ایک وقت کے جمع ہونے کی بھی نہین چھوڑ بیٹھے شاباش مرحبا تقلید جامد ایسی کہتے ہین
حور افضیحت دیگر انرا نصیحت ہمنے جانا تھا کہ یہ شور و شغب معترض صاحب کا مسائل دینیہ مین خالی
خلوص اور دلسوزی سے نہوگا لیکن اب جو غور سے دیکھا تو وہ ہونکا مذہب یا چندین شکم برای اکل کا
نقشہ نظر آیا ۞ بڑا شور سنتے تھے پہلو مین دل کا ۞ جو چیرا تو اک قطرۂ خون نکلا ۞ اور ابن عباس رضی
جواوسکی وجہ بیان کی کہ تا امت کو آسانی ہو اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہی کہ جمع صوری ہو کیونکہ
جمع حقیقی لینا تو قرآن اور حدیث کے مخالف ہوتا ہی پس اسواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
یہ نماز پڑھی تاکہ لوگونکو معلوم ہو جاوے اگر کوئی شخص کسی وجہ سے دونون نمازین اکٹھے بامیطور کہ ایک کا
اخیر وقت ہو اور دوسری کا اول وقت ہو پڑھیگا تو جائز ہی کیونکہ بعض اوقات آدمی ایسے کام مین
مشغول ہوتا ہی کہ ہر بار نماز کے واسطے اوٹھنا دشوار معلوم ہوتا ہی تو یہ صورت اگر کوئی کریگا تو کچھ
مضایقہ نہین غرض جمع صوری لینے مین خوب تطبیق ہو جائیگی اور جمع حقیقی بغیر عذر کے لینا تو کسیکا بھی
مذہب نہین فقط معترض صاحب کی ایجاد ہی اور گمراہی کا اجتہاد ہی ۞ یہی اجتہاد آپکا گر رہیگا
تو دفتر ہدایت کا ابتر رہیگا ۞ اور تفصیل اسکی ہمنے مسئلہ سی لم کے جواب مین خوب بیان کر دی ہی

والامام مالک وتمامی سلف وخلف کا اور ایک روایت ہے امام شافعیؒ سے بھی روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے
اور ابوداؤد نے بھی یہ روایت ابوہریرہؓ کی کئی سندوں سے نقل کی ہے اور قول زہری کا بھی بیان کیا ہے کہ
باز رہے لوگ قرأت سے ساتھ جہری کے اور بھی امام مالک نے موطا میں بہ اسی قول کے عمل کیا ہے کہ چھوڑ دیا
لوگوں نے قرأت کرنا اوس دن سے اس مقام پر اگر کوئی مکریں میں سے کہتا تھا تابعین سے قول زہری کا
ہے شروع ہوا یہ حدیث قابل حجت نہیں سو جواب اسکا یہ ہے کہ ہمارا استدلال تو قول زہری کے ساتھ نہیں ہے بلکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے ساتھ ہے اور نیز ابن ماجہ و نسائی نے اس بات کا باب منعقد کیا ہے کہ زہری
کچھ نہ پڑھے اور اسکے اثبات میں یہ حدیث لائے ہیں عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَرَأَ الْاِمَامُ فَاَنْصِتُوْا یعنی روایت ہے ابی موسیٰ اشعری سے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جب امام پڑھے تو تم چپ ہو وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ فَاِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا یعنی کہا ابوہریرہؓ نے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام اسیواسطے مقرر کیا گیا ہے کہ پیروی کرو تم اسکی جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور
جب وہ قرأت پڑھے تو چپکے سنو تم نقل کیا اس حدیث کو نسائی نے ساتھ دو سندوں کے اس مقام پر مولف صاحب کا کہنا
صریح اور دروغ بیفروغ سننا چاہیے اور ایسے شخص کذاب پر نفرین کرنا چاہیے چنانچہ اسنے بلاغ المبین کے
صفحہ ۱۶۳ میں حدیث واذا قرأ فانصتوا کو ابوداؤد سے نقل کرکے لکھا ہے کہ یہ قول ابوخالد کا وہم ہے اور
ابوخالد مولای جعدہ بتاہیرہ مجہول ہے تیسرے طبقے سے اور تقریب کا حوالہ دیا ہے واہ ری جرأت
کر ایسے جھوٹ سے جھوٹے بھی شرما جائیں اور خاص منشا اس دعوی کا یہی ہے کہ جب انھوں نے دیکھا کہ متن
اس حدیث کے صاف صاف حنفیوں کے مدعا پر دلالت کرتے ہیں اور کوئی جواب اسکا بن نہیں پڑتا تو اس شخص کے
واسطے ضعیف اور مخدوش کرنے حدیث کے فریب ہی سے ایک اور ابوخالد کو یہاں ظاہر کیا حالانکہ جو دعوی
اس حدیث میں ہے وہ ابوخالد احمر ہے کہ نام اوسکا سلیمان بن حیان ہے یہ وہ شخص ہے کہ جس سے بخاری اور
مسلم سند لیتے ہیں چنانچہ حافظ منذری نے اپنی مختصر میں بجواب ابوداؤد لکھا ہے وَھٰذَا فِیْہِ نَظَرٌ فَاِنَّ
اَبَا خَالِدٍ الْاَحْمَرَ ھٰذَا ھُوَ سُلَیْمَانُ بْنُ حَیَّانَ وَھُوَ مِنَ الثِّقَاتِ الَّذِیْ اَخْرَجَ لَھُمَا الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ
وَمَنْ ھٰذَا لَفْظُہٗ فَمِنْ اَیْنَ لَہٗ ھٰذِہِ الزِّیَادَۃُ لَمْ تَاْتِ عَلَیْھَا اَبُوْ سَعِیْدٍ مُحَمَّدُ بْنُ سَعِیْدٍ الْاَنْصَارِیُّ یعنی
ابوداؤد کے قول میں بحث ہے کیونکہ ابوخالد احمر یہ وہی سلیمان بن حیان ہے اور وہ ایسا ثقہ ہے کہ بخاری و

اور دروغ گو کی مولف ظفر پر نفرین کی

بیان حدیث واذا قرأ فانصتوا

بحث نہین مناسب حکم ہو فقط اپنی رای سے الفاظ کو خاص کر لینا معترض صاحب کا بہت بعید ہے کہتے
کچھ ہین اور کرتے کچھ پس اس جواب کی بنا محض تقلید جامد پر ہے **اقول** کہا بعض علماء نے یہ حدیث
منسوخ ہے **اقول** یہ حدیث منسوخ نہین اگر کوئی شخص کسی ضرورت سے پاجامہ خریدے اور اسکو
کپڑا مہین لگا تو کفارہ اوسپر آجائیگا چنانچہ تحقیق اسکی مسئلہ اسی وہم کے جواب مین گذر چکی **اقول**
جواب یہ کہ یہ حدیث ابوہریرہ رضؓ کی بحال ہے منسوخ نہین کیونکہ افضل بات بھی ہے کہ جنبی رمضان مین
فجر سے پہلے پہلے نہالے الخ **اقول** مسند امام احمد اور ابن حبان کی حدیث سے تو یہ معلوم ہوتا ہے
کہ روزہ اوسکا نہین ہوسکتا پھر معترض صاحب اسکو کس طور سے بحال خود فرماتے ہین یہ حدیث بلکہ
منسوخ ہے بخاری اور مسلم مین عائشہ رضؓ اور ام سلمہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت
جنابت مین جماع سے صبح کرتے تھے پھر نہاتے تھے اور روزہ رکھتے تھے انتہی پس حدیث اور وہ
آیت ابوہریرہ رضؓ کی حدیث کی ناسخ ہوگی اور اس حدیث سے ابوہریرہ رضؓ نے بھی جب انکو عائشہ رضؓ
اور ام سلمہؓ کی حدیث پونہچی رجوع کیا چنانچہ مسک الختام مین لکھا ہے روایت کیا ابوہریرہ رضؓ کی حدیث
امام احمد اور ابن حبان نے پس جواب دیا ہے اسکا جمہور نے کہ یہ حدیث منسوخ ہے اور ابوہریرہ رضؓ اوس سے
جبکہ انکو عائشہ رضؓ اور ام سلمہؓ کی حدیث پونہچی رجوع کیا اور موافق فرمانے ان دونون صحابیہ کے
فتوی دیا انتہی پس تعجب ہے کہ ابوہریرہ رضؓ جو راوی اس حدیث کے ہین اونھون نے تو اس سے رجوع
کر لیا مگر معترض صاحب ابھی تک اوسکو بحال خود رکھتے ہین شاید اسی عقل اور فہم کے اعتماد پر معترض
صاحب نے تقلید ایمہ سے کنارہ کشی اختیار کی ہے ہماری رای مین اور ہر ایمہ اربعہ مین سے کسی کی تقلید ضرور
واجب ہے آیندہ اونکو اختیار ہے ہمارا کام سمجھانا ہے یارو اب کے چاہو تم مانو نہ مانو **اقول** جواب
یہ کہ حدیث ابن عباس رضؓ کی بحال ہے منسوخ نہین کیونکہ بعد فرض ہونے رمضان کے عاشورے کے
دن روزہ رکھنے کی فرضیت منسوخ ہوئی ہے نہین کہ عاشورے کے دن کا روزہ رکھنا ہی نہ چاہیے بلکہ روزہ
رکھنا عاشورے کے دن کا مستحب ہے **اقول** اسلئے اس حدیث سے منسوخ سے روزہ عاشورا کے
مستحب ہونے پر اجماع نہین کیا بلکہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اوسکا استحباب پایا جاتا ہے

یعنی شرح بخاری مین لکھتے ہین رَوَی ابْنُ حَزْمٍ مِنْ حَدِیْثِ اَنَسٍ مِنْ اَخْلَاقِ النُّبُوَّۃِ وَضْعُ الْیَمِیْنِ عَلَی الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّۃِ وَھٰذَا یَعْضُدُ حَدِیْثَ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یعنی روایت کی ابن حزم نے حدیث انس رضی اللہ عنہ سے کہ نبوت کے اخلاق سے ہی رکھنا داہنے ہاتھ کا بائین پر نیچے ناف کے اور یہ حدیث قوت دیتی ہی حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کو انتہی پانچوین وہ حدیث ہی جسکو امام ابوبکر بن ابی شیبہ نے جو استاد ہین امام بخاری اور امام مسلم کے اپنی مصنف مین لکھا ہی حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ مُوْسَی بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ عَلْقَمَۃَ ابْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ اَبِیْہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَضَعَ یَمِیْنَہٗ عَلٰی شِمَالِہٖ تَحْتَ السُّرَّۃِ یعنی حدیث کی ہمکو وکیع نے وہ روایت کرتے ہین موسی بن عمیر سے وہ روایت کرتے ہین علقمہ بن وائل بن حجر سے وہ روایت کرتے ہین اپنے باپ وائل سے کہا اونھون نے دیکھا مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ رکھا آپنے داہنا ہاتھ اپنا بائین ہاتھ پر نیچے ناف کے انتہی اس مقام مین علامہ محدث محمد ابو الطیب مدنی نے بعد کلام طویل کے شرح ترمذی مین لکھا ہی ثُمَّ اطَّلَعْنَا عَلٰی حَدِیْثٍ صَحِیْحٍ بِحَمْدِ اللّٰہِ وَھُوَ سَنَدُ الْمَذْھَبِ وَمُؤَیِّدٌ لِحَدِیْثِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَھُوَ مَا اَخْرَجَہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ فِیْ مُصَنَّفِہٖ یعنی پھر اطلاع پائی ہمنے حدیث صحیح پر شکر ہی اللہ تعالی کا اور وہ حدیث سند ہی مذہب کی اور حدیث حضرت علی کو تائید کرتی ہی اور یہ وہ حدیث ہی جو روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین اور پھر بعد اسکے لکھا ہی وَھٰذَا حَدِیْثٌ قَوِیٌّ مِنْ حَیْثُ السَّنَدِ پھر اونھون نے اس حدیث کے قوی ہونے کے وجوہات اور شواہد اور راویونکی عدالت اور ثقاہت اور صحت سند و متن حدیث کو تفصیل تمام لکھا ہی اس مختصر مین اوسکی گنجایش نہین منصف مایل بالحدیث کو اسیقدر کافی ہی شعر یکحرف بس ست اگر ستعورست ۔ ورنہ چو چراغ پیش کورست ۔ پس ثابت ہوگیا ان احادیث صحیحہ اور دلائل قویہ سے کہ زیر ناف ہاتھ باندھنا موافق طریقہ مسنونہ کے ہی اور دربارہ سماع علقمہ کے اپنے باپ سے اس حدیث مین کسیکو شبہ گذرے تو جواب باصواب اوسکا اثبات سماع علقمہ مین مع شواہد و اقوال ثقات محدثین کے بحث اخفای آمین مین دیکھ لیوے کہ ہم پہلے اسکے لکھ چکے ہین بیان حاجت اعادہ کی نہین اور اگر کسیکو اسپر بھی اطمینان نہو اور زیادہ تفصیل چاہے تو کتاب الدرۃ فی عقد الایدی تحت السرۃ مین ملاحظہ کر لیوے کہ جسکو محدث یعنی علامہ لوذعی مولوی وصی احمد صاحب سورتی نے تالیف کیا ہی اور بحث جرح و تعدیل رواۃ کو مثل آئینہ کے صیقل بیان سے چمکا دیا ہی سا توان سالہ

سالہ الدرۃ فی عقد الایدی تحت السرۃ

بھوپال کے اور کوئی کتاب حوالہ دینے کو نصیب نہیں ہوتی کہ اکثر اس کتاب میں اونھیں کی کتابوں
حوالہ ہی کچھ تو دال میں کالا ہی حال آنکہ اور ہزارون معتبر کتابیں متقدمین اور متاخرین کی موجود ہیں اور طرفہ
کہ صرف نام کتاب کا لنبا چوڑا عربی عبارت میں لکھدیتے ہیں اور کہیں اوسکے مصنف یعنی نواب بھوپال کا
نام بھولے سے بھی نہیں لیتے کہ نام لکھنے سے کتاب کا اعتبار جاتا رہیگا کہ لوگ سب جان لینگے کہ کتابیں
اونکی بوجہ مسائل مردودہ اور کثرت اغلاط کے پایۂ اعتبار سے ساقط ہوگئیں خصوصاً جبکہ جناب علامۂ
جلیل فہامۂ نبیل مولانا محمد عبدالحی صاحب لکھنوی دام فیضہ الصوری والمعنوی نے اونکے اغلاط فاحشہ اور
مسائل مردودہ کا ابراز النفی میں اعلان کردیا ہی اور فی الحال بھی کتاب تبصرۃ الناقد کا رد لکھ رہے ہیں اور
آیندہ بھی انکا پیچھا نہ چھوڑینگے انکی ساری قلعی کھولدینگے ۵ تو ابھی اول ہی سے روتا ہی کیا آگے آگے
دیکھہ تو ہوتا ہی کیا پذیرہ کو اوس سے کیا واللہ المستعان ہر زمانے میں من جانب اللہ ہوتا چلا آیا ہی اور ہی
کتاب حصول المامول کے صفحہ ۲۰ میں اس حدیث کے منسوخ ہونے کی تصریح بھی تو کردی ہی معترض صاحب
قاعدہ اوسکا دیکھکر اعتراض تو کردیا مگر یہ نہ دیکھا کہ اوسمیں ایسی حدیث کو جسے معترض صاحب منسوخ
نہیں کہتے منسوخ لکھا ہی اور جب دونوں حدیثیں صحیح واقع ہوئی ہیں تو پھر فقط اس وجہ سے کہ یہ مسلم کی حدیث
ہی دوسری صحیح حدیث سے باوجود مساوات صحت کے منسوخ ہو عین ابی انصافی اور تحکم ہی خدا اور رسول
کی طرف سے کچھ اس امر کا فرق نہیں کہ بخاری اور مسلم کی حدیث کو دوسری اسی درجہ والی حدیث سے
ترجیح دیجاے اور اس حدیث کو چھوڑ دیا جاے اور باوجود صریح مخالفت اور تصریح بمضمون نسخ کے اسکو
ناسخ نہ کہا جاے از بس جہالت و نادانی ہی جب دینیات میں ان لوگوں کا یہ حال ہی تو دنیا کے معاملات کا کون
ٹھکانا ۵ ہر کہ با آخرت ندارد کار پس کار دنیاش ہم تباہ شود ۔ قال اور ایک مغالطہ امام اعظم کے
مقلد حدیث پر چلنے والوں کو یہ دیتے ہیں کہ صحیح بخاری میں بعض حدیثیں ایسی ہیں کہ وہ ہرگز لائق عمل کے نہیں
نہیں چنانچہ مولوی محمد لودھیانوی نے اپنے رسالہ انتصار الاسلام میں لکھا ہی کہ بخاری شریف میں بعضی احادیث
ایسی ہیں کہ وہ بالکل بظاہر لائق عمل کے نہیں جیسا کہ حدیث وطی فی الدبر کی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے جو امام بخاری
واسطے تفسیر آیت نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم کے لائے ہیں اس سے جواز لواطت کا

والحمیر یعنی خالد بن ولید سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے اپنے کانوں سے سنا کہ گھوڑے اور خچر اور گدھے کا گوشت کھانا حلال نہیں انتہی اور نیز خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو ابوداؤد میں ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن اکل لحوم الخیل والبغال والحمر یعنی تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے گھوڑے اور خچر اور گدھے کے گوشت کھانے سے انتہی اور بھی خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو ابن ماجہ میں ہے نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن لحوم الخیل والبغال والحمر یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا گھوڑے اور خچر اور گدھے کے گوشت کھانے سے انتہی کیارہواں مسالہ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ بسم اللہ پکار کر کہنی نماز میں مکروہ نہیں بلکہ حدیث سے ثابت ہے سو انھوں نے اس مسالہ میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو بخاری اور مسلم میں انس رض کی روایت سے آئی ہے قال صلیت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخلف ابی بکر وعمر وعثمان فلم اسمع احدا منھم یقرأ بسم اللہ الرحمن الرحیم یعنی فرمایا انس رض نے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور ابوبکر اور عمر رض اور عثمان رض کے پیچھے نماز پڑھی پس میں نے کسی کو نہیں سنا بسم اللہ پڑھتے ہوئے نہیں سنا انتہی اور نیز خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو مسلم میں ہے قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمر وعثمان فکانوا یستفتحون بالحمد للہ رب العالمین لا یذکرون بسم اللہ الرحمن الرحیم فی اول قراءۃ ولا فی اخرھا یعنی فرمایا انس رض نے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر رض اور عثمان رض کے پیچھے نماز پڑھی پس وہ شروع کیا کرتے الحمد للہ رب العالمین سے اور نہ ذکر کرتے بسم اللہ کو اول قراءت میں اور نہ آخر قراءت میں انتہی بارہواں مسالہ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ تیمم میں فقط ایک ضرب منہ اور ہاتھ کے لیے کافی ہے سو انھوں نے اس مسالہ میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو حاکم اور دارقطنی نے روایت کی ہے انہ علیہ الصلوۃ والسلام قال التیمم ضربۃ للوجہ ومسح بہ للذراعین الی المرفقین یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیمم ایک ضرب ہے واسطے منہ کے اور ایک ضرب ہے واسطے ہاتھوں کے کہنیوں تک انتہی اور بھی خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو طبرانی اور مسند بزار میں روایت ہے انہ علیہ الصلوۃ والسلام قال التیمم ضربتان ضربۃ

وجہ ہیں اور پر عمل معترض صاحب ہی اپنے حسن ظن سے کرلینگے مسلمان کی تو یہ شان نہیں جس
بات کے خود امام بخاری بھی قائل نہیں حضرات ظاہر بیں اسپر بھی عمل کر لیتے ہیں دیکھو بخاری میں لکھا ہے
وَيُرْوَى عَنِ الْحَسَنِ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مَرْفُوعًا أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ وَقَالَ لِي عَيَّاشٌ نَا
عَبْدُ الْأَعْلَى ثَنَا يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ وَسُئِلَ قِيلَ لَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
نَعَمْ ثُمَّ قَالَ وَاللهُ أَعْلَمُ یعنی حسن بصری اکثر سے مرفوع روایت کرتے ہیں کہ پچھنے لگانیوالا اور
پچھنے لگائے گئے کا روزہ نہیں رہتا اور مجھسے عیاش نے کہا کہ ہمسے عبدالاعلی نے حدیث بیان کی
اونھوں نے یونس سے اونھوں نے حسن سے روایت مثل اسکے بیان کی کہا گیا اونسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے یہ روایت ہے کہا ہاں پھر فرمایا اللہ خوب جانتا ہے انتہی اب دوسری حدیث ناسخ اسکی بخاری ہی
میں ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَاحْتَجَمَ وَهُوَ
صَائِمٌ یعنی ابن عباس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور حال میں
کہ آپ احرام باندھے ہوئے تھے اور پچھنے لگوائے اور حال میں کہ آپ روزہ سے تھے انتہی پس معلوم ہوا
کہ یہ حدیث پہلی حدیث کی ناسخ ہے اسیوجہ سے امام بخاری نے دونوں حدیثوں کو متصل بیان کیا ہے
جیسا کہ عادت ائمہ حدیث کی ہے کہ اول منسوخ حدیث بیان کرتے ہیں اور اسکے بعد ناسخ لے آتے
ہیں اور خود معترض صاحب نے بھی اس حدیث کو تیسویں مغالطہ میں منجملہ دس حدیثوں منسوخ کے
شمار کیا ہے دوسری حدیث منسوخ بخاری میں یہ ہے کہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ کہا اونھوں نے
نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکان اپنے میں اور حال میں کہ آپ بیمار تھے پس بیٹھکر نماز
پڑھی اور پیچھے آپکے لوگوں نے کھڑے ہوکر نماز پڑھی پس اشارہ کیا آپنے کہ بیٹھ جاؤ پس جب فارغ
ہوئے فرمایا امام اسواسطے مقرر کیا گیا ہے کہ اوسکی اقتدا کیجائے پس جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو
اور جب وہ سر اوٹھائے تو تم بھی سر اوٹھاؤ اور جب سَمِعَ اللهُ کہے تو تم رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو
اور جب نماز بیٹھکر پڑھے تو تم سب بھی بیٹھکر نماز پڑھو دوسری حدیث منسوخ بخاری میں یہ ہے
کہ انس بن مالک رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سوار ہوئے پس گر پڑے

بخاری ۱۶۴ صفحہ ۱۶۴ ۱۶۵ صفحہ ۱۶۵ ۱۶۶ صفحہ ۱۶۶

حارب حیا من المشرکین قنت یدعو علیهم یعنی فرمایا اونھوں نے اگر کہ مہینے قنوت پڑھا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر مین مگر ایک مہینے تک اسلیے کہ آپ ایک قبیلہ مشرکین سے جہاد کرتے تھے
قنوت پڑھا بد دعا کرین اونپر انتہی اور بھی خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو عاصم بن سلیمان سے روایت ہی
کہ مجھے انس رض سے کہا کہ ایک قوم کہتے ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ صبح کی نماز مین قنوت پڑھتے تھے
فرمایا جھوٹ کہتے ہین نہین قنوت پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر ایک ماہ تک کہ بد دعا کرتے تھے
قبیلہ پر مشرکین کے انتہی اور بھی خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کتاب القنوت مین انس رض سے روایت ہی کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین قنوت پڑھتے تھے مگر جس وقت کسیکے واسطے دعا کرتے یا بد دعا کرتے
انتہی اور بھی خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور طحاوی نے
ابو مالک سعد بن طارق سے روایت کی ہی اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا اونھون نے
مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھی آپ نے اور مین نے ابو بکر رض کے
پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھی اونھون نے اور مین نے عمر رض کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھی اور
مین نے عثمان رض کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھی اور مین نے علی رض کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھی پھر
فرمایا بیٹا بیشک یہ بدعت ہی انتہی اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن حبان نے اور کہا حافظ نے سند اس
حدیث کی اوپر شرط مسلم کے ہی انتہی **ستر ھوان مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ جو مچھلی خود بخود مر جاوے
اور اوپر ہو جاوے تو اوسکا کھانا درست ہی سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا
جو ابو داؤد اور ابن ماجہ مین جابر بن عبد اللہ رض سے روایت ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ما القی البحر او جزر عنہ فکلوہ وما مات فیہ وطفی فلا تاکلوا یعنی فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو چیز ڈالدے دریا یا علیحدہ ہو جاوے اوس سے پس کھاؤ تم اوسکو
اور جو چیز دریا مین مر جاوے اور اوپر آجاوے پس مت کھاؤ تم اوسکو انتہی **اٹھارھوان**
مسالہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ ذی رحم محرم کو کوئی شی ہبہ کرکے پھر اوس سے واپس لینی جائز نہ ہو
اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو بیہقی اور دار قطنی اور حاکم نے مستدرک مین روایت
کی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کانت الھبۃ لذی رحم محرم لم یرجع فیھا
فیتا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کسی شخص ذی رحم محرم کو کوئی چیز بخشی جاوے

بچہ اوسکے تحقیق وہ حلال ہی یعنی جماع کرنا عورت کو اوسکی دبر مین پھر بھی آیت حرث مین تمہاری کھیتی ہین تمہاری پھر کہا پس کونسی چیز بہت ظاہر ہوا اس سے صریح دلیل ہی اسپر حنفیہ کے نزدیک عورت دبر مین وطی کرنی حلال ہی انتہا **اقول** جب معترض صاحب کے جواب صاحب انتصار الاسلام کے کچھ نہ بن پڑا تو آخر اپنے ہندو بچہ ہونے کی اصالت پر آگئے بیہودہ بکنے لگے حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھنا ہی لکھنے لگے اگرچہ جواب تر کی بتر کی ودندان شکن اس بی ادبی اور بیہودگی کا ہمارے پاس موجود تھا لیکن دامن تہذیب کے خلاف سمجھکر اوس سے زبان قلم کو روکا اور اسپر عمل کیا کہ کند ہمجنس باہم جنس پرواز کبوتر با کبوتر باز با باز کی مثل مشہور ہی ہر چہ سگ پایت گزیدہ اور سوای اسکے معترض صاحب کو کچھ خدا کا خوف بھی نہ آیا جو حنفیہ کی طرف ایسے فعل شنیع کی نسبت کی اور حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ پر ناحق اس امر قبیح کا اتہام کیا امام طحاوی حکایۃً اگر کسیکا مقولہ اپنی کتاب مین بیان کردین تو اوسکا قائل ہونا کہانسے سمجھا گیا ورنہ لازم آئیگا کہ جتنے معترض صاحب نے حنفیہ کے اقوال اپنی کتاب مین بیان کیے ہین سب کے معترض صاحب بھی قائل ہین اور قرآن اور حدیث اور تفسیر مین برابر مخالفین کے اقوال ہو جو وہین اوسکو نقل کرنیوالے کا مذہب کہنا اس سے بڑھکر اور کونسی جہالت ہوگی قرآن شریف مین تو ان اللہ ثالث ثلثۃ بھی موجود ہی پھر کیا اس مقولہ کفار کو معترض صاحب اپنا مذہب ٹھیرالینگے استغفر اللہ قول مشہور نقل کفر کفر نباشد سے بھی کان آشنا نہوے دیکھو نواب صاحب امیر بھوپال نے اوسی تفسیر فتح البیان کے صفحہ مذکور مین لکھا ہی روی عن سعید بن المسیب ونافع وابن عمر وحمل بن کعب القرظی وعبد الملک بن الماجشون انہ یجوز ذلک یعنی سعید بن مسیب اور نافع اور ابن عمر رضی اللہ عنہم اور محمد بن کعب اور عبد الملک بن ماجشون سے یہ روایت ہی کہ وطی فی الدبر جائز ہی انتہی پس اسکو صاحب تفسیر فتح البیان کا مذہب کہنا معترض صاحب ہی کو زیبا ہی اسیطرح حنفیہ شافعیہ اور مالکیہ کے اقوال کو اور شافعیہ حنفیہ اور مالکیہ کے اقوال کو اپنی اپنی کتابون مین برابر نقل کرتے چلے آئے ہین اونکو ناقل کا مذہب کہنا معترض صاحب ہی کا مسلک ہی صاحب تفسیر فتح البیان نے اس مقام مین اسکے مذاہب لکھے ہین یہ بھی لکھا ہی کہ امام مالک سے بھی بعضون نے اسکے جواز کو نقل کیا ہی اسکی سند کیواسطے امام طحاوی رحمہ اللہ کا

ہر کہتے ہین یعنی اکیسوان مسالہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ مرد اگر اپنا آلہ تناسل چھولے تو وضو ٹوٹ جاتا ہی سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اوس حدیث کا جو مسند امام احمد اور ترمذی اور ابوداود اور نسائی اور ابن ماجہ مین طلق بن علی سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے کہا ایک مرد نے چھوا مین نے ذکر کیا یا کہا جو مرد کہ چھوئے ذکر اپنا نماز مین تو کیا اوسپر وضو ہی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین وہ ایک ٹکڑا ہی جسم تیرا کیا انتہی اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن حبان نے اور کہا ابن مدینی شیخ بخاری نے کہ یہ حدیث بسرہ کی حدیث سے بہتری اور نزدیک امام بخاری کے بسرہ کی حدیث معلول ہی اور کہا امام طحاوی نے حدیث بسرہ کے متن اور اسناد مین اضطراب ہی اور کہا علامہ عینی نے بڑے تعجب کی بات ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے بڑے صحابہ کے روبرو تو بیان نہین کیا یہانتک کہ کسی سے نقل اسکی صحیح نہین ہوئی اور بیان کیا تو کس سے بسرہ عورت سے حال آنکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنواری عورت سے بھی زیادہ حیادار تھے پس حضرات غیر مقلدین کا یہان تقوی اور قوی حدیث پر عمل کرنا کہان رہا گیا کہ عورت کی حدیث کو ایسے معاملہ مین جو صدوق کی حدیث قوی پر ترجیح دیدی ہی

بائیسوان مسالہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہی سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اوس حدیث صحیح کا جو ابوداود اور نسائی وغیرہ مین حضرت جابر سے روایت ہی قال کان آخر الامرین من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترکہ الوضوء مما مست النار یعنی کہا اونھون نے آخر دو امرون کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ترک کرنا وضو کا تھا اوس چیز کے کھانے سے جسکو آگ نے پکایا ہی انتہی اور امام محی الدین نووی شافعی محدث شرح مسلم مین لکھتے ہین کہ اختلاف کیا ہی علما نے اونٹ کے گوشت کھانے مین پس اکثر اس طرف گئے ہین کہ اوس سے وضو نہین ٹوٹتا چنانچہ خلفای راشدین حضرت ابوبکر صدیق اور عمر اور عثمان اور علی یہ چارون اور ابن مسعود اور ابی بن کعب اور عبداللہ بن عباس اور ابوالدرداء اور ابوطلحہ اور عامر بن ربیعہ اور ابوامامہ رضی اللہ عنہم اور جمہور تابعین اور امام مالک اور امام ابوحنیفہ اور امام شافعی اور اصحاب ادنکے اسی طرف گئے ہین اور جمہور نے حدیث وضو کا حدیث جابر سے جواب دیا ہی کہ آخر دو امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ترک کرنا وضو کا تھا اوس چیز کے کھانے سے جسکو آگ نے مس کیا ہو انتہی

تیئیسوان مسالہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ [illegible] سے پاک نہین ہوتا سو اونھون

الشافعي في ذلك فان الشافعي نفسه حكى تحريمه في ستة كتب من كتبه یعنی اور تحقیق
حاکم اور دارقطنی اور خطیب بغدادی نے امام مالک سے کئی طریقوں کے ساتھ اوس چیز کو روایت کیا کہ جو وطی فی
الدبر کے حلال ہونے کو مقتضی ہے حالانکہ اسکی اسناد وہیں ضعیف ہے اور روایت کی امام طحاوی رحمۃ
اللہ علیہ نے محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم سے کہ تحقیق انھوں نے سنا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کہ فرماتے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وطی فی الدبر کی حلت و حرمت میں کوئی روایت صحیح وارد نہیں ہوئی اور
قیاس یہ ہے کہ وطی فی الدبر حلال ہو اور تحقیق روایت کیا اسکو ابوبکر خطیب نے کہا ابن الصباغ نے کہ قسم
کھاتا تھا میں اوس اللہ کی کہ سوای اوسکے دوسرا کوئی معبود نہیں ہے ہر آئینہ تحقیق کہ جھوٹ باندھا
ابن عبدالحکم نے امام شافعی پر اس مسئلہ میں اسواسطے کہ امام شافعی نے اپنی چھ کتابوں میں اس بات کی
تصریح کردی ہے کہ وطی فی الدبر حرام ہے انتہی اور اوسی تفسیر فتح البیان میں بعد ان اقوال کے یہ بھی لکھا ہے
وکیف کان فلا یجوز ان یعمل علی اقوالھم یعنی اور جائز نہیں کسیکو کہ ان لوگوں کے اقوال پر عمل کرے پس
جب کسی نے بعد نقل اقوال مخالفین کے تصریح کردی کہ وطی فی الدبر ناجائز اور حرام ہے اور اسکے جواز میں
بعض ضعیف راویوں کے قول پر عمل نکرنا چاہیے تو پھر کوئی جاہل اور آنکھوں کا اندھا بھی اس سے نہ سمجھیگا
کہ ان عبارات منقولہ کا مضمون ناقل کا مذہب ہے اور حنفیہ اسکے قائل ہیں مگر معترض صاحب کی آنکھوں
پر خون فاسد تعصب کا اتر آیا اور نزلہ حسد نے کاخ دماغ میں نزول جلال فرمایا حق و باطل کے نور و
ظلمت میں امتیاز نہ رہا اور شعر معترض صاحب کا اول کر اوپر نہیں ہر صادق آیا ہے آنکھیں اگر نہ ہوں تو
تو پھر دن بھی رات ہے جہاں میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا ۔ قال اور یہی باعث ہے کہ حنفیہ عورت کی
دبر میں وطی کرنیوالے پر حد مارنے کے قائل نہیں چنانچہ عینی شرح ہدایہ میں لکھا ہے انما اقول
حد کا لازم نہونا اس امر کو مستلزم نہیں کہ یہ فعل حرام بھی نہو سکیڑوں فعل حرام ہیں مگر حد اونمیں نہیں ہے
چنانچہ بشاب انسان کا پینا اسکے نزدیک حرام ہے مگر حد اوسپر کسیکے نزدیک نہیں آتی اگر شراب پیگا تو
بیشک حد آجائیگی اور نسبت ارتکاب فعل مذکور کے خود صحابہ میں اختلاف واقع ہوا ہے کسیکے نزدیک
آگ میں جلانا اور کسیکے نزدیک دیوار اوسپر گرا دینا اور کسیکے نزدیک بلند مکان سے گرا کر تعزیر مارنا ہے

(اور سماشیہ اور اونٹ کرتے ہین جسپر پانی بھکر زمین کے واسطے لے جاتے ہین) انتہی اور عبدالرزاق نے عمر بن عبدالعزیز اور مجاہد اور نخعی سے روایت کی ہے کہ فرمایا اونھون نے اوس چیز مین جو زمین اور کھیت سے تھوڑی ہو یا بہت دسوان حصہ ہو انتہی اسیطرح ابن ابی شیبہ نے عمر بن عبدالعزیز اور مجاہد اور ابراہیم نخعی سے روایت کی ہے پس ان احادیث صحیحہ سے معلوم ہوا کہ زمین کے قلیل اور کثیر مین دسوان حصہ دینا لازم آتا ہے کیونکہ یہ احادیث عام ہین قلیل اور کثیر دونون کو شامل ہین پس جن حدیثون مین پانچ وسق کا بیان ہے وہ زکوٰۃ تجارت مین وارد ہین کیونکہ قیمت وسق کی اوسوقت چالیس درہم تھی چنانچہ علامہ زیلعی وغیرہ نے اسکی تصریح کردی ہے بلکہ لفظ صدقے کا جو اوس حدیث مین موجود ہے اسی پر دال ہے اسلیے کہ صدقہ زکوٰۃ مین بولتے ہین اور خارج زمین پر عشر کا اطلاق آتا ہے علاوہ اسکے عام کو خاص پر ترجیح ہے اور بنایہ مین لکھا ہے کہ علامہ ابوبکر بن عربی نے کہا ہے کہ قوی تر مذہبون کا اس مسئلے مین مذہب امام ابوحنیفہ کا ہے باعتبار دلیل و احتیاط کے انتہی پھر باوجود صحیحین کی حدیث کو ترک کرکے صدقہ زکوٰۃ کی حدیث پر عمل کرنا کمال نادانی اور محض تقلید جامد کی نشانی ہے چھبیسوان مسالہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ زیادہ عبادت کرنی بدعت ہے اور کثرت ریاضت دین مین جو نفس پر مشقت ہو خلاف طریقہ سنت ہے سو اونھون نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو بخاری مین مغیرہ سے روایت ہے کہ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَقُومُ لِيُصَلِّيَ حَتَّى تَوَرَّمَ قَدَمَاهُ فَيُقَالُ لَهُ فَيَقُولُ أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوا کرتے نماز پڑھنے کو یہانتک کہ ورم کرجاتے دونون قدم آپکے پس کہا جاتا آپسے پس کہتے کیا مین بندہ شکر گزار نہون انتہی اور بھی خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو ترمذی مین مغیرہ سے روایت ہے قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى انْتَفَخَتْ قَدَمَاهُ فَقِيلَ أَتَتَكَلَّفُ هَذَا وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا یعنی کہا اونھون نے نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک کہ قدم آپکے آماس کرآئے پس کہا گیا آپ سے کہ آپ کیون ایسی تکلیف اوٹھاتے ہین حال آنکہ آپکے اگلے پچھلے گناہ معاف ہوگئے ہین فرمایا کیا مین بندہ شکر گزار نہوا انہون انتہی کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور بھی خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو ابن ماجہ اور نسائی مین مغیرہ سے روایت ہے قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ غَفَرَ اللهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ

چاہیے کہ جس درجہ کی جو کتاب ہو اوسکو ویسا ہی رکھنا چاہیے مگر حضرات ظاہریہ تو بخاری کے سامنے
قرآن کو بھی نہیں مانتے ہین اور اوسکے مقابلہ مین نصوص صریحہ کی بھی کچھ حقیقت نہیں جانتے ہین
یہ انکی زیادتی ہی ان اللہ لا یحب المعتدین یعنی تحقیق حق تعالی حد سے تجاوز کرنیوالونکو دوست
نہین رکھتا **اقول** اور ایک مخالف امام اعظم کے مقلد مولوی محمد لودھیانوی نے حدیث پر چلنے والونکو
یہ دیا ہی کہ بخاری ہین ہی کہ اگر شراب مین مچھلی ڈالکر ذرا دھوپ مین رکھکر پیے تو درست ہی الخ **اقول**
چونکہ معترض صاحب بخاری کے ہر قول کو قابل حجت سمجھتے ہین پس اونکو شراب کے سرکہ مین کچھ بھی کلام
کرنا نہین چاہیے اور بلا چون وچرا تسلیم کرلینا مناسب ہی ورنہ اونکے قاعدے کے خلاف ہوگا اور یہ
لازم آئیگا کہ جو مذہب قابل عمل معترض صاحب کے نہین اوسکو امام بخاری نے کیون درج کیا **اقول**
لیکن اونھون نے یہ نہ خیال کیا کہ ہمارے مذہب کی فقہ کی کتابون مین تو کوئی باب بھی ایسا نہین ہی جو
پورا پورا لائق عمل کے ہو کیونکہ ہزارہا مسائل مین جو امام اعظم اور اونکے شاگردون ابو یوسف اور
امام محمد اور امام زفر کا اور امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل وغیرہ کا آپسمین اختلاف ہی
انمین کسکو سچا جانا جاوے اور کسکو سچا نہ جانا جاوے اور کسکو خدای تعالی اور اوسکے رسول
کے حکم کے مطابق سمجھا جاوے اور کسکو نہ سمجھا جاوے ذرا بتلا تو دیجیے **اقول** کیا خوب ذرا غور تو
کیجیے کہ تمام کتابین اس سے پُر ہین کہ امر حق چارون مذاہب مین دائر ہی اور ہر امام حق پر ہی اختلاف فروع کا
منافی حقیقت کے نہین ہوسکتا بلکہ اس قسم کا اختلاف تو امت کیواسطے موجب رحمت ہی اور ہر امام
کا موافق قرآن وحدیث کے ہی ہرگز مخالف نہین اور معترض صاحب کا یہ کہنا کہ فقہ کی کتابون کا کوئی
باب بھی ایسا نہین ہی جو کہ پورا پورا لائق عمل کے ہو محض لغو اور بیہودہ ہی اسواسطے کہ ہمنے جسقدر
مسائل فقہ کا جواب اس کتاب مین لکھا ہی معترض صاحب کے نزدیک کوئی مسئلہ اوسکا قابل عمل کے نہین
اور اوسکو حدیث کے خلاف جانتے تھے شرح وبسط کے ساتھ دیا ہی اور ہر ایک مسئلہ کا ماخذ قرآن و
حدیث سے بتلا دیا ہی کیا یہ سب قابل عمل کے نہین ہین اگر موافق اعتراض معترض صاحب کے اختلاف
فروعی کو منافی حقیقت کے سمجھا جاوے اور یہ سب اختلافات کے اقوال ائمہ مجتہدین مین شک کیا جاوے

نہین کرتے ہین بلکہ خدا اور رسول سے بھی نہین ڈرتے ہین ہان زبانی دعوی عمل بالحدیث کا بہت کچھ ہر سو
گو واں نہین پہ واں کے نکالے ہوئے تو ہین ۔ کہیے سے ان بتون کو بھی نسبت ہو دور کی ۔ اور نہین جانتے کہ
بتقلید نفس خبیث و باظہار دعوے عمل الحدیث کے تقلید حضرات ائمہ مجتہدین اور علمائے سلف صالحین کو چھوڑ کر اور راہ
اخلاص سنت نبوی سے موڑ موڑ کر کس ضلالت و گمراہی کے گڑھے مین پڑے ہین اور کس نفسانیت کے گہرے
مین اٹکے ہین کہ جہان جاتے ہین ذلت و رسوائی اور ٹھاتے ہین خصوصا مساجد مین شریفین مین تو غیر مقلدی کے اظہار سے
سزا پاتے ہین اور نکال دیے جاتے ہین بلکہ مصداق ان احادیث کے ہوتے جاتے ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
بطور پیشین گوئی کے فرمایا اور انکے سب حالات اور علامات کو بتایا چنانچہ بروایت ابی ہریرہ صحیح مسلم مین اور ابو داؤد
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یکون فی اٰخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث
بما لم تسمعوا انتم ولا اٰباؤکم فایاکم وایاہم لا یضلونکم ولا یفتنونکم یعنی ہونگے آخری زمانہ مین
فریب کرنیوالے جھوٹے تمہارے پاس لائینگے تمہارے پاس ایسی حدیثین کہ نہ سنی ہونگی تم نے اور نہ تمہارے باپ دادا نے
سو بچاؤ تم اپنے تئین ان سے اور ان کو اپنے سے ایسا نہ کہ کہین گمراہ نہ کردین تمکو اور فتنہ و فساد مین نہ ڈالین تم کو
کہ عمل الحدیث کے پردے مین علم والونکی صورت بنا کر فریب جھوٹ اور افترا پردازی سے اپنی طرف جھکاتے ہین اور
نئے طریقے یعنی لامذہبی اور آزادی کی طرف سنت کے بہانے سے بلاتے ہین اور سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین
کے عقائد اور طریقہ فقہ سے بہکاتے ہین اور ائمہ مجتہدین اور فقہای متقدمین پر لعن طعن کرکے مقلدین کو ان سے
بدعقیدہ کراتے ہین اسی لیئے دوسری حدیث ترمذی مین وارد ہے وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام لعن
آخر ھذہ الامۃ اولھا یعنی فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے درباره علامات قیامت کے کہ اس امت کے پچھلے لوگ
اگلون کو لعنت کرینگے اور یہ بات ظاہر ہے کہ یہ لوگ حضرات مجتہدین اور فقہای متقدمین پر کیا کچھ لعن طعن کرتے ہین چنانچہ
نمونہ اوسکا کتاب الفرقہ مین ہے کہ جسمین تمام مقلدین حنفیہ کو مشرک درکنار کافر لکھا ہے اور تقلید کو شرک اور حرام کہا ہے اور
کلمہ سنظمہ مین چارون مصنفون کو ضلالت اور بدعت قرار دیا ہے نعوذ باللہ من ذالک جو چاہے اس مضمون کو کتاب کے
صفحہ ۱۸۹ و ۲۲۳ و ۲۲۴ مین دیکھ لیوے و نیز کتاب تحقیق الکلام مطبوعہ ریاض ہند امرتسر مین تمام صوفیہ کرام خصوصا
حضرت عارف باللہ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اور انکی کتاب قول الجمیل کو نہایت برا لکھا ہے اور اونپر طعن کیا ہے جو چاہے
یہ مضمون صفحہ ۳ و صفحہ ۲ سے ۳۲ تک موجود ہے ۔ تیسرے کتاب دراسات اللبیب مطبوعہ لاہور کے صفحہ ۲۱۲ مین و کتاب
اعتصام السنہ مطبوعہ کانپور کے صفحہ ۶۹ مین و کتاب انتقاد الرجیح مطبوعہ طبع علوی کے صفحہ ۶۲ و ۶۳ مین حضرت صدیق

ہوئی حدیث جس کے مقابلہ مین مقلدین معتقد ہین

ایشاد دوسری حدیث

فتح المبین
موسوم بتنبیہ الوھابیین

بعد حمد الٰہی و نعت حضرت رسالت پناہی کے واضح ہو کہ جو حضرات غیر مقلدین مخالفت حدیث و قرآن کا الزام مقلدین کو دیتے ہین اور مجتہدین ائمہ دین پر مسائل فقہیہ مین مطاعن بیجا کرتے ہین سو انکی محض نفسانیت اور منشای جہالت ہی اسواسطے کہ کوئی مسئلہ فقہ کا قرآن و حدیث کے مخالف نہین اور جو کچھ حضرات مجتہدین نے بیان کیا ہی وہ سب کتاب و سنت کے موافق ہی تعجب ہی کہ یہ لوگ خود اپنے گریبان مین منہ ڈالکر نہین دیکھتے کہ وہ خود کسقدر قرآن و حدیث کے مخالف عمل کرتے ہین اور ناحق عامل بالحدیث ہونیکا دم بھرتے ہین جسمین انکا دعوا ہی دعوا ہی

عامل حدیث کے یہ بنے ہین برای نام	اور وہ نکو اہل رای یہ کہتے ہین بدکلام
عامل حدیث کے ہین بلاشک مقلدین	اور سارا عقل و رای کے بھی کرتے ہین کام
لامذہبو نکو بہرہ نہین عقل و رای سے	ہین بیوقوف سبکے سب اسمین نہین کلام
داخل یہ آیۂ اولوا الالباب مین نہین	خارج ذوی العقول سے ہین مثل ذرہ و رام
اکثر عمل ہی انکا احادیث کے خلاف	چند اوسکے مسائل ہین تفصیل سے تمام

پہلا مسئلہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ مسائل دینیہ مین قیاس کرنا مشروع نہین اور قیاس کو فعل شیطانی جانتے ہین اور کہتے ہین کہ اوّل مَن قاسَ ابلیس یعنی پہلے جسنے قیاس کیا وہ ابلیس ہی جیسا کہ صفحہ ۳ اظفر مبین و صفحہ ۳۱ فتح مبین مین صنعۃ بدیع الزمان مین لکھا ہی حالانکہ قیاس ابلیس کا شرع کے مخالف تھا جسکے سبب سے سجدہ نہ کیا تو ملعون ہو گیا بخلاف قیاس فقہای مجتہدین کے کہ اصول شریعت کے موافق ہوتا ہی اور موجب اجر و ثواب ہی اور شیطان کا قیاس تو باعث شامت و عتاب ہی سو بین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا غرض یہ قول غیر مقلدین کا مخالف اس حدیث کے ہی جو بخاری اور مسلم مین آئی ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا حَکَمَ الْحَاکِمُ فَاجْتَھَدَ ثُمَّ اَصَابَ فَلَہٗ اَجْرَانِ وَاِذَا حَکَمَ فَاجْتَھَدَ ثُمَّ اَخْطَاَ فَلَہٗ اَجْرٌ فَاَجْرٌ یعنی عبداللہ بن عمرو اور ابو ہریرہؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حاکم جب حکم کرے پس قیاس کرے اور قیاس اوسکا صحیح ہو تو واسطے اوسکے دو ثواب ہین اور جب حاکم حکم کرے

اسلام کے پردے مین بغرض ملک گیری ظاہر کیا اور بدعت اعلان عمل بالسنۃ کے تمام مقابر متبرکہ اور آثار دینیا
کو مسدود کرکے مسلمانان اہل تقلید سکنۂ حرمین وغیرہما پر حکم جہاد کا دیدیا اور اونکے مال کی غنیمت اور قتل کو بھی جائز
رکھا اور اونپر ظلم کیا یہانتک کہ لشکر سلطانی نے اونپر فتح پائی اور ۱۲۳۳ ہجری مین اونکا بالکل استیصال کردیا
چنانچہ مختصر حال اس فتنہ مدہر کا جیسا کہ علامہ شامی نے ردالمحتار حاشیہ درمختار مطبوعہ مصر کی جلد سوم کے
صفحہ ۳۰۰ مین اسطرح لکھا ہے تمام وقع فی زماننا فی ابتداء عبد الوہاب الذین خرجوا من نجد وتسلطوا
علی الحرمین وکادوا یستحلون بدعتہم الضلالۃ لکونہم اعتقدوا انہم المسلمون وان من
خالف اعتقادہم مشرکون فاستباحوا بذلک قتل اہل السنۃ وعلمائہم حتی کسر اللہ
تعالی شوکتہم وخرب بلادہم وطہر منہم عساکر المسلمین عام ثلاثین ومائتین والف
اعنی جیسا کہ ہمارے زمانہ مین واقع ہوا کہ گروہ وہابیہ نے نجد سے خروج کرکے حرمین پر تسلط کیا اور اپنا
انتساب حنبلی کی طرف کرتے تھے بایں اعتقاد اونکو مسلمان جانتے تھے اور جو کوئی اونکے اعتقاد کے
مخالف ہوتا اوسکو مشرک کہتے اور بسبب اس اعتقاد کے اہل سنت اور اونکے علما کا اور اونکے قتل کو مباح جانتے تھے
یہانتک کہ تاوقتیکہ اللہ تعالی نے اونکی شوکت کو اور تباہ کردیا اور اونکے شہروں کو خراب کردیا اور فتح پائی اونپر لشکر اسلام نے ۱۲۳۳ ہجری مین غرض آجکل کے
غیر مقلد بھی اوسی گروہ وہابیہ مین داخل ہین اور اکثر عقائد اور مسائل مین اونھین کے پیرو اور مستفید ہین اور
محمد بن عبدالوہاب کی کتاب التوحید پر انکا عمل ہے جسکے خیال خوف بلوہ وفساد کے سرکار انگریزی نے وہابیان
ہندوستان سے تعرض کرنا ترک کیا اور اونکے جابجا گروہ اور خبر کچھ ان رہنے لگے تب سے ان لوگون نے وہابی کا لقب
بدل ڈالا اور اپنے تئین اہلحدیث دوسرے القاب جیسے سلفی محمدی یا عامل بالحدیث یا غیر مقلد یا موحد وغیرہ سے مشہور کیا
اور کہتے ہین کہ ہمارا عمل قرآن وحدیث پر ہے تقلید ائمہ مجتہدین کی شرک وبدعت ہے ہمکو اس سے کچھ کام نہین پابندی
مین آزادی اسلام نہین جس حدیث پر چاہین عمل کرلیوین قائل آنکہ یہ آزادی ان غیر مقلدین کی عین پابندی
خواہش نفس کی ہے جسطرح اپنا جی چاہا اور جس حدیث مین اپنا مطلب نکلا یا اوسکو اپنا معمول بہ ٹھیرایا دین
کو ایک بازیچہ طفلان بنایا کبھی بانباء شافعیہ کے ایک چیز کو حرام جانا اور کبھی بموافق حنفیہ کے اوسکو حلال کرلیا
اور کبھی کسیکو جائز کہا اور کبھی ناجائز قرار دیا گویا دین کا بھی یہی طریقہ تھا تو حق تعالی نے اس آیت مین اونکی
خبر دی تحلونہ عاما وتحرمونہ عاما یعنی ایک سال اپنی خواہش نفس کے موافق ایک چیز کو حلال کرلیتے
ہین اور دوسرے سال اوسکو حرام بنادیتے ہین اس صورت مین اونکو تلفیق کہتے ہین اور اسی آیت سے تلفیق الالتقاط

حال فتنہ وہابیہ کا بروایت شامی

اصل عمل تلفیق کی

واسطے شریعت قیاس کے دلائل قاطعہ سے گردانا ہی اور منکر قرآن وحدیث کو کافر کہا ہی اور اسیطرح حال ہی منکر
اجماع اور قیاس کا اور بعض نے کہا کہ منکر اسکا رافضی اور زندیق ہی دوسرا مسالہ غیر مقلدین کے ہین
کہ ہم سوای قرآن وحدیث کے اجماع کو نہین مانتے سو انھون نے خلاف کیا ہی ان احادیث کا کہ لا تجتمع
اُمتی علی الضلالۃ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا اجماع ضلالت اور گمراہی
نہوگا اور فرمایا ید اللہ علی الجماعۃ یعنی اجماع مومنین پر اللہ کا ہاتھ ہی اور فرمایا اتبعوا السواد الاعظم
فمن شذ شذ فی النار یعنی پیروی کرو تم بڑی جماعت کی یعنی جدھر بہت لوگ ہین اونکی راہ پر چلو سو جو کوئی
اس جماعت اعظم سے الگ ہوا داخل ہوگیا وہ دوزخ مین اور ظاہر ہی کہ جماعت اعظم اور گروہ کثیر مسلمانونکا
مقلدین چار مذہب کے ہین جس مذہب کو چاہو اختیار کرلو کہ حق انھین چار مین دائر ہی اور جو انسے نکلا وہ
دائرہ اہل سنت وجماعت سے باہر ہی اور بھی سنن دارمی مین حدیث وارد ہی ولیس احد یفارق جماعۃ
شبرا فیموت الا مات میتۃ جاھلیۃ یعنی جو کوئی اجماع مومنین سے جدا ہوکر مر گیا تو جاہلیت کی موت
مرا انتہی بلکہ اجماع کی دلیل قرآن سے ثابت ہی چنانچہ حق تعالی فرماتا ہی ویتبع غیر سبیل المؤمنین
نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا یعنی جو کوئی چلے خلاف راہ جماعت مسلمانونکے
تو ہم اوسکو اوسی راہ ضلالت پر رکھینگے اور ڈالدینگے اوسکو دوزخ مین اور وہ بہت بری جگہ پہونچا یہان
موضح القرآن مین مولانا شاہ عبد القادر صاحب نے بطریق فائدہ لکھا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ ہی مسلمانونکی جماعت پر جسنے جدی راہ پکڑی وہ جا پڑا دوزخ مین پس جس بات پر امت کا
اجماع ہوا وہی اللہ کی مرضی ہی اور جو منکر ہوا اسکا وہ دوزخی ہی انتہی غرض حق تعالی نے راہ اجماع
مومنین کے خلاف پر چلنے والے کو عذاب دوزخ کی وعید سنائی اور تمامی مفسرین اور علما اور فقہا اسی
آیت کو حجیت اجماع پر سند لاتے ہین اور مولوی اسمٰعیل صاحب شہید نے بھی ایضاح الحق مین اسی آیت
کو دلیل اجماع کی قرار دی ہی ونیز آیہ وکذلک جعلنکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس اور آیت
کنتم خیر امۃ اخرجت للناس بھی اجماع کی حجت ہونے پر دلیل واضح ہی پس امور شرعیہ مین اجماع جو حجت قطعیت ویقین ہی
اور منکر اسکا حجت قطعی کا مثل شافعی ومعتزلے کے ہی اور منکر اجماع قطعی کا بالاتفاق کافر ہی اور منکر اجماع ظنی کے کفر مین اختلاف
ہی کذا فی کتب الاصول تیسرا مسالہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ نماز مین بعد قرارت الحمد کے آمین پکار کر کہنی
چاہیے سو انھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو مسند امام احمد و مسند ابو داود

فِي الْكُنٰى ابن میں سدالله بن عمر سے روایت کی ہے قَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيَكُوْنَنَّ مِنْ بَنِيْ السَّاعَةِ دَجَّالُوْنَ وَمِنْ بَنِيْ الدَّجَّالِ كَذَّابُوْنَ
ثَلَاثُوْنَ اَوْ اَكْثَرُ فَشَكَّ مَا اَيَّاهُمْ قَالَ يَاْتُوْنَكُمْ بِسُنَّةٍ لَمْ تَكُوْنُوْا عَلَيْهَا لِيَعِيْبُوْهَا بِهَا سُنَّةٌ وَدِيْنٌ
فَاِيَّاكُمْ اَيَّاهُمْ وَاجْتَنِبُوْا اَوْ عَادُوْا یعنی کہا اونھون نے قسم اللہ کی تحقیق سنا ہم نے آنحضرت سے کہ وہ
تھے کہ قریب قیامت کے فرزندانے مین بنکلیگے دجال اور قریب ہونگے دجال کے ایک جھوٹا فرقہ تیس آدمیون یا زائد
ظاہر ہوگا سو عرض کیا ہم نے یا رسول اللہ کیا علامتین ہین اوس فرقہ کذاب کی فرمایا کہ لاویگے وہ لینی سکھانے
تمکو ایک نیا طریقہ کہ تم اوس طریق پر نہوگے اور اوسکو سنت کہکے تم لوگون کو دھوکا دیگے تاکہ بدل دین اوسکے سبب سے
تمھاری سنت نبوی اور دین اسلام کو کہ جسپر تم عمل کرتے ہو اور ثابت قدم ہو پس ہیہ دیکھو تم اوس قوم کذاب کو
تو دور رہو اونسے اور اونکو دین کا دشمن جانو اور اونسے عداوت رکھو انتہی پس اس حدیث سے لامذہبون کا
حال صاف ظاہر ہے کہ کئی نئی باتین دین مین نکالتے ہین اور سنت کا نام لیکر مقلدین کو بہکاتے ہین اور
طریق تقلید کو اونسے چھوڑاتے ہین اور آپ اہل حدیث بنتے ہین اونکو اہل الرائے بناتے ہین فقہ کو عقل کا
دھکہ سلا بتاتے ہین اور فقہا کو سخت و سست اتین سناتے ہین افسوس ہے ان لوگونکی سوئی سمجھ پر کہتے قال
صاحب اب عقل والے کی تعریف فرماتا ہے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ یعنی
وہی لوگ ہین جنکو اللہ نے ہدایت دی اور وہی ہین عقل والے وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ یعنی نہین سمجھتے
ہین مگر عقل والے انتہی اور یہ لوگ عقل کی بات سے چڑھتے ہین اور اہل الرائے سے بگڑتے ہین اور فقہا سے
جھگڑتے ہین گویا اپنی عقل سے لڑتے ہین اور اعتراف اپنی بلاوت اور بے عقلی کا کرتے ہین اور طرفہ یہ کہ اپنے ہی
کی تقلید کو تو شرک و بدعت کہین اور خود محمد بن عبدالوہاب نجدی و آپ ہیہ داؤد ظاہری و ابن حزم و
قاضی شوکانی ریدی یمانی کی تقلید کرین سایہ ہین باتین اہل حدیث کی تجھے کیونکر انکو بتاؤن ہین ؎
تو نہین سمجھتا ہے فقہ کو تجھے کس طرح سے بڑھاؤن مین ؎ اور نتیسوان مسالہ غیر مقلدین جو حرمین شریفین
و دیگر بلاد عرب حجاز و شام و بیت المقدس و مسجد الحرام کے خاص و عام مقلدین کو مشرک و بدعتی کہتے ہین
اور انکو خالص دیندار اور متقی پرہیزگار نہین جانتے ہین اور وہان کے طریقہ تقلید ائمہ اربعہ اور چاروں
مصلون کی تعیین کو بدعت اور خلاف سنت بتاتے ہین سو اونھون نے (بسبب اس سوء ظن کے
کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ یعنی بیشک بعض بدگمانی گناہ ہے) خلاف کیا ہے آیات قرآن

اسکو چھوڑ دیا اور جو بعض روایت مین رفعہ بھا صوتہ وارد ہوا اسکو بھی اوسی پر قیاس کرنا چاہیے یا یہ رفع بالمعنی ہی یعنی بعض راویون نے مد کی تفسیر رفع کے ساتھ کی ہی بہرحال کلمہ مد کے معنی اطالت کے ہین یا مد اعلی صوتی جیسا کہ مذکور ہوچکا اور اگر بالفرض بمعنی رفع کے بھی سہی تو مراد اوس سے اتنا بلند کیا کہ اول صف مین بار کے آدمیون نے اہین سُن لی اور یہ منافی اخفا کے نہین اسواسطے کہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہی کہ نماز سرّیہ مین بھی قریب کے مقتدی امام کی قراءت سن لیتے ہین اور موید اسکی حدیث ابوہریرہؓ ہی جو مروی ہی سنن ابوداؤد مین اور نیز اسپر آثار صحابہ بھی شاہد عادل ہین کہ یہ حضرات اخفای آمین کرتے تھے چنانچہ تہذیب الآثار طبری روایت کرتے ہین ابوبکر بن عیاش سے وہ ابوسعید سے وہ ابووائل سے کہا اونھون نے کہ نہ تھے عمرؓ اور علیؓ جہر کرنے والے ساتھ بسم اللہ اور آمین کے اور ہمارے حضرات مقلدین حنفیہ کو یہ بھی یاد رہے کہ غیر مقلدین کو جب کسی حدیث صحیح کے جواب مین کچھ نہین بن پڑتا تو اوس حدیث کی اسناد مین خواہ نخواہ کوئی خدشہ علت ضعف وغیرہ کا پیدا کرکے عوام الناس کو دھوکا دیتے ہین سو نظر بران اگر کوئی غیر مقلد صاحب اس حدیث وائل مذکور پر جہاں مین بامیظور خدشہ کرین کہ اسکی سند مین راوی علقمہ ہی اور اوسنے اپنے والد سے نہین سنا جیسا کہ تقریب مین ہی عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ بِضَمِّ الْمِيمِ وَسُكُونِ الْجِيمِ الْحَضْرَمِيُّ الْكُوفِيُّ صَدُوقٌ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ پس سند مذکور مجروح ہوئی اور حدیث بسبب انقطاع کے قابل احتجاج نہ رہی سو جواب اسکا کئی طرح سے ممکن ہی اول تو حدیث منقطع بھی ہمارے نزدیک مثل حدیث مرسل کے حجت ہی بشرطیکہ راوی اوسکے ثقہ اور عادل ہون جیسا کہ کہا ہی امام ابن ہمام نے کتاب الحج وحی فصل کیفیت حدین اَنَّ الْاِنْقِطَاعَ عِنْدَنَا دَاخِلٌ فِي الْاِرْسَالِ بَعْدَ عَدَالَةِ الرَّاوِي اور ظاہر ہی کہ راوی اس حدیث کے سب ثقہ اور عادل ہین دوسرا جواب یہ ہی کہ اگرچہ حافظ ابن حجر تقریب مین عدم سماع علقمہ کے قائل ہوگئے ہین مگر یہ قول انکا جمہور علما کے خلاف ہی بلکہ خود حسب تحریر حافظ ابن حجر کے اور مقامات سے تو سماع علقمہ کا ثابت ہوتا ہی پس نفی سماع علقمہ کی تقریب مین محمول ہوگی اونکے عدم اطلاع پر یا کلام غیر کے نقل کرنے پر اسواسطے کہ اثبات مقدم ہی نفی پر چنانچہ خود حافظ اپنی کتاب تہذیب التہذیب مین ترجمہ علقمہ مین لکھتے ہین حَكَى الْعَسْكَرِيُّ عَنِ ابْنِ مَعِينٍ اَنَّهُ قَالَ عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ عَنْ اَبِيهِ یعنی حکایت کی عسکری نے ابن معین سے اس بات کی کہ کہا علقمہ بن وائل نے اپنے باپ سے اور بھی انھون نے بلوغ المرام مین باب صفت الصلوۃ مین نسبت حدیث وائل صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ اَلسَّلَامُ

المضلون فی جزیرۃ العرب ذواہ مسلم یعنی تحقیق شیطان ناامید ہوگیا اس بات سے کہ عبادت کریں لوگ اوسکی جزیرہ عرب مین اور فرمایا آنحضرت نے اِنَّ الدِّیْنَ لَیَاْرِزُ اِلَی الْحِجَازِ کَمَا تَاْرِزُ الْحَیَّۃُ اِلٰی جُحْرِھَا رواہ الترمذی یعنی تحقیق دین سمٹ آویگا مکہ عرب کی طرف جیسے سانپ سمٹ آتا ہے اپنے بل کی طرف اور بخاری مین بروایت ابوہریرہؓ یہ حدیث اسطرح ہے اِنَّ الْاِیْمَانَ لَیَاْرِزُ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ کَمَا تَاْرِزُ الْحَیَّۃُ اِلٰی جُحْرِھَا یعنی تحقیق ایمان سمٹیگا مدینے کی طرف جیسے سانپ سمٹتا ہے اپنے بل کیطرف یعنی ایمان سے سلامت ہوکر حجاز اور مدینہ مین رہیگا ایمان کا گھر ہے اور قیامت کے قریب ہر طرف سے کفر کا غلبہ ہوگا تو آخر سب ملکون کے دیندار سمٹکر مدینے مین امام مہدی کے پاس جمع ہونگے پس ایسے مقدس مقامات کے مسلمانون کو بسبب تقلید ائمہ اربعہ کے بدعتی اور مشرک اور بدعتی کہ بیٹھنا اور اونکے مسلک اور مذہب کو خلاف سنت سمجھنا کیسا بڑا گناہ ہے کہ صریح آیات واحادیث مذکورہ کا انکار کرنا ہے اللہ تعالی نے صحیح ارشاد فرمایا کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا یعنی کیا بڑی بات ہوکر نکلتی ہے اونکے منہ سے سب جھوٹ ہی جھوٹ کہتے ہین اور بخاری اور مسلم مین بروایت ابوہریرہ وارد ہے کہ حضرت نے فرمایا مَنْ اَرَادَ اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ بِسُوْءٍ اَذَابَہُ اللّٰہُ کَمَا یَذُوْبُ الْمِلْحُ فِی الْمَاءِ یعنی جو کوئی مدینے کے رہنے والون سے برائی کا قصد کریگا خدا اوسکو گلا ڈالیگا جیسے نمک پانی مین گھلتا ہے اور سوا اسکے ثبوت اور بقاء دین محمدی کا حقیت مذہب مقلدین پر موقوف ہے کہ یہ دین خاتم النبیین انہین حضرات مقلدین کی بدولت ہمکو پہنچا اور مقلدین جب بزعم فاسد ان غیر مقلدین کے سب اہل تقلید مشرک اور بدعتی ٹھہرجاوین تو دین محمدی کیونکر قابل اعتبار کے رہیگا اور جب قابل اعتبار نہ رہا تو منقطع ہونا لازم آئیگا حالانکہ یہ دین حق المبین قیامت تک باقی رہیگا جیسا کہ فرمایا اللہ تعالی نے ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ یعنی یہ دین قائم رہنے والا ہے لیکن بہت لوگ اس بات کو نہین جانتے اور بروایت سعد بن ابی وقاص مسلم مین مذکور وارد ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لَا یَزَالُ اَھْلُ الْغَرْبِ ظَاھِرِیْنَ عَلَی الْحَقِّ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَۃُ یعنی ہمیشہ رہینگے تمام عرب کے لوگ قائم دین حق پر یہانتک کہ قیامت قائم ہوجائیگی اور فرمایا آنحضرت نے لَا یَزَالُ مِنْ اُمَّتِیْ اُمَّۃٌ قَائِمَۃً بِاَمْرِ اللّٰہِ لَا یَضُرُّھُمْ مَنْ خَذَلَھُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَھُمْ حَتّٰی یَاْتِیَ اَمْرُ اللّٰہِ وَھُمْ عَلٰی ذٰلِکَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ یعنی ہمیشہ رہیگا میری امت سے ایک گروہ قائم امر الٰہی پر نہ ضرر پہنچائیگا اونکو مخذل اور مخالف اونکا یہانتک کہ آجائیگی قیامت اور وہ لوگ وہی

حفظ یعنی روایت ہی حسن سے کہ تحقیق سمرہ بن جندب اور عمران بن حصین نے تذکرہ کیا ایسیں پس
حدیث کی سمرہ بن جندب نے کہ تحقیق مجھے یاد ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو سکتے کرنے ایک سکتہ
بعد تکبیر کے یعنی بعد تکبیر تحریمہ کے اور دوسرا سکتہ بعد ولا الضالین کے اور انکار کیا اسکا عمران بن حصین نے
پس لکھا دونون نے خط طرف ابی بن کعب کے یعنی مدینہ مین پس جواب لکھا اونھون نے دونون کو کہ تحقیق
سمرہ کا حفظ صحیح ہی اور روایت کیا ترمذی نے کہ عمران بن حصین نے کہا کہ مجھکو ایک سکتہ یاد ہی سو فیصلہ کیا
اون دونونکا ابی بن کعب نے کہ حفظ سمرہ کا صحیح ہی اور یہ حدیث ابوداؤد کی ہی اور ترمذی اور نسائی بین فی
کہا طیبی نے باوجودیکہ شافعی المذہب ہی پہلا سکتہ سبحانک اللھم کے واسطے اور دوسرا سکتہ آمین کے واسطے
کذا فی المرقات اور ترمذی نے یہ بھی روایت کی کہ کہا سعید نے جو ایک راوی ہی حدیث سکتہ کا پوچھا ہمنے
قتادہ سے وہ ایک راوی ہی اس حدیث کا کہ کیا ہین یہ دونون سکتے کہا قتادہ نے پہلا سکتہ جسوقت کہ
داخل ہو تو نماز مین یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد اور دوسرا سکتہ جسوقت کہ فراغت پاوے تو قرارت سے پھر کہا
جب پڑھ چکے تو ولا الضالین تو ای بھائی غور کا مقام ہی کہ حدیث سکتہ سے جو روایت صحاح کی ہی
خوب معلوم ہو گیا کہ آمین آہستہ کہنی سنت ہی اسواسطے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ولا الضالین پر
سکتہ کیا تو آمین آہستہ کہی جیسا کہ دلالت کرتی ہی اسپر یہ حدیث شیخین کی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ
فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ یعنی جب کہے امام ولا الضالین تو آمین کہو یہ تو نہین فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی
آمین کہو کہ البتہ اوس سے آمین جہری ثابت ہوجاتی وَاِذَا یُؤَمِّنُ فَاَمِّنُوْا اور یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم
اور موطای امام مالک کی ہی اور دلالت کرتی ہی اسپر روایت نسائی کی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ فَاِنَّ الْمَلٰٓئِکَةَ
یَقُوْلُوْنَ اٰمِیْنَ وَاِنَّ الْاِمَامَ یَقُوْلُ اٰمِیْنَ یعنی جب امام ولا الضالین کہے تو کہو تم آمین اسواسطے کہ
ملائکہ کہتے ہین آمین اور امام کہتا ہی آمین اگر امام جہر سے کہتا ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیون تعلیم فرماتے
کہ امام بھی کہتا ہی اور سوای اسکے قُوْلُوْا کے معنی بیکار کر کہو تم کے کہان آتے ہین بلکہ بمعنی کہو تم کے ثابت
ہوتا ہی اور عطا نے کہا کہ آمین دعا ہی کما نقلہ فی البخاری قَالَ عَطَآءٌ اٰمِیْنَ دُعَآءٌ تو دعا کو دعا
کہنا حکم قرآن شریف کا ہی جیسا کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہی اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً

پرچہ فتوائے جامع الشواہد مین مفتی لعیب پہلے ہی سے ابین خیال کہ کسی منکر کو اون عقائد و اعمال کے
مان لینے مین گنجایش انکار کی تو ہر ایک عبارت کو بحوالہ صفحہ کتاب مع تصریح نام مطبع و مصنف
کتاب کے صاف صاف لکھدیا ہی اور اونمین غیر مقلدین کی چھپی ہوئی تحریر سے اونکے عقائد فاسدہ اور اعمال
کاسدہ کو بخوبی ثابت کردیا ہی تعجب اون مسائل کے طلب ثبوت مین اشتہار دینا کسقدر تجاہل اور فریب دہی
عوام ہی اور کتنی بڑی دھوکے بازی کا یہ کام ہی نعوذ باللہ کیا ناظرین اوس اشتہار اور اس ملامت کی بوچھاڑ
سے (جو درحقیقت اونکے قائلین پر منجہ کی طرح سو سلا دھار لگاتار برستی ہی اور فرشتے صالح المومنین آمین کہتے
ہین) یہ سمجھینگے کہ مفتی لعیب نے جن کتابون کا حوالہ اوس فتوے مین دیا ہی یہ کفریات اونمین نہین ہین اور صحت
اونکے مولفین کیطرف منسوب کردیے ہین نہین نہین ہرگز نہین مشتہر صاحب اگر غیرت کے پردے اور دیدے
کے سچے ہین تو پہلے اون کتابون کو کہ جنکا اوس پرچے مین حوالہ ہی بغور ملاحظہ فرمائین اگر اونکو وہان یہ کفریات
نہ ملین تو ہمارے پاس تشریف لائین اور اونکا ثبوت لین اسیواسطے ہمنے اوس فتوے کو اس کتاب
مین بھی چھپوا دیا ہی بعد اسکے حسب وعدہ ہزار روپیہ رائج الوقت ہمارے پیشکش کرین خیر اونکی عسرت پر
ہم ترحم کرکے پانسو معاف کرتے ہین وہ پانسو ہی اپنے غیر مقلدین بھائیون سے چندہ کرکے یا جسطرح
ممکن الوصول ہو تحصیل کرکے ہمکو دین ورنہ پھر ایسے خیالی انعام دینے کے جھوٹے وعدون کا نام نہ لین
اور قبل اسکے بھی ان مشتہر صاحب نے واسطے دھوکا دینے اور متردد کرنے مقلدین کے ایک اشتہار سوالات
عشرہ کا بڑے شد و مد اور نہایت زور شور سے بوعدۂ انعام دس روپیہ فی آیت و فی حدیث کے چھپوا کر
مشتہر کیا تھا چنانچہ واسطے ملاحظہ ناظرین کے وہ اشتہار بعینہٖ مندرجۂ ذیل ہی۔ **اشتہار**
مین مولوی عبدالعزیز صاحب و مولوی محمد صاحب و مولوی اسمٰعیل صاحب ساکنان بلیہ وال اور
جو اونکے ساتھ طالب العلم مین جیسے میان غلام محمد صاحب ہوشیار پوری، میان نظام الدین صاحب
و میان عبدالرحمن صاحب وغیرہ یعنی جملہ حنفیان پنجاب و ہندوستان کو بطور اشتہار وعدہ دیتا ہون
کہ اگر ان لوگون سے کوئی صاحب مسائل ذیل مین کوئی آیت یا حدیث صحیح جسکی صحت مین کسیکو کلام نہو
اور وہ اس مسئلے مین جسکے لیے پیش کیجاوے نص صریح قطعی الدلالۃ ہو تو فی آیت اور فی حدیث
یعنی ہر آیت و حدیث کے بدلے دس روپیہ بطور انعام کے دونگا اور لکھ دیتا ہون کہ اگر ہم دین منکر آنحضرت کا
بوقت رکوع جانے اور رکوع سے سر اوٹھانیکے ثانیاً آنحضرت کا نماز مین خفیہ آمین کہنا ثالثاً آنحضرت

غیر مقلدین عمل با حدیث کا دعوی کرتے ہین اور وقت رکوع اور قومہ کے رفع یدین کرکے تارک ہوتے
ہین ان دو حدیثون صحاح کے اور اگر اونکو یہ خیال ہی کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین عبد اللہ بن عمرؓ
سے رفع یدین مین کی طریق سے روایتین آئین سو جواب اوسکا یہ ہی کہ وہ منسوخ ہین چنانچہ عینی
شرح بخاری مین مرقوم ہی اَنَّہٗ کَانَ فِیْ بَدْءِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ نُسِخَ یعنی تحا رفع یدین رکوع وغیرہ کا ابتدا
اسلام مین پھر منسوخ ہوگیا اور دلیل اسکے نسخ پر یہ ہی اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ الزُّبَیْرِ رَاٰی رَجُلًا یَرْفَعُ یَدَیْہِ
فِی الصَّلٰوۃِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَعِنْدَ رَفْعِ رَاْسِہٖ مِنَ الرُّکُوْعِ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ فَاِنَّ ھٰذَا شَیْءٌ فَعَلَہٗ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَرَکَہٗ یعنی تحقیق عبد اللہ بن زبیر نے ایک شخص کو رفع یدین
کرتے دیکھا وقت رکوع اور قومہ کے کہا نکر تو یہ کام اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام کیا
پھر ترک کردیا اسکو اور دوسری دلیل نسخ کی یہ ہی کہ جو روایت کی امام طحاوی نے سند صحیح کے ساتھ
حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ قَالَ اَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ یُوْنُسَ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ عَیَّاشِ بْنِ
حُصَیْنِ بْنِ مُجَاھِدٍ قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ فَلَمْ یَکُنْ یَرْفَعُ یَدَیْہِ اِلَّا فِی التَّکْبِیْرَۃِ
الْاُوْلٰی مِنَ الصَّلٰوۃِ کہا طحاوی نے روایت کی مجکو ابو داؤد نے اوسکو احمد بن عبد اللہ بن یونس نے
اوسکو ابو بکر بن عیاش نے اوسکو حصین نے اوسنے روایت کی مجاہد سے کہا مجاہد نے کہ نماز پڑھی مین نے
پیچھے عبد اللہ بن عمر رضہ کے سو نہ رفع یدین کیا اونھون نے مگر تکبیر اولی مین نماز کے کہا امام طحاوی نے کہ یہ
وہی ابن عمر ہین کہ کرتے تھے رفع یدین وقت رکوع اور قومہ کے پھر ترک کیا بعد وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے سو ترک کرنا اوسنا دلیل نسخ کی ہی انتہی کلامہ العینی اور یہ ظاہر ہی کہ یہ لوگ حدیث کے پرتلنے والے تھے
جو پرتال گئے اور بمقابلہ تحقیق حدیث ان لوگونکے اسوقت کے علما کو کیا نسبت ہی ع چہ نسبت خاک را
با عالم پاک ۔ اور بعض لوگ جو دھوکے مین ڈالتے ہین کہ حدیث رفع یدین کے راوی قوی ہین سو یہ
قصہ بھی خاص مکہ معظمہ مین امام اوزاعی اور امام ابو حنیفہؒ سے دار حناطین مین ہوچکا ہی آخر کار
امام اعظم غالب رہے اور امام اوزاعی چپ ہورہے جیسا کہ فتح القدیر مین وعقود الجواہر المنیفہ مین
ہی رَوَی الْحَاکِمُ فِیْ مُسْنَدِہٖ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ زِیَادٍ الْبَزَّازُ حَدَّثَنَا
سُلَیْمَانُ بْنُ الشَّاذَکُوْنِیُّ سَمِعْتُ سُفْیَانَ بْنَ عُیَیْنَۃَ یَقُوْلُ اِجْتَمَعَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ وَالْاَوْزَاعِیُّ
فِیْ دَارِ الْحَنَّاطِیْنَ بِمَکَّۃَ فَقَالَ الْاَوْزَاعِیُّ لِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ مَا بَالُکُمْ لَا تَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَکُمْ

تقلدین نے نہین دیا واہ رے تجاہل وصفائی کہ ساری رمگ مغز ڈکار تک نہ آئی وعدہ وخلافی کا وہ حال جواب پاکر کہ جانے مین یہ کمال کیون نہو ع تخالف ہو تو ایسا ہو تجاہل ہو تو ایسا ہو واہ اب ہم تو چلتے ہین جبکہ سوالات عشرۂ مشتہرہ درمیان مجتہدین ایمۂ دین کے مختلف فیہا فقہی اور قیاسی ٹہیرے پاکر بعض انمین سے ایسے ہین کہ حضرات صحابہ مین جسکے باب مین حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم وارد ہی مختلف فیہ ہین جیسے رفع یدین وغیرہ کہ بعض صحابہ کرتے تھے اور بعض نہین اور بعض صحابہ خلف الامام قرات کرتے تھے اور بعض نہین اور بعض صحابہ آمین جہر سے کہتے تھے اور بعض نہین اور احادیث مرفوعہ بھی ان امور مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف وارد ہین اور جو مسائل مختار حنفیہ کے ہین اون سب کے دلائل اور ماخذ قرآن وحدیث سے ثابت ہین اور کوئی مسئلہ کسی مجتہد کا خلاف قرآن وحدیث کے نہین ہی پھر آپکا ایسے مسائل اجتہادیہ ومختلف فیہا کے ثبوت مین آیت یا حدیث صحیح متفق علیہ اور نص صریح قطعی الدلالہ طلب کرنا یہ کیسا سوال تعلیق بالمحال صریح السفسطہ ہی ہر اسکو ادنیٰ علم والا بھی سمجھ لیگا کہ جن مسائل مین ایمۂ مجتہدین وعلمای محدثین کا سر سے اختلاف چلا آیا ہو اور ہر ایک نے اونمین اپنے اپنے اجتہاد کے موافق قیاس اور ظن سے ترجیح دی ہو تو پھر اون مسائل کا سب کے نزدیک متفق علیہ اور قطعی ہونا ہرگز ممکن نہین (اختلاف مین اتفاق کیسا) بہلا اہل سنت جماعت کے یہان مشتہر صاحب کے ایسے سوالات جواب طلب مشروط فریب آمیز کو دخل کہان حضرت سائل تو ہنوز معنی عبارت اہل سنت وجماعت سے بھی واقف نہین اللہ اللہ کہان یہ اہل سنت وجماعت اور کہان یہ طریقہ بدعت کہ جس سے عبادات واعمال مروجہ خیر القرون کی اسناد طلب کرنا اور پھر اوسپر انعام کا وعدہ دینا کہان اصل کی نقل کہان نقل سے اصل اس عبث وعبث کا نتیجہ کیا ہجز اسکے کہ سائل کو خواص جاہل جانین اور عوام ان سوالون سے دھوکا کھاوین اور اہل سنت کی کوئی غرض دینی اسمین متوقع نہین یہ طریقہ ایسا مشکوک وغیر مسلوک ہی کہ صحیح لذاتہ وحسن لذاتہ بھی بدون تتبع کسی قاعدۂ یقینی کے اہل حدیث کے اصول کے بموجب ہرگز عمل کے لائق ویقینا توقع نجات کے قابل نہین جسکے اصول خفی اوسکے کل فروعات بھی ظنی ہین اور جسکے اصول یقینی اوسکے کل فروعات بھی یقینی انحاصل اگر بطور جرح وتعدیل کے اہل حدیث کے وصول بہ صحت کا ثبوت کیسکے معمول کی نسبت ہوا بھی ہو تو اوسکا کیا نتیجہ اور تیسرا یہ دعوی بے معنی کہ اوسکی صحت مین کسیکو گفتگو نہو بغیر

علقمہ فقاہت مین عبداللہ بن عمر سے کم نہین اگرچہ ابن عمر صحابی ہین اور واسطے اونکے فضل صحبت ہے
اور اسود کی تو بڑی بزرگی ہے اور عبداللہ بن مسعود تو عبداللہ بن مسعود ہین اونکا کیا کہنا پس جب ہوگئے
امام اوزاعی اسکے جواب مین اور غالب آئے امام ابوحنیفہ حجت مین اور یہ قصہ شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی
اپنے رسالہ انصاف مین لکھا ہے اور کفایہ شرح ہدایہ مین بھی اسیطرح مرقوم ہے اور نیز معارض ہے حدیث رفع
یدین کو یہ حدیث مرفوع صحیح الاسناد کہ جسکو امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ نے شرح معانی الآثار مین لکھا ہے
حدثنا ابن ابی داود قال ثنا نعیم بن حماد قال ثنا وکیع عن سفیان عن عاصم بن
کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمۃ عن عبداللہ عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم انہ کان یرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ ثم لا یعود یعنی حدیث کی ہمکو ابن ابوداود نے
کہا اونھون نے کہ حدیث کی ہمکو نعیم بن حماد نے کہا اونھون نے کہ حدیث کی ہمکو وکیع نے اونھون نے
سفیان سے اونھون نے عاصم بن کلیب سے اونھون نے عبدالرحمن بن اسود سے اونھون نے علقمہ سے
اونھون نے عبداللہ بن مسعود سے اونھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تحقیق آپ اونٹھاتے تھے دونون
ہاتھونکو پہلی تکبیر مین پھر نہین اونٹھاتے تھے ساری نمازمین انتہی بعد اسکے لکھا ہے حدثنا محمد بن
النعمان قال ثنا یحیی الحمانی قال ثنا وکیع عن سفیان فذکر مثلہ باسنادہ اور یہ حدیث بھی
معارض ہے وعن عبداللہ بن مسعود قال صلیت خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم و
ابی بکر و عمر فلم یرفعوا ایدیہم الا عند افتتاح الصلوۃ یعنی کہا عبداللہ بن مسعود نے
کہ نماز پڑھی مین نے پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہ کے سو اونھون نے رفع یدین نہین کیا
مگر وقت شروع کرنے نماز کے روایت کیا اسکو ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین جو استاد ہین
بخاری اور مسلم کے کما نقلہ صاحب فتح القدیر اور دارقطنی مین یہ حدیث باین اسناد راوی
ہے حدثنا ابو عثمان سعید بن محمد بن احمد الحناط و عبدالوہاب بن عیسی بن
ابی حیۃ قالا ثنا اسحق بن ابی اسرائیل ثنا محمد بن جابر عن حماد عن ابراہیم عن علقمۃ
عن عبداللہ قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم و مع ابی بکر و عمر فلم یرفعوا
ایدیہم الا عند تکبیرۃ الاولی فی افتتاح الصلوۃ اور بھی رفع یدین کو یہ حدیث معارض
ہے وعن جابر بن سمرۃ قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن

سوالات نمبر ۲

اول کسی شخص کے بدن یا کپڑے مین چوہا مرا ہوا نکلا اور اوس جگہ مین سو برس کا پانی ہی ہو اور نماز کی اوسنے نمازین پڑھی ہین تو کتنے دنون کی نماز پھیرے حدیث صحیح سے ارشاد ہو **دوم** کسی شخص نے اپنے غلام سے یہ کہا ھذا حر وھذا او ھذا اس قول سے کون کون آزاد ہوگا **سوم** سر گنجا ہے یا نہین تر شوانے یا زخم کا چھلکا اوتارنے سے تجدید وضو یا غسل یا مسح اوس موضع کا فرض ہوتا ہی یا نہین **چہارم** اندرون چشم وحاجب کا دھونا فرض ہی یا نہین **پنجم** جسکے ایک جانب دو ہاتھ پیدا ہوے ہون دونون کا دھونا فرض ہی یا ایک تعبیر کے نفس ارشاد ہو **ششم** داخل بزرت ناف وسوراخ بینی مین پانی پہنچانا غسل مین ضرور ہی یا نہین **ہفتم** مجرد مباشرت فاحشہ یعنی التقای ختانین سے غسل واجب ہوتا ہی یا نہین بالزال اور شرط منصوص ہی **ہشتم** نفس ولادت سے غسل واجب ہوتا ہی یا نہین اور اسیطرح وطی زن جنیہ اور جماع خنثی اور وطی بہیمہ وصغیرۂ غیر مشتہاۃ موجب غسل ہی یا نہین **نہم** قرارت انجیل کا حالت جنابت مین کیا حکم ہی **دہم** دباغت سے جلد خنزیر وسگ وموش بھی پاک ہوجائیگی یا نہین **یازدہم** کسقدر فصل بعد سے تیمم جایز ہوگا **دوازدہم** عورت صاحب نفاس کو بھی بعد انقطاع نفاس بر تقدیر عجز تیمم جایز ہی یا نہین **سیزدہم** مقطوع الیدین والرجلین ومجروح الوجہ کا کیا حکم ہی ملا وضو نماز پڑھے یا مسح یا تیمم کرے **چہاردہم** سگ پانی اور مٹی پاک میسر نہو وہ کیونکر نماز پڑھے **پانزدہم** عورت و مرد دونون توام پیدا ہوئے اونکے نکاح کی کیا صورت ہی **شانزدہم** کوئی شخص دریا یا تالاب کے پانی مین پاخانہ پھرے تو بنی اوسکی بغیر قیاس حدیث منع البول فی الماء الراکد کے ارشاد ہو **ہفدہم** جو پانی کہ لید یا گوبر کے کنڈون سے گرم کیا گیا ہو اوس سے وضو جایز ہی یا نہین **ہجدہم** حب دہی سوتے سے جاگے اور بڑا اسکا پانی کا زمین مین گڑھا ہو اور چھوٹا کوئی برتن نہین تو وضو اور طہارت کیونکر کرے **نوزدہم** جو روٹی کہ لید یا گوبر کی پکی ہو کھانا اوسکا جایز ہی یا نہین **بستم** جن گھڑون اور مٹکون کی مٹی لید اور گوبر کے ساتھ گوندھی گئی ہو جیسا کہ کمہارون کا دستور ہی استعمال اونکون برتنونکا جایز ہی یا نہین

تنبیہ ۔ سب شرائط مذکورہ ان مسائل کے جوابات لکھنے مین اسقدر مہلت دیجاتی ہی کہ وہ اپنے تمام برادران غیر مقلدین سے بھی ناظر خواہ مدد لین اور جواب باصواب دین ورنہ اس آیہ کریمہ کے مورد مین اونکو داخل ہونا پڑیگا اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ

نور الانوار میں ہے وقد صح عن مجاہد انہ قال صحبت ابن عمر عشرین سنین فکان یرفع یدیہ الا فی تکبیرۃ الافتتاح فترکہ العمل بہ دلیل علی انتساخہ یعنی روایت صحیح مجاہد سے یہ ہے کہ فرمایا انھون نے کہ صحبت میں رہا میں ابن عمر رض کے دس برس تک سو نہیں دیکھا میں نے اونکو رفع یدین کرتے ہوے سوای تکبیر تحریمہ کے پس چھوڑ دینا عمل رفع یدین کو دلیل ہی اوسکے منسوخ ہونے پر وفی النہایۃ عن عبد اللہ بن الزبیر انہ رای رجلا یصلی فی المسجد الحرام رفع یدیہ عند الرکوع وعند رفع الراس منہ فقال لا تفعل انہ شیء قد ترکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد ما فعلہ یعنی نہایہ میں روایت عبد اللہ بن زبیر مرقوم ہے کہ دیکھا اونھون نے ایک آدمی کو مسجد حرام میں نماز پڑھتے ہوے اور وہ رفع یدین کرتا تھا وقت رکوع اور قومہ کے پس منع کیا اونھون نے رفع یدین کو کہ وہ ایک فعل تھا کہ جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد کرنے کے چھوڑ دیا وعن عبد اللہ بن عباس رض قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا ترفع الایدی فی شیء الا فی سبع مواطن فی افتتاح الصلوۃ وفی العیدین وعند استلام الحجر وعلی الصفا والمروۃ وعند عرفات وعند جمع وعند رمی الجمار یعنی روایت ہے عبد اللہ بن عباس رض سے کہا اونھون نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ اوٹھائے جاوین ہاتھ کسی شی میں مگر سات جگہ اول تکبیر تحریمہ میں دوم نماز عیدین کی تکبیروں میں سوم وقت بوسہ دینے حجر اسود کے چہارم صفا مروہ پر پنجم عرفات میں ششم مزدلفہ میں ہفتم وقت کنکریاں مارنے کے شیطان کو منا میں روایت کیا اسکو بیہقی نے اور صاحب ہدایہ نے بھی مگر باختلاف الفاظ اور کفایہ شرح ہدایہ میں دربارۂ ترجیح حدیث عدم رفع یدین کے لکھا ہے ولانہ لما تعارضت روایتا فعلہ علیہ السلام وجب المصیر الی قولہ علیہ السلام وھو الحدیث المشہور لا یرفع الا یدی الا فی سبع مواطن عند افتتاح الصلوۃ وقنوت الوتر وتکبیر العیدین وعند استلام الحجر وعند الصفا والمروۃ وعند الموقفین وعند الجمرتین ای الاولی والوسطی فالذی یروی من الرفع محمول علی الابتداء کما نقل عن ابن الزبیر یعنی جب دو حدیثیں متعارض ہوئیں تو ضرور ہوا رجوع کرنا قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کہ وہ حدیث

پہلے انکے عقائد سنیئے

اول یہ کہ خدا پاک کا جھوٹ بولنا ممکن کہتے ہین چنانچہ صفحہ ۵ کتاب صیانۃ الایمان مطبوعہ مرادآباد تصنیف مولوی شہود الحق شاگرد مولوی نذیر حسین مین مندرج ہی دوم انبیا علیہم السلام سے احکام دینی مین بھول چوک کے قائل ہین جیسا کہ مولوی حسین خان صفحہ ۱۲ کتاب ردتقلید بکتاب المجید مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی مین اس مضمون کا اقرار کرتے ہین اور طرہ یہ کہ اوسکی صحت پر مولوی نذیر حسین و شریف حسین وغیرہما اکابر غیر مقلدین کی مہرین بھی ثبت ہیں حال آنکہ انبیا علیہم السلام تبلیغ احکام مین بالاتفاق معصوم ہین سوم یہ کہ آنحضرت کے خاتم النبیین ہونے سے انکار کرتے ہین چنانچہ یہ مضمون صفحہ ۱۶ و ۱۷ نصر المومنین مصنفہ اخوند صدیق پشاوری شاگرد رشید مولوی نذیر حسین سے ظاہر ہی کہ اونھون نے خَاتَمُ النَّبِيِّينَ کے الف لام کو عہد خارجی کا لکھا ہی جسکے معنی یہ ہین کہ بعض کے خاتم ہین نہ سبکے حال آنکہ آپ کل انبیا کے خاتم اور نبی آخر الزمان ہین کہ بعد آپکے کوئی نبی نہوگا چہارم کہتے ہین کہ حدیث آحاد سے یعنی سوائے حدیث متواتر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ثابت نہین ہوتا جسکا یہ مطلب ہوا کہ آنحضرت سے سوائے ایک دو معجزون کے زیادہ صادر نہوئے کیونکہ سوائے قرآن کے اور معجزات احادیث متواتر سے ثابت نہین ہوتے چنانچہ یہ مضمون کتاب دلیل محکم مطبوعہ دہلی تصنیف مولوی نذیر حسین سے ظاہر ہی پنجم اجماع کل امت کا جسکی سند ہمکو معلوم نہو حجت شرعی نہین ہی جیسا کہ صفحہ ۱۳۱ کتاب معیار الحق مطبوعہ لاہور مصنفہ مولوی نذیر حسین مین و صفحہ ۲۴ کتاب اعتصام مطبوعہ کانپور تصنیف مولوی عبداللہ محمدی معروف جھاؤسا کن مؤمین موجود ہی ششم مجتہد کا قیاس شریعت مین قابل اعتبار کے نہین ہی چنانچہ اوسی کتاب معیار الحق کے صفحہ ۷۹ مین اور اعتصام السنہ کے صفحہ ۳۶ مین مرقوم ہی ہفتم کتاب دراسات اللبیب مطبوعہ لاہور مصنفہ ملا معین کے صفحہ ۲۱۹ مین لکھا ہی کہ حضرت امام مہدی کے زمانے مین رجعت ہوگی یعنی جو لوگ اونکی صحبت مین بدون ملاقات کے مرگئے ہین اور پایا اونھون نے زمانہ امام کو تو بحکم خدائے تعالی قبرون سے قبل قیامت کے زندہ ہوکر اونسے مستفید ہونگے چنانچہ اصل عبارت عربی اوس کتاب کی یہ ہی مَنْ مَاتَ كُلُّ مَنْ لَحِقَ الصَّادِقَ فِي أَيَّامِ الْمَهْدِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

ابن عباس کا قول واذا قرئ القرآن یعنی فی الصلوٰۃ المفروضۃ اور امام نبوی صاحب تفسیر معالم التنزیل نے تو قول فیصل کر دیا یعنی اس آیت کی شروع تفسیر مین لکھا ہی ذھب جماعۃ الی انھا فی القراءۃ فی الصلوٰۃ یعنی ایک جماعت کے رای یہ ہی کہ یہ آیت دربارہ قرارت نماز کے ہی اور بعد اسکے مخالفین کو لکھکے اخیر مین یہ فیصلہ کر دیا والاول اولی وھو انھا فی القراءۃ فی الصلوٰۃ اور زرقانی شرح موطا مین قاضی ابن عبد البر نے لکھا ہی اجمعوا علی انہ لم یرد بہ کل موضع یستحب فیہ القرآن وانما اراد الصلوٰۃ ویدل لہ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الامام واذا قرأ فانصتوا واصححہ ابن حنبل فان المذھب عن السنۃ وظاھر القرآن یعنی سب کا اتفاق ہی کہ اس آیت سے ہر جگہ مراد نہین ہی کہ جہان کہین قرآن پڑھا جاوے بلکہ نماز اوس سے مراد ہی اور اسپر حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امام کی شان مین گواہ ہی کہ جب امام قرآن پڑھے تو تم لوگ چپ رہو امام احمد حنبل نے اس حدیث کو صحیح کہا پس حدیث اور ظاہر قرآن سے کہان جگہ جانے کی ہی پس ان روایات سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ مقتدی امام کے پیچھے قرارت کیا کرتے تھے سو اوسکی ممانعت مین یہ آیت اوتری یہان مؤلف صاحب نے حسب عادت قدیمہ اپنی ایسی بد دیانتی اور خیانت کی ہی کہ خائنونکے بھی کان کاٹے ہین چنانچہ اس شخص نے بلاغ المبین کے صفحہ ۶۰ مین تفسیر معالم سے اور اور اقوال نقل کیے مگر اس قول صحیح کو کہ (یہ آیت دربارہ قرارت نماز نازل ہوئی ہی) اول سے اوڑا دیا اور بیچ کا فقرہ بھی کہ (قول اول اولی ہی) قلم انداز کر دیا اور ترجمہ بھی ندارد اور ادھر اودھر کی عبارت اپنے مطلب کے موافق کاٹ کے لکھدی یہ کیا بلکہ اس فرقہ لامذہب کے ایسی ہی تصرفات اور خیانت کے معاملات ہین بیچارے عوام مقلدین جو انکے مکائد سے ناواقف ہین انکے دام فریب مین آجاتے ہین اور اپنی سادگی سے دھوکا کھا جاتے ہین اور بعضے یہ کہتے ہین کہ یہ آیت زور سے قرارت کرنے اور نماز مین باتین کرنیکی ممانعت مین نازل ہوئی ہی سو ہم پوچھتے ہین کہ اسمین چلا کے نہ پڑھنے اور باتین نکرنے کا کہان حکم ہی بلکہ حکم اسمین قرآن سننے اور چپ رہنے کا ہی یعنی سننا تو نماز جہری کے ساتھ خاص ہی اور چپ رہنا نماز سری و جہری مین عام ہی یہ کلام الٰہی ہی اسکا ایک ایک نقطہ بھی حکمت اور فائدے سے بھرا ہوا ہی زائد اور بیکار نہین اور ہر لفظ سے نیا فائدہ اور حکم جدا گانہ نکلتا ہی اس مقام مین مؤلف صاحب بلاغ المبین کے صفحہ (۱۰۱۰) مین اسکا کیا جواب معقول دیتے ہین کہ تفسیر رحمانی مین اس آیت کی تفسیر یون لکھی ہی

صفحہ ۳ سطر ۱۰ معالم التنزیل مطبوعہ مصر صفحہ ۲۰۰ سطر ۱۰ زرقانی شرح موطا مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۱۷۲ سطر ۱۰ بلاغ المبین صفحہ ۶۰ سطر ۱۰ تنبیہ ناظرین و مخاطبین قابل دیدہ ہی

محمد حسین نے رسالہ اشعار الحق جواب رسالہ تنویر الحق مین سب مقلدون کو اخوان یزید اور رافضی ملید اور شیطان وکافر لکھا ہی اور اسیطرح مولوی محی الدین نور مسلم کتب فروش لاہوری نے بھی کتابہ ظفر المبین مطبوعہ لاہور مورخہ رمضان ۱۲۹۶ ہجری کے صفحہ ۸۹ و ۲۳۰ و ۲۳۲ مین تقلید کو شرک اور حرام اور مقلدین حنفیہ کو مشرک اور کافر لکھا ہی اور چارون اماموں کے مقلدون کو ضالت اور بدعت قرار دیا ہی جسکا جی چاہے دیکھلے تعوذ باللہ منہا تنبیہ مقام عبرت ہی اور کتنی بڑی جرأت ہی کہ جب انھون نے علمای مقلدین اور اولیای کاملین کو بے دھڑک مشرک اور کافر لکھدیا تو اب انکے کفر و الحاد مین کیا شک باقی رہگیا افسوس صد افسوس ان ناعاقبت اندیشون اور بیخبرون کو اتنی بھی خبر نہین کہ ہماری اس بیہودہ تقریر اور ناشایستہ تحریر سے خود ہمارے امام المحدثین اور مقتدای عالمین حضرت امام بخاری علیہ رحمۃ الباری بھی معاذ اللہ کافر و مشرک ہوئے جاتے ہین بدین وجہ کہ وہ بھی مقلد مین امام شافعی رحمہ اللہ کے اور داخل ہین زمرۂ مقلدین شافعیہ مین جیسا کہ زبدۃ المحدثین عمدۃ المفسرین عارف باللہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے اپنی کتاب الانصاف فی بیان سبب الاختلاف مین لکھا ہی ومن ھذا القبیل محمد بن اسمعیل البخاری فانہ معدود فی طبقات الشافعیۃ ومن ذکرہ فی طبقات الشافعیۃ الشیخ تاج الدین السبکی وقال انہ تفقہ بالحمیدی واحمد بن حنبل تفقہ بالشافعی واستدل شیخنا العلامۃ علی ادخال البخاری فی الشافعیۃ بذکرہ فی طبقاتہم وکلام النووی الذی ذکرناہ شاھد لذلک انتھی یعنی جسطرح ابو جعفر بن جریر طبری شافعی المذہب ہین اسیطرح امام محمد بن اسمعیل بخاری بھی مقلدین شافعیہ مین شمار کیے گئے ہین اور جس شخص نے انکو طبقات شافعیہ مین ذکر کیا ہی وہ امام تاج الدین سبکی ہین اور انھون نے فرمایا کہ امام بخاری نے علم فقہ سیکھا ہی امام حمیدی سے اور حمیدی نے امام شافعی سے اور دلیل لائے ہین ہمارے شیخ علامہ امام بخاری کے داخل ہونے پر شافعیہ مین ساتھ ذکر کرنے اونکے طبقات شافعیہ مین اور کلام امام نووی کا جو ذکر کیا ہم نے اوسکو گواہی دے رہا ہی اس بات کی کہ امام بخاری شافعی المذہب ہین انتہی پس جب ایسے بڑے امام المحدثین نے بدون تقلید دین مین چارہ نہ دیکھا چار مذہب شافعی اختیار کیا تو اب ان لامذہبون کو مقلد امام بخاری علیہ الرحمہ کے ضرور چاہیے کہ کسی مذہب کو اختیار کرین اور اپنی لامذہبی پر ہزار بار نفرین اور پھٹکار کرین۔

امام بخاری شافعی المذہب اور مقلد امام شافعی کے تھے

وسلم کے شدت سے منع کرتے تھے امام کے پیچھے قرارت کرنے کو وہ ابوبکر صدیقؓ و عمر فاروقؓ و عثمان بن عفانؓ
و علی بن ابی طالبؓ و عبدالرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاصؓ و عبداللہ بن مسعودؓ و زید بن ثابتؓ و عبداللہ بن
عمرؓ و عبداللہ بن عباسؓ ہین انتہی کلام العینی اور اگر کوئی موافق قول واحدی کے کہے کہ وقت سکتہ کرنے
امام کے مقتدی قرارت کرلیگا تو آیت اذا قرئ القرآن کی مخالفت لازم آئیگی سو خود امام فخرالدین رازی نے
تفسیر مین جواب اسکا لکھدیا ہی وَلِقَائِلٍ اَنْ یَّقُوْلَ سُکُوْتُ الْاِمَامِ اِمَّا اَنْ تَقُوْلَ اِنَّهٗ مِنَ الْوَاجِبَاتِ اَوْ
لَیْسَ مِنَ الْوَاجِبَاتِ وَالْاَوَّلُ بَاطِلٌ بِالْاِجْمَاعِ وَالثَّانِیْ یَقْتَضِیْ اَنْ یَّجُوْزَ لَهٗ اَنْ لَّا یَسْکُتَ فَعَلٰی هٰذَا
اَنْ لَّا یَسْکُتَ یَلْزَمُ اَنْ تَحْصُلَ قِرَاءَةُ الْمَاْمُوْمِ مَعَ قِرَاءَةِ الْاِمَامِ وَذٰلِکَ تَفْضِیْ اِلٰی تَرْکِ الْاِسْتِمَاعِ وَاِلٰی
تَرْکِ السُّکُوْتِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْاِمَامِ وَذٰلِکَ عَلٰی خِلَافِ النَّصِّ یعنی جواب دینے والا اس اعتراض کا کہ سکتہ
کہ سکتہ امام کا دو حال سے خالی نہین واجب ہی یا غیر واجب اور واجب ہونا تو بالاجماع ہو نہین سکتا کہ باطل ہی اور
نہ واجب ہونا اس بات کو چاہتا ہی کہ نہ سکتا کرنا امام کو جائز ہو پس اس صورت مین کہ امام نہ سکتہ کرے مقتدی کو
امام کے ساتھ قرارت کرنا لازم آتا ہی اور یہ پہنچاتا ہی طرف چھوڑ دینے استماع اور سکوت کے وقت قرارت امام کے
اور یہ خلاف ہی نص قرآنی کے پھر اسکے اخیر مین امام رازی لکھتے ہین فَثَبَتَ اَنَّ هٰذَا السُّؤَالَ الَّذِیْ اَوْرَدَهُ
الْوَاحِدِیُّ غَیْرُ جَائِزٍ یعنی پس ثابت ہوگیا اس تقریر سے کہ اعتراض واحدی کا ماورد ست ہی اور نیز خود مسلمانون نے
قرارت خلف الامام مین خلاف کیا ہی ان احادیث صحاح کا عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوةٍ جَهَرَ فِیْهَا بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ هَلْ قَرَاَ مَعِیْ اَحَدٌ مِّنْکُمْ اٰنِفًا فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ یَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنِّیْ اَقُوْلُ مَالِیْ اُنَازَعُ الْقُرْاٰنَ قَالَ فَانْتَهَی النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْمَا جَهَرَ فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الصَّلٰوةِ بِالْقِرَاءَةِ
حِیْنَ سَمِعُوْا ذٰلِکَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یعنی ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ایک نماز پڑھکر پھرے کہ جسمین آپ نے جہر سے قرارت کی تھی فرمایا آپ نے کہ کیا ابھی کسی نے تم مین سے
میرے ساتھ قرارت کی تھی سو ایک شخص نے عرض کیا ہان یارسول اللہ آپ نے فرمایا کہ مین کہتا ہون کیون مجھسے جھگڑا
کیا جاتا ہی قرآن مین راوی کہتا ہی کہ پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تو لوگ باز آئے قرارت کرنے سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز جہری مین یعنی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرارت کرنا مقتدیون کا
ناگوار گذرا تو صحابہ نے قرارت کرنا بالکل چھوڑ دیا شیخ ابن تیمیہ سے منقول ہی کہ یہ مذہب ہی امام ابوحنیفہ و امام احمد

اس امر کے مقلدین ایسہ کو مشرک قرار دینا قیاس ناروا اور اجتہاد بیجا ہی اور درصورت ثانی معاذ اللہ صحابہ کرام کا مشرک کافر ہونا لازم آتا ہی کیونکہ اونھون نے لفظ امت طائفہ تلاقا سے طلقات ثلاثہ واقع ہونے مین حضرت عمرؓ کا اتباع کیا ہی پس کافر ہونا خود بدولت اور اونکے اکابر کا مثل قاضی شوکانی و ابن القیم وغیرہم کے لازم آتا ہی اسواسطے کہ اونھون نے لفظ مذکور سے طلقات ثلاثہ وقوع ہونے مین ابن تیمیہ و داؤد ظاہری و ابن حزم کی تقلید کی ہی پس شق اول تو بدیہی البطلان ہی کہ صحابہ سے تحریم ما احل اللہ ہرگز نہین ہوسکتی اور شق ثانی بزعم مولوی صاحب کے متعین ہوگئی اب اسکا کیا جواب ہی کیون ایسی بات کیجیے کہ اولٹا الزام اوسکا اپنے اوپر لیجیے چہار دہم رسالہ الاستواء علی مسالہ الاستوا التصنیف نواب صدیق حسن خان امیر بھوپال مطبوعہ گلشن اودھ لکھنؤ مین لکھا ہی کہ خدا عرش پر بیٹھا ہی اور عرش اوسکا مکان ہی اور دونون قدم اپنے کرسی پر رکھے ہین اور کرسی اوسکے قدم رکھنے کی جگہ ہی اور ذات خدا کی جہت فوق اور طرف علو مین ہی اور اوسکو فوقیت جہت کی ہی نہ فوقیت رتبہ کی اور وہ عرش پر رہتا ہی اور اوترتا ہی ہر شب کو طرف آسمان دنیا کے اور اوسکے لیے دہنا بایان ہاتھ اور قدم اور پنڈلی اور انگلیان اور دو آنکھین اور منہ اور پنڈلی وغیرہ سب چیزین بلا کیف ثابت ہین اور جو آیتین اس بارے مین ہین سب محکمات ہین آیات متشابہات نہین اور اون آیات و احادیث مین تاویل نکرنا چاہیے سب آیتین اور حدیثین اپنے ظاہر معنی پر محمول ہونگی اور اسی ظاہر معنی پر عمل اور اعتقاد رکھنا چاہیے انتہی حال آنکہ یہ مذہب فرقہ مجسمہ مشبہہ وجہلہ حنابلہ کا ہی اور مخالف ہی اہل توحید و ارباب تنزیہ سنت جماعت کے چنانچہ اس رسالے کے رد مین رسالہ استیلا علی الاستوا مطبع مصطفائی لاہور مین چھپ چکا ہی اور دوسرا رسالہ بھی اسکے جواب مین موسوم بہ ضوء الایمان فی تنزیہ الرحمن مطبع رحیمی لودھیانہ مین مطبوع ہوا ہی ان دونون رسالون مین مذہب اہل حق کو خوب تفصیل سے لکھا ہی اور نواب صاحب کے عقائد کا رد بخوبی کیا ہی کہ وہ حق تعالے کے صفات وارد فی الشرع پر ہرگز ایمان نہین لائے ہین بلکہ ظواہر معنی متشابہات پر اپنی رائے اور تاویل اور تفسیر کے موافق ایمان لائے ہین اور اس سے مصداق زائغین و مفتنین فی الدین کے بنگئے ہین جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہی فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ یعنی جن لوگونکے دلون مین

ابوداؤد اپنی سنن مین روایت کرتے ہین حدثنا محمد بن محبوب ثنا حفص بن غیاث عن عبد الرحمن بن اسحق عن زیاد بن زید عن ابی جحیفۃ ان علیا رضی اللہ عنہ قال السنۃ وضع الکف علی الکف فی الصلوۃ تحت السرۃ یعنی حدیث کی ہمکو محمد بن محبوب نے کہا اونھون نے حدیث کی ہمکو حفص بن غیاث نے عبد الرحمن بن اسحق سے وہ روایت کرتے ہین زیاد بن زید سے وہ روایت کرتے ہین ابو جحیفہ سے تحقیق کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سنت نماز مین ہاتھ پر ہاتھ رکھنا ہی نیچے ناف کے یعنی داہنے ہاتھ کی ہتیلی بائین ہاتھ کے پونہچے پر نیچے ناف کے رکھنے جیسا کہ تصریح اسکی اوپر کی حدیثون مین گذر چکی اب کوئی غیر مقلد صاحب یہ کہین کہ یہ حدیث موقوف ہی مرفوع نہین ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پس اس طریق سے سنت نبوی ثابت نہین ہوتی سو جواب اسکا شافی اسکا مطابق اصول حدیث کے یہ ہی کہ جب کوئی صحابی بلا اضافت مطلقا یا بیان کرے کہ السنۃ کذا یا ان من السنۃ کذا تو مراد اوس سے سنت نبوی ہوتی ہی اور وہ حدیث مرفوع ہوگی چنانچہ امام ابو جعفر طحاوی معانی الآثار مین اور علامہ بدر الدین عینی اور محدث محمد ہاشم سندی وغیرہم ناقدین حدیث اس مقام پر لکھتے ہین ان قول علی رضی اللہ عنہ ان من السنۃ ہذا اللفظ یدخل فی المرفوع عندھم وقال عبد الحی ان الصحابی اذا اطلق اسم السنۃ فالمراد بہ سنۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی تحقیق کہ قول حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ان من السنۃ یہ لفظ داخل ہی مرفوع مین محدثین کے نزدیک اور کہا عبد الحی نے تحقیق کہ جب صحابی اعظم سنت کو مطلقا بولے تو مراد اوس سے سنت نبوی ہی اور ملا علی قاری نے بھی المنطی فی شرح الموطا مین لکھا ہی الصحابی اذا قال السنۃ یعمل علی سنۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین اذا قال الصحابی امرنا بکذا او نہینا عن کذا او من السنۃ کذا فکلہ مرفوع علی المذہب الصحیح الذی قالہ الجماہیر من اصحاب الاصول یعنی جبکہ کہے صحابی امرنا بکذا یا نہینا عن کذا یا من السنۃ کذا پس ہر ایک ان تینون قسمون کے الفاظ سے حدیث مرفوع ہی مذہب صحیح پر کہ جسکے قائل ہین تمام لوگ اصحاب فنون سے انتہی اور ابن امیر الحاج نے کتاب حلیۃ المحلی اور بہجۃ المودی مین شیخ قاسم بن قطلوبغا سے نخبۃ الاحادیث الاختیار مین لکھا ہی کہ مثل حدیث مذکور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ابن بلعہ نے بروایت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث روایت کی ہی اور بھی مثل اسکے جامع الاصول مین بروایت ابن حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہی انتہی ملا

جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی اور سوای اسکے اس بیس رکعت تراویح کو بدعت عمری کہنا رافضیون کا قول ہے کما ذکرہ السیوطی فی جواہرہ اور آٹھ رکعت تراویح کو سنت کے بہانے سے راحت نفس کی سمجھکر پڑھنا اور بیس رکعت کو بدعت عمری کہکے مشقت کے سبب سے چھوڑ دینا تو صریح آئین تقلید خواہش نفسانی ہے نہ اتباع سنت رسول رحمانی بلکہ آنحضرت کی سنت فعلی کو بنظر تخفیف محنت کے لینا ہے اور سنت قولی کو تو بباعث مشقت کے چھوڑ دینا ہے سبحان اللہ دعوی یہ کہ ہم پوری پوری سنت پر عمل کرتے ہین اور عمر یہ کہ آدھی سنت پر چلتے ہین اور وہ آدھی بھی پوری نہین اور اوپر سے فخر یہ کہ جو تمام امت محمدیہ شرق سے غرب تک بیس رکعت تراویح کی پڑھتے ہین اور سنت قولی وفعلی دونون پر عمل کرتے ہین ہمنے چھوڑی اور تارک سنت نبوی ہو جائین اور خود جو نیم سنت پر چلتے ہین حامل بالسنہ کہلائین یہ بھی عجیب دھوکے کی بات ہے جو پیرو سنت کہلاتے ہین وہ راہ سنت پر نہین آتے ہین اور جو سنت کو بجا لاتے ہین وہ بدعتی کا خطاب پاتے ہین کیا اندھیر ہے اور کیسا اولٹ پھیر ہے کہ غیر مقلد نے صرف آٹھ رکعت پڑھکے فراغت پائی تخفیف عبادت کی راحت اور نجات اور مقلد نے ہر چند کہ بیس رکعت ادا کرنے مین بار مشقت اٹھایا لیکن ہرزہ سنت کے میدان بحمیل پیروی سے قدم نہ ہٹایا ؎ سعدا قمار عشق مین شیرین سے کوہکن ؎ بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو کھو سکا ؎ کس منہ سے پھر تو آپکو کہتا ہے عشقباز ؎ اے روسیاہ تجھسے تو یہ بھی نہ ہو سکا ؎ شائد وہم کتاب منجی المومنین مطبوعہ مطبع محمدی لاہور تصنیف عافی محمد حسین ساکن اچرا ضلع ملتان کے صفحہ ۹ سے تا ۱۴ مین لکھا ہے کہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کہنے والا کافر اور مشرک ہے کہ اوسنے یہ تینون شرک کیے اشراک فی العلم اور اشراک فی التصرف اور اشراک فی العبادۃ اور اسیطرح سے یا رسول اللہ کہنے والا بھی کافر اور مشرک ہے حالانکہ یہ کہنا بالکل تعصب و نفسانیت سے بھرا ہوا رخود معترض علم معرفت سے بے بہرہ ہے شائد وہم اوسی کتاب کے صفحہ ۱۱۹ مین لکھا ہے جو کوئی اذان مین وقت سننے اشہد ان محمدا رسول اللہ کے انگوٹھون کو چومکے آنکھون پر رکھے وہ بدعتی ہے اور جسقدر اس بارے مین حدیثین ہین وہ سب موضوع اور بناوٹی ہین اور عمل کرنا اسپر موجب ضلالت ہے حالانکہ یہ کہنا بھی بالکل حماقت اور جہالت ہے شائد وہم اوسی کتاب کے صفحہ ۱۲۶ سے تا ۱۲۸ مین مرقوم ہے کہ آنحضرت کا علم برزخ مین احوال اور اعمال امت پر واقف ہونا

غیر مقلدین کہتے ہین کہ دو نمازونکا ایک وقت مین کسی عذر سے جمع کرنا درست ہی حال انکہ یہ قول اونکا اس حدیث کے مخالف ہی جو بخاری اور مسلم مین آئی ہی کہ عبداللہ بن مسعود رضی نے فرمایا قسم ہی اوس ذات کی کہ سوا اوسکے کوئی معبود نہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز کوئی نماز نہین پڑھی مگر اپنے وقت پر لیکن دو نمازین کہ جمع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان ظہر اور عصر کے عرفہ مین اور درمیان مغرب اور عشا کے مزدلفہ مین انتہی اس حدیث صحیح سے معلوم ہوا کہ جہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جمع کرنا مروی ہی وہ جمع صوری ہی حقیقی نہین ورنہ دونون حدیثون مین تناقض ہو جائیگا **آٹھوان مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ صف کے پیچھے اکیلے آدمی کی نماز نہین ہوتی سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو بخاری اور ابوداؤد مین آئی ہی اِنَّ اَبَا بَکْرَۃَ اِنْتَھٰی اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ رَاکِعٌ فَرَکَعَ قَبْلَ اَنْ یَّصِلَ اِلَی الصَّفِّ ثُمَّ مَشٰی اِلَی الصَّفِّ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ زَادَکَ اللّٰہُ حِرْصًا وَّلَا تَعُدْ یعنی تحقیق ابوبکرہ پونہچے طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جسوقت کہ آپ رکوع مین تھے پس ابوبکرہ نے رکوع کیا قبل اسکے کہ صف مین ملجائین پس یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی پس فرمایا آپ نے اللہ تعالی تیری حرص زیادہ کرے تو پھر ایسا نکریا نماز کا اعادہ مت کریا جلدی نکیا کر انتہی **نوان مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ کافر مرد یا اوسکی عورت مسلمان ہو کر دار الحرب سے دار الاسلام مین آجاے تو اونکا نکاح باقی رہتا ہی ٹوٹتا نہین سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو ابن ماجہ مین ہی اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَدَّ ابْنَتَہٗ زَیْنَبَ عَلٰی اَبِی الْعَاصِ بْنِ الرَّبِیْعِ بِنِکَاحٍ جَدِیْدٍ یعنی تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی زینب کو ابوالعاص بن ربیع پر نکاح جدید کرکے لوٹا دیا انتہی اور نیز خلاف کیا ہی غیر مقلدین نے اس حدیث کا جو ترمذی مین موجود ہی اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَدَّ ابْنَتَہٗ زَیْنَبَ عَلٰی اَبِی الْعَاصِ بْنِ الرَّبِیْعِ بِمَھْرٍ جَدِیْدٍ وَّنِکَاحٍ جَدِیْدٍ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی زینب کو ابوالعاص بن ربیع پر بمہر جدید مہر اور نکاح جدید کرکے لوٹا دیا انتہی **دسوان مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ گھوڑے کا گوشت کھانا مطلقا مکروہ ہی سو اس مسالہ مین اونھون نے خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو نسائی مین وارد ہی عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِیْدِ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَحِلُّ اَکْلُ لُحُوْمِ الْخَیْلِ وَالْبِغَالِ

درمادراک وسماع اہل قبور سے بالکل فنی ہو اور نیز واسطے دعاے اہل قبور کے کوئی اثر مترتب نہیں ہو
پس دعا کرنا ان سے لغو اور انتہی پس یہ عقیدہ بھی خلاف اہل سنت کے ہو بیست و ہفتم اور ہشتم
سفر ۱۳۰۵ میں لکھا ہو کہ سفر کرنا بقصد تحصیل برکت کے اکثر علماء یعنی مسجد نبوی و مسجد حرام و مسجد
بیت المقدس کی طرف بحکم حدیث لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ الخ منصوص ہو
اور بجز ان مقامات کے اور کسی قبر نبی یا ولی کی زیارت کو دور سے جانا ناجائز ہو کہ خود حدیث صحیح کی
موجود ہو کہ فرمایا آنحضرت نے لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ وَثَنًا اور دعا مانگی آپ نے اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ
وَثَنًا یعنی اے اللہ نہ بنا میری قبر کو بت کہ لوگ اسکی پرستش کریں اور یہاں سے معلوم ہوا کہ دفن
شہر سے حرام ہو کہ صورت و غیر صورت دونوں پر بولا جاتا ہو اور یہی یہ بات دریافت ہوئی کہ قبر بھی
بر تقدیر پرستش کے داخل اوثان ہو اور مصنف ابوبکر بن شیبہ میں مروی ہو کہ ایک شخص آنحضرت کی قبر
شریف کے پاس کھڑا ہو کے کچھ عرض حال کر رہا تھا پس زین العابدین علی بن حسین نے اوسکو منع
کیا اور کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہو لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ وَثَنًا پس یہاں سے یہ بات سمجھ آئی کہ جس
طرح بت پرست بتوں کے آگے عرض حال کرتے ہیں اسطرح کسی قبر کے آگے نہ کیا جاوے ورنہ وہ قبر
حد اوثان میں داخل ہو جاویگی اور اجتناب اوس سے واجب ہوگا اسی واسطے خواجہ بہاء الدین نقشبند نے
فرمایا ہے تو تا کو گور مردان ہا پرستی ✤ بکردکار مردان کن درستی ✤ وَاَنْتَ خُلَاصَةُ مَا فِی
بَنِی الْمُؤْمِنِیْنَ بَلْ هٰذَا مُهْلِكَةٌ مِّنَ الْاِضْلَالِ لِعَوَامِّ الْمُقَلِّدِیْنَ اب ان غیر مقلدوں کا کیا
کہنا کہ جسطرح محمد بن عبدالوہاب نجدی نے آنحضرت کے مزار شریف کو اسی کج فہمی کے سبب ضم اکبر
قرار دیکر انہدام کا حکم لگا دیا تھا یہ بھی ویسا ہی کیا چاہتے ہیں اور یہ خبر نہیں کہ خود حق تعالیٰ تامین
زیارت نبوی پر گفت فرماتا ہو اسواسطے کہ جب یہ حدیث صحیح دربارہ وعید غیر مجوزین زیارت نبوی
کے وارد ہوئی مَنْ حَجَّ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ یعنی جسنے حج کیا اور نہ زیارت کی میری قبر کی
سو اوسنے بیشک مجھپر ظلم کیا جب اللہ تعالیٰ مطلق ظالمون کے حق میں ارشاد فرماتا ہو کہ لَعْنَةُ اللّٰهِ
عَلَى الظّٰلِمِیْنَ پس جو لوگ آنحضرت پر ظلم کرنا جائز رکھینگے وہ تو اللہ کے نزدیک بہت بڑے ملعون
ہونگے بیست و سوم ختم نہج آیت و سوم میت و مصافحہ جمعہ و معانقہ عیدین و مجلس
میلاد خیر العباد و عمل اسقاط میت وغیرہ یہ سب امور بدعت اور ضلالت ہیں چنانچہ یہ مضمون کتاب

لِلْوَجْهِ وَضَرْبَةٌ لِلْيَدَيْنِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تیمم دو ضربین ہین ایک ضرب واسطے منہ کے اور ایک ضرب واسطے ہاتھونکے کہنیون تک انتہی **تیرہوان مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ بعد غروب آفتاب قبل نماز مغرب نفلین پڑھنی ثابت ہین سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو ابوداؤد مین علی شرط الشیخین طاؤس کی روایت سے موجود ہی کہ کہا اونھون نے سو کیے گئے ابن عمر رض دو رکعتون سے قبل مغرب کے پس فرمایا نہین دیکھا مین نے کسیکو زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین کہ اونکو پڑھتا ہو انتہی اور خلفای راشدین اور اکثر صحابہ انکو اچھا نہین جانتے چنانچہ امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین وَكَذَا يَسْتَحِبُّهَا اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَّاٰخَرُوْنَ مِنَ الصَّحَابَةِ وَمَالِكٌ وَّاَكْثَرُ الْفُقَهَاءِ وَقَالَ النَّخَعِيُّ هِيَ بِدْعَةٌ وَّحُجَّةُ هٰؤُلَاءِ اَنَّ اسْتِحْبَابَهَا يُؤَدِّيْ اِلٰى تَاْخِيْرِ الْمَغْرِبِ عَنْ اَوَّلِ وَقْتِهَا یعنی نہین مستحب جانا ان دونون رکعتونکو ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اور امام مالک اور اکثر فقہا نے اور کہا ابراہیم نخعی نے کہ وہ بدعت ہی اور حجت انکی یہ ہی کہ استحباب اسکا پہنچا دیتا ہی طرف تاخیر مغرب کے اول وقت اوسکے سے انتہی **چودہوان مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ محرم کو سلا ہوا کپڑا مثل پاجامہ کے پہننا جائز ہی اور کوئی خیاط اسمین نہین سو اس مسالہ مین اونھون نے خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور طحاوی مین ہی سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ لَا يَلْبَسُ الْقَمِيْصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ الحدیث یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوال کیے گئے کہ محرم کونسے کپڑے پہنے پس فرمایا آپنے کہ نہ پہنے کرتا اور نہ پگڑی اور نہ پاجامہ انتہی **پندرہوان مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ عورت حرہ بالغہ کو بلا اذن ولی کے اپنا نکاح کرنا درست نہین سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور موطا امام مالک مین موجود ہی اَلْاَيِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَّلِيِّهَا یعنی عورت بلا شوہر ولی زیادہ مالک ہی نکاح اپنے کے ولی اپنے سے انتہی **سولھوان مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ سوای نماز وتر کے اور نماز عید کی بلا حدوث حوادث دعای قنوت پڑھنی جائز ہی سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث صحیح کا جو عبداللہ بن مسعود رض سے روایت ہی قَالَ لَمْ يَقْنُتْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفَجْرِ قَطُّ اِلَّا شَهْرًا وَّاحِدًا اَنَّهٗ

سے ثابت ہو کہ شب معراج مین آپ بمقام بیت المقدس سب پیغمبرون کے پیشوا اور امام ہوے اور سب
آپکے پیچھے اقتدا کی اور نماز پڑھی اسیطرح سے آسمانون مین بھی پیغمبرون نے بتعظیم تمام آپکا استقبال کرکے
ملاقات کی اور اپنی اپنی مدت تک آنحضرت کی سواری کے ساتھ رہے آمین غرکوئی توہین پیغمبرون کی
نہین سمجھتی بلکہ بزرگی اور سرداری آپکی سب پیغمبرون پر ظاہر ہوتی ہے آمین کیا یہ ثابت کرنا خود
حق تعالی نے آپکو سارے پیغمبرون کا سردار اور بادشاہ بناکے بھیجا اور سب اہل اسلام کا بھی یہی اعتقاد
کیا آپ افضل الانبیا اور سید المرسلین ہین پس اس شعر کے سبب حضرت نظامی کو مشرک کہنا قصور
صاحب کی عقل کا تصور ہے اور دماغ مین اونکے بالکل فتور ہے بست و ہشتم اوسی کتاب کے صفحہ
۵۴ سے صفحہ ۵۹ تک لکھا ہے کہ الہام صرف دل کے خیال کو کہتے ہین خواہ خدا کی طرف سے ہو خواہ شیطان
کی جانب سے خواہ وہ خیر ہو خواہ شر اور الہام ہر ایک کو ہوتا ہے کسی سے لے انسان تک اور کافر سے
لے مسلمان تک ہین کسیکی خصوصیت نہین ہے اس الہام کو اولیاء اللہ کا خاصہ سمجھنا خطا ہے ہر ایک
ہر ایک مومن اولیاء اللہ ہے اور الہام کسیکا خاصہ نہین انتہی کلامہ واہ اب کیا پوچھنا ہے کہ کسی مومن
اور مشرک و کافر کو بھی الہام ہوتے لگا اور ہر مومن خواہ فاسق ہو یا فاجر اولیاء اللہ ہے لا حول ولا
قوۃ ایسی سمجھ کے آدمی سے خدا بچاوے اور کسی مسلمان کو انکے دام وسوسۂ شیطانی مین نہ پھنساوے
ظاہر ہے کہ وسوسہ امور شرمین شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور الہام امور خیر مین رحمن کی جانب سے
ہوتا ہے جیسا کہ ملا نے بیان کیا الہام القاء معنی فی القلب بطریق الفیض من الخیر الیہ بواسطۃ الملک
بست و ہشتم اوسی کتاب کے صفحہ ۴۴ و ۴۵ مین لکھا ہے کہ سب فعال و اقوال آنحضرت
صلعم کے تشریعی اور محمود نہین ہین اور عصمت مطلقہ آپکے واسطے ثابت نہین ہے ورنہ صحابہ آپکی
بعض خطاؤن پر اعتراض نکرتے امت خلاصۃ کلامہ یہان تو ملا قصوری آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے بھی خوش عقیدہ نہین ہے اور اونکو پیغمبر معصوم نہین سمجھتا ہے اور آپکے بعض قول و فعل کو
خلاف شرع اور نامحمود بتاتا ہے اور اونکو نہین کی امت مین ہوکر اونہین پر اعتراض جماتا ہے اور نسبت
اسکی صحابہ کیطرف لگاتا ہے معاذ اللہ اگر کوئی بادشاہ دین ہوتا تو اس گستاخی اور بے ادبی کی سزا قتل
اور دائرۂ اسلام سے خارج کرکے بدلا اسکا قرار دیتا غیر اب ہم ملا قصوری کے اس قصور
سراپا نفس و فجور کو متقدم حقیقی کے سپرد کرتے ہین کہ وہ اپنے مصیب پر افترا اور اعتراض کرنیوالون

حکایۃً بطور تسبیح باری تعالیٰ کے بعینہٖ پڑھ دیا یا اوسکا مضمون ادا کر دیا جیسے احادیث مین وارد ہی کہ آنحضرت بوقت افتتاح صلوٰۃ کے آیت اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِیَ الخ جو خاص حضرت ابراہیم کے حق مین وارد ہی نقلاً و حکایۃً پڑھا کرتے تھے اور علی ہذا القیاس شعر حافظ مین بھی جو استعارۂ لطیف عارفانہ و تشبیہ بلیغ شاعرانہ ہی وہ ہرگز منافی سیاق آیت کے نہین ہی جو شاعر ہی وہ اسکے مضمون بالکیات ماہر ہی اور جو قصوری ہی وہ اس نازک خیال کے فہم سے قاصر ہی

اور پھر انکے عملیات دیکھیے

اول یہ کہ پانی اگرچہ نہایت ہی قلیل ہو نجاست پڑنے سے ناپاک نہین ہوتا جبتک کہ رنگ اور بو اور مزا اوسکا نہ بدلے اور پانی پاک ہی اور پاک کرنے والا چنانچہ یہ مضمون طریقہ محمدیہ ترجمۂ وردیہ مصنفہ قاضی شوکانی مطبوعۂ مطبع فاروقی دہلی کے صفحہ ۱۰ مین نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپال نے لکھا ہی اور یہ وہ کتاب ہی کہ جسپر خود مولوی نذیر حسین نے اپنی مہر لگا کر لکھا ہی کہ اسپر موحدین بے دھڑک عمل کرین اور دیباچے مین خود نواب مترجم لکھتے ہین کہ قبیح سنت اسپر آنکھ بند کر کے عمل کرے اور اپنی اولاد اور بی بیونکو پڑھاوے اور یہی مضمون کتاب فتح المغیث بفقہ الحدیث مطبوعۂ مطبع تقی لاہور کے صفحہ ۵ مین بھی مندرج ہی یہ وہی کتاب طریقہ محمدیہ ہی کہ جسکا نام بدلکے نواب بھوپال نے دوبارہ اور سہ بارہ بھوپال اور لاہور مین چھپوا دیا غرض مطلب اوسکا یہ ہوا کہ کسی کنوین مین سور یا کتا یا بلی ڈوب مرے کہ جس سے پانی کے اوصاف ثلاثہ مین تغیر نہ آیا ہو یا ایک لوٹے یا ایک پیالے پانی مین یا ایک گھڑے مین اسقدر گوبر یا موت یا شراب کی نجس شے پڑ جاوے جس سے اوسکا رنگ اور بو اور مزہ نہ بدلنے پاوے یا اوسمین کتا یا سور مُنہ ڈالے تو وہ پانی پاک اور پاک کرنے والا ہی اوس سے وضو نا درست ہی اور پینا اوسکا جائز اگرچہ یہ مخالف ہی نص صریح کے اور منافی ہی اس حدیث صحیح کے اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِیْ اِنَاءِ اَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ یعنی جب کتا کسی برتن مین مُنہ ڈالدے تو اوس برتن کو سات مرتبہ دھونا چاہیے مگر غیر مقلدین ظاہریہ شاید اسکا یہ جواب دین کہ یہان حدیث مین صرف کتے کے مُنہ ڈالنے سے برتن دھونے کا حکم آیا ہی نہ پانی ناپاک ہونیکا اور نہ ذکر ہی کتے کے پینے کا جیسا کہ داؤد ظاہری نے فرمایا کہ بموجب اس حدیث کے لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِی الْمَاءِ الدَّائِمِ پانی مین پیشاب کرنا درست

نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اوس حدیث کا جو مسلم مین ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا دُبِغَ الْاِھَابُ فَقَدْ طَھُرَ یعنی عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہی کہا اونھون نے سنا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے جب چمڑا باغت دیا جاوے تو وہ پاک ہوجاتا ہی انتہی اور بھی خلاف کیا ہی اوس حدیث کا جو ترمذی مین ہی اَیُّمَا اِھَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَھُرَ یعنی جس قسم کا چمڑا دباغت دیا جائیگا وہ بیشک پاک ہوجائیگا انتہی ہر چند کہ حنفیہ کے نزدیک موافق آیت قرآنی کے سور کا چمڑا بھی ناپاک ہی مگر حضرات غیر مقلدین تو حدیث پر غایت درجے کا عمل کرتے ہین اور حدیث کے مقابلے مین قرآن کی بھی نہین سنتے اونکو ضرور سور کے چمڑے کی پاکی کا قائل ہونا چاہیے اور کسیطرح امام ابو یوسف پر اعتراض نکرنا چاہیے ورنہ اس صحیح حدیث کی مخالفت لازم آویگی اور دفتر عمل بالحدیث کے خلاف ہوگا کہ دارومدار اور عملدرامد غیر مقلدین کا ظاہر حدیث پر ہی جب ہمنے مطلق کمال کی طہارت بالدباغت مین حدیث صحیح پیش کی تو اب اونکو چون وچرا کی بگہ باقی نرہی چوبیسوان مسالہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ جو شخص درخت پر سے میوہ چوراوے اوسکا ہاتھ کاٹنا واجب ہی سو اونھون نے اس مسئلے پر خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو ابوداود مین رافع بن خدیج سے روایت ہی اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا قَطْعَ فِی ثَمَرٍ یعنی تحقیق اونھون نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے نہین قطع ید ہی پھل چورانے مین انتہی اور ثمر اوس پھل کو کہتے ہین جو درخت مین لگا ہوا ہو چنانچہ قاموس مین ثمر کے معنی حمل الشجر کے لکھے ہین انتہی پچیسوان مسالہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ زمین سے اگر تھوڑی چیز نکلے تو اوسمین دسوان حصہ دینا نہین آتا سو اونھون نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو بخاری اور ابوداود اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ مین ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُیُوْنُ اَوْ کَانَ عَثَرِیًّا الْعُشْرُ وَمَا سُقِیَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس شی مین جسکو ابر اور چشمون نے سیراب کیا ہو یا عثری ہو دسوان حصہ ہی اور عثری وہ زمین ہی جسمین پانی دینے کی حاجت نہو اور اوس چیز مین جو سیراب کیجائے آبپاشی سے بیسوان حصہ ہی انتہی اور بھی خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو مسلم مین ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا سَقَتِ الْاَنْھَارُ وَالْغَیْمُ الْعُشْرُ وَفِیْمَا سُقِیَ بِالسَّانِیَۃِ نِصْفُ الْعُشْرِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس زمین مین جسکو نہرین اور ابر سیراب کرین دسوان حصہ ہی اور جو زمین سانیہ سے سیراب کیجائے اوسمین بیسوان حصہ ہی

کے صفحہ ۴ اور ۵ مین لکھا ہی کہ اجب نہین زکوۃ مکرا ونٹ مائے بکری مین اور اسوال تجارت مین بھی زکوۃ
نہین ہی اور زیور پر بھی اس مفتی نے عدم وجوب زکوۃ کا حکم لکھا دیا ہی چنانچہ کتاب نہج المقبول مطبوعہ کے
کے صفحہ ۲۰ مین اس مضمون کو لکھا ہی تحاصلہ اسکا یہ ہوا کہ تجارت اور سوداگری کے مال میں اگرچہ کروڑ
روپیہ کا ہو اور مثل بھینس اور بھیڑ وغیرہ جانورون مین اگرچہ کروڑ روپیہ کے ہون اور سونے اور چاندی
کے زیور مین اگرچہ کروڑ روپیہ کا ہو زکوۃ نہین ہی پس جب لوگ یونہین زکوۃ کے ادا کرنے مین باوجود
فرض ہونے کے سستی اور غفلت کرتے تھے اور تاہم اموال تجارت اور زیور مین ہزارون اور لاکھون
روپیہ کی زکوۃ کھاتے تھے اور غربا اہل اسلام اوس سے فیض پاتے تھے اب مجتہد غیر مقلد نے حکم کیا
کہ زکوۃ ان چیزون مین واجب نہین بیچارہ بازون اور رسیلہ سارہ نکو ستا مل گئی افسوس کہ دروازہ خیرات
بند ہو گیا اور محمد صاحب بھی مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ کے پورے پورے مصداق ہو گئے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا
اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ چہارم ایک طلاق سے زائد دو طلاقین دی ہون یا تین اور بیچ مین رجوع کیا
ہو تو دو طلاقین یا تین طلاقین واقع ہونگی اور اوسکے خاوند کو وہ عورت بغیر حلالہ (یعنی بغیر نکاح دوسرے
شوہر کے) درست ہو جاویگی چنانچہ یہ مسلہ اوسی کتاب طریقہ محمدیہ کے صفحہ ۶ مین مرقوم ہی اور اسیطرح
صفحہ ۲۰ فتح المغیث مین لکھا ہی کہ حلالہ کرنا حرام ہی (یعنی مطلقہ ثلثہ کا نکاح دوسرے شخص سے کرکے
پھر اپنے نکاح مین بھیر لینا) حال آنکہ یہ مسالہ تمام اہل اسلام بلکہ نص قرآن کے خلاف ہی کہ فرمایا اللہ تعالے
فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ یعنی جو اپنی بیوی کو تین طلاقین دے
تو پھر نکاح اوس عورت کا اوس مرد سے جائز نہوگا جب تک کہ وہ عورت دوسرے شوہر سے نکاح نکرے
پس بموجب نص قرآنی کے جو نکاح ثانی مطلقہ کا بعد حلالہ کرنے کے زوج اول پر حلال تھا اوسکو مجتہد
صاحب نے اپنی رائے سے حرام کر دیا پنجم مرد پر سونے کا زیور حرام ہی نہ اور چیزون کا چنانچہ یہ عبارت
طریقہ محمدیہ کے صفحہ ۳۸ و فتح المغیث کے صفحہ ۳۵ مین واقع ہی جسکا خلاصہ یہ ہوا کہ مرد کو خواہ وہ مولوی
ہو یا واعظ مفتی ہو یا قاضی کسا ہوا بھیڑ یا چاندی کی پالان بالے کڑے چھڑے کنگن وغیرہ زیور
درست ہی صفحہ ۹ اس کا از تو آید و مردان چنین کنند + ششم اوسی کتاب فتح المغیث کے صفحہ ۱۹
مین لکھا ہی - اور کافی ہی مسح کرنا بعض سر کا اور مسح کرنا پگڑی عمامے پر انتہی جسکا مطلب یہ ہوا کہ اگر بعض
سر کا مسح نکرے تو پگڑی عمامے پر مسح کرنا کافی ہی حال آنکہ یہ خلاف نص قرآنی کے ہی وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ

زیادہ نوافل پڑھنا اور تہائی رات سے زیادہ عبادت مین جاگنا بدعت سیئہ ہی چنانچہ کتاب معیار الحق
مصنفہ مولوی نذیر حسین مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۲۰ مین مذکور ہی خلاصہ یہ کہ اکثر شب یا تہائی رات سے
زیادہ عبادت کرنا جیسا کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام وصحابہ کرام واولیاے عظام مثل حضرت غوث
اعظم وغیرہ سے ثابت ہی انکے نزدیک گناہ ہی معاذ اللہ شاذ وہم خالہ سوتیلی یعنی جسکا باپ ایک ہو
اور ماں جدا جدا اوس سے اوسکے بھانجے کا نکاح درست ہی چنانچہ فتواے مہری مولوی عبد الغفار غیر مقلد
امام کالی مسجد دہلی مین مرقوم ہی کہ جسپر اونکے استاذ مولوی نذیر حسین کی مہر بھی ثبت ہی مقدار ہم پنیر شامی
جو سور کے پنیر الے سے بنایا جاتا اوسکا مشہور ہی یا اور چیزین مثل جبن کے ہین سور کی چربی پڑتی ہو
ہی جب وہ آنحضرت کے پاس آتی تھین تو آپ بلا دریافت کھاتے تھے چنانچہ یہ عبارت فتواے مہری
مولوی عطا محمد مندرجہ کتاب اظہار الحق مطبوعہ مطبع آلیگ ہند لاہور کے صفحہ ۱۸ مین مرقوم ہی اور اس
رسالہ مین مولوی نذیر حسین وغیرہ علماے غیر مقلدین کی بھی مہرین موجود ہین اور اسکے چھپانے
مین مولوی نذیر حسین نے بڑی کوشش فرمائی چنانچہ خود مصنف رسالہ مذکور نے عنوان کتاب مین اس
امر کی تصریح کردی ہی اب جاے انکار باقی نہین نعوذ باللہ من ذلک کہ آنحضرت صلعم پر ایسی ایسی
حرام چیزون کے استعمال کرنے کا سراسر بہتان اور اتہام ہی اور پھر ایسے خرافات مضامین کی اشاعت
مین علما کا سعی اور کوشش کرنا باعث سوء انجام وموجب ہرم اسلام ہی نہین معلوم غیر مقلدین ایسی باتون
کو بمقابلہ مقلدین کے ازراہ نفسانیت جان بوجھکر چھپواتے ہین یا بسبب نادانی اور بے سمجھی کے ایسے اور اونسے
غلو مین آتے ہین بہرحال ؎ وَاِنْ کُنْتَ لَا تَدْرِیْ فَتِلْکَ مُصِیْبَۃٌ وَاِنْ کُنْتَ تَدْرِیْ فَالْمُصِیْبَۃُ اَعْظَمُ

جواب سوال دوم

ایسے غیر مقلدون سے جو عقائد وعملیات مذکورہ کے قائل ہین مخالطت اور مجالست کرنا اور اونکو
مساجد مین آنے دینا شرعًا ممنوع اور باعث خوف فتنۂ دین ہی کیونکہ مسائل متذکرۂ بالا سے معلوم
ہوا کہ وہ اہل بدعت ہین اور مخالفِ ملتِ اہل سنت ہین اور مجالست ومخالطت اہل بدعت سے
شرعًا ممنوع ہی کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ اخْتَارَنِیْ وَاخْتَارَ لِیْ
اَصْحَابِیْ فَجَعَلَهُمْ اَنْصَارِیْ وَاَصْهَارِیْ وَاَنَّهٗ سَیَجِیْءُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ یَنْقُصُوْنَهُمْ
فَلَا تُوَاکِلُوْهُمْ وَلَا تُشَارِبُوْهُمْ وَلَا تُنَاکِحُوْهُمْ وَلَا تُصَلُّوْا مَعَهُمْ وَلَا تُصَلُّوْا عَلَیْهِمْ اِلٰی

وہ یہ صحابہ کو طعنہ دیتا ہے اور حضرت ابوبکر کا کینہ حضرت فاطمہ کے ساتھ اور حضرت عمر کا بغض حضرت علی کے ساتھ ثابت کیا ہے اور حضرت عمر فاروق کو مخترع بدعت نماز تراویح کا سمجھا ایا معاذ اللہ منہا اب اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا کہ صحابہ کرام کو بھی نہ چھوڑا اور تیسری حدیث بھی انہیں غیر مقلدین کی شان میں ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج فی آخر الزمان قوم احداث الاسنان سفہاء احلام یقولون من خیر قول البریۃ یقرؤن القرآن لا یجاوز تراقیہم یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ الحدیث متفق علیہ یعنی فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نکلے گی آخر زمانے میں ایک قوم کم سن کم عقل زبان زد ہوگا اونکے قال قال رسول اللہ یعنی بغیر حدیث کے کلام نہ کرینگے پڑھینگے قرآن کو نہ اترجائیگا اونکے حلق سے نیچے یعنی اونکے دلوں میں ایمان نہوگا اور خلوص دل سے قرآن پر عمل نہ کرینگے بھاگینگے دین سے جیسے تیر بھاگتا ہے کمان سے اور چوتھی حدیث ترمذی میں ہے وقال علیہ السلام الایمان یمان والحکمۃ یمانیۃ والفقہ یمان والسکینۃ فی اہل الشاء والفدادین قلوبہم قلوب الذیاب یعنی زبانیں اونکی شکر سے زیادہ شیریں ہونگی یعنی بظاہر سمجھ اور شیریں کلامی سے لوگوں کو راہ راست سے بہکائینگے ولیکن دل اونکے سختی و تیزی میں مثل بھیڑیوں کے ہونگے کہ جب پورا قابو پاجاتے ہیں تو کوئی دقیقہ دین کی خرابی کا فروگذاشت نہیں کرتے ہیں اور پانچویں حدیث وقال علیہ السلام فی وصف ہذا القوم سیماہم الاذار یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قوم کی علامت مشہور الازار یعنی اونکے لوگوں کے اونچے اونچے پائینچے ہونگے اور بھی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ گریبان کھلا رکھنا اس قوم لوط سے ہے پس یہ دونوں صفتیں اکثر غیر مقلدین میں پائی جاتی ہیں چھٹی حدیث کہ معجزہ پیغمبر کا ہے بارہا برس کے بعد ظاہر ہوا چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہم بارک لنا فی شامنا اللہم بارک لنا فی یمننا یعنی اے اللہ برکت دے ہمارے ملک شام میں اور ملک یمن میں وہاں کچھ نجد کے لوگ تھے سو اونہوں نے عرض کیا وفی نجدنا یعنی ملک نجد کے واسطے بھی دعا فرمائیے مگر آپنے پھر بھی دعا برکت شام و یمن کی فرمائی پھر اونہوں نے باصرار واسطے دعا کے نجد کے عرض کیا تو آپنے تیسری مرتبہ اوسکے حق میں فرمایا ہناک الزلازل والفتن وبہا یطلع قرن الشیطان یعنی ملک نجد میں زلزلے اور فتنے اوٹھینگے اور اوس سے نکلیگی امت شیطان کی سو موافق اس خبر صادق کے گروہ وہابیہ نے جو پیرو عبدالوہاب کے ہیں ۱۲۱۰ھ ہجری میں جب دیکھا کہ انتظام سلطنت روم میں بر ہم واقع ہے بصلاح و آمادگی محمد بن عبدالوہاب کے جانب حرمین چڑھائی کی اور ایک نیا مذہب اپنا بھی

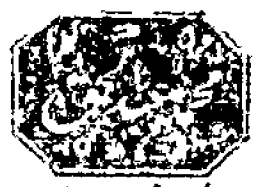
بلکہ مشرک اور بدعتی سمجھتے ہین اور اس سے بڑھکر ایک بات ان لامذہبون کے حق مین محدث نامی علامہ شامی نے حاشیہ ردالمحتار مین لکھی ہے کہ ہمارے زمانے کے وہابی عبدالوہاب نجدی کے پیرو اور تابع مثل خارجیون کے ہین جنھون نے حضرت علیؓ کی مخالفت کرکے اونکے لشکر سے خروج کیا تھا پس جب لامذہب مثل خارجیون کے ٹھیرے اور خارجی مثل باغیون کے ہوئے تو وہی حکم باغیون کا ہے وہی حکم لامذہبون کا ٹھیرا فَاِنَّهُمْ فِي الْمَنَابِرِ وَلَا يُصَلّٰى عَلٰى بُغَاةٍ وَلَا يُكَفَّنُوْنَ وَيُدْفَنُوْنَ یعنی اونکے جنازے کی نماز نہ پڑھی جاوے صرف اونکو کفن دیکے دفن کردین وَحُكْمُ الْخَوَارِجِ عِنْدَ جُمْهُوْرِ الْفُقَهَاءِ وَالْمُحَدِّثِيْنَ حُكْمُ الْبُغَاةِ وَذَهَبَ بَعْضُ الْمُحَدِّثِيْنَ اِلٰى كُفْرِهِمْ یعنی حکم خارجیون کا نزدیک جمہور علمای محدثین وفقہا کے حکم باغیون کا ہے اور بعض محدثین تو اونکے کفر کے قائل ہوگئے (شامی صفحہ ۳۰۹ جلد ۴ مطبوعہ)

واضح ہو

کہ شہر دہلی مین فیمابین ہر دو فریق کے نسبت نزاع کی یہانتک پہونچی کہ عدالت دیوانی اور فوجداری مین مقدمات دائر ہوگئے تھے سو صاحب کمشنر بہادر دہلی نے فریقین کے بعض لوگون کو اپنی کوٹھی پر بلاکر واسطے دفع فساد کے باہم ملاپ کرانا چاہا چنانچہ ۲۸ ذیقعدہ ۱۲۹۰ ہجری کو ایک کاغذ لکھا گیا کہ کوئی شخص ایک دوسرے سے تعرض نہ ہو اور بشرط مراعات عدم مفسدات نماز کے ایک دوسرے کے پیچھے نماز بھی پڑھ لے سو وہ ایک فیصلہ باہمی تھا نہ فتوائے شرعی ہمچند وجوہ اول یہ کہ حکام والاشان کو دینی امور مین کچھ داخلت نہین نہ وہ فتوون پر دستخط کرتے ہین دوم یہ امر سوال علمائے دین سے ہے نہ بحوالہ کتب دینیہ اوسکا جواب رقم ہے سوم اوسپر مواہیر اور دستخط کرنے والے سب علما نہین بلکہ اکثر طلبای مولوی نذیرحسین اور بعض عوام سکنائے شہر مین گو اونکے نام بڑے لمبے چوڑے لکھے گئے ہین تاکہ مولوی معلوم ہون اور بعض طرفین کے مولوی بھی ہین اور ظاہر ہو کہ اس فتوے کو علمای اہل سنت نے بطیب خاطر منظور نہین کیا بلکہ بخاطر حاکم اعلی کے اوسپر مُہرین کردین چنانچہ مولوی منصور علی صاحب ساکن مسجد نئی سڑک چاندنی چوک نے باوجود طلبی مکرر بند کرکے اپنی مہر نکی اور پر ظاہر ہے کہ اگر وہ فتوی ہوتا تو ان عوام کی مُہر اوسپر کیون ہوتی مگر غیر مقلدون نے اوسکو فتوی سمجھکر بڑی شہرت دی تاکہ اور لوگ بھی دھوکے مین آجاوین اور بالفرض اگر یہ فتوی بھی ہو تو اس سے اولی وہ کتابین کہ جنمین حضرات مقلدین کو کافر و مشرک لکھا ہے سب باطل ہوگئین کہ آخر اونکے منہ سے حق صادر ہوگیا کہ مقلدین کے پیچھے نماز جائز رہی

حرام ہوگئی اسیواسطے تقلید امام واحد کی واجب ہوئی ناس سے رفع وہم تلفیق کا ہوا اس مقام پر یہ تقریر ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری کی نہایت منیف ہی اور قابل تمسک اہل تقلید ہی بل یجب حتما ان یعین مذہبا من هذه المذاهب اما مذهب الشافعي في جميع الوقائع والفروع واما مذهب مالك واما مذهب ابي حنيفة وغيرهم وليس له ان ينتحل من مذهب الشافعي في البعض ما يهواه ومن مذهب غيره في الباقي ما يرضاه لانا لو جوزنا ذلك لادى الى التخبط والخروج عن الضبط وحاصله يرجع الى نفي التكليف لان مذهب الشافعي اذا اقتضى تحريم شيء ومذهب غيره اباحة ذلك الشيء بعينه او على العكس فهو ان شاء مال الى الحلال وان شاء مال الى الحرام فلا يتحقق العمل والحرمة وذلك باطل بالاجماع لان حفظ الدين واجب وذلك ما يحصل الا به فيكون واجبا لان مقدمة الواجب واجب بالاجماع فثبت ان تقليد المذهب الواحد واجب لان مقدمة الواجب واجب یعنی ایک مذہب کی تقلید کا اختیار کرنا واجب ہی مذاہب اربعہ سے مثلاً تقلید شافعی کی جمیع مسائل مین وعلی ہذا القیاس تقلید حنفی کی اور یہ کسیکو جائز نہین کہ بعض مسائل شافعیہ کو حسب خواہش نفس خود اختیار کرے اور بعض مسائل حنفیہ کو اپنی مرضی کے موافق لیلیوے اسواسطے کہ اگر یہ امر جائز ہوجائے تو تکلیف شرعی اوٹھ جاوے مثلاً مذہب شافعی مین ایک شے حرام ہی اور وہی شے مذہب حنفی مین حلال ہی یا بالعکس اسکے سوغیرہ مقلد کبھی اوسکو حلال کہتے ہین اور کبھی حرام پس حلت وحرمت متحقق نہوئی اور یہ بالاجماع باطل ومردود ہی اسواسطے کہ حفاظت ونگرانی دین کی واجب ہی اور یہ بات بدون تعیین مذہب احد کے حاصل نہین ہوتی پس تعیین مذہب احد کی واجب ہوگی کہ مقدمہ واجب کا بھی واجب ہوتا ہی پس ثابت ہوگیا کہ تقلید مذہب واحد کی واجب ہی اور یہی مدعا ہی اور یہ ساتوین حدیث بھی ان لوگونکی عدم تقلید اور آزاد کی خبر دیتی ہی اور عمل انکا مصداق اس حدیث کا ہوتا ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ الشَّاةِ الْعَائِرَةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ تَعِيرُ إِلَى هٰذِهِ مَرَّةً وَإِلَى هٰذِهِ مَرَّةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ یعنی مسلم مین عبداللہ بن عمر سے روایت ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ منافق کی مثل اوس بکری کی سی مثل ہی جو دو گلون کے درمیان ماری ماری پھرتی ہو کبھی اس ریوڑ مین جا ملتی ہی اور کبھی اوس ریوڑ مین جا گھستی ہی پس یہ حال منافق کا ظاہر ہی کہ کبھی ایمان کی طرف جھک جاتا ہی کبھی کفر کی طرف مذبذب بین ذالک ہی وہ کمبخت نہ ادھر کا ہوا نہ اودھر کا اور آٹھوین حدیث کتاب مجمع الزوائد مین طبرانی نے باب فاجاء

الجواب صحیح — الجواب صحیح — الجیب مصیب



مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی۔



امام مسجد حوض



ابن کریم اللہ







































مدرس مدرسہ دہلی













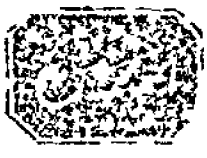
المجیب مصیب

الجواب صحیح



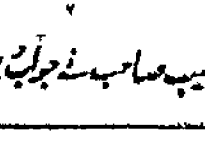


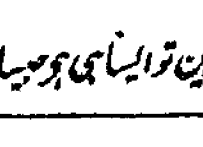


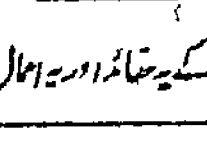


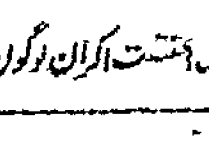








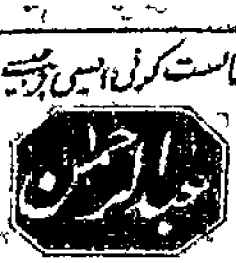




نوٹ: امید ہے کہ ان لوگوں کے یہ عقائد اور یہ اعمال ہیں تو ایسا ہی ہو جیسا مجیب صاحب نے جواب دیا۔

و احادیث نبویہ کہ حق تعالیٰ نے اور اوسکے رسول مقبول نے اہالیان ان مقامات مقدسہ کی شان مین کیا کچھ ارشاد فرمایا یعنی بطریق پیشین گوئی اونکے پرہیزگار اور متقی ہونے اور قیامت تک اونکے طریق حق پر رہنے کی خبر دی چنانچہ فرمایا حق تعالیٰ نے قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ یعنی کہدے اے محمد یہان کے رہنے والون سے کہ آگیا دین اسلام کا اور نہ ظاہر ہوگا طریقہ کفر و شرک کا اور نہ لوٹ آویگا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ یعنی بیشک لکھدیا ہمنے زبور مین بعد نصیحت کے کہ آخر مالک ہونگے زمین بیت المقدس کے میرے نیک بندے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِنْ اَوْلِيَاؤُهٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ یعنی مسجد الحرام کے مالک وہی ہین جو پرہیزگار ہین و عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَحَوْلَ الْكَعْبَةِ ثَلٰثُ مِائَةٍ وَسِتُّوْنَ صَنَمًا فَجَعَلَ يَطْعَنُهَا بِعُوْدٍ فِيْ يَدِهٖ وَيَقُوْلُ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ یعنی روایت ہے عبد اللہ بن مسعود سے کہ داخل ہوئے آنحضرت مکے مین درحالیکہ گرداگرد کعبے کے تین سو ساٹھ بت تھے سو آنحضرت کونچا دیتے تھے اون بتون کو لکڑی سے جو ہاتھ مین آپکے تھی اور فرماتے تھے کہ آگیا دین اسلام اور نکل بھاگا کفر باطل بے شک کفر باطل نکل جانے والا ہی یعنی سچے دین کا غلبہ آیا اور کفر کے اور تمام عرب سے چلا گیا اور فرمایا آنحضرت نے غِلَظُ الْقُلُوْبِ وَالْجَفَاءُ فِي الْمَشْرِقِ وَالْاِيْمَانُ فِيْ اَهْلِ الْحِجَازِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ یعنی سختی دلون کی اور ظلم و جفا ملک شرقی مین ہی اور ایمان و اتقا اہل حجاز مین اور آنحضرت نے فرمایا اَلْاَبْدَالُ يَكُوْنُوْنَ بِالشَّامِ وَهُمْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ رَجُلًا رَوَاهُ اَحْمَدُ یعنی ابدال ملک شام مین ہوتے ہین اور وہ چالیس آدمی ہین جب انمین سے کوئی مرجاتا ہی تو اللہ تعالیٰ اوسکے قائم مقام کردیتا ہی دوسرے کو اور حضرت نے فرمایا طُوْبٰى لِلشَّامِ قُلْنَا لِاَيِّ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لِاَنَّ مَلَائِكَةَ الرَّحْمٰنِ بَاسِطَةٌ اَجْنِحَتَهَا عَلَيْهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ یعنی خوشحالی ہی واسطے اہل شام کے عرض کیا ہمنے کس سبب سے فرمایا اسواسطے کہ فرشتے رحمن کے پھیلائے ہوئے ہین بازو اپنے ملک شام پر واسطے محافظت کفر کے کہ وہان ابدال رہتے ہین اور حضرت نے فرمایا اَلْمَدِيْنَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خُبْثَ الْحَدِيْدِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ یعنی مدینہ نکال پھینکتا ہی کافرون کو جیسے بھٹی نکال پھینکتی ہی لوہے کی میل کو یعنی مدینے مین کفر نہین سما سکتا ہی اور فرمایا آنحضرت نے اِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ اَيِسَ اَنْ يُّعْبَدَ فِيْ

یہ فرقہ غیر مقلدین بیشک خارج اہل سنت وجماعت سے ہر آنے جانے کرنی ایسی ہر جیسے کہ اہل ہوا اور بدع سے آئمت اگلی جائز نہین کیونکہ عقائد اور عملیات انکے مخالف حدیث و قرآن کے ہین - واللہ اعلم بالصواب



باسمہٖ سبحانہٗ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ غَزْوَۃِ خَیْبَرَ مَنْ اَکَلَ مِنْ ھٰذِہِ الْبَقْلَۃِ یَعْنِی الثُّوْمَ فَلَا یَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ یعنی جو شخص کہ کھاوے لہسن کو پس نزدیک نہ پھٹکے مسجد ہماری کے اور مؤطا امام محمد میں عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ ایک عورت مجذومہ کو طواف کعبہ سے مانع آئے - اور فرمایا کہ تو اپنے گھر میں بیٹھ اور لوگون کو ایذا نہ دے - اور شاہ عبد العزیز صاحب نے تفسیر عزیزی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یون نقل کی ہے کہ ایک دن ایک واعظ کو مسجد کوفہ میں دیکھکر فرمایا کہ یہ کون شخص ہے - لوگون نے عرض کیا کہ یہ واعظ ہے لوگون کو گمراہون سے روکتا ہے - حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس سے پوچھو کہ ناسخ منسوخ کو جانتا ہے اوسنے کہا کہ مجھکو ناسخ منسوخ کا علم نہین - حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسکو مسجد سے نکالدو اور نیز شاہ عبد العزیز صاحب نے بہ تحت بیان آیہ وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ کے لکھا ہے کہ طعن کرنا سلف پر سخت ترین ایذاے لسانی سے ہے اور اشباہ میں لکھا ہے کہ موذی کو مسجد میں آنے سے منع کرنا چاہیے اگرچہ ایذا اوسکی لسانی ہو - **فائدہ** پس جبکہ روکنا مسجد کے آنے سے بسبب موجود ہونے ایک امر کے امور مذکورہ سے درست ہوا تو غیر مقلدون کو جو جامع امور مذکورہ کے ہین نکالنا بطریق اولی درست ہوا اور بسبب لحوق مرض باطنی کے جو جذام سے بڑھکر ہے مساجد میں انکے آنے سے فتنہ و فساد برپا ہوتا ہے اور خداے تعالیٰ مفسدون کو دوست نہین رکھتا کما قال اللہ تعالیٰ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ ۵ باقی تحقیق اس مسئلے کی رسالہ انتظام المساجد باخراج اہل الفتن والمفاسد میں جو اس عاجز کی تالیفات سے ہے موجود ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم



خادم العلما محمد حبیب الرحمن لودیانوی - المرقوم ۱۳۱۰ھ

حال پر ہونگے اور بخاری و مسلم مین مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا لا یزال طائفۃ من امتی ظاہرین حتی یاتیہم امر اللہ وہم ظاہرون یعنی ایک گروہ میری امت سے ہمیشہ قائم اور غالب رہیگا یہانتک کہ آویگی قیامت اور وہ غالب ہی رہیگا یعنی وہ لوگ ملقب باہل السنۃ والجماعت مقلدین ہین کہ تمام فرقون مین امت محمدیہ کے سواد اعظم اور کثیر الافراد اور سب پر غالب ہین اور بالعکس اسکے یعنی ایک جم غفیر اور گروہ کثیر غالب مقلدین کا تو گمراہ ہوجائے اور غیر مقلدین چند گنتی کے آدمی مغلوب راہ ہدایت پر ہون تو ہرگز نہین ہوسکتا اسواسطے کہ اس سے اکثر امت کا گمراہ ہوجانا لازم آتا ہی حال آنکہ یہ حدیث صحیح بروایت ابن عمر منع کرتی ہی اسکو کہ فرمایا آنحضرت نے لا تجتمع امتی علی ضلالۃ واتہم لا یجتمعون علی ضلالۃ رواہ احمد فی مسندہ والطبرانی فی معجمہ یعنی میری امت گمراہی پر نہ جمع ہوگی اور وہ لوگ اکثر گمراہ نہونگے اور نیز یہی فرقہ مقلدین کا بسبب انبوہ کثیر ہونے کے ناجی ہوگا کہ فرمایا حضرت نے اتبعوا السواد الاعظم فمن شذ شذ فی النار رواہ الترمذی یعنی پیروی کرو تم بڑی جماعت کی کیونکہ جو تنہا رہا اوس سے جا پڑا دوزخ مین اور فرمایا حضرت نے علیکم بالجماعۃ والعامۃ رواہ احمد یعنی لازم پکڑو بڑی جماعت کو پس ظاہر ہی کہ بڑی جماعت یہی چارون مذہب کے مقلدین ہین کہ تمام دنیا انھین لوگون سے بھری ہوئی ہی اور انھین مین لاکھون کروڑون اولیا و اقطاب و ابدال و غوث ہوچکے اور اب بھی موجود ہین اور غیر مقلد تو ہزار مین ایک بھی نہ نکلیگا ہی شمار اونکا جو کثرت سے گروہ دین ہون ✤ اونکی کیا گنتی ہزارون مین جو اک دو تین ہون ✤ تیسواں مسالہ ان غیر مقلدون نے واسطے بہکانے اور شک مین ڈالنے عوام مقلدین حنفیہ کے ایک نیا طریقہ نکالا ہی کہ ہمارے ان سوالات کا کوئی جواب دے تو اسقدر انعام لے تا لوگون کو معلوم ہو کہ یہ سوالات نہایت مشکل ہین کہ جوابات انکے کسی سے نہو سکینگے ورنہ یہ لوگ اشتہار جواب طلب بوعدۂ انعام نہ دیتے چنانچہ مولوی محمد حسین لاہوری مقتدای غیر مقلدین نے ایک ہزار روپیہ کا اشتہار اپنے پرچہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۶ جلد ششم بابت ماہ رجب ۱۳۰۲ ہجری مین اس مضمون کا دیا ہی کہ جو شخص اون اعتقادات اور عملیات کو جو کہ فرقہ غیر مقلدین کی طرف ایک پرچہ جامع الشواہد مطبوعہ فیض محمدی لکھنؤ مین مذ ہین اونکی کتب معتبرہ سے ثابت کردے تو ہزار روپیہ نقد پائے انتہی واہ کیا جعلی فرم ہی اور کیسی تجاہل عارفانہ دھوکے بازی ہی اور مجھے اس وعدۂ انعام کی فضول شیخی پر تعجب

اتبعوا السواد الاعظم فمن شذ شذ فی النار انتہی قال القاضی ثناء اللہ فی التفسیر المظہری فان اہل السنۃ قد افترق بعد القرون الثلثۃ والاربعۃ علی اربعۃ مذاہب لم یبق مذہب فی فروع المسائل سوی ہذہ المذاہب الاربعۃ فقد انعقد الاجماع المرکب علی بطلان قول من خالفہم کلہم وقد قال رسول اللہ صلعم لا تجتمع امتی علی الضلالۃ وقال اللہ تعالی ومن یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا انتہی پس ثابت ہوا حصر اہل سنت وجماعت کا اس زمانے مین مذاہب اربعہ مین اور جس کسیکا قول کہ مخالف ائمہ اربعہ کے موجود ہو وہ قول اور باطل ہوگا بسبب مخالف ہونے اہل سنت وجماعت کے اور نہ مانا جائیگا اور یہ لامذہب لوگ قائل ہین جواز خروج کے مذاہب اربعہ سے اور حصر مذاہب اربعہ کو باطل سمجھتے ہین چنانچہ معیار الحق مطبوعہ لاہور کے صفحہ ۳۰ مین مولوی نذیر حسین نے لکھا ہے جبکہ اہل سنت وجماعت منحصر اور مجتمع ہوئے مذاہب اربعہ مین بالاجماع تو اب اس انحصار اور اجماع کا باطل کہنے اور سمجھنے والا اور قائل جواز خروج مذاہب اربعہ کا اہل سنت وجماعت مین سے نہین ہے اور مثل دیگر اہل مذاہب باطلہ اور فرق ضالہ روافض وخوارج اور جبریہ اور قدریہ اور مرجیہ وجہمیہ وغیرہم کے ہے پس جبکہ لامذہب اور غیر مقلدین اہل سنت وجماعت سے خارج ہین تو اہل سنت وجماعت کی نماز لامذہبون کے پیچھے نہین ہوتی اور بالکل غیر جائز اور ناصحیح اور انکے ساتھ مخالطت اور مجالست اور موانست رکھنے سے بھی اہل سنت وجماعت کو پرہیز اور اجتناب چاہیے کیونکہ مجالست اور مخالطت اور مصاحبت اہل شر وفساد اور اہل بدعت کے ساتھ بموجب حدیث صحیح کے بالاجماع ممنوع ہے قال الامام النووی فی شرح صحیح المسلم قبیل کتاب القدر فی باب استحباب مجالسۃ الصالحین ومجانبۃ قرناء السوء فیہ تمثیلہ صلی اللہ علیہ وسلم الجلیس الصالح بحامل المسک والجلیس السوء بنافخ الکیر فیہ فضیلۃ مجالسۃ الصالحین واہل الخیر والمروۃ ومکارم الاخلاق والورع والعلم والادب والنہی عن مجالسۃ اہل الشر واہل البدع ومن یغتاب الناس او یکثر فحشہ وبطالتہ ویحذر ذلک من الانواع المذمومۃ انتہی اور حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ مثنوی مین فرماتے ہین ؎ دور شو از اختلاط بد بترس ۔ از مار بد تنہا ہمین بر جان نرست ۔ یار بد بد تر بود از مار بد ۔ مار بد تنہا ہمین بر جان زند ۔ یار بد بر جان و بر ایمان زند ۔ نار خندان باغ را خندان کند ۔ صحبت نیکان ترا نیکان کند ۔ صحبت صالح ترا صالح کند

نماز مین زیر ناف ہاتھ باندھنا رابعاً آن حضرت کا مقتدیون کو سورۂ فاتحہ پڑھنے سے منع کرنا خامساً آنحضرت یا باری تعالیٰ کا کسی شخص پر کسی امام کی ایمہ اربعہ سے تقلید کو واجب کرنا سادساً ظہر کا وقت دوسرے مثل کے اخیر تک باقی رہنا سابعاً عام مسلمانون کا ایمان اور پیغمبرون اور جبرئیل کا مساوی ہونا ثامناً قضا کا ظاہر و باطن نافذ ہونا تشریح مثلاً کسی شخص نے ناحق کسیکی جورو کا دعوی کیا کہ یہ میری جورو ہی اور قاضی کے سامنے جھوٹے گواہ پیش کر کے مقدمہ جیت لے اور وہ عورت اوسکو بلجاوے تو وہ عورت بحسب ظاہر بھی اوسکی بی بی ہی اور اوس سے صحبت کرنا بھی اوسکو حلال ہی تاسعاً جو شخص محرمات ابدیہ جیسے ماں یا بہن سے نکاح کر کے اوس سے صحبت کرے تو اوسپر حد شرعی جو قرآن یا حدیث مین وارد ہو نہ لگانا عاشراً تجدید آب کثیر جو وقوع نجاست سے پیشتر موجود تھا کرنا تنبیہ ان مسائل کی احادیث کی تلاش کرنیکے واسطے مین ان صاحبون کو اسقدر مہلت دیتا ہون جسقدر یہ چاہین زیادہ مہلت مین انکو بھی گنجائش ہی کہ یہ اپنے اور مذہبی بھائیون سے مدد لین - المشتہر

ابو سعید محمد حسین لاہوری — محمد حسین ابو سعید

حال آنکہ یہ سب مسائل کتب معتبرۂ حنفیہ مین جیسے فتح القدیر شرح ہدایہ لابن الہمام و شرح ہدایہ للعینی و شرح معانی الآثار للطحاوی و برہان شرح مواہب الرحمن و مؤطا للامام محمد و کتاب الحج للامام محمد و کتاب الآثار للامام محمد و عمدۃ القاری شرح بخاری للعینی و لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح للشیخ الدہلوی و مرقات شرح مشکوٰۃ لملا علی قاری و تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق و مستملی شرح منیۃ المصلی و عمدۃ الرعایہ فی حل شرح الوقایہ لمولانا محمد عبد الحی الکھنوی و صرح الحمایہ علی شرح الوقایہ لمولانا محمد حسن السنبھلی وغیرہ مین اچھی طرح ثابت ہو گئے ہین اور عموماً جابجا اس کتاب فتح المبین مین بھی لکھے گئے ہین اور خصوصاً اسکے جواب مین بہت سے رسائل مثل دلۂ کاملہ و اظہار الادلہ و عشرۂ کاملہ و عشرۂ مبشرہ و اشعار الاشاعر علی اشتہار العشرہ و انتصار الاسلام وغیرہ کے مطابع کانپور و امرتسر و دہلی و لودہیانہ مین چھپکر تمام تمام پنجاب و ہندوستان مین پھیل گئے لیکن ابتک مشتہر صاحب نے باوجود قرآن و حدیث سے جواب یا صواب پانے کے ایفاے وعدہ نہ کیا اور کسی مجیب مصیب کو ایک ٹکا بھی نہ دیا پس معلوم ہوا کہ حضرت کا بالکل ابانی جمع خرچ تھا اور پھر اوسپر طرہ یہ کہ فی الحال اونکے کسی متبع نے اوسی اشتہار کو دوبارہ سہ بارہ چھپکر لکھنؤ اور دہلی وغیرہ مین تقسیم کیا اور اوسکے نیچے لکھا افسوس کہ آجتک جواب اس اشتہار کا

اہل سنت وجماعت کو کہ لامذہبوں غیر مقلدوں کو اپنی مسجدوں میں نہ آنے دیں اور ان مفسدوں شریروں کو اپنی مساجد سے اخراج کریں اور نکالدیں والسلام علی من اتبع الھدیٰ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین حررہ العقیر المفتقر المذنب الراجی الی رحمۃ اللہ الاکبر العلی الولی القوی العبد محمد احسن الدین ابو النصر المعروف سید محمد اکبر علی الحسنی البیلانی المحمی المقادری الجشتی النقشبندی الدھلوی غفر اللہ لہ ولوالدیہ وحسن الیہما وابہ



بتحقیق مفتن در مسجد ہم موجب فتنہ است والفتنۃ اشد من القتل دال بر اخراج کردن این شریر باطلہ بدیہ است **اقولا** این فرقہ اولین متشابہات اند بلکہ مثل محکمات سیدا تند چنانچہ رسالہ استوی علی العرش استدی از جواب ہوبال موجود ست وایشہ بدان عقیدہ دارد ہمچو مستغنی اند حالانکہ انحصار اقسام از متشابہات بکلام عزوجل وما یعلم تاویلہ الا اللہ ثابت پس مورد من فسر القرآن برایہ فلیتبوأ مقعدہ من النار ہمین شرزمہ مبطلہ اند **ثانیا** منکرین قیاس واجماع اند بنا علیہ مجتہدین را بدسگویند ومقلدین را مشرک سیدانند حالانکہ بکتاب اللہ ثابت ست بقولہ عزوجل فاعتبروا یا اولی الابصار وبحدیث نبوی نیز وموید اما روی ان النبی صلعم حین بعث معاذا الی الیمن قال کیف تقضی یا معاذ فقال بکتاب اللہ قال فان لم تجد فی کتاب اللہ قال فبسنۃ رسول اللہ قال وان لم تجد قال اجتہد برائی فقال علیہ السلام الحمد للہ الذی وفق رسول رسولہ لما یرضی رسولہ فاں لم یکن القیاس حجۃ لانکر الرسول صلی اللہ علیہ **ثالثا** کتمان بطلان عقیدہ خود عند ظہور الحق بل بسکتون عند اہل الحق اذا غلبوا علیہم حقنہم اللہ تعالی بقول نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم من سکت عن الحق فہو شیطان اخرس مثلث ان ہذا قوم لا یصح قلوبہم وحیاتہم فی الدین فحسبک علیہم ضربا بالمثل من اہل الحق والکمال الذین استقرءوا ہذہ الضابطۃ ان لا یدخلون ہذا القوم فی مساجدہم ولا یصحح صلاتہم ابدا واللہ تعالی علیہم بما کانوا یفعلون۔ فقط

کتبہ نواب اقدم اہل الاسلام عبد الضعیف المدعو محمد عبد السلام الکاشمیری وطنا والحنفی مذہبا والجشتی المطاعی النوری الیاری مشربا الیہ غفر اللہ لہ فی حیاتہ ویدخلہ الجنۃ بعد مماتہ آمین



گفتگو کے وجود صحت کیونکر سمجھا جائے پہلے تو سائل کو یہ چاہیے کہ اپنے مسائل معمول بہا کو بطریق ترجیح وتعدیل کے احادیث صحیحہ سے ثابت کردین کہ جس سے اونکی عبادات اور معاملات کے اعمال یقینی النجات ثابت ہوجاوین اور عندالله ماجور ہوکر انعام اخروی پاوین والا انعام دنیا کی خواہش ہو تو لاہی سے نیچریت کی طرف قدم بڑھاوین اور مزے اڑاوین اور مباحث علمی کے جھگڑون مین نہ پڑین اور ہرگز ہرگز مسائل خلافیہ کے جواب کو بدلائل تفاقیہ بوعدۂ انعام نہ طلب کرین ورنہ اونکو یا اونکے تلامذہ یا اساتذہ مین جنکو دعوی ہو اونپر واجب ہے کہ حسب شرائط خود ہمارے چودہ سوالات ذیل نمبر اول کا بھی جواب دین اور دس کے بدلے فی جواب ہم سے بیس روپیہ انعام لین اور اگر بیس سوالات نمبر دوم کے جوابات بغیر مدد اجماع وقیاس فقہی کے صرف قرآن وحدیث سے ثابت کرکے پیش کرینگے تو اینجانب فی آیت اور فی حدیث دس اشرفیان زرخالص کی انعام دینگے اور مثل مشتہر صاحب کے وعدہ خلافی نکرینگے۔

سوالات نمبر

اول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بوقت رکوع کرنے اور سر اوٹھانے کے ہمیشہ رفع یدین کرنا دوم آنحضرت کا نماز مین ناف سے اوپر بلکہ سینے کے اوپر ہمیشہ ہاتھ باندھنا سوم آنحضرت کا نماز مین آمین بالجہر ہمیشہ کہنا چہارم حدیث قرارت خلف الامام کا بعد نزول آیت إِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ الخ کے مروی ہونا پنجم آنحضرت یا حق تعالی کا ایمہ اربعہ مین سے کسیکی تقلید شرعی کو منع کرنا ششم کتاب وسنت سے قیاس واجماع کا حرام ہونا ہفتم تین طلاق دیکر بدون حلالہ کرنے کے عورت کا نکاح شوہر اول سے کرادینا ہشتم ایمہ اربعہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ وداؤد ظاہری وابن حزم وقاضی شوکانی زیدی کی تقلید کرنا نہم بغیر کسی عذر شرعی کے جمع بین الصلاتین کرنا یعنی ظہر وعصر کو ایک ساتھ اور مغرب وعشا کو ایک ساتھ پڑھنا دہم احادیث صحاح کا کتب صحاح ستہ مین منحصر ہونا اور سوائے انکے دوسری کتاب کی حدیث کو غیر معتبر سمجھنا یازدہم اس زمانہ پرشور وفتن مین ہر شخص عامی کا قرآن وحدیث پر بلاتحقیق عمل کرنا اور اوسپر لوگون کو حکم دینا دوازدہم جو صدہا ئین امام اعظم کو بسند شیوخ تابعین یا صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے واسطے سے پہنچی ہون اونکو بروایات رجال غیر تابعین کے ضعیف اور مخدوش سمجھنا سیزدہم جاہلون پر زیارت قبر شریف نبوی کا حرام یا مکروہ ہونا چہاردہم علمای حرمین شریفین اور جو لوگ اونکے پیرو ہون اور کل مقلدین کو مشرک اور بدعتی کہنا اور غیر مقلدین کو سنی ومسلمان کہنا

سوالات بجواب طلب از غیر مقلدین

اہل سنت وجماعت مین اکو مفسد مین جانکر اسسے مخالطت نکرین - عاجز محمد عبدالرحمن اندوری


صح الجواب

اصاب


مواہیر مشاہیر علمای دارالاسلام مصطفےٰ آباد عرف رامپور

بلاشبہہ یہ فرقہ ضالہ جسکے عقائد فاسدہ اور اعمال کاسدہ مخالفہ فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعت کے مجیب مصیب نے بحوالہ رسائل اور فتاوے باطلہ اونکے نقل کیے اور اکثر اوسکے راقم الحروف کی نظر سے بھی گذرے مبتدع ہے اور اسکے حق مین یہی حکم ہے جو مجیب مصیب نے تحریر کیا - واللہ سبحانہ الموفق



هذا هو الحق عندی

الجواب هو الصواب

هذا هو الحق الصریح والصدق الصحیح


الجواب صحیح الاولی عبد العبد
الجواب حق عبد العبد
الجواب هو الصواب عبد العبد
لا شک فیه عبد العبد
ذلک کذلک عبد العبد

بولوی بلبل القلم خود محمد یعقوب عفی عنہ
سید حبیب احمد عفی عنہ
محمود عالم عفی عنہ
حضرت شاہ عفی عنہ

یہ شخص امام اس گروہ غیر مقلدین کا مستحق نہین ہے - رافضی ہو تو عجب نہین - یہ بیچارہ عامیون کو اپنے ساتھ جہنم مین لے جانا چاہتا ہے واللہ اعلم -



کتبہ سید عبدالحق - سابق متوطن کانپور حال باشندہ رامپور -

فی الواقع عقیدہ اس فرقہ جدیدہ وجماعت مستحدثہ کا ایسا ہی ہے جیسا کہ مجیب نے ثابت کیا

من قال سوی ذلک قد قال محالا

العبد
عابد حسن عفی عنہ



ترجمہ کیا اونکے اور شریک ہین جو راہ نکالی ہو اونھون نے اونکے لیے دین کی جسکا حکم نہین دیا اللہ نے

مسائل اکثر ان ان غیر مقلدون کے اکثر عقائد اور اعمال اہل سنت جماعت کے بالکل مخالف ہین کہ بعضے مسائل مختصرہ و احکام متعددہ اونکے موجب کفر اور بعضے مبطل نماز اور بعضے موجب فسق و ابتداع ہین کہ تفصیل اونکی موجب تطویل ہو نظر بران ہم یہان صرف فتوای جامع الشواہد فی اخراج الوہابیین عن المساجد کو حسب وعدہ سابقہ درج کیے دیتے ہین تا ناظرین کو مولوی محمد حسین صاحب لاہوری کا جھوٹا وعدہ اتمام کرنا اون مسائل اور احکام کے وجہ ثبوت مین ظاہر ہو جاوے اور نیز ہر شخص جو اوسکو ملاحظہ کرے غیر مقلدون کے عقائد فاسدہ و مسائل کاسدہ سے بخوبی ماہر ہو جاوے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

(۱) علمای اہل سنت و جماعت اس مسئلے مین کیا فرماتے ہین کہ یہ گروہ وہابیین یعنی فرقہ غیر مقلدین داخل ہی اہل سنت و جماعت مین یا خارج ہی انسے مثل اور فرقون ضالہ کے (۲) اور ہم مقلدون کو اونکے ساتھ مخالطت و مجالست کرنا اور اونکو اپنی مساجد مین باوجود خوف فساد کے آنے دینا درست ہی یا نہین (۳) اور اونکے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہی بینوا بالتفصیل توجروا ان شاء اللہ تعالی

جواب سوال اوّل

وہابیہ غیر مقلدین (کہ قطع نظر عقائد کے جنکی علامات ظاہری اس ملک مین ایمہ اربعہ مین سے کسیکی تقلید نکرنا اور فقہ کو خلاف حدیث کے کہنا اور مقلدون کا نام مشرک اور بدعتی رکھنا اور اپنے تئین موحد اور محمدی ظاہر کرنا اور تقلید سے چڑھنا اور نفس انعقاد مجلس میلاد خیر العباد اور فاتحہ خوانی و عرس اولیاء اللہ کو شرک و بدعت کہنا اور بغیر کسی امام کی تقلید کے نماز مین آمین بپکار کے کہنا اور رفع یدین رکوع اور قومے کے رفع یدین کرنا اور نماز مین ناف سے اوپر بلکہ سینے پر ہاتھ باندھنا اور امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا اور جو ایسا نکرے اوسکو برا کہنا) مثل دیگر فرقون ضالہ رافضی و خارجی وغیرہما کے اہل سنت و جماعت سے خارج ہین کیونکہ اونکے بہت سے عقائد اور مسائل مخالف اہل سنت و جماعت کے ہین چنانچہ بموجب تحریر اونھین کی کتابون کے چند عقائد اور مسائل بقید نام کتاب و صفحہ کے بطور نمونہ بیان کیے جاتے ہین تا پھر کسی منکر کو اونکے ثبوت مین گنجایش انکار اور شبہے کی باقی نہ رہے

مقابلہ پر حمل کیا جائے تھوڑا ہے فی الحقیقت یہ سب کے سب ضال اور مضل ہیں اور سلسلہ
مذاہب اربعہ فقہ سے خارج اور محمدی بنکر دین محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں رخنہ انداز و مخل
اور انکے عقائد پر مکائد منجر بکفر و شرک و الحاد ہیں یضلل اللہ فمالہ من ھاد وھو الموفق
الی سبیل الرشاد ومنہ المبدأ والیہ المعاد۔ الا لا یتغوہ بذلک العقائد
المذکورۃ الا من لہ ذھن سقیم واللہ سبحانہ یھدی من یشاء الی صراط
مستقیم حکتبہ العبد الآثم ابو الجمیل معین الدین محمد عبد الجلیل عفا
اللہ عن ـــــــ

وَلَمْ يُدْرِكْ اَوَانَهٗ اَذِنَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اَنْ يُحْيِيَهٗ فَيَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا فِيْ حُضُوْرِهٖ وَهٰذِهٖ رَجْعَتُهٗ فِيْ عَهْدِهٖ ۔ حال آنکہ مسئلہ رجعت کا نزدیک اہل سنت جماعت کے مردود ہی چنانچہ امام نووی شارح مسلم لکھتے ہین کہ رجعت باطل ہی اور معتقد اسکے رافضی ہین پس معلوم ہوا کہ یہ طریقہ روافض کا ہی نہ اہل سنت کا ۸ شیخ لکھتے ہین کہ بارہ امام اور حضرت فاطمہ زہرا معصوم ہین یعنی اونسے خطا کا ہونا محال ہی اور حضرت ابوبکر صدیق اور جو صحابہ رضی اللہ عنہم کہ مخالف ہوئے حضرت علی کی بیعت خلافت مین اور حضرت فاطمہ کے ارث دینے مین وہ سب کے سب خطاوار ہین اور نیز یہ کہتے ہین کہ عصمت آنحضرت کی عقلی ہی اور عصمت امام مہدی کی نقلی چنانچہ یہ مضمون اوسی کتاب دراسات کے صفحہ ۲۱۲ مین مرقوم ہی حالانکہ یہ عقیدہ بھی خاص رافضیون کا ہی کہ بارہ امام اور چودہ معصوم اونکے یہان مقرر ہین اور ہمارے یہان تو سوائے پیغمبرون کے کوئی دوسرا معصوم نہین جیسا کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفۂ اثنا عشریہ کے باب دہم مین لکھتے ہین ۔ مذہب اہل سنت نیست کہ کسے را غیر نبی معصوم دانند انتہی ۱۰ ہم اوسی کتاب دراسات مین حدیث اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ کو بمقابلہ عصمت اہل بیت کے موضوع قرار دیا ہی اور حدیث اِقْتَدُوْا بِالَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ سے جواز اقتدا شیخین کا قائل ہوا ہی اور وجوب استحباب کو بالکل اوڑا دیا چنانچہ عبارت عربی اوسکی یہ ہی وَالْحَدِیْثُ الْاَوَّلُ مَوْضُوْعٌ وَّلَوْ لَمْ یَکُنْ کَذٰلِکَ لَکَانَ قَوْلُهٗ اِهْتَدَیْتُمْ فِیْهِ خَاصَّةً مِمَّا یَدُلُّ عَلٰی عَدَمِ خَطَائِهِمْ وَالثَّانِیْ مِنْهُ جَوَازُ الْاِقْتِدَاءِ بِهِمَا وَهُوَ لَا یَقْتَضِیْ عَدَمَ خَطَائِهِمَا ۱۲ وبکہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی نے اپنی کتاب سیف المسلول مین حدیث اَصْحَابِیْ کی نسبت لکھا ہی کہ مِنْهُ مَشْهُوْرٌ وَقَدْ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ بِاَسَانِیْدَ مُتَنَوِّعَةٍ یَرْتَقِیْ بِهَا اِلٰی دَرَجَةِ الْحُسْنِ اور دوسری حدیث اس موقع پر ہی کہ فرمایا آنحضرت نے مین نہین جانتا کہ زندگی میری کتنی ہی پس اقتدا کرو تم ابوبکر اور عمر کی افسوس کہ باوجود اقتضای صیغۂ امر کے جواز اقتدا کا اور وجوب استحباب بالکل چھوڑ دیا ۱۳ وہم حضرت ابوبکر صدیق حضرت فاطمہ زہرا کے ساتھ اور حضرت عمر حضرت علی کے ساتھ معاذ اللہ عداوت اور کینہ رکھتے تھے چنانچہ صفحہ ۹۴ کتاب اعتصام السنہ مذکور مین مسطور ہی یا ۱۴ وہم چاروں امامون کے مقلد اور چارون طریقون کے متبع یعنی حنفی شافعی مالکی حنبلی اور چشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ و مجددیہ وغیرہ سب لوگ مشرک اور کافر ہین چنانچہ اوسی کتاب اعتصام السنہ کے صفحہ ۹۸ مین لکھا ہی اور مولوی

من شك بسبب في الدين كما يقوله في حق الهداية التي هي من اعلام الاسلام وفيما تعلق عليها من المعتبرات
المعتمدة صدرا واولى الاعلام فقد هفوة يشير من رقمه نعوذ بالله تعالى منها وقد قرران هذا من الجرأة
العلماء كبر خصوصا التكلم بالقاحشة في حق الائمة الاربعة رضي الله تعالى عنهم وقد انعقد الاجماع خلفا عن
سلف على وجوب تقليد واحد منهم لان المجتهد المطلق قد فقد بعد المائة الرابعة كما ذكره الدوري حيث قال ثم
بعد هذا التابعين من كمل شروط الاجتهاد وصار دعاه فقد فيه ذلك شرط القضاء لا سيما اعظمهم الامام
ابو حنيفة النعمان كما لا يخفى منهله على غيره الا قدس سره الاعلى ليحمله الوصول كيف وقد ادرك جمعا
من الصحابة رضي الله تعالى عنهم وسمع منهم بدلالة الحافظ الدهني ذكر الحافظ السمعاني في غيرهما منهم انس
صلعم الحنيفة لانه من المتابعين بلا شبهة ولا بين في الحديث الشريف مرد عاخير لمتى القرن الذي منه
فهو الذي يدونهم الى اخره تنبي عن جامع الحافظ السيوطي روى الشيخان عن ابي هريرة والذي نفسي بيده
لو كان الدين معلقا بالثريا لتناوله رجل من فارس قال الحافظ السيوطي هذا الحديث الذي رواه الشيخان
اصل ضعيف يعتمد عليه في الاشارة لابي حنيفة وهو متفق على صحته وفي حاشية الشرنبلالي قال العزمي شيخنا
يعني الحافظ السيوطي من ارد ابي حنيفة هو المراد من الحديث طاهر لا يشك فيه لا يعلم سيلم من تناول
في العلم بلغه احد انتهى وقد تبعه كثير من ائمة الدين وكل منهم قرر بفضله واثنى عليه على رؤس
الاشهاد من المسلمين فقد روى عن حماد بن ابي سليمان قال سلام العلم من الله تعالى الى محمد صلى الله عليه
وسلم ثم صار الى الصحابة ثم صار الى التابعين ثم صار الى ابي حنيفة فمن شاء فليمض ومن شاء فليمسك
انتهى - فيجب على كل من اراد ان لا يخرج عن جماعة المسلمين ان يتباعد عن هذا الرجل الذي طاعن في ائمة الدين
ويجب زجره الى الدرجة التي بها انتهى عن هذا العمل المضيع - والكلام في هذا المقام يطول فيما ذكرنا كفاية
عند ذوي الدين وانما نقول والله يقول الحق وهو يهدي السبيل -

{ نسقه الفقير محمد امين بن السيد احمد مفتي المدينة المنورة حنفي عفا عنه }





من ائمة الحرمين في مسجد خير البرية



المدرس بالحرم النبوي لسوى

الحمد لله وحده حمد من عرف ربه واستمد التوفيق والعون منه واشكره في هذا الرسل انه سئل عن قول المبتدع
المشهور بدع وضلالة لا يقولها الا مبتدع خارج عن طريقة علماء الشريعة وخصوصا ما فيه عن اتباع لكتب
الحنفية من المذاهب الاربعة فان تلك المذاهب مستمدة من كتاب السنة فمن عباه عن شريعة رسول
الله صلى الله عليه وسلم الذي من خرج عنها ان تحكم بكفره فيلزم على قول هذا الضال ان السواد الاعظم

۱۲

وہ الذین ہم جو شخص ایمان باللہ والیوم الآخر و تصدیق باجاءبہ النبی رکھے اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانے اوس شخص کو غیر مقلدین مسلمان متقی اور مصداق اس آیت کا جانتے ہین اولئک الذین صدقوا و اولئک ہم المتقون چنانچہ یہ مضمون رسالہ ثبوت الحق التحقیق تصنیف مولوی نذیر حسین مطبوعہ چشمہ فیض دہلی محلہ پیپل پہاڑی کے صفحہ اول مین مندرج ہو حال آنکہ صرف موصوف بالایمان اور تصدیق باجاءبہ النبی کرنے سے مسلمان متقی کذائی نہین ہوسکتا ورنہ باوجود مرتکب ہونے محرمات قطعیہ کے اور تارک ہونے واجبات حتمیہ کے متقی اور مصداق ہونا اس آیت کا لازم آتا ہی اور یہ بالاتفاق تمام علمای اہل سنت کے نزدیک باطل ہی بلکہ متقی کذائی ہونے مین اتصاف بالحسنات اور احتراز عن السیئات بھی ضرور ہی اور مصداق آیۂ مذکورہ کے وہی لوگ ہین جو باوجود موصوف بالایمان ہونے کے موصوف بالفضائل العملیہ بھی ہون جیسے بذل موال و ایتای زکوٰۃ و اقامت صلوٰۃ و ادای صوم و حج و ایفای عہود و مواثیق و صبر و استقلال بوقت مصیبت و ملال غرض کہ جملہ ضروریات دین اور مستحسنات اسلام پر بھی عمل ہو سو غیر مقلدین ہم اوسی کتاب ثبوت الحق التحقیق کے صفحہ ۳ و ۴ و ۷ مین مولوی نذیر حسین نے تقلید کو بدعت مذمومہ اور مخالف طریق اسلام قرار دیا ہی اور ایمہ مجتہدین کو مثل احبار و رہبان یعنی علمای یہود و نصاریٰ کے بنایا ہی اور حضرات مقلدین کو مصداق ان آیات کا ٹھیرایا ہی اتخذوا احبارہم و رہبانہم ارباباً من دون اللہ و اذا قیل لہم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ آباءنا حال آنکہ یہ آیتین یہود و نصاریٰ و کفار مشرکین کی شان مین وارد ہین افسوس کہ مصداق اوسکے مومنین و مجتہدین اسلام ٹھیرائے جاتے ہین اس سے بڑھکر تعصب اور گمراہی کیا ہوگی ؎ از برون طعنہ زنی ببریا بزید ٭ وز درون ننگ میدار د بزید ٭ خیال کرنا چاہیے کہ تفسیر آیات سے ظاہر ہوتا ہی کہ بنی اسرائیل نے جو تحریم ما احل اللہ اور تحلیل ما حرم اللہ مین اپنے احبار و رہبان کی اتباع کی تو کافر و مشرک ہو گئے ہم لوگ جو تحلیل و تحریم محرمات و مباحات یقینیہ ضروریہ کی تھی یا ایسے محرمات و مباحات کی کہ جنکی حرمت و اباحت مین اختلاف اور ضرورت اجتہاد کی ہو پس درصورت اول مولوی صاحب کو ایمہ اربعہ رضی اللہ عنہم کی نسبت بھی تحلیل و تحریم محرمات و مباحات یقینیہ ضروریہ کی ثابت کرنا چاہیے حتی کہ اوسکے مقلدین بسبب اتباع کرنے کے ایسی تحلیل و تحریم مین مشرک و کافر قرار دیے جاوین اور بدون اثبات

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ماکسانے جو مضامین کتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین کے دیکھے تو بہت صحیح اور مسلمات اہل سنت و جماعت مذہب مقلدین حنفیہ کے پائے ہر چند کہ مصنف کتاب کی ذات بابرکات کو ہم بخوبی تمام جانتے تھے یعنی مقدمات دینیہ سے معلوم ہوا کہ یہ شخص جامع علوم ہے ہر بڑی نعمت رحمت کی اللہ جل شانہ ہی خیر دے اور کل اہل اسلام کو حفاظت اللہ سے محفوظ رکھے آمین ثم آمین فقط حررہ احقر العباد اللہ محمد فضل اللہ حنفی مدرس اول عربی کینگنس کالج کلکتہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ

فی الواقع کتاب الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مؤلفہ فاضل اکمل عالم باعمل محقق محاسن خفی وجلی ہوئی محمد منصور علی صاحب مراد آبادی ضاعف اللہ علمہ وعمم فیضہ کتاب اجواب ہے بلکہ نبراس ہدایت و صواب ہے تحریر عبارت جا بجا چند اقوال دیکھے بنایت صحیح پائے قیاس مطلق مؤلف کو اجر جزیل عطا کرے اور جملہ ناظرین و سامعین کو فائدہ تام بخشے۔ حررہ محمد ان الحق نجاوری عن جزائر ربہ الخالق بمنہ الغنی محمد برہان الحق عفی عنہ قدس سرہ

باسمہ سبحانہ

یہ کتاب فتح المبین بہت اچھی کتاب ہے۔ الظفر المبین کا جواب لاجواب ہے۔ اسکے مصنف نے رد اعتراضات میں سعی بلیغ فرمائی ہے۔ اور تائید ایزدی سے ظفر پر ظفر پائی ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو اجر عظیم عطا کرے۔ اور معترض کو ہدایت کرے کہ آئندہ ایسے اعتراضات باطلہ سے بچے آمین۔ حررہ فخر الدین عفی عنہ

هو العلیم

یہ کتاب فتح المبین بلاشبہ حسب تسمیہ فتح مبین بر مخالفین مقلدین ہے مضمون اسکا بالکل ذریعہ تائید دین ہے مصنف کو عدلے تعالیٰ جزائے خیر دے کہ تصنیف وکی فارق بین الباطل والحق المقلدین ہے حررہ الفقیر محمد عبد الوہاب عفا اللہ عنہ بن مولانا ومرشدنا الحاج المولوی محمد عبد الرزاق دام فیضہم آفاق

هو الحق

یہ کتاب نہایت عمدہ پسندیدہ اولی الالباب ہے ظفر مبین کا جواب لاجواب ہے۔ اسکے مصنف نے تردید اعتراضات میں کوشش بہت فرمائی ہے۔ فضل ایزدی سے ظفر پر ظفر پائی ہے۔ خالق اکبر مصنف کو جزائے جزیل و ثواب جمیل مرحمت فرمائے۔ اور معترض کو ایسے اعتراضات عاطلہ سے آئندہ بچائے آمین یا رب العالمین حررہ الراجی الی رحمۃ ربہ الخالق خادم العلماء اہل الحق الدعو بحمد اللہ المنان الحق غفر لہ الغنی ذنوبہ وستر الستار عیوبہ بن مولانا ومرشدنا الحاج المولوی محمد برہان الحق قدس سرہ الغنی عفی

کجی اور گمراہی ہو سو وہ پیروی کرتے ہین خواہ مخواہ معنی آیات متشابہہ کی بغرض فتنہ انگیزی اور دو اسطے
چاہنے حقیقت اوسکی کے حالانکہ حقیقتا اوسکی اللہ ہی جانتا ہو پس اس بارے مین مذہب اہل سنت
جماعت کا یہی ہو کہ آیات و احادیث صفات باری تعالی باعتبار الفاظ اور کلمات کے محکم ہین یعنی صاف
اور واضح الدلالہ ہین اور باعتبار مفاہیم اور معانی کے متشابہ ہین یعنی اونکے کئی کئی معنی ہین اور اجمالا
اوسکے ظاہر الفاظ پر ایمان لانا کافی ہی اور بلا ضرورت اوسکی تفسیر اور تاویل نکرین اور حق تعالی کو اون
صفتون کے حقائق سے پاک اور منزہ جانین اور اوسکے مرادی معنون کو علم الہی کے سپرد کردین اور
اوسکی کیفیت سے ساکت اور خاموش رہین اور اوسکے کسی معنی کو معین نکرین مثلا یہ نہ کہین کہ استوا
بمعنی استقرار یا جلوس کے ہی یا ید بمعنی قدرت یا جارحہ کے ہی یا وجہ بمعنی ذات یا منہ کے ہی بلکہ اتنا کہنا کافی
ہو کہ اللہ تعالی عرش پر مستوی ہی اور صاحب ید اور صاحب وجہ ہی کیونکہ ظاہر معنی متشابہات کے لینے
سے اللہ تعالی کے واسطے جسم اور صورت اور جہت تحتانی و فوقانی اور مکان و زمان و جوارح و دیگر
لوازم جسمیت من صفات الحوادث و الممکنات ثابت ہوتے ہین حال آنکہ اللہ تعالی قدیم ہی اور ان چیزون
سے منزہ اور پاک ہی اور اوسکا نہ منہ ہی اور نہ ہاتھ ہی اور نہ وہ چڑھتا ہی اور نہ اوترتا ہی اگرچہ بے کیف سہی
فافہم و خذ ہذا من عقائد الفقہاء و المحدثین و لا تکن من الظواہریۃ و الغیر المقلدین
باشرہم ہم بیس رکعت تراویح کو بدعت اور ضلالت جانتے ہین اور اس بارے مین حضرت عمر رضہ کو صریح
خاطی و مخترع بدعت ضلالہ کا ٹھیراتے ہین چنانچہ نواب صدیق حسن خان امیر بھوپال نے کتاب
الانتقاد الرجیح مطبوعہ مطبع علوی لکھنؤ کے صفحہ ۶۲ و ۶۳ مین حضرت عمر رضہ کو نہایت بیباکی سے صاف
خاطی اور بدعت ضلالہ کا مخترع لکھا ہی کہ عبارت عربی اوسکی یہ ہی و اما قولہ نعم البدعۃ ہذہ
فلیس فی البدعۃ ما یمدح بل کل بدعۃ ضلالۃ و لیس المراد بسنۃ الخلفاء الراشدین
الا طریقتہم الموافقۃ بطریقۃ من جہاد الاعداء و تقویۃ شعائر الدین و نحوہا و معلوم
من قواعد الشریعۃ انہ لیس لخلیفۃ راشد ان یشرع طریقۃ غیر ما کان علیہ النبی
ثم ان عمر نفسہ الخلیفۃ الراشد سمی ما راہ من جمیع صلاتہ لیل رمضان بدعۃ
و لم یقل انہا سنۃ اس تقریر سے صاف ظاہر ہو کہ نواب بھوپال نے جماعت تراویح کو مخالف حکم
آنحضرت کے سمجھکر اور سیر اطلاق سنت کا ناجائز خیال کیا ہی حال آنکہ قول و فعل صحابہ کرام بھی سنت ہی

کبریہ الکریم وجعلہ کما کون اہلہ من وفقہ جنتہ الشہیر بن مولانا الحاج المولوی محمد شمیم دام بالفیض الی یوم

ما مدد و مصلیا و مسلما

میں تصدیق کرتا ہوں کہ مولوی منصور علیخان صاحب مؤلف کتاب ہذا نے بہت تفحص و تامل سے مدت
جواب فتح المبین کا دیا ہے اور یہ کتاب غیر مقلدین کو بعبارات واضحہ غیر معتقدین ماہر
وہوید اکر دیا ہے جزاہ اللہ خیر الجزاء۔ حررہ العاصی محمد عبدالحق الکرنجی محلی غفر اللہ لہ

ہو الموفق

در حقیقت الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المتدین جسکو جامع کمالات صوری و معنوی مولوی محمد منصور علی
خان صاحب مراد آبادی نے تالیف کیا پڑھا کو زے میں بھر دیا کتاب بے نظیر تحریر دلپذیر ہر خصوص فرقہ
ضالہ کے حق میں بے نیام شمشیر ہے۔ راقم اثم نے جابجا چند اقوال دیکھے صحیح و درست پائے خداوند عالم مؤلف
کو جزای خیر عطا کرے اور یہ رسالہ مستفیدین و مستفیدین کو نفع بخشے۔ حررہ خادم
اولیاء اللہ الکریم محمد ابراہیم غفر اللہ الرحیم ابن مولانا المولوی علی محمد رحمہ اللہ الصمد الغزنجی

نحمدہ و نستعینہ

مولوی منصور علی خان صاحب نے یہ کتاب فتح المبین بہت اچھی تحریر فرمائی۔ رد عتراضات الظفر المبین میں
فتح کامل پائی۔ کیوں نہ ایک تو اوس میں تائید مذہب حق حنفی منظور ہے۔ اور الحق یعلو ولا یعلی مشہور
ہے۔ دوسرے اونکا نام نصرت سے مشتق ہے۔ انزلا السماء فتزل من السماء حق ہے۔ اللہ تعالیٰ اونکو
اجر عظیم عطا فرمائے اور معترض کو راہ صواب دکھائے۔ آمین ثم آمین
حررہ نظام الدین احمد عفا عنہ اللہ احد ابن مولانا الحافظ المولوی فخر الدین احمد

باسمہ سبحانہ

الحمد للہ الذی اصطفی سوکنا بالہدایۃ والملۃ الحنیفۃ۔ وہدی قلوبنا الی تقلیدہ فی الطریقۃ
الشریفۃ والصلوۃ والسلام علی رسولہ خیر الانام۔ وعلی آلہ واصحابہ المجتہدین منہ ایعلا الاعلام
اما بعد کیا ہم میں کیا ہماری زبان ہے۔ کہاں خداوند عالم کہاں اوسکی شان ہے۔ کیونکر حرف شکر زبان
پر لاوین کہ پہنچے کاہ عزیز میں بضاعت مزجات ہے۔ اپنے کو دیکھیں یا اوسکو چھوٹا منہ بڑی بات ہے کیسا
کیسی نعمتوں سے ہر دم ہمکو سرفرازی ہے۔ کیسی ہماری تنگ چشمی اور کیسی اوسکی بے نیازی ہے۔ اس کی
کا لبد الانسان کو عقل دیکر کیسا ممتاز کیا۔ ولقد کرمنا بنی آدم کے خلعت خاص سے سرفراز کیا۔ حق و باطل
میں فرق دکھایا۔ جاء الحق وزھق الباطل کا مژدہ سنایا۔ کیونکر احاطہ نیازمندی سے قدم باہر رکھیں

بدیہی البطلان ہو اور اعتقاد اسپر موجب شرک جلی اور مستلزم اثبات علم غیب ہو کہ یہ خاصہ علام الغیوب کا ہو اور جو بواسطہ ملائکہ کے احوال امت پر آپ مطلع کیے جاتے ہین سو یہ بھی غیر متیقن اور غیر ثابت ہو اور قابل اعتبار کے نہین ہو کہ سوائے ارباب سیر کے کسی نے معتبرین اہل حدیث سے اسکو نقل نہین کیا بلکہ روشنی اسکے خلاف پر وارد ہین حال آنکہ احادیث سے یہ بات ثابت ہو کہ قبر شریف مین آنحضرت پر احوال و اعمال امت پیش کیے جاتے ہین جن لوگونکے اعمال صالحہ ہوتے ہین تو آپ خوش ہوتے ہین اور شکر کرتے ہین اور جنکے اعمال بد ہوتے ہین تو آپ انکے حق مین دعاء استغفار فرماتے ہین ۱۲ منہ اور اسی کتاب مین صفحہ ۱۳۰ سے تا ۱۳۳ لکھا ہو کہ میت کو ادراک اور سماع ثابت نہین ہو ارواح مفارقہ کو تعلق روحیات مدبرہ بقدر مایتأذی و یتلذذ بہ حاصل ہو اور جو حدیثین کہ شرح الصدور مین دربارہ اثبات سماع موتی کے وارد ہین وہ قابل تمسک نہین کہ اکثر حدیثین اوسمین رسائل جلال الدین سیوطی کی طبقہ رابعہ سے لکھی ہین اور احادیث طبقہ رابعہ اس قابل نہین ہین کہ کسی عقیدے یا عمل کے اثبات مین سند اور تمسک ہون چہ جائیکہ عقیدہ اہل سنت آنمین یہ ہو کہ ادراک اور سماع اموات کو حاصل ہو اور یہ بات قرآن حدیث سے ثابت ہو ۱۲ منہ اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۳۲ مین مرقوم ہو کہ ارواح انبیاء کرام و اولیاء عظام سے تعلق اللہ کیسطرح کا فیض نہین ہو اور افعال اختیاریہ و غیر اختیاریہ مین استمداد سے شرعاً و عقلاً نا جائز بلکہ بدیہی البطلان ہو ورنہ بعثت انبیا کی مرۃ بعد اخری بیکار اور بیفائدہ ہو جاتی اور ایکہی وجود شریف آنحضرت آدم علیہ السلام کی قیامت تک کافی ہو جاتا اور وہ آثار افادہ و استفادہ و تعلیم و تعلم کے جو آنحضرت سے بعد انتقال کے زمانہ صحابہ مین پائے گئے وہ سب کے سب اصل معلوم ہوتے ہین ورنہ اگر قبر شریف سے تعلیم و افادہ ہوتا تو آپکے تعیین کفن و کیفیت دفن و غسل و دیگر مسائل عبادات و معاملات مین فیما بین صحابہ اختلاف نہ پڑتا اور نوبت محاربات و منازعات کی نہ آتی اور اسیطرح اختلاف تابعین و تبع تابعین و ائمہ مجتہدین و مفسرین و محدثین کا ہرگز نہ ہوتا بلکہ کارخانہ قیاس و اجتہاد و استنباطات مسائل و تتبع روایات احادیث و فقہ کو درہم برہم ہو جاتا انتہی خدا بچائے ایسی سوء عقیدت اور بدگمانی سے کہ صریح اس سے معجزات انبیاء اور کرامات اولیاء کا انکار پایا جاتا ہی لاحول ولا قوۃ الا باللہ ۱۲ منہ اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۳۵ مین مرقوم ہو کہ استمداد اہل قبور سے باینطور کرنا کہ یا حضرت واسطے حصول مطالب کے دعا فرمائیے یہ خلاف شرع بلکہ موجب شرک ہو کہ یا حضرت کہنا سماع کو چاہتا ہو

والتحیۃ نی الغین کورا مہ است پر لاوے - اللھم افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین - جوتہ

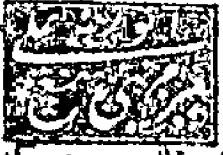


یا ارحم الراحمین محررہ الفقیر الی اللہ الوحید ابو الحامد محمد عبد الحمید غفر اللہ ذنوبہ مستر عیوبہ ابن سلطان الشریعۃ برہان الطریقۃ مولانا الحافظ محمد عبد الحلیم مد ظلہ الظلیل وفیضہ العمیم - الفرنجی محلی اللکنوی

ھو العلیم الحکیم

للہ در الحبیب حیث الی باجوبۃ صالحۃ منقولۃ فی کتب الفقہاء بترجمۃ مصفاۃ مرۃ وبتوضیح اخری فی دفع شبہۃ خطیبۃ توھم ورود ھا علی مخالفۃ اقوال المتقدمین من المحدث والاخبار الصحیحۃ المرویۃ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم حیث صارت تلک الشبہ ھباء منثورا من غیر تعصب واعتساف بل بنظر الانصاف بالفاظ عذبۃ وبیانات طریۃ وکفی بھذا فمن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور ولو علی طور وعن الرضی عن کل عیب کلیلۃ + ولکن عین السخط تبدی المساویا

حررہ العبد الاسی محمد انور علی عفا اللہ الولی المرادآبادی



بحثی کتب صرف ونحو ومعقول منقول مطبوعہ ومصنف انوار الحق الی شرح نفیسی

الحبیب مصیب فیما اجاب فاللہ درہ فیما اجتھد واصاب

فقط العبد الراجی رحمۃ ربہ الولی المدعو بمحمد عباس علی



مدرس مدرسہ جونپور دار الاجر وبرادر زادہ حضرت مولانا موصوف الصدر

محمد یصلی علی رسولہ الکریم

پیدا ست کہ در ارکون وفساد امری بزرگتر از اصلاح دین خواستن وباحقاق حق برخاستن نبود وہ ست آنجناب را ایزدی وتوفیق ازلی بجز کسانیکہ شیمۂ ایشان ہمہ عادت ست وزیور پیرایۂ آنہا تمام کراہت یافتن دولت سود عاقبت پس بشارت باد فخر المعاصرین حامی دین نصیر الایمہ محی السنہ مولوی محمد منصور علی خان را کہ این عطیہ کبریٰ ارزانی داشتند وعالم نصرتش بنیروی بادوی ان حزب اللہ ھم الغالبون برافراشتند سکہ کہ آتشش بجا تحقیق جاری ونقد وقت مخالفان ہمہ وقف کساد بازاری بسویدا این جواب لاجواب کہ سواد وبیاضش عین صدق وثواب ست وحروف ومعانیش متاصد دقیقہ واسرار سکہ حضرات سلف را فتح باب لفظ لفظش صورت جان معنی حکیمہ ودر ودرق ورقش آئینہ ایست پیکر تائید نفوس قدسیہ روبرو وچہرہ کہ تبغیر کریمۃ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء کیدا لخاشین تبشویش بود وبمصداق یحق اللہ الحق ویبطل الباطل ولو کرہ المجرمون پس وبیش سیدلشت المشرعی والطریقی بدست آمد وپای حقیقت بر صراط مستقیم ماثورہ ثبات یافت تقریرش چنان نقش

تحقیق الکلام فی مسئلۃ البیعۃ والالہام تصنیف ابو عبداللہ قصوری عرف غلام علی مطبع حق ریاض ہند
پریس امرتسر مورخہ ۱۲۹۸ھ کے صفحہ ۱۵ مین مرقوم ہی بست و چہارم اوسی کتاب کے صفحہ ۲۰
و ۲۱ مین لکھا ہی کہ تاثیر اذکار و اعمال سلب امراض و افاضہ توبہ عاصی و تصرف خیال و اسکی نسبت
اہل اللہ و اطلاع خطرات قلبیہ و کشف وقائع آیندہ و دیگر تصرفات اولیاء اللہ و کشف قبور و کشف
ارواح و تعویذات و طریق دفع بلیات وغیرہ من اعمال المشایخ الصوفیہ سب شرک اور بدعت ہین اور
خلاف حدیث و سنت اور صفحہ ۲۸ مین بعد انکار رد بیعت صوفیہ کے لکھا ہی کہ بہت بڑا استدلال
اس بیعت کے حرام ہونے پر یہ ہی کہ بیعت مروجہ یعنی پیری مریدی سے دین اسلام مین اسقدر فتور
اور فسادات پڑے ہین کہ جنکا شمار امکان سے باہر ہی شرک فی الالوہیت و شرک فی الربوبیت
و شرک فی الدعا جسقدر اقسام شرک کے ہین سب اسی سے پیدا ہوئے ہین اور صفحہ ۲۸ مین لکھا ہی سچ
پوچھو تو یہی بیعت مروجہ باعث ہوتی ہی کلمات کفریہ و اعتقادات حلولیہ کی جیسکو فنا فی اللہ اور
فنا فی الشیخ سے تاویل کرتے ہین انتہی مقام حیرت اور جاے عبرت ہی کہ اس شخص نے بتقلید نفس
پلید بلکہ باتباع خبث یزید کے حضرات صوفیہ کرام کی شان مین کیسی کیسی صریح بے ادبیان کی ہین کہ
گویا گالیان دی ہین منتہم حقیقی اسکا بدلا لیوے یا اوسکو ہدایت دیوے بست و پنجم اوسی کتاب
کے صفحہ ۳۲ مین لکھا ہی کہ درود مستغاث اور دلائل الخیرات و کبریت احمر و درود اکبر وغیرہ کتب
درود سب بے اصل اور محض اختراعی ہین بلکہ یہ درود ہی نہین انتہی خدا بچاوے ایسے خیالات
واہیہ اور مقالات بیہودہ سے کہ بالکل خباثت اور آنحضرت سے صاف عداوت معلوم ہوتی ہی
بست و ششم اوسی کتاب کے صفحہ ۴۰ و ۴۱ مین فرط محبت عقلی کو آنحضرت کے ساتھ شرک لکھا ہی
اور آپکے ساتھ زیادہ محبت رکھنے والے کو مشرک کہا ہی نعوذ باللہ منہا اور اسی بنا پر صفحہ ۴۲ مین حضرت
مولانا نظام الدین گنجوی رح کو مشرک لکھدیا ہی کہ اونھون نے بسبب فرط محبت کے سکندر نامے
مین یہ بیت نعتیہ لکھی ہی ؎ چہ گویم کہ عیسے بموکب روان ✤ بہار و نیش خضر و موسی دوان ✤
اور لکھا ہی کہ اس فرط مدح مین دوسرے پیغمبر وںکی تحقیر اور توہین ہوئی جاتی ہی حال آنکہ اگر غور سے
دیکھا جاوے تو ایسے سید المرسلین خاتم النبیین کی سواری معراج کے ساتھ ساتھ جلو مین ہونا
پیغمبر ونکا موجب کمال تعظیم اہل موکب ہی و نہایت عزت و تکریم ہمراہیون کا سبب ہی اور ارشاد

احناف مقلدین کی نسبت اتہام بیجا کیا ہی اور مسائل خلافیہ مین ناحق کا الزام دیا ہی سلف صالحین
اور حضرات ایمۂ دین پر جو کچھ اسنے اپنی خباثت اور جہالت سے طعن و اعتراضات کیے ہین
اور اپنے زعم فاسد اور عقیدۂ کاسد اور طبع حاسد مین غلط کو صحیح اور ضلالت کو ہدایت سمجھکر لکھا
خود سیان مٹھو بنکر مین مین کی ہی اور عمل بالحدیث کا مدعی ہو یہ سب مکر و فریب کے رنگ تھے
دین کے پردے مین دنیا کمانے کے ڈھنگ تھے چنانچہ عالم باعمل مناظر بے بدل فاضل بیمثل
علامۂ زمانہ مولانا محمد منصور علی خان صاحب نے اس کتاب فتح المبین مین اونکے دعوے کے بازوؤن
کی ساری قلعی کھولدی اور بزور لبیدۂ جوابات دندان شکن کے خوب ہی اونکی خبر لی۔ اب اونکو
اور اونکے تابعین کو چون و چرا کی جا نہ رہی خیریت اونکی اسی مین ہی کہ اس کتاب کو دیکھکر سیدھی راہ
اختیار کرین اور اپنی کے فہمی پر بار بار پھٹکار کرین ورنہ اگر ہمپر چھاڑ سے باز نہ آوینگے اور ذرا بھی اسلی ترمیز
مین قلم اوٹھائینگے تو بالضرور ہمارے مولانا صاحب موصوف میدان معرکۂ مناظرہ مین علم
اوٹھائینگے پھر تو شدید ترقلم کی ٹاپون سے ہر ایک کی سرکشی کو مثل نقش پا کے خاک مین ملائینگے
اور جبتک کہ ہر مدعی سے حقیت مذاہب اربعہ پر چلکہ نہ لے لینگے اس میدان سے قدم نہ ہٹائینگے

وما علینا الا البلاغ - حررہ الراجی رحمۃ ربہ الولی
محمد حامد علی عفا اللہ عن ذنبہ الخفی والجلی - +

هو الفارق بين الخطاء والصواب

اکثر مضامین اس کتاب فتح المبین کے بجواب ظفر المبین نہایت عمدہ اور لائق عمل اہل سنت جماعت
ہین اور باعث ہدایت وہابیان سراپا ضلالت ہین کیونکر نہون کہ اسکے ہر ہر سوال کا مضمون
موافق قرآن و حدیث کے صاف صاف ہی جو جواب ہی بلا تعصب و اعتساف ہی سچ پوچھیے تو
واسطے فتحیابی بہادران مقلدین کے میدان مناظرے مین ہر فقرہ اس کتاب کا ایک ذوالفقار آبدار
ہی اور ہر سطر اسکی واسطے دفع فتنۂ مخالفین کے ایک ننگی تلوار ہی اور ضمیمۂ تنبیہ الوہابیین کا
تو کیا کہنا کہ اوسکے سر ہر سوال مین مصنف علام نے ایک عجیب التزام کیا ہی کہ مدعیان عمل بالحدیث
کو مخالفت سنت کا صریح الزام دیا ہی اگر ان مخالفین کو کچھ بھی عقل ہو تو حق بجانب اہل الرائے
کے جانین اور دل سے حقیت مذہب مقلدین کو مانین خصوصاً اس ضمیمے کو دیکھکر راہ حق
پر آئین لامذہبی کو چھوڑکر مقلد بنجائین حق تعالیٰ اس فرقۂ ظواہریہ پر مقلدین اہل باطن کا
پردہ ڈالے۔ اور انکو راہ راست تقلید پر لگاکر آزادی کی دلدل سے نکالے۔ آمین ثم آمین

خوب سمجھلیگا جو چاہیگا اسکی سزا دیگا حال آنکہ عقیدہ اہل سنت کا آنحضرتؐ کی نسبت یہ ہی کہ جملہ افعال
و اقوال آپکے محمود اور مشروع ہین اور مطلق عصمت آپکو حاصل ہی سب صحابہ آپکے حکم کے تابع
اور فرمان بردار تھے کسی نے آپ پر اعتراض نہین کیا بلکہ بعض معاملات مین بطریق مشورہ اور مقتضاے
مصلحت وقت کے عرض حال کرتے تھے اور آپکو ہر کام مین امام مطلق اور پیشوا سمجھتے تھے
اور کسی نے مخالفت اور عدول حکمی آپکی نہین کی کہ اسپر یہ آیت واضح الدلالۃ ناطق ہی وَمَا كَانَ
لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ
وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا یعنی نہین لائق ہی واسطے کسی مومن کے
اور نہ مومنہ کے جبکہ مقرر کردے اللہ اور رسول اوسکا کوئی کام یہ کہ ہووے واسطے اونکے اختیار
اپنے کام سے اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ اور اوسکے رسول کی سو وہ بالکل گمراہ ہوگیا بسبب
توہم اوسی کتاب کے صفحہ ۵۵ مین تضمین اور اقتباس قرآنی کو کفر اور ممنوع لکھا ہی اسی بنا پر
شیخ سعدیؒ و حضرت جامیؒ و حافظؒ ایسے بزرگون کو کہ جنکی جلالت و عظمت و ثقاہت متفق علیہ
زمانہ ہی کافر بنا دیا اور اونپر تکفیر کا فتوی لگا دیا صرف اس قصور پر کہ سعدی نے گلستان مین
؎ زینہار از قرین بد زنہار ؎ وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّارِ ؎ اور جامی نے زلیخا مین
؎ شد از سبوحیان گردون صدا دہ ؎ کہ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ ؎ اور حافظ نے
دیوان مین ؎ چشم حافظ زیر بام قصر آن حور سرشت ؎ شیوۂ جنات تجری من تحتہا
الانہار داشت ؎ کو آیات سے تضمین کرکے قرآن کو سیاق سے نکالکر اپنے جنس کلام سے
کیون کر دیا اسواسطے کہ یہ آیتین جس محل اور موقع پر نازل ہوئی تھین اوسکے خلاف یہان وارد
کیا ہی حال آنکہ پہلے شعر مین تضمین آیت کی نہین ہی کیونکہ آیت تو فقط وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ہی
یا فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ہی پس قصوری صاحب کا فہم قرآن مین سراسر قصور ہی ورنہ کبھی اسکو
آیت قرار دیکر ایسے بزرگ کی تکفیر پر مستعد نہو جاتے اور یہ سمجھتا کہ شعر جامی مین آیت سیاق
سے نکل گئی صرف منشای سوء فہمی ہی اور عقل کی کمی ہی کوئی عاقل اسکو نہ کہیگا کہ یہ آیت اپنے
سیاق سے نکل گئی کیونکہ اس شعر کا صرف یہی مطلب ہی کہ جب آنحضرت شب معراج مین آسمان
پر پہنچے تو ملائکہ نے آپکا یہ عروج اور مرتبہ دیکھکر اس آیت کو جو خاص بیان معراج مین وارد ہی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میرے نزدیک یہ کتاب فتح المبین نہایت مفید اور نافع ارباب تقلید ہے اور ادلۂ سمعیہ و قیاسیہ مندرجہ اس کتاب کی درست و سدید مبنی بر صراط مستقیم و نہج رشید اور کیون نہو مصنف کتاب مولوی منصور علی خان صاحب مراد آبادی حفظہ اللہ تعالے عن شرور الاعادی سے مین خوب واقف ہون واقعی نہایت ذی استعداد صاحب طبع سلیم و مذہب مستقیم ہین ایام تحصیل مین بھی جب اس بندۂ بیچیز زبیچارگان ناکارۂ زمان پر اکثر عنایت فرماتے تھے اور اپنے حسن اتقان سے بعزیمت استفادہ ہنگام انتصاب بندہ بمدرسی اول مراد آباد بعض کتب معقول و منقول بصورت سبق سناتے تھے تو خود رنگ استقامت اونکی ناصیۂ حال سے ظاہر و نور سلامت اونکی پیشانی پر تابان و درخشان تھا اور طبیعت گونہ سیالہ و وقادہ و قوت مدرکہ جیدہ و نقادہ تھی اگرچہ حنفیہ کی جانب سے اس باب مین بکثرت کتب مشتمل براجوبۂ دندان شکن تصنیف ہو گئی ہین بندہ کو مزید حاجت کچھ تحریر کی نہین ہے تاہم اسقدر برادران اہل اسلام کی خدمت مین التماس مختصر ضروری تصور کرتا ہون کہ شیوع اسقدر اس طریقۂ بے قیدی و مطاعن ایمہ خصوصاً رئیس المجتہدین و راس المحدثین امام ابو حنیفہ کوفی رحمہ اللہ کا اس وجہ سے ہوا کہ اکثر کم استعداد اشخاص ارباب اذہان قاصرہ نے جب ان ظواہر احادیث کتب مروجۂ شافعیہ وغیرہ و مشکوٰۃ و مصابیح و ترمذی یا اونکے تراجم کا مطالعہ کیا جو اکثر مقصور بر احادیث مناسبۂ مذہب شافعی و مالک وغیرہما ائمہ اور مضامین ظاہرہ سے بجانب بواطن معانی و مغز و لب لباب مقصد و منظور و فکر خالص انتقال کرنا اونکی قوت سے باہر تھا اور نہ طرق استنباط مسائل سے کچھ مناسبت بلکہ اجنبیت محض علاوہ ازان واں المتیاطین لیوحون الی اولیائہم جو کچھ اونمین کسیقدر اہل علم بھی تھے وہ اسقدر عبار تعصب و نفسانیت مین آلودہ اور بحر کینہ و خلاف و کدورت سینہ مین حنفیہ کے مستغرق کہ موارد انصاف و مواد تحقیق و تنقیح مقام سے برامحل بعید اسیریہ اور باعث جرأت و جسارت کہ مسانید و کتب حدیث حنفیہ مثل شروح علینی و صغانی وغیرہ بر بخاری و شروح مشکوٰۃ از جانب حنفیہ و معانی آثار طحاوی و شرح علینی بر معانی آثار و مسانید امام و دیگر مؤیدات حنفیہ اکثر کمیاب یا نایاب ان وجوہ اور انکے امثال سے ان قاصرین مین یہ خیال بندھا کہ یہ مسلک حنفی مبنی بر مجرد رائے و عقل مثل فلسفہ مخالف احادیث صحیحۂ نبویہ ہے اور اگر کہین کوئی حدیث مطابق بھی اونکے آگئی تو وہ ضعیف ہے کیونکہ صحاح و حسان تو محصور انھین صحاح ستہ مین ہین اور اسیوجہ

نہین ہی مگر پاخانہ پھرنا جائز ہی کیونکہ حدیث مین اسکی ممانعت نہین آئی۔ قولہ گو اور موت آدمی کا اور کتے اور لینڈ کے کا اور خون حیض اور نفاس کا اور گوشت سور کا یہ سات چیزین نجس اور پلیدہین اور سوائے انکے بول پسر شیر خوار کا اور پیشاب اور گوسور کا اور بول کتے کا اور گدہے اور گھوڑے اور خچر اور بندر اور ریچھ اور بھیڑیا اور بلی اور شیر وغیرہ حیوانات کا بول و براز اور جربی وخون ومنی و شراب یہ سب چیزین پاک ہین چنانچہ اوسی کتاب طریقہ محمدیہ کے صفحہ مین اور فتح الغنیث کے صفحہ مین یہ عبارت بجنسہ لکھی ہی کہ نجاست گو اور موت ہی آدمی کا مطلق مگر موت لڑکے شیر خوار کا اور کتے کا اور لینڈ بھی اور خون ہی حیض ونفاس کا اور گوشت ہی سور کا اور جو اسکے سوا ہی اوسمین خلاف ہی اور اصل شیا مین پاکی ہی اور نہین جانی پاکی مگر نقل صحیح سے کہ جسکے معارض کوئی نقل دوسری نہو انتہی پس جب ان سات چیزون مین نجاست وپلیدی کا حصر ہوگیا تو دیگر اشیاے مذکورہ کے پاک ہونے مین کیا کلام رہا بلکہ خود اسکی تصریح کردی کہ اصل شیا مین پاکی ہی چنانچہ روضہ ندیہ شرح عربی درر بہیہ مطبوعہ کے صفحہ ۸ و ۹ مین بھی نواب بھوپال اس مقام پر لکھتے ہین وَلَا يَخْفَى عَلَيْكَ اَنَّ الْاَصْلَ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ اَنَّهٗ طَاهِرٌ اور پھر اوسی کتاب کے صفحہ ۱۱ مین دربارہ پاکی منی کے لکھتے ہین وَالْحَقُّ اَنَّ الْاَصْلَ الطَّهَارَةُ وَالدَّلِيْلُ عَلَى الْقَائِلِ بِالنَّجَاسَةِ فَنَحْنُ بَاقُوْنَ عَلَى الْاَصْلِ اور پھر صفحہ ۱۲ مین دربارہ پاکی شراب وگوشت مردار وخون مسفوح کے ارشاد فرماتے ہین فَتَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالدَّمِ لَا يَدُلُّ عَلٰى نَجَاسَةِ ذٰلِكَ فَتَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَاللَّحْمِ الَّذِيْ دَلَّتْ عَلَيْهِ النُّصُوْصُ لَا يَلْزَمُ مِنْهُ نَجَاسَتُهٗ بَلْ لَا بُدَّ مِنْ دَلِيْلٍ اٰخَرَ عَلَيْهِ وَلَا بَقِيَ عَلَى الْاُصُوْلِ الْمُتَّفَقِ عَلَيْهَا مِنَ الطَّهَارَةِ فَمَنِ ادَّعٰى خِلَافَهٗ فَالدَّلِيْلُ عَلَيْهِ اور بھی کتاب نہج المقبول من شرائع الرسول مطبوعہ بھوپال کے صفحہ ۲۰ مین نواب بھوپال نے اپنے بیٹے نورالحسن خان کی طرف سے لکھا ہی کہ منی اور شراب اور دیگر مسکرات وخون رواں پاک ہی اور نجاست کتے اور سور کے گوشت کی مختلف فیہ ہی چنانچہ عبارت فارسی اوس کتاب کی بجنسہ نقل کی جاتی ہی۔ وشستن منی از براے استقذا بودہ ست نہ بنا بر نجاست وبر نجاست خمر ودیگر مسکرات دلیلے کہ صالح تمسک باشد موجود نیست وہر نجس حرام ست وہر حرام نجس نیست وکیف کہ اصل در ہمہ چیزہا طہارت ست ودر نجاست سگ ولحم خوک خلاف ست وہر خون وازی نجس نیست ودوم مسفوح حرام ست نہ نجس انتہی سوم اوسی طریقہ محمدیہ کے صفحہ ۱۷ مین فتح القدیر

اور اگر کچھ علم ہوا بھی تو اکثر بطرق حنفیہ تآن الیتہ دوزمانہ قرب عہد کسیقدر صالح دستاویز ترجیح و تقیید تھا جس سے کوئی امر ایسا حاصل ہونا ممکن تھا کہ اوس سے طبیعت کو سکون و طمانیت حاصل ہو جائے اگرچہ بطور قطع و جزم و شعار ہو پھر معارض کو خیال کیجیے کہ فقدان معارض عقلی کے مقامات تو شاید کچھ نکل بھی آئین اگرچہ بدوم علم سے علم عدم ضروری نہین ہے مگر معارض نقلی کے مفقود ہونے کا علم ہونا تو ایسا امر متعسر بلکہ قریب بہ تعذر ہے کہ غالبا یہ اوسکین نقادین سلف مجتہدین کا حصہ تھا اسوقت مین تو اگر کوئی مجتہد مطلق اونسے اعلے درجے کا بھی پیدا ہو تو بظاہر ما دام ہے امام مہدی مؤید بتائید غیبی کے اس امر پر باتم طرق حاوی و قابض ہونا اوسکا محال عادی نظر آتا ہے اسواسطے کہ یہ بھی ایک قسم کا معارض نقلی ہے کہ جو مشاہدہ عین شریعت غرائے حنیفہ سے اصول شرعیہ مقررہ کے اکباد و حقائق بنمط سرایت و حلول فی مواد الشریعۃ معلوم کرکے اوسکے انہار و بحور کے سیلان و روانگی با احاطہ اشکال و اعماق مجاری کے طرق و منابع پر وقوف کلی حاصل کیا جاتا ہے جو مخصوص و موہوب و مخصین ارباب اجتہاد و مکاشفان شریعت کے ساتھ خاص ہے مضمون خبر اوس منبع اور اوس نمط روانگی و طرز سیلان و جریان کے مخالف نہو چنانچہ موضوعیت حدیث بھی بعض جگہ اون مجاری ظاہرہ کے وقوف سے ارباب تحدیث نے دریافت کی ہے مگر بتدقیق نظر و تعمق فکر اس باب کی جو اون ارباب اجتہاد کو حاصل تھی اصحاب تحدیث کو اوسمین سے حصہ یسیرہ حاصل تھا بلکہ بغایت نظر جلی اس امر کی عنایت ہوئی تھی اور ایک قسم معارض نقلی کی یہ ہے کہ مضمون خبر کسی صریح آیت یا ظاہر نص و مفسر و محکم یا اشارت و دلالت و اقتضا یا عموم و اطلاق یا خصوص و تقیید کسی آیت کریمہ کی معارض و منافی ہو اور ایک قسم معارض نقلی کی یہ ہے کہ کسی دوسری صحیح حدیث کے مخالف ہو گو وہ حدیث صحیح مابین دمتین بخاری یا مسلم مکتوب و مسطور نہو خواہ رجال اسناد اوسکے رجالین صحیحین یا احد الصحیحین ہون یا نہون اور علے شرط البخاری یا مسلم ہون یا نہون مگر وہ حدیث اونکی قوت ضبط و عدالت سے و اصل بدرجہ صحت ہو بلکہ حسن بھی معارض صحیح اوسوقت ہو سکتی ہے کہ قوت دلالت و مزید صراحت و قطعیت مدلول مین صحیح سے بغایت اقوی ہو اور ایک قسم معارض نقلی کی یہ ہے کہ مضمون خبر کی وہ حدیث معارض واقع ہو کہ گو بوجہ رواۃ سافلہ بہ نسبت ہمارے اس طریق وصول سے اوسمین ضعف ناشی ہوا ہو مگر زمانہ مجتہد مستدل تک کے رواۃ مین ضعف اصلا نہو اور وہ استدلال اوسکا بہم وجوہ تام ہو اور شاید کہ اکثر احادیث حنفیہ مین اگر ہو تو اسی طرز کی مطعونیت لاحقہ زمانہ مابعد الہم

ہشتم اوسی فتح المنیب کے صفحہ مین لکھا ہی کہ وضو لیٹنے سے ٹوٹتا ہی انتہی اس سے معلوم ہوا کہ نیند کو کچھ دخل نہین فقط لیٹنے سے بغیر سوئے وضو جاتا رہتا ہی حال آنکہ یہ باطل ہی ہشتم اوسی کتاب کے صفحہ مین مرقوم ہی کہ توڑنے والی تیمم کی وہی چیزین توڑنے والی وضو کی ہین انتہی پس اس سے معلوم ہوا کہ پانی کے دیکھنے اور اوسپر قدرت پانے سے تیمم نہین ٹوٹتا حال آنکہ یہ غلط ہی نہم اوسی کتاب کے صفحہ ۱۰ مین لکھا ہی کہ اگر خلل پڑے نماز مین امام کی تو وہ خلل امام پر ہی نہ مقتدیون پر انتہی اس سے ظاہر ہوا کہ اگر امام جنبی ہووے یا اوس سے کوئی فرض ترک ہووے یا اوسکا کپڑا نجس ہووے یا اوسنے وضو نہ کیا ہو یا وضو اوسکا ٹوٹ گیا ہو تو فقط امام کی نماز فاسد ہوگی اور مقتدیون کی نماز مین کچھ نقصان نہ آویگا حال آنکہ یہ باطل ہی دہم اوسی کتاب کے صفحہ ۱۵ مین لکھا ہی کہ حرام ہی زکوٰۃ بنی ہاشم اور اونکے غلامون پر اور آسودہ اور تندرست کماؤ پر انتہی اسکا یہ مطلب ہوا کہ مصرف زکوٰۃ کے واسطے بیماری لازم ہی اور اگر فقیر تندرست ہوگا تو اوسکو زکوٰۃ لینی حرام ہوگی حال آنکہ یہ محض غلط ہی یازدہم اوسی کتاب کے صفحہ ۲۰ مین مرقوم ہی کہ جائز ہی دودھ پلانا بڑی عمر والیکا اگرچہ داڑھی رکھتا ہو واسطے جائز ہونے نظر کے انتہی یہ بات تو موافق مطلب بعض یارون کے کہی یعنی اگر کوئی جوان مرد کسی عورت مرضعہ پر عاشق ہو تو وہ اس دودھ پینے کے بہانے سے اوس عورت کو ہر روز دیکھا کرے اور اوسکی چھاتیان پکڑے پس جس عورت سے یہ بات حاصل ہو تو پھر پردہ چہ معنی دارد دوازدہم وضو مین بجاے پانون دھونے کے مسح فرض ہی چنانچہ فتاوے ابراہیمیہ مصنفہ مولوی ابراہیم غیر مقلد مطبوعہ مطبع دہرم پرکاش آلہ آباد کے صفحہ ۱۲ مین مسطور ہی حال آنکہ یہ رافضیون کا دستور ہی سیزدہم پیشاب کے بعد پانی سے استنجا کرنا اور ڈھیلا لینا بدعت ہی چنانچہ کتاب اعتصام السنہ کے صفحہ ۱۹ و ۲۰ و ۲۷ مین تصریح اسکی موجود ہی اور بدعت انکے نزدیک ایسا فعل ہی کہ جو آنحضرت کے بعد ہوا ہو اور ہر بدعت ضلالت ہی اور ہر ضلالت فی النار پس ہر بدعتی انکے نزدیک ناری اور دوزخی ٹھیرا تو کلوخ اور پانی سے استنجا کرنے والا بھی دوزخی ہوا حال آنکہ یہ سنت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہی پس بقول انکے معاذ اللہ حضرت عمرؓ بھی بدعتی اور دوزخی ٹھیرے چہاردہم جو کوئی اپنی بیوی سے جماع کرے اور انزال نہو تو اوسکی نماز بغیر غسل کے درست ہی چنانچہ کتاب ہدایت قلوب قاسمیہ جواب گلزار آسیہ تصنیف مولوی محمد سعید شاگرد مولوی نذیر حسین کے صفحہ ۳۱ مین موجود ہی پانزدہم تیرہ کرنے سے

واجتہادیہ غیر قیاسیہ بعور احسان وتبرع تحریر کیا گیا ورنہ اس سے قطع نظر کرکے اگر دیکھیے تو ہر طالب تحقیق وتنقیح بالانصاف کو بعد مطالعۂ مؤطا امام محمد ومعانی آثار طحاوی وکتاب الآثار امام محمد ومسانید امام اعظم ومرقات ولمعات وفتح البیان ومواہب الرحمن وبرہان ومقود الجواہر وشرح عینی بر بخاری وہدایہ وشرح صفا بر بخاری وفتح القدیر وشرح عینی بر معانی الآثار وادلۂ کاملہ ومکملہ مسائل حنفیہ کہ یہ امر واضح ومبرہن وپیدا نصب العین مثل عین الیقین کالشمس فی نصف النہار ہو جائیگا کہ ادلہ سمعیہ واحادیث صحیحہ بجانب حنفیہ نہایت صریح وقوی وصحیح ظاہر الدلالۃ جملہ مسائل خلافیہ وغیر خلافیہ پر موجود ہیں بلکہ بعبارت فتح القدیر ہی مذہب ہیں کہ بعد عبور واستیعاب نظر حق بین الانصاف پسند یک لخت میساختہ بر لبہا مشہور یہ کہ اوسکے کہ امام شافعی اصحاب الرای میں سے ہیں اور امام ابوحنیفہ رح اصحاب ظواہر میں سے جیسا کہ شیخ عبدالحق بھی اسی طور کا مضمون تحریر فرماتے ہیں بلکہ اگر صرف اصول حنفیہ دربارۂ اتباع حدیث ضعیف ومرسل ومنقطع وغیرہ وترک قیاس بمقابلہ ہر قسم حدیث واقوال صحابہ وتقلید صحابی وتابعی مشہور الافتا بزمانہ صحابہ مطالعہ کیے جائیں تب بھی شاید حنفیہ کو ظاہریہ کہدینا کچھ بعید نہو انی تحقیق وتفصیل عامۂ مسائل حنفیہ بربنای نصوص واخبار وآثار وسنن واحادیث ہمارے حاشیہ شرح وقایہ موسوم بصیح الحمایہ علی شرح الوقایہ اور اوسکے مقدمے وشرح مسند امام بروایت خصفکی مسمی بہ تنسیق النظام فی مسند الامام میں مذکور ہیں جسکو منظور وملحوظ نظر ہو اوسکو مطالعہ کرے

العبد الضعیف الراجی الی رحمۃ ربہ غنی المدعو محمد حسن عفا اللہ عنہ واباہ وفی الشر العلن لسہیلی سمکنا الاسیر الی بنا الحنفی

بسم اللہ الرحمن الرحیم - حمدا لک یا من عمت نعماؤہ وخصت الاؤہ وجودہ واجب قدیم وصلوۃ وسلاما علی خاتم الانبیاء وآلہ الاصفیاء وصحبہ الاصدقاء الاکرمین عند اللہ العظیم وبعد فلا یخفی علی من طالع الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین انہ کتاب حسن صغیر ولم لا صنفہ العالم الامجد والفاضل الارشد الکریم ابن الکریم محمد منصور علی بن محمد حسن عفا المراد ابادی رحم الرب الرحمن الرحیم وانی لقد شفتہ مقاما بعد مقام من اولہ واوسطہ واخرہ فوجدتہ موافقا للسنۃ والکتاب الکریم ولا شک فی ان مصنفہ ایدہ الحنفیۃ عموما ورحمہ ابی حنیفۃ خصوصا جزاہ اللہ تعم وایانا خیر الجزاء ورزقنا شفاعۃ خیر الشافعین یوم علیہ وتتنا علی ملۃ حنیفۃ ونصرنا علی اعداء ابی حنیفۃ وادخلنا معہ جنات النعیم - وانا الفقیر المذنب العاصی بانواع المعاصی المحاطی الاثیم خادم الفقراء والعلماء الراجی رحمۃ ربہ المحسن الرجاء ومستمد کرمہ ولطفہ العمیم ابوبکر علی وجہ اللہ الشہیر علی احمد محمود اللہ شاہ القادری

یعنی فرمایا آنحضرت نے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اختیار کیا مجکو اور اختیار کیا میرے واسطے میرے صحابہ کو پس
کردانا اون لوگون کو انصار اور سسرال میری اور منبیک قریب ہو کہ آخر زمانے مین ایک قوم ایسی آویگی
کہ محقر جانینگی اونکو سو کھانا پینا اور آپس مین اونکے ساتھ نکاح کرنا چھوڑ دو اور نہ نماز پڑھو ساتھ اونکے
اور نہ اونکے جنازے پر اور حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے اس آیت وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ
کی تفسیر مین فرمایا ہو در حقائق تنزیل مذکور ست کہ سہل بن عبد اللہ تستری فرمودہ اند کہ مَنْ حَفِظَ إِيمَانَهُ
وَأَخْلَصَ تَوْحِيدَهُ فَإِنَّهُ لَا يُؤْنِسُ إِلَى الْمُبْتَدِعِ وَلَا يُجَالِسُهُ وَلَا يُوَاخِيهِ وَلَا يُشَارِبُهُ وَيُظْهِرُ مِنْ نَفْسِهِ
الْعَدَاوَةَ وَمَنْ دَاهَنَ بِمُبْتَدِعٍ سَلَبَهُ اللَّهُ تَعَالَى حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ وَمَنْ تَحَبَّبَ إِلَى
مُبْتَدِعٍ نَزَعَ اللَّهُ تَعَالَى نُورَ إِيمَانِهِ مِنْ قَلْبِهِ یعنی مرد صحیح الایمان را باید کہ با بدعتیان انس نگیرد
وہم مجلس وہم کاسہ وہم نوالہ بایشان نشود و ہر کہ با بدعتیان دوستی پیدا کند نور ایمان و حلاوت آن
ازو دی برگیرند انتہی اور طحاوی نے حاشیہ درمختار کی کتاب اللذبائح مین فرمایا ہو وَهَذِهِ الطَّائِفَةُ
النَّاجِيَةُ قَدِ اجْتَمَعَتِ الْيَوْمَ فِي الْمَذَاهِبِ الْأَرْبَعَةِ وَهُمُ الْحَنَفِيُّونَ وَالْمَالِكِيُّونَ وَالشَّافِعِيُّونَ
وَالْحَنْبَلِيُّونَ وَمَنْ كَانَ خَارِجًا مِنْ هَذِهِ الْمَذَاهِبِ الْأَرْبَعَةِ فِي ذَلِكَ الزَّمَانِ فَهُوَ مِنْ
أَهْلِ الْبِدْعَةِ وَالنَّارِ انتہی یعنی یہ گروہ نجات پانیوالا جمع ہو آجکے دن چارون مذہب مین اور وہ
لوگ حنفی اور شافعی اور مالکی اور حنبلی ہین اور جو شخص ان چارون مذہب سے اس زمانے مین خارج ہوا
سو وہ بدعتی اور دوزخی ہو اور یہی مضمون اور بہت سی کتب دینیہ مین موجود ہی ضرورۃ اسی قدر تعلیل پر اختصار کیا

جواب سوال سوم

اگرچہ درصورت مراعات مذہب مقتدی کے بشرطیکہ امام کسی مفسد و مبطل صلوٰۃ کا مرتکب نہو اقتدا کرنا
جائز ہی لیکن اب معلوم ہوا کہ انکے پیچھے نماز درست نہین ہی کیونکہ مسائل مذکورہ اور عقائد مسطورہ
بعض موجب کفر اور بعض مفسد نماز ہین اور سوائے اسکے جبکہ شافعی المذہب متعصب کے پیچھے اقتدا
جائز نہوئی جیسا کہ فتاوای عالمگیری و جامع الرموز مین مرقوم ہی اَمَّا الْاِقْتِدَاءُ بِالشَّافِعِيِّ
فَلَا بَأْسَ بِهِ إِذَا لَمْ يَتَعَصَّبْ أَيْ لَمْ يُبْغِضْ لِلْحَنَفِيِّ یعنی شافعی کے پیچھے اقتدا کرنا مضایقہ نہین
بشرطیکہ متعصب نہو یعنی حنفیون سے بغض و عداوت نہ رکھتا ہو پس ان غیر مقلدین لامذہب کے
پیچھے تو بطریق اولیٰ اقتدا جائز نہوگی کہ یہ تو حنفیون کے نام سے جلتے ہین اور مقلدین کو علانیہ برا کہتے ہین

درسیان مین مذبذب ہوگئے پھر جو اس مذبذب سے نکلے تو خیالات آزاد بنکر نیچریت مین کامل پہنچے پرانے فیشن کو چھوڑکر نئی روشنی والون مین شامل ہوئے اب کیا پوچھنا کہ محمڈن اسلام کے نیچری دین اور ترقی قومی اور ہمدردی کے کلمات زبان پر جاری ہین علمای سلف پر لعن وطعن کی بوچھار ہو حضرات صوفیہ پر رکیل قافیون کی بھرمار ہو یہ مجرد خیال و امکان ذاتی نہین بلکہ واقعی ہو کہ مصادیق وافراد اس معنی کے علیگڈھ و دہلی و لکھنؤ و حیدرآباد و مدراس و کلکتہ وغیرہا و غیرہ مین موجود ہین جسکا جی چاہے دیکھ آوے اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واجعلنا منھم۔ امین یارب العلمین



بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی لاسیما علی ھذا النبی المجتبی والحبیب المرتجی وآلہ واصحابہ اھل التقی والنقی وعلماء امتہ وعبدی ملتہ والمقتدین لھم باحسان دائما ابدا حضرت حق تبارک وتعالی نے اپنی رحمت کاملہ ونعمت شاملہ سے اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم پر قرآن عظیم وذکر حکیم اول فرمایا تبیانا لکل شئ جسمین ہر چیز کا روشن بیان ہو مگر اوسکی ہر ظہر کے لیے ایک بطن ہو اور ہر بطن کے لیے ایک اہل وتلک الامثال نضربھا للناس وما یعقلھا الا العلمون ۝ کہا وتین کہی تو اوسکی لیے ہین پر اونکی سمجھ اونھین کو ہو جو علم والے ہین الرحمن فسئل بہ خبیرا اہل خبرت سے سوال ضرور ہو ہر فہم قاصر اوسکے ادراک سے معذور ہو فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ۝ ذکر والون سے پوچھو اگر تمھین خبر نہو ۝ وکل العلم فی القرآن لکن ۝ تقاصر عنہ افھام الرجال ۝ اگر قرآن عزیز کو سب سمجھ لیتے تو وہ تو تفصیل کل شئ ہی حدیث بھی محض مہمل وبیکار رہ جاتی اسی لیے ارشاد فرماتے ہین حضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم لا الفین احدکم متکئا علی اریکتہ یاتیہ الامر من امری مما امرت بہ او نھیت عنہ فیقول لا ادری ما وجدنا فی کتاب اللہ اتبعناہ نہ پاؤن مین تم مین کسیکو اپنے تخت پر تکیہ لگائے کہ آئے اوسکے پاس میرا کوئی حکم جو مین نے کرنے کو کہا ہی یا نکرنے کو تو بولے مین نہین جانتا ہم نے جو خدا کی کتاب مین پایا اوسکی پیروی کی رواہ احمد وابو داؤد والترمذی وابن ماجۃ والبیھقی فی دلائل النبوۃ عن ابی رافع رضی اللہ تعالی عنہ اور فرماتے ہین حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ سن لو مین دیا گیا قرآن اور اوسکے ساتھ اوسکا مثل یعنی حدیث اخرجہ الدارمی وابو داؤد وابن ماجۃ

وھوالمقصود واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العلماء رہی

وصی احمد السنی الحنفی السورتی

مواہیر و تخط علمای دہلی و کانپور وغیرہ

ھوالموفق

الجواب صحیح والمجیب

مصیب - حررہ

قاضی شیخ احمد

عفا اللہ عنہ



ھوالعلی

اصاب واجاد من اجاب وافاد واللہ

سبحانہ اعلم وعلمہ اتم ولہ الحکم

حررہ العبد بخائل محمد عادل عاملہ اللہ تعالیٰ

بفضلہ الشامل وجعلہ من الآمنین

یوم الفزع الاکبر والہول الاھول



ھوالمصوب

ایسا شخص گروہ اہل سنت

وجماعت سے خارج ہے اور نماز

اوسکے پیچھے نہ پڑھنا چاہیے۔

کتبہ الفقیر الی اللہ الغنی محمد علی عفی عنہ



ھُوَ المُوَفِّق

مجیب لبیب نے جو مسائل واحکام مخالف فرقۂ اہل سنت وجماعت غیر مقلدین کے فرقۂ اہل سنت سے خارج ہونے پر بطور دلیل کے اونکی کتابون سے لکھے ہین اونمین سے بعض احکام اونکی بعضی کتابون مین راقم نے بھی دیکھے ہین غیر مقلدین کے یہ مسائل مخترعہ واحکام مبتدعہ بلاشبہہ قابل رد وانکار ہین کہ اونمین سے بعضے موجب کفر اور بعضے موجب فسق وابتداع اور عموماً یہ سب احکام اہل سنت کے نزدیک محض لغو اور بے اعتبار ہین ایسے احکام مخالف اہل سنت کا معتقد وملتزم بلاشبہہ اہل سنت کی جماعت سے خارج ہے اور جب وہ شخص ایسے مسائل مخالف کے التزام سے اہل سنت کی جماعت سے خارج ہوا تو اوسکے پیچھے اہل سنت کو نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر ایسے شخص کے مسجد مین آنے سے فتنہ وفساد پیدا ہوتا ہو تو انسداد فتنے کے لیے مسجد مین آنے سے منع کرنا بہتر ہے واللہ اعلم۔ کتبہ محمد عبد اللہ الحسینی

الواسطی البلگرامی عاملہ اللہ بلطفہ العمیم السامی



مدرس مدرسہ عربیہ

ہر شخص مع ادائے شرع وحفظ آیات واحادیث واحکام وغیرہا کامل وفحص بالغ وتامل صادق و مراعات وجہ ترجیح وتطبیق ودفع تعارض وتمیز ناسخ ومنسوخ وعلم اقسام نظم ومعنی ومواضع ابتداع وانواع حدیث وتتبع رجال وادراک مورد ومقتضی واسباب نزول وطرق تحلیل سے متصف نہ اوسپر غیر مجتہد کو قدرت میسر ہو پر کیا یہ مرضی ہے کہ ان مدہوشوں کی طرح ہر جاہل بے تمیز خر بے لجام وشتر بے مہار کر دیا جائے آہ عزیز وتم کیا اور ہمارا بساط کتنی بعض صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے لم یحتد واماء کے سبب بانی حقیقۃً تیمما سمجھکر ایک زخمی کو تیمم کی اجازت نہ دی وہ نہایا اور انتقال فرمایا حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر ہوئی ارشاد فرمایا قتلوہ قتلھم اللہ الا سألوا اذا لم یعلموا فانما شفاء العی السؤال اونھوں نے اوسے قتل کر ڈالا اللہ اونھیں قتل کرے کیوں نہ پوچھا جب نہ جانتے تھے کہ تمکنے کی دوا تو یوں ہی ہے رواہ ابو داؤد عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما انتہی تو ایک سفیہ جاہل کہے کہ خدا ورسول کا کلام سمجھنا کیا مشکل ہے نہ اوسکے لیے بڑا علم چاہیے کہ قرآن تو ان پڑھوں کے سمجھانے کو اوترا ہی غافلو اگر یہی بات ہو تو کیا حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سیدنا عبد اللہ بن عباس حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لیے تعلیم کتاب کی دعا مانگنا بیکار رواہ البخاری والامام احمد محض عبث وتحصیل حاصل وتشبیہ بالنزل تھا نہیں نہیں جبراً ماننا پڑیگا کہ بیشک خدا ورسول کا کلام سمجھنا سخت دشوار ہے اور بیشک اوسکے لیے علم غزیر وسامان کثیر درکار ہے لہذا حضرت حق تعالیٰ وتقدس کی رحمت عامہ ورافت تامہ نے کہ ازل سے مرحومہ کے حال پر روز ازل سے نہایت وفور متوجہ ہے ان اکابر دین وہمامائقین کو توفیق بخشی کہ شریعت مطہرہ کی ہر گنجلک کو بیان اور ہر مشکل کو آسان کر دیا بکم احکم فاعتبروا یا اولی الابصار کا بار ثقیل اپنے دوش ہمت پر اوٹھایا فجزاھم اللہ عن الاسلام خیر جزاء وھنأھم بکل سرور یوم الرؤیۃ واللقاء امین اب جسطرح حضور پر نور نبوت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ کی حدیث عیاذاً باللہ کچھ قرآن سے جدا نہ تھی بلکہ اوسی کے مکنونات وخبیات کو منصۂ ظہور میں لانے والی تھی اسی لیے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حسبنا کتاب اللہ فرمانا صحیح ومقبول ٹھہرا اسیطرح ان آبائی امت وخدام شریعت مطاہر علیہ اما انا لکم عن اللہ والدا علیکم کے ارشادات بھی مظہر احکام خدا ورسول ہیں نہ ثبت واللہ تعالیٰ تو انھیں سے کسی پر طعن کرنا بینہ قرآن وحدیث پر حرف رکھنا ہی علی الخصوص حضرات مظہر ۔ ایمہ اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کہ انھیں جو حسن قبول

واللہ اعلم بالصواب — صح الجواب — واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

وَاِلیہ المرجع والمآب

هو الفتاح

فی الواقع اس فرقہ لامذہب کو کہ جنکے عقائد موافق تحریر مفتی تحریر ہین اہل سنت جماعت سے خارج سمجھنا اور اونکے پیچھے نماز نہ پڑھنا اور بسبب فتنہ و فساد کے اونکو مساجد مین آنے نہ دینا بجا و درست ہی۔ واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب

حررہ الراجی عفو ربہ القوی الحافظ فتح محمد الفاروقی الحنفی الدھلوی

بے شبہہ جو غیر مقلدین ایسے ہون کہ عقائد اونکے خلاف اہل سنت وجماعت و سلف صالح کے ہون اور مقلدین کو اپنے زعم فاسد مین مشرک و بدعتی سمجھتے ہون تو اونکے پیچھے نماز پڑھنا اور اونکو بسبب فتنہ و فساد کے اپنی مساجد مین آنے دینا جائز نہین۔ واللہ اعلم بالصواب

واللہ المرجع والمآب۔ ابو الحبیش محمد مہدی عفا عنہ اللہ الہادی۔ الفرنجی محلی

مواہیر و دستخط علماے مقام لودہیانہ و دیوبند

تخمیناً عرصہ ۴۶ سال یعنی سنہ ۱۲۵۴ھ سے سنہ ۱۳۰۰ھ تک اس فرقے کو خوب دیکھا مسائل مندرجہ فتواے ہذا کے سوا بڑی بڑی مخالفت حدیث پر یہ فرقہ جری ہی مولانا اسحٰق صاحب مرحوم برملا انکو ضال مضل وغیرہ مین فرمایا کرتے اور یہ لوگ باہر نکل کے کہتے کہ میان صاحب کا مذہب وہی ہی جو ہمارا ہی ظاہر مین ایسا کہدیا ہی اسیطرح ہر عالم و دیندار کو ہم مذہب اپنا بتلا کر دین محمدی سے اور قرآن و حدیث سے منحرف کرتے ہین انکے دین محمدی سے مخالف ہونے اور سنت جماعت کے مخالف اور دشمن ہونے مین کچھ شک و شبہہ نہین ہی جیسے روافض و خوارج کے پیچھے نماز پڑھنی ویسے ہی انکے پیچھے نماز پڑھنی ہی انکی امامت جائز نہین ہی تفصیل طول کہتی ہی واللہ اعلم۔

چونکہ گروہ شر و فتنہ لامذہبیہ اہل بدع اور ہوا مین سے ہین اسلیے انسے حتی الامکان احتراز ضروریات سے ہی۔ وما علینا الا البلاغ۔ الراجی

رحمۃ ربہ الباری ابو البشیر عبد العلی القادری

بہرحال مضمون اسکا رد ہفوات محی الدین مؤلف ظفر مبین کے لیے
کافی ہی اور واسطے ہدایت مخالفین کے وافی فقط حررہ رشید احمد گنگوہی



ہم سب مدرسین مدرسہ دیوبند جناب لالا
مولوی رشید احمد صاحب کے ہمزبان
ہین اور مہر اسی پر کرتے ہین - فقط



حامداً و مصلیاً - مین نے اس کتاب کو مقامات متفرق سے دیکھا مصنف سلمہ اللہ تعالے
نے جوابات مین طریق انصاف اختیار کیا اور خیانت مؤلف مطاعن کو ظاہر کردیا ہی اور حق کو
باطل سے جدا فرمایا جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء اس فرقے نے ایمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو
مثل آجکل کے نیم ملاؤن خطرۂ ایمان کے گردانا ہی بلکہ اونسے بھی کم کہ اونکی تقلید چھوڑ کر انکی پیروی
اختیار کی ہی آستاذی جناب مولانا حافظ احمد علی صاحب سہارنپوری مرحوم فرماتے تھے کہ امام نجاری
رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید ترمذی ہین لیکن اونھون نے فقہا کی ذیل مین کہین بھی اپنے استاذ
کا نام نہین لیا پس جب بخاری ایسے شخص باوجود اس علم و فضل کے اس قابل نہوے کہ اونکا
فقہا اور مجتہدین کی ذیل مین نام لیا جاوے تو اور کس شمار مین ہین پس اصل یہ ہی کہ جسکو
نور عقل و فہم سے ازل مین نصیب نہین ملا وہ مجتہدین کے مقام کو



کیا سمجھے ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور - فقط

للہ الحمد ہر آن چیزکہ خاطر میخواست ✤ آخر آمد پس پردہ تقدیر پدید ✤ کتاب ظفر المبین ایک
زمانے مین نظر سے گذری تھی بعض بعض مقامات جو اوسکے دیکھے گئے بجز طعن و تشنیع ایمہ
سلف کے اوسکے مؤلف کا مقصد اور کچھ نہ معلوم ہوا واقعی جہانتک مؤلف صاحب کی
زبان نے یاوری کی اوسیقدر اپنے مقصد کے ادا کرنے مین درگذر نہین کیا معاذ اللہ من
شرور انفسنا مگر بحمد اللہ یہ جواب بھی وہ جواب لکھا گیا ہی کہ جسکا جواب نظر نہین آتا - اللہ تعالے
مصنف علام کو جزای غیر عطا فرمائے اور اس نسخے کو مقبول خاص و عام کرے



حررہ خلیل الرحمن بن مولانا احمد علی السہارنفوری علیہ الرحمۃ والرضوان

تقاریظ ثبتہ مواہیر و دستخط علماے کاملین شہر مراد آباد و علیگڑہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم - الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ

عقائد اس جماعت کے جبکہ خلاف جمہور ہیں تو بدعتی ہونا ظاہر اور مثل تجسیم اور تحلیل جہاں سے زیادہ از دواج کے اور تجویز تقلید اور ترک تقلید اسلاف صالحین کا فسق یا کفر ہو تو اب نماز اور نکاح اور ذبیحے میں اس کے احتیاط لازم ہے جیسے روافض کے ساتھ احتیاط چاہیے۔



حررہ محمد یعقوب النانوتوی عفا عنہ الہوی

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ ابو الخیرات سید احمد عفی عنہ محمود حسن عفی عنہ محمد مظہر دیوبندی عفی عنہ






حاصل اور مصلیا۔ فی الحقیقت یہ گروہ غیر مقلدین اور لامذہب خارج ہیں اہل سنت و جماعت سے اور اہل سنت و جماعت میں سمجھنا بڑی غلطی کی بات ہے کیونکہ اہل سنت و جماعت منحصر ہیں مذاہب اربعہ میں اور جمیع اہل سنت حنفی ہیں یا مالکی یا شافعی یا حنبلی جو کوئی بالکلیہ ان چار مذہبوں میں سے اس زمانے میں ایک کا بھی مقلد اور پیرو نہ ہو اور اپنے تئیں انمیں سے ایک کی طرف منسوب نہ کرے وہ اہل سنت سے نہیں بلکہ وہ خارج مذہب اہل سنت و جماعت سے ہے اور مثل دیگر فرق ضالہ روافض و خوارج و معتزلہ و جبریہ و قدریہ وغیرہم کے ہے قال الطحاوی فی شرح الدر المختار فعلیکم یا معشر المؤمنین باتباع الفرقة الناجیة المسماة باهل السنة والجماعة فان نصرة الله تعالی وحفظه وتوفیقه فی موافقتهم وخذلانه وسخطه ومقته فی مخالفتهم وهذه الطائفة الناجیة قد اجتمعت الیوم فی المذاهب الاربعة وهم الحنفیون والمالکیون والشافعیون والحنبلیون ومن کان خارجا من هذه المذاهب الاربعة فی ذلك الزمان فهو من اهل البدعة والنار انتهی۔ و قال فی التفسیر الاحمدی قد وقع الاجماع علی ان الاتباع انما یجوز للائمة الاربعة انتهی وقال فی الاشباه والنظائر تحت القاعدة الاولی ما خالف للائمة الاربعة فهو مخالف للاجماع وان کان فیه خلاف غیرهم فقد صرح فی التحریر ان الاجماع قد انعقد علی عدم العمل بمذهب مخالف للائمة الاربعة انتهی قال الفاضل الجلیل الفقیه المحدث المفسر الشیخ ولی الله الدهلوی فی عقد الجید اعلم ان الاخذ بهذه المذاهب الاربعة مصلحة عظیمة وفی الاعراض عنها کلها مفسدة کبیرة قال رسول الله صلعم

حامداً ومصلیاً - فی الواقع یہ کتاب لاجواب ردستین فتح مبین
ہر - کتبہ احقر العبادایا اسمعیل عفر اللہ لہ ولوالدیہ

حامداً ومصلیاً - اما بعد وانی نظرت فی ھذا الکتاب المستطاب وجدتہ تذکرۃ
لطالبی سبیل الرشاد وتبصرۃ لمن یبتغی للاستقامۃ والسداد فبشری لمن یطلب
الصواب وطوبی لاولی الالباب وویلا لمن لم یتخذہ حلیلا وحسرتا لمن
لم یجد منہ سبیلا ویجزی اللہ عنا لمصنفہ جزاءً موفورا ویجعل سعیہ مشکورا
سقہ خادم طلبۃ العلم فی المدرسۃ الاسلامیۃ الواقعۃ
فی بلدۃ مرادآباد الموسوم بعبد الحق صانہ الحق - فقط

فی الواقع کتاب فتح المبین مؤلفہ جناب فاضل اجل مولانا مولوی محمد منصور علی خانصاحب دام
فیوضہم غیر مقلدون کے رد مین ایسی تالیف ہوئی ہر کہ آجتک کوئی کتاب اس بارے مین ایسی خوبی
سے دیکھنے مین نہین آئی افراط وتفریط سے خالی ہر حق والصاف سے مالا مال ہر عمدہ بات اس
کتاب مین یہ ہر کہ مؤلف دام فیوضہم نے تقلید کو بھی ہاتھ سے نہین دیا اور محدثین کی بھی کمال
طرفداری کی ہر یہ بات اور کتابون مین کمیاب بلکہ نایاب ہر کیون نہو کہ مصنف علام کا حق پسندی
طریقہ ہر اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا
کتبہ احقر الزمن محمد روشن عفا اللہ عنہ - فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم - یقول العبد الضعیف لطف اللہ انی طالعت ھذا السفر
السامی بل البحر الطامی فوجدتہ محتویا علی تحقیقات انیقۃ وتقریرات رشیقۃ
ومشتملا علی ماھو کاف لدفع اوھام الزائغین وشاف لاثبات ماھو الحق المبین
جزی اللہ مصنفہ خیر الجزاء وحصل امالہ
بحرمۃ سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء
مدرس مدرسہ علیگڑھ ازارشد
تلامذۂ مولانا سنتی عنایت احمد صاحب

عبارات مستند و مثبتہ مواہیر و دستخط علمای اعلام و فضلای کرام شہر رامپور

مضامین فتح مبین کے اکثر جگہ سے دیکھے گئے مطابق عقائد اہل سنت والجماعۃ کے اوسکو صحیح بلا
فی الواقع مصنف کتاب نے بکمال کوشش جوابات عمدہ اغلاط اور شبہات ظفر المبین کے لائق
قبول ارباب دیانت اور عقول کے تحریر کیے بعد اسکے خصم غوی اور معاند غبی کو گنجایش افترا

صحبت طالح ترا طالح کند ۔ پس اہل سنت وجماعت کو فرقہ ضالہ لامذہبان غیر مقلدین کی صحبت سے
بہت احتراز کرنا اور بچنا اور بھاگنا چاہیے فروا من صحبتہم اکثر ما تفروا من الاسد کسواسطے کہ
صحبت کو بڑا اثر ہے حضرت خواجہ عزیزان علی رامتینی رحمۃ اللہ علیہ محبوب العارفین ہین فرماتے ہین ؎
منشین باہبدان کہ صحبت ۔ گرچہ پاکی ترا پلید کند ۔ آفتابے بدین بزرگی را ۔ ذرۂ ابر ناپدید کند
جس حالت مین کہ یہ غیر مقلدین خارج از اہل سنت وجماعت اور داخل اہل بدعت وفرق ضالہ ہوائیہ
مین ٹھیرے اور نماز اہل سنت وجماعت کی ان لامذہبون کے پیچھے غیر صحیح وناجائز وناورست ہوئی
اور مخالطت اور مجالست بھی حسب روایات مذکورہ انسے ممنوع ہوئی تو اہل سنت وجماعت کو چاہیے
کہ ان لامذہبون کو اپنی مساجد سے نکال دین اور ہرگز نہ آنے دین اسواسطے کہ انکے آنے سے
مسجدون مین شر وفساد وفتنہ پیدا ہوتا ہے قال اللہ تعالیٰ والفتنۃ اشد من القتل و قولہ
تعالیٰ واللہ لا یحب الفساد اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی وقت نماز کے لہسن پیاز
گندنا وغیرہ بدبودار چیز کہ جسکے کھانے سے منہ مین بدبو پیدا ہو کھا کر مسجد مین آوے تو اوسے دخول
مساجد سے منع کرو عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم من اکل من ہذہ الشجرۃ
فلا یقربن مسجدنا ولا یؤذینا بریح الثوم رواہ مسلم وعن ابن عمر ان رسول اللہ صلعم
قال من اکل من ہذہ الشجرۃ یعنی الثوم فلا یقربن المساجد رواہ مسلم وعن عمر بن
الخطاب قال انکم ایہا الناس تاکلون شجرتین لا اراہما الا خبیثتین ہذا البصل والثوم
ولقد رایت رسول اللہ صلعم اذا وجد ریحہما من الرجل فی المسجد امر بہ فاخرج الی البقیع
فمن اکلہما فلیمتہما طبخا رواہ مسلم قال النووی فی شرح صحیح المسلم باب نہی من کل ثوما
او بصلا او کراثا او نحوہا مما لہ رائحۃ کریہۃ عن حضور المسجد حتی یذہب ذلک الریح
واخراجہ من المسجد قولہ صلعم من اکل ہذہ الشجرۃ یعنی الثوم فلا یقربن المساجد ہذا
تصریح بنہی من اکل الثوم ونحوہ عن دخول کل مسجد وہذا مذہب العامۃ کافۃ انتہی
پس یہ احادیث صحیحہ دال ہین اس امر پر کہ جس شخص کی ذات سے لوگون کو تکلیف وایذا پونہچے اوسے
مسجد مین نہ آنے دینا چاہیے پر ظاہر ہے کہ لامذہبون کے مسجدون مین آنے سے شر وفساد وفتنہ پیدا ہوتا
ہے اور لوگ بے علم بیچارے انکی صحبت سے بگڑتے اور خراب ہوتے ہین پس لامذہبون وسائر مبتدعین

الا لان ان یبعث الحق علی عقبی المبطل الزاق لیقذف الحق علی الباطل فیدمغه فاذا هو زاهق کما قال العلامة ابن عابدین علی قول الدر ولا یخلو الوجود عمن یمیز هذا حقیقة لا ظنا جزم بذلک اخذا مما رواه البخاری من قوله صلی الله علیه وسلم لا تزال طائفة من امتی ظاهرین علی الحق وذلک لانه سبحانه وتعالی مع قصه لما اوحی الی عبده ما اوحی وهو سلم نوره ولو کره الکافرون کرها فما اراد احد ممن مضی ان یطفی نوره الا وقد ذله الله واخزی وما نهض فریق ممن اتی یریدان یلبس الحق بالباطل الا ونکسه الله واذری فکانها کلمة سبقت من ربنا الذی له الاسماء الحسنی علی تصدیق القول الدائر والمثل السائر لکل فرعون موسی فلذا بعث هذا الحبر النبیل والابحر الوبیل الحائز قصبات السبق علی اقرانه واشباهه فی کل فن یحوی المحسود البالغ من کل علم اقصی الذری اعنی المولوی منصور علیخان المرادابادی صاحب هذا الکتاب المتین المسمی بالفتح المبین لارغام قدوة المضلین وزبدة المفسدین من الفرقة النجدیة المفتنة الحادثة الشائعة الذائعة فی زماننا متبوع الشعی وذیوع الذوی ولقد رایتنا کتابه هذا وخطابه الابهی مع ذلک الکمل الاعز المعظم المصون الخب الاعشی فوجدناه قد اتی فی مباحثه ببیان متاف وبرهان بکاف وتبیان اوفی فلله دره حیث سلک مسلک الاقتصاد فی الاقوال الاذری عن طریق الحق وسبیل السوی فمن صدق به وارتضی وسلمه وتصدی فقد اذعن للحق المتلقی واهتدی وتقلص عن ثوب الظلی واتقی وصدق بالحسنی فاما من استکبر واستغنی وادبر وتولی وسعی فی خلافه وتلهی فقد اعتدی وطغی وتعدی وعنی وکذب بالحسنی یبعث یوم الرجعی فی ظاهر ذمم الله وقلی ویحشر فی زمرة من کان فی هذه اعمی فهو فی الاخرة اعمی وفقنا الله سبحانه وتعالی وسائر اخواننا لما ینال به القربی من امتثال ما امرنا والاجتناب عما نهی وصلی الله علی سیدنا ومولانا محمد واله وصحبه اجمعین ابدا ابدا۔

مواہیر و دستخط علمای شہر اندور و چاونی



الجواب صحیح ھکذا فی کتب الفقہ والحدیث — الجواب صحیح والمجیب مصیب

خادم شرع رسول اللہ قاضی حبیب اللہ اندوری — خادم الطلبہ سید حسین علی — خادم الطلبہ عبد الحمید

صح الجواب — کلا ریب فیہ — الامر کذلک — اصاب من اجاب

حافظ محمد حسین خان — احمد جان ولایتی — محمد عیسے خان ساکن — سید محمد یعقوب پنجابی

اندوری — اندوری — شہر اندور — اندوری

صح الجواب خادم العلما عبد الواحد حال وارد شہر اندور — صح الجواب سید غیاث الدین ساکن عدن حال وارد اندور

فرقہ جدیدہ غیر مقلدین کے عقائد جو مجیب مصیب نے ارقام کیے فی الواقع اہل سنت وجماعت وسلف صالحین کے خلاف ہین اور یہ فرقہ بدعتی مفسد مفارق الجماعت اور اہل سنت جماعت سے خارج ہے اور مخالطت اور مجالست فرقہ مذکورہ کے ساتھ ہرگز جائز نہین ہے اور اپنی مسجدون مین ہرگز آنے دینا نہین چاہیے اور نماز اس فرقہ مذکورہ کے پیچھے ہرگز ہرگز جائز نہین ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ الراقم خیر خواہ مسلمین



قد اطلعت علی ھذا الجواب المسطور بتمام ما فیہ من اللؤلؤ المنثور فوجدتہ موافقا بالکتاب والسنۃ والدلائل قد جاء الحق وزھق الباطل اشکر اللہ علی حسن توفیق المجیب المصیب واسألہ ان یعطیہ فی الدارین اکمل النصیب۔

حررہ حافظ محمد اکرم قاضی کمپ مؤ۔ فقط۔



اعلم اللہ اجر من اجاب فانہ قد نطق بالقول الصواب انی بما یشھد بہ السنۃ والکتاب ویقبلہ ولو الا لباب بفقہ تراث اقدام اھل العلم اضعف عباد اللہ المنان محمد المدعو بعبد الرحمن نائب قاضی کمپ مؤ

صدق المجیب المصیب حق سدید وبالحق المحض عقید جزاہ اللہ خیر الجزاء عنا وعن المسلمین امین یارب العالمین ویا مجیب دعاء السائلین فی کل آن وحین۔ سطرہ الراجی غفران اللہ المستعان محمد فضل الرحمن قاضی الفتحاجین

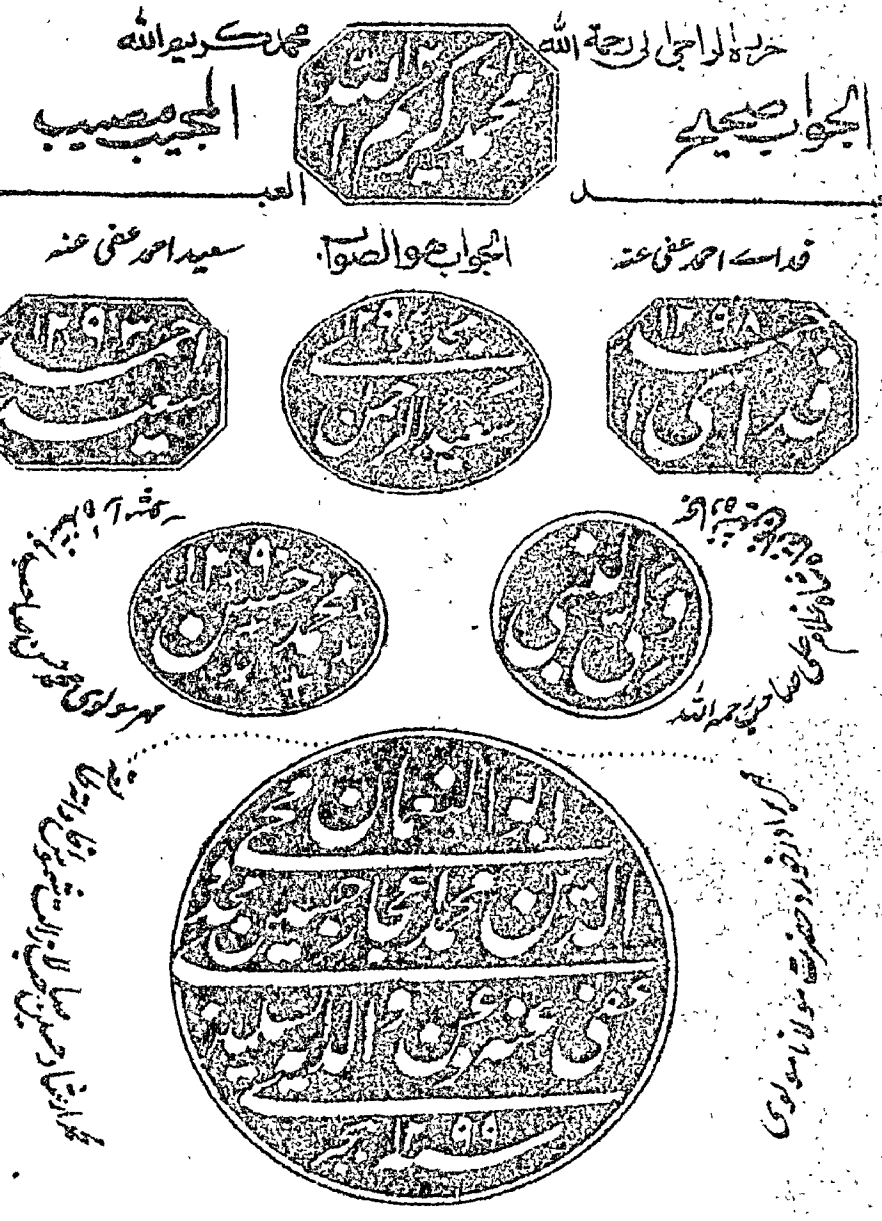
چونکہ غیر مقلدین کے اوپر کی کتب معتبرہ سے بیان کیے گئے۔ درحقیقت خلاف عقیدہ

لا یضلونکم ولا یفتنونکم رواہ مسلم وکان حال السفلۃ وعادۃ الجہلۃ اغترارہم بالامور المحدثۃ واسراعہم الی قبول الاقوال الباطلۃ عند العلماء العظام والفضلاء الکرام کما صرح بہ مسلم صاحب الصحیح حیث قال فی صدر الصحیح لما تخوفنا من عواقب الغرور واغترار الجہلۃ لمحدثات الامور واسراعہم الی اعتقاد خطاء المخطئین والاقوال الساقطۃ عند العلماء رأینا الکشف عن فساد قولہ ورد مقالتہ بقدر ما یلیق بہا من الرد اجدی علی الانام واحمد لعاقبۃ ان شاء اللہ تعالی انتہی قام العلماء الاعلام والفضلاء العظام قدیما وحدیثا مشمرین لنصرۃ الدین والشرع المتین بالقدح والجرح والرد بالحد علی اہل البدع والاہواء واہل الزیغ والاغواء بالادلۃ الواضحۃ والبراہین الساطعۃ من الادلۃ الاربعۃ الکتاب والسنۃ والاجماع والقیاس کالایمۃ الاربعۃ فلم یزالوا ہکذا او ہکذا حتی قام جامع المعقول والمنقول حاوی الفروع والاصول سالک مسالک المتقدمین ہالک اساس المبتدعین المولوی محمد منصور علی خان المرادآبادی ادام اللہ ذوالمنن والایادی فانہ صنف فی کشف مکائد غیر المقلدین فسماہ بالفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین فلما رأیتہ فی المواضع المتفرقۃ والمقامات المتبرۃ فوجدتہ کتابا مستطابا جعل اللہ تعالی سعی مصنفہ ومعینہ سعیا مشکورا واجرا موفورا وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین



الحمد للہ والصلوۃ علی نبیہ اما بعد میں نے اس کتاب فتح المبین رد ظفر مبین کو دیکھا بہت عمدہ کتاب ہے اور خوب ہے جواب باصواب ہے کیوں نہو جبکہ یعرف الرجال بالاقوال مولانا مولوی منصور علی خان صاحب کی استعداد و لیاقت کو ہزار آفرین اگرچہ مؤلف ظفر مبین پیشوائے غیر مقلدین یعنی محی الدین کتب فروش ولد بہری چند جاٹ (جو چند روز سے شرف باسلام ہوا تھا اور جسکو سوائے اردو کتابین دیکھنے کے اور کچھ لیاقت نہین نہ مذہب حنفی سے ماہر نہ ادلہ کے دلائل سے واقف اور پھر احادیث مین اپنی عادت قدیمانہ کے موافق دغابازی وحیلہ سازی بلکہ محض بے ایمانی سے اعتراض جمانے کو آمادہ ہی) قابل جواب ولائق خطاب نہ تھا مگر بحکم ؎ چو با سفلہ گوئی بنرم و خوشی ؛ فزون گردد ش کبر و گردن کشی ؛ مصنف موصوف نے اس کتاب مین اوسکی خوب ہی خبر لی اور ظفر مبین کے خرافات کی بخوبی تردید کردی ورنہ ادہر

واقعی یہ فرقہ باطلہ کہ جس کے جواب مین علماے دین ہمارے جو کچھ تحریر فرماتے ہین درست ہے۔



ان حضرات مشیخت مآب حاسدین مفسدین دین ومعاندین مجتہدین ومقلدین اور انکے مریدین ومعتقدین کے حق مین جنکو حضرت حق جل جلالہ وعم نوالہ نے آزادی کا طوق گلے مین ڈالکر ہندوستان کا شیخ نجد بناکر چھوڑا ہے جسقدر شمشیر وسنت وزبان کے ذریعے سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خدا کی تعریف ایسے سے ہو کیا + کہون مین نعت کیا میرا ہو رتبا +
اما بعد یہ فاکسار ہوا در پیس محمد عبد الرب حنفی قادری دہلوی ثم السہارنفوری بجائی مسدا ون
کو بعد سلام مسنون الاسلام کے آگاہ کرتا ہو کہ یہ فتنہ لانے ہیون نے جو چند سال سے اوٹھایا ہی یہ پہلا
اوس فتنے کا ہی کہ جسمین حضرت عثمان رضہ شہید ہوئے اور قاتل اونکے جہنم مین گئے اوس فتنے کا
سردار نو مسلم عبد اللہ بن سبا یہودی تہا کہ وہ خاص اسی فتنے کے واسطے مع قوم یہود کے مسلمان ہوا تہا
پس اس فتنے کے سردار لالہ رام صاحبزادے لالہ کوئی مل کے مع اپنی قوم کے خاص اسواسطے
مسلمان ہوئے کہ اسلام اور مسلمانون مین فتنہ ڈالین عبد اللہ بن سبا نے بہی محبت اہل بیت
کی اوٹ رکہکر مسلمانون کو حضرت عثمانؓ سے بہی کیا اور سبکو یہی پٹی پڑہائی کہ قابل اور لائق
خلافت کے حضرت علیؓ تہے نہ کہ حضرت عثمانؓ ایسے لالہ صاحب نے بہی عمل بالحدیث کے پردے
مین فقہ اور فقہاسے مسلمانون کو بدظن کراکے کہنا شروع کیا کہ صحیح بخاری کتاب رسول اللہ
چہوڑکر ہدایہ شرح وقایہ پر کیون عمل کرتے ہو جیسے اوسوقت کے جاہل مسلمان اطراف وجوانب
کے اوس یہودی کے دہوکے مین آگئے اور یہ نہ جانا کہ حضرت عثمانؓ کی خلافت انصار اور
مہاجرین کے مشورے سے ہوئی اور حضرت علیؓ نے بہی خود اونسے بیعت کرلی پہر ہم کیون اس
یہودی کے بہکانے مین آوین ایسے ہی اسوقت کے کم فہم مسلمانون نے یہ نجانا کہ فقہ اور فقہا
آج کل کے تو نہین زمانہ پیغمبر سے فقہ اور فقہا امت مین چلے آتے ہین بلکہ زمانہ حضرت
صلعم مین جو صحابہ صاحب فقاہت تہے وہ داخل شورہ پیغمبر ہوا کرتے تہے پیغمبر صلعم بحکم
وشاورہم فی الامر کے اونہین سے مشورہ لیتے تہے اور دوسیر کی کتابون مین اگر ملاحظہ کیا جاوے
تو معلوم ہوگا کہ جنگ بدر اور جنگ احد اور جنگ احزاب اور جنگ حنین اور فتح مکہ مین پیغمبر صلعم
مشورہ فقہاے صحابہ سے لیتے تہے یا سفہاے صحابہ سے جو دیہات کے لوگ مسلمان
تہے جیسے اوس یہودی اور اوسکی قوم نے حضرت عثمانؓ کے فضائل جو دربار نبوت سے
عطا ہوئے تہے فراموش کرکے کان لم یکن کردیے تہے ویسے ہی اس ہندو قوم نو مسلم نے
معنی فقہ کے اور فضائل فقہا کے جو آیات اور احادیث سے ثابت تہے سب دیکہ بہالکر
بہلادیے کما قال اللہ تعالی فما لہؤلاء القوم لا یکادون یفقہون حدیثا وقال رسول
اللہ صلعم فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد اور جیسے اوس یہودی نے
بعض اچہے اچہے لوگ مسلمانون مین سے مکر وفریب کرکے اپنے ساتھ کرلیے تہے

فتوای مفتیان حرمین شریفین بر کتاب الظفر المبین فی رد مغالطات المتعالمین

مؤلفہ محی الدین لاہوری مسلم کتاب فروش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وبہ نستعین حامدا للہ تعالی ومصلیا علی نبیہ وآلہ اجمعین۔ اما بعد فما قولکم دام فضلکم فی رجل یقول ان اکثر مسائل کتب الفقہ خلاف القرآن والحدیث وان الائمۃ الاربعۃ رحمہم اللہ تعالی لیسوا اھل السنۃ لاسیما الامام ابا حنیفۃ النعمان اقوالہ مخالفۃ للقرآن واحادیث وانما تلقی فی جمیع عمرہ الاسبعۃ شموحدیثا ویزعم انہ مخالف للقرآن والحدیث ویشنع علیہ شنیعا فاحشا وصنف فی ذلک کتابا وسماہ الظفر المبین فی رد مغالطات المعاندین وطبعہ وافشاہ وذکر فیہ بعض المسائل المذکورۃ فی کتب الحنفیۃ وسطر ایضا فی رقم مائۃ صفحۃ الکتاب المسطور قائلا ان ھذہ المخالفۃ للقرآن والحدیث وقال من قلد ابا حنیفۃ تقلیدا شخصیا فھو مرتکب بالحرام او مشرک واستدل بقولہ تعالی اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ وقال کل ذلک مخالف للقرآن والاحادیث القلامنیۃ واعرض عن الاحادیث التی استدل العمل الامام رحمہ اللہ تعالی ورضاہ وھذا لاجل ان یصد الناس عن الفقہ بقولہ مسائل الفقہ مودعۃ نصوصھا مسائل الامام ویسرویفکل من عمل بہ من عوام القاس ویدعوھم ویرغبھم فی العمل بالحدیث مطلقا سواء کان ناسخا ومنسوخا صحیحا او موضوعا حتی ترک الناس العمل بالکتب المعتبرۃ کالھدایۃ والنقایۃ والبحر والمنتقی والھندیۃ والکنز وشروحہ والدر وحواشیہ ویفھم کل من عمل بھذہ الکتب الجلیلۃ المعظمۃ من الاسلام ویلقبھم بالمشرکین نعوذ باللہ تعالی منہ فما حکم ھذا الرجل المصنف لھذا الکتاب ومن یمیل بکتابہ فونا ما جوبین

الجواب

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب ھذا حکم ھذا الرجل المتصف بالصفات المذکورۃ انہ ضال مضل ساع فی الارض بالفساد وقد زین لہ سوء عملہ فھو واتباعہ من حزب الشیطان الا ان حزب الشیطان ھم الخاسرون ویحسبون انھم علی شیء الا انھم ھم الکاذبون وقولہ من قلد ابا حنیفۃ کان مشرکا ضالا مبتدعا انہ خارج عن جماعۃ المسلمین وقد ورد فی الحدیث الشریف اتبعوا السواد الاعظم

ایک کتاب مسمّی بہ ظفر المبین لالہ ہرچند بن دیوانچند صاحب کھتری نے کسی عالم باعاقبت اندیش سے لکھوا کر اپنے نام سے چھاپی اوسمین لکھا ہو کہ امام اعظم نے سو مسائل حدیث صحیح کے مخالف لکھے اور یہ بیجانا کہ کہان مین اور کہان تصنیف میری اور کہان وہ ذات عالی صفات امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کہ اونکی تقلید زیادہ بارہ سو برس سے ہر ہر زمانے کے لاکھون علما اور کرورہا فضلا و اولیا و ابدال نے اختیار کی ہو حتی کہ اوس جماعت نومسلم کے پیشوائون نے بھی اونکی تقلید اپنی بڑی عزت سمجھکر قبول کی ہو لیکن لالہ صاحب نے امام صاحب کی جناب پاک مین بڑی گستاخی کی اور یہ نہ غور کیا کہ ہم جنکے نام لیوا ہین اونکا تو امام صاحب کے ساتھ یہ عقیدہ ہو اور مقلد ہین وہ امام سے کیونکر اونکی شان مین گستاخی کرین چنانچہ کہا صاحب المعیار نے قال اِمَامُنَا وَسَیِّدُنَا الْاِمَامُ الْاَعْظَمُ اَبُوْحَنِیْفَۃَ اور صاحب دراسات اللبیب نے امام صاحب کی بہت تعریف لکھی ہو امیر بھوپال نے اپنی کتاب تحفۃ النبلا مین لکھا ہو کہ امام صاحب کے جنازے پر پچاس ہزار مسلمانون نے نماز پڑھی اور چار سو تیرہ ۴۱۳ فقہا و محدثین مقلدین کے محاسن اور مناقب اوسی کتاب مین اونھون نے لکھے ہین اور اونھون نے اپنی کتاب تقصار مین تمام اولیای مقلدین کے مفاخر و محامد کیسی عمدگی کے ساتھ ذکر کیے ہین کہ یہ قوم نومسلم اگر اونکو دیکھکر ایمان لاوے تو اپنی غلط فہمی بھولجاوے مولوی سید نذیر حسین کو مین نے سوال للکھکر دیا تھا کہ آپ مقلد ہین یا نہین اور جو مقلد ہین تو امام صاحب کے یا کسی اور کے اونھون نے جواب اوسکا اپنی مہر سے مزین کرکے مجھے دیا کہ ہان مین فروعات جزئیہ مین امام صاحب ہی کا مقلد ہون وہ میرے پاس موجود ہو لالہ صاحب نے یہ دھوکا کیسا دیا کہ امام صاحب نے سو مسائل مخالف حدیث صحیح کے ہین اگر اس مضمون کو لکھا تھا تو اپنے مقتداؤن کی مہرین اوس کتاب پر کرالینی تھین کہ اونکا بھی فی الضمیر معلوم ہوجاتا اور عقیدۂ دلی ظہور مین آجاتا اب معلوم ہوا کہ لالہ صاحب ہی منکر امام صاحب کے فضل و کمال کے ہین خیر اسکا کچھ مضایقہ نہین ہو نہین ہو معتقد اونکا اگر حاسد تو کیا غم ہو ✤ ہوا بے سجدۂ ابلیس کیا نقصان آدم کا ✤ اور لالہ صاحب ایسے خوشی مین آئے کہ سر دفتر علمای امت پر صدہا عیب لگائے یہ بیجانا کہ عنایت الٰہی سے ڈنکا اونکے مذہب کا از شرق تا غرب اوسی دھوم دھام سے آجتک بج رہا ہو جیسا کہ شروع مین تھا ظاہر ہو کہ میان حنفی مذہب کے علما مڈھا می دل ہین دیکھو تو کیسی انکی زیارت گاہ لامذہبی کی خاک اڑاتے ہین اور انکے باغ و بہار کی رونق مٹاتے ہین اس ظفر المبین کی

من امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اجتمعوا علی الضلالۃ وان مائۃ الوف منہم من العلماء العظام والاولیاء الکرام وغیرھم محدثین من السلف الفخام الذین اتفقت کلمۃ اھل السنۃ والجماعۃ علی جلالتہم وعظم درجتہم وصلاحہم وورعہم وسلامتہم فی امر الدین کانوا مہتدین غیر ضالین وماتوا علی ذلک ابدا والضلالۃ حاشا ثم حاشا ان یکونوا کذلک وقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یجمع امتی او قال امۃ محمد علی ضلالۃ ویداللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار رواہ الترمذی وقال تبعوا السواد الاعظم فان من شذ شذ فی النار وبحسب ولایۃ الامور ضاعف اللہ لہم لا جور وقع ہذا الضلال الفضل بشدید النکال ولو القتل - نسأل اللہ التوفیق والہدایۃ لاقوم طریق واللہ سبحانہ وتعالی اعلم امر برقمہ خادم الشریعۃ والمنہاج عبد الرحمن ابن عبداللہ سربراہ الحنفی صفتی صفۃ المکرمۃ کان اللہ لہما حامدا مصلیا مسلما





لاشک ان ذلک الاجل ضال مضل حامدا ومصلیا وسلما اصح من جاب اللہ جناب وتعالی اعلم بالصواب حررہ محمد عبد الحق حنفی

تقاریظ و تبصرہ و عبارات اہل نظر مشتبہ مولوی و تبصرہ و تشخیص علماء دار العلوم فرنگی محل لکھنؤ

حامدا ومصلیا ومسلما میں نے اس کتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مؤلفہ جامع فضائل و فواضل مولوی منصور علیخان مراد آبادی کو جابجا دیکھا مؤلف ظفر مبین محی الدین نے جسقدر آمین فلو کیا ہے اور حضرات آمین



والا بردین پر طعن بیجا کیا ہے کہ جس سے مقلدین غیر مقلدین متنفر ہیں اور ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین کی تلاوت کر رہے ہیں اور اسکے ازالے کے واسطے یہ کتاب کافی ہے حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو السعادات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی



حامدا ومصلیا۔ احقر نے اکثر مضامین کتاب الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین کے جابجا دیکھے موافق عقائد اہل سنت وجماعت مقلدین حنفیہ کے پائے فی الواقع واسطے جواب مغالطات ظفر المبین مؤلفہ محی الدین لاہوری کے کافی اور دفع مطاعن ائمہ مجتہدین کے بیحد وافی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب الیہ المرجع والمآب۔

حررہ عبدہ الراجی الی رحمۃ ربہ القوی الاخیر خادم العلماء والفقراء ابو الحیاء محمد عبد الحلیم عفا عنہ اللہ الکریم بمقام فرنگی محل لکھنؤ - ۱۲ جمادی الاخری سنہ ۱۳۱۰ھ

تقاریظ متبرکہ و دستخط و مواہیر علماے مشاہیر مقام پیلی بھیت

الحمد للہ الذی جعلنا من امۃ حبیبہ محمد صاحب القرآن صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم الی ما تعاقب الملوان۔ ووفقنا لتقلید الامام الاعظم الناہی ابی حنیفۃ النعمان علیہ الرحمۃ والرضوان۔ بعد اسکے واضح ہو کہ اس زمانے مین کسقدر ضعف اسلام ہی کہ دینداری برائے نام ہی اخلاص و اتفاق کی کہین صورت نظر نہین آتی ہر جا دیکھیے اختلاف و فساد کی ترقی ہوتی جاتی ہی علم و عمل نایاب ہی جہالت کا ہر طرف فتح باب ہی لعن و طعن کا بازار گرم ہی نہ کسیکو خدا کا خوف ہی نہ رسول سے شرم عجب دور ہی طرفہ طور ہی زمانہ خیر القرون ثلاثہ یعنی صحابہ و تابعین و تبع تابعین کا گذر گیا بلکہ اوسکے بعد بھی ہزار برس سے زیادہ گذرے اور اس درمیان مین لاکھون علماے معتبرین اور اولیاے کاملین پیدا ہوئے اور سبھون نے اتفاق کیا کہ دین حقان چارون مذاہب مین منحصر ہی چنانچہ کوئی حنفی کوئی شافعی کوئی مالکی کوئی حنبلی ہوا اسیطرح برابر سلسلہ ان چارون مذاہب کا چلا آیا اور ہر ایک نے اسی اتباع اور تقلید مین مرتبہ قرب و ولایت کو پایا لیکن اس تیرھوین صدی مین کہ اشر القرون ہی چند سال سے نجدی وہابیہ نجدیہ نے ایک نیا پانچوان طریقہ نکالا ہی کہ وہ کسی مذہب کو نہین مانتے ہین بلکہ اپنے زعم فاسد مین اوسکو بدعت اور ضلالت جانتے ہین حضرات ایمہ اربعہ اور اونکے مقلدین کو مشرک اور بدعتی ٹھہراتے ہین اور اونکے مسائل کو مخالف قرآن و حدیث کے بتاتے ہین اونکے کذب و افترا سے شریعت مین فساد کے رخنے پڑ گئے اور لوگون کے دلون مین عقائد فاسدہ انکے گھر گئے بے شبہ زمانہ قیامت کا قریب آیا انہین کذابون اور مفتریون کے حق مین مخبر صادق نے بطور پیشین گوئی کے یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون فرمایا چنانچہ مصداق اس حال کی اور شاہد اس مقال کی ایک کتاب کذب اور بہتان کی لب لباب موسوم بنظفر مبین نتیجہ عداوت و کین تصنیف محی الدین کہ درحقیقت مسیت الدین اور متصف بالیقین ہی دیکھنے مین آئی جس سے مسلمانان مقلدین خصوصاً عوام حنفیہ اپنے امام اعظم سے بدظن ہونے لگے اور تقلید سے ہاتھ دھونے لگے فقہاے سلف پر لعن طعن کے آوازے آنے لگے جہلا لامذہبی کی طرف جھکے جاتے تھے شیاطین نے دین مین فساد ڈالنے کا موقع پایا لامذہبون نے مقلدون کو بہکایا یہان کیا خوب مضمون برجستہ حسب حال انکے زبان قلم پر آیا

سب غیر مقلد ہین بلا شک گمراہ		کہتے ہین ایمہ کو برا شام و پگاہ	

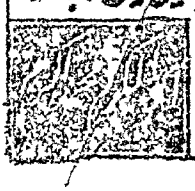
فی الواقع این کتاب فتح المبین در رد مغالطات محی الدین مؤلف ظفر مبین حدیم المثل ست بلکه حجت مقلدین اهل سنت و دستور العمل ست که از مطالعه آن در دام مکائد فرقه ظواهریه نیایند و بر جاده تقلید خود پا برجا مانند مصنف عالی مقام درین کتاب هدایت انتساب کاری کرده که در دفع هر اعتراض دلائل قاطعه و براهین ساطعه از قرآن و حدیث آورده که تا خصم نام نهاد غافل بالجمله حیف را از تسلیم آن چاره نباشد و شیرازه دفتر شبهاتش



درهم پاشد و الله اعلم بالصواب و الیه المرجع و المآب۔ کتبه ابو الحبیب محمد مهدی عفا عنه الله الهادی ابن مولانا المولوی المفتی محمد یوسف الفرنگی محلی۔

لا اله الا هو العلی الوهاب الحکیم

نحمده و نشکره علی ما اصطفی مولانا و مقتدانا النبینا المصطفی بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله بالفتح المبین علی الملحدین غیر المقلدین لمن هو رسول من الله یتلو صحفا مطهرة فیها کتب قیمة فی الطریقة الانیقة الحنیفیة الحنیفیة القویمة و الدین الثابت الی یوم الدین۔ یریدون ان یطفئوا نور الله بافواههم و یابی الله الا ان یتم نوره و لو کره الکافرون۔ ان الدین عند الله الاسلام و من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه و هم فی الاخرة من الخاسرون۔ و نصلی و نسلم علیه و علی المحبوبین المنسوبین الیه من اله المبررة الفقراء العرفاء۔ و صحبه الخیرة الخلفاء الحنفاء و سائر الاصفیاء التابعین لهم باحسان۔ سیما الائمة الاربعة الذین هم للدین المتین اربعة ارکان۔ خصوصا علی ماسنا ابی حنیفة شریفة و الخلفاء الخلفاء الاعلام۔ منهاج الملة سراج الامة اعظم ائمة الاسلام ابا بعد شفیق صدیق مظهر خلوص عمیق جوهر آئینه علوم گوهر خزینه کنوم فضائل و شمائل نشان مولوی محمد عبد الحی حنفی المذهب حنفی المشرب مدراوادی المقام لازال کاسمه بعلمه حیا مستفیضا و افیضا علی الخصام نے اذنون بمزید اتمام کتاب نایاب مطبوع ارباب الباب مسمی بالفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین تالیف فرمائی۔ اور مقامات چیده سے ساعات مدیده مین اس خاکسار خادم صغار و کبار کے مطالعه مین در آئی۔ بجلاحظه تقریرات سنجیده و جوابات پسندیده کاسرة الانسان سے هنوات مطاعن پر ضعفائن غیر مقلدین مجتهدین سے نسبت ائمه دین خصوص حضرات بابرکات حنفیه عالیشان کشف الله الرحمن معاشرهم کی کل مکان و زمان کے ساتھ اسانید صحیحه و عبارات فصیحه کے سزاوار تحسین و ثناخوانی معانی و مبانی و بانی کی پائی سلمه الله تعالی و ابقاه و الی مدارج الکمال رقاه و لم یجعل له فی الکونین نصیبا و جزاه فی الدارین خیرا آمین یا رب العالمین



حرره الفقیر الحقیر المقر المعترف بالذنوب و التقصیر جامل نعال العلماء الفضلاء النعمانیه و شبشب ذیال الاولیاء الاصفیاء الجیلانیه ابو الکرم محمد اکرم الانصاری النظامی حمدا و الکنتوری الفرنگی محلی عفا عنهما و اجرم

حررہ خادم شریعت رسول اللہ خلیفہ محمد اللہ قاضی لاہور عفی عنہ

حامدا ومصلیا ومسلما - اما بعد فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین یوم الاحد ۲ ربیع الاول کو میرے پاس پہنچی اور دوسرے روز بباعث عجلت وقت کے واپس دی گئی اگرچہ پوری پوری واقفیت اس کتاب کی حاصل نہیں ہوئی لیکن بعض بعض مقامات اس کتاب کے مطالعے میں آئے چونکہ مشتے نمونہ خروار ہوتا ہے اسلیے میری رائے ناقص میں یہ کتاب بہت فائدہ مند اور ظاہریہ کے لیے جواب کافی ہے - حررہ الفقیر البگوی غلام محمد امام مسجد بادشاہی لاہور

حامدا ومصلیا - اما بعد فقد رأیت هذا الکتاب من اوله الی اخره فوجدته مطابقا بالقرآن والحدیث والاجماع والقیاس - سعی المصنف فیه سعیا کثیرا و ادی حق الترجمة تحدیثا وتفسیرا جزاه الله عنا وعن سائر المسلمین خیر الجزاء - فقیر محمد الحنفی الجهلمی ثم اللاهوری

بسمہ سبحانہ - نظرت فی هذا الکتاب المستطاب فوجدته مطابقا لاهل السنة والجماعة جعل الله سعی المصنف عنده ماجورا وعند الناس مشکورا - العبد الاثیم فقیر برهان الدین ولد مولوی عبد الرحیم

حامدا ومصلیا ومسلما - کتاب لاجواب کا سرورق ملفقین مسمی بفتح المبین جو ماشاء اللہ چشم بد دور اسم با مسمی ہے رد مجموعہ مفتریات اعدائے دین ہاشم اللہ القوی المتین جسکا نام برائے نام ظفر المبین ہے میری نظر سے گذری اور میں نے اسکو بنظر اجمالی ملاحظہ کیا فی الواقع یہ کتاب لامذہبوں کے فرقہ طاعیہ باغیہ گندم نما جو فروش کی قلعی کھولتی ہے اور حق نمائی میں آئینہ سکندری کا حکم رکھتی ہے اعدائے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے قلع وقمع میں سیف صارم کا کام دیتی ہے خداوند تعالے عز اسمہ حضرت مصنف علام کو جزائے خیر عطا فرماوے کہ اتباع شیخ نجدی کا سر خوب ہی توڑا - اشیاع عدو مبین ائمہ مجتہدین کا کیا ہی بھانڈا پھوڑا - واہ رے واہ سبحان اللہ کیا کہنا ہے اب مقلدین حقانیین خم ٹھوک کر ڈنکا بجاتے ہوئے دل کھول کر یہ کہیں جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا اور بیچارے لامذہب غریق دریاے ضلالت اپنے کیے سے منفعل ہو کر کہیں يَا لَيْتَنِي كُنتُ تُرَابًا اگر اب بھی لامذہب باطل پرست اپنی ہٹ دھرمی اور نادانی سے جو اس شدید بخار یہ کا

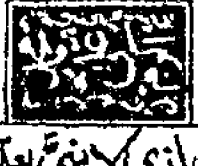
اور کسطرح تقلید کو تو رین سر عجز او ثمائین - کل وسکے احسانمند و ممنون ہین - اوسکے سامنے عاجز و سر نگون ہین - جسنے ذرا بھی سرکشی سے سر اونچا یا - ذلیل ہوا اور پچتایا - چنانچہ سابق مین سرکشان خود بین و بدگمان اسلاف متین نے ظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین تصنیف کرکے اپنی لیاقت غیر مستعیرہ کو ظاہر کیا - بزعم خود مجتہدان عالیشان پر غلطیون کا الزام دیا - جہال ناقص الیقین کو تیر ملامت و دشنام سے حضرات کبار کو اپنی بدتہذیبی کے نشانہ تیر ملامت بنایا - من عمل صالحا پر طعن و بعان کیا - تیرسوین صدی مین لعن آخر ہذہ الامۃ اولہا کے مضمون کو بیان کیا - چاند پر خاک ڈالی اپنے منہ پر آئی کیا فائدہ ہوا بقول شخصے لکل فرعون موسی ولکل دجال عیسی - بعونہ تعالی عز شانہ فاضل جلیل عالم نبیل صاحب طبع وقاد و ذوالایادی مولوی محمد منصور علی خان صاحب مراد آبادی نے کس متانت و دیانت سے جواب دیا ہی - اور کیسے عمدہ طرز سے مہذبانہ دلائل پیش کرکے خصم کو قائل کیا ہی - ماشاء اللہ کیسی کتاب مستطاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین تالیف فرمائی کہ جسکے دیکھنے سے سرکش وہابیون نے گردن جھکائی - حق تو یہ ہی کہ فاتوا بسورۃ من مثلہ کی تفسیر کبیر ہی - کہ ہر دلیل اوسکی برہنہ شمشیر ہی - ہر سطر اوسکی خصم کے واسطے تیر جگر دوز ہی - اور ہر نقطہ اوسکا مکذبین کیلیے شعلہ جان سوز ہی - کتاب کیا ہی دستور العمل اہل سنت ہی کہ ہر ہر نقطہ اوسکا تیرہ دلون کے واسطے چراغ ہدایت ہی حق تعالی اس کتاب سے مقلدین کے دلون کو پر نور کرے اور غیر مقلدون کے تعصب و نفسانیت کو دور کرے - آمین ثم آمین - حررہ خادم الطلبہ ابو الغفار محمد عبد المجید غفر اللہ الوحید ابن مولانا المولوی الحافظ ابی الخیار محمد عبد الحلیم علیہ رحمۃ اللہ الرحیم الغفور عفی عنہما



هو الحکیم الحلیم

حامدا للہ المجید الحمید - ومصلیا ومسلما علی رسولہ الوحید - وآلہ الکرماء - واصحابہ الرحماء - ومن تبعہم باحسان الی یوم الدین - من الائمۃ والمجتہدین - سیما امامنا الاعظم - ومقدمنا المکرم - قطب دائرۃ الشریعۃ والاحکام - ناظم نظام الملۃ والاسلام - سیدنا ابی حنیفۃ وصاحبیہ واتباعہ المتقین - جزاہم اللہ عنی وعن سائر المسلمین - خیر الجزاء - الی یوم البقاء - اما بعد یہ عجالہ نافعہ در غیر مقلدین مین ایک بہادر منشور ہی - ہر جملہ اسکا جملہ مخالفین پر منصور ہی - کیونکر نہو کہ فاضل تحریر عالم عدیم النظیر مشہور بین الاماثل والاقران مولوی محمد منصور علی خان صاحب کی عمدہ تالیف ہی - کہ درگزید و تصنیف ہی - جسکو رشحہ قلم نظر فقیر سراپا تقصیر کے دیکھنے مین آئی - فوائد سے معمور و زوائد سے خالی پائی - مضامین اسکے نہایت نفیس و عبارت اسکی بدرجہا سلیس - ہر سطر گویا شطر ہدایت ہی - ہر ہر بیان قامع ضلالت ہی - خداوند کریم اپنے فضل عمیم سے اسکو مقبول فرماوے - اور بحرمت آن حضرت علیہ الصلوۃ

ے تو برائے وصل کردن آمدی ✤ تو برائے فصل کردن آمدی ✤ نعوذ باللہ من ذالک
تالیف این کتاب بلا مکیست و مطالعۂ آن ابتلائے پروردگار عالم مومنین را ازان دور تر دارد
و از فضل خود ایشان را بثواب سازد ے از خدا خواہیم توفیق ادب ✤ بے ادب محروم شد
از فضل رب ✤ بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد ✤ بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد ✤ و ہر چند این فقیر
ازین وادی دور گذشتہ است کہ سیلان غوغائے طلبہ در آید و بمیدان لاونعم و جنگ و جدال با منکرین
پردازد و دوستان تکلیف این معنی بسیار رسیدہ اند لکن مرکب من چنان بالا رفتہ است کہ آواز این
اشعار نیز در انجا سمع ما را منحرف نشد لکن شغف این کتاب را پیش من دفعۃً آوردہ خواندن گرفت پس
در دل من چنان ریختند کہ نزدم و نزد احبایم بفضلہ تعالی اکثر کتب حدیث موجود ست جوابے
کافی تحریر کنم و مولف این کتاب را احادیث تمسک حنفیان کہ ہنوز آنرا نشنیدہ تبلیغ کنم کہ مسالک
حنفیان نہ آنچنانست کہ کدامی مسالہ را حدیثے نباشد بلکہ بر ہر مسالہ حنفیان و دیگر ائمہ حدیثی ست
ثابت و آیتی ست محکم کسے آنرا مے فہمد و کسے بے ادب آنرا بگوش نمے آرد و ہمہ ازین تردد و جمع
کتب و استنباط بودم کہ ناگاہ رسالۂ جواب ورد این کتاب مسمی بفتح المبین نزدم رسید اکثر جاہای
آنرا دیدم جوابے شافی در یافتم پروردگار را عادت مولفش بموجب واللہ فی عون العبد
ما کان فی عون اخیہ باشد۔ بر تمام اہل اسلام عموماً و بر حنفیان خصوصاً ادائے شکر مولف
ضرور ست کہ جوابے خوب نوشتہ اند ہر چند انچہ من مے نوشتم بطرز دگر میشد لکن این کتاب ہم
قابل استناد و لائق اعتماد ست اہل سنت را باید کہ بریں کتاب عمل نمایند و از مطالعۂ کلمات مبین
احتراز فرمایند فقط کتبہ المسکین خادم الحدیث و الرجال۔



محمد علی اکرم تعمدہ اللہ واساتذہ ووالدیہ برحمتہ ومغفرتہ۔

الحمد للہ الذی کفی وحدہ، والصلوۃ والسلام علی نبیہ الامی الذی لا نبی بعدہ،
وعلی آلہ الطیبین، واصحابہ الطاہرین، وعلی الائمۃ الاربعۃ المجتہدین المقبولین
کلہم اجمعین، اما بعد فقد اطلعت ما حررہ من المضامین، فی ہذا الکتاب الفتح المبین
فی کشف مکائد غیر المقلدین، فی جواب الظفر المبین، فی رد مغالطات المقلدین،
فوجدتہ احسن التصنیفات للمصنفین، واجل التالیفات للمؤلفین، وحسنتہ
حاویا علی تحقیقات المذاہب، وجامعا علی تدقیقات المذاہب، ورأیتہ موافقا
لما ہو فی الشریعۃ لاہل السنۃ والجماعۃ منصوصا علیہ، فینبغی لنا الرجوع عند

تحقیق بستہ کہ خصم بیچارہ اگر مضطر بانہ زبان بہ تحسین نکشاید چہ کند و براہین عقلیہ و نصوص قطعیہ چنان بکرسی قبول نشستہ کہ طاعن شرمسار آزادی خریدار اگر بجادۂ تسلیم و تقلید قدم نہ نہد بجز رود و سر جنید سعادت طلبان سوابق را از ضغطۂ تردد در ستمگاری رسیدہ و بحقائق دقائق کامگاری مگر محرومان مخالف را نیز تنفیح و تذلیل سد باب گستاخی و شوخ چشمی شدہ بوجہ تقلیل جنایت و امتناع منکر تخفیف عقوبت و توفیق نداست متوقع است پس شکر گفتنش بر مخالف و موافق واجب و من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ از آنجا کہ از کلمہ حق خموشیدن خصوصاً بوقت حاجت و استشہاد بحکم ولا تکتموا الشہادۃ ومن یکتمہا فقد اثم قلبہ امریست ممنوع میگوید سراپا معائب فتح محمد تائب کہ مضامین متفرقہ و مجتمعہ فتح المبین بچشم انصاف دیدم و بمیزان شعور و تحقیق سنجیدم و حاویش صحیح براہینش قوی حجاجش مسلم سعیش مشکور عملش مقبول یافتم واللہ اعلم



وعلمہ احکم۔ العبد المذنب فتح محمد تائب عفی عنہ

ہو العلیم الحکیم

الحق کہ این نسخہ نسخہ ایست پر تاثیر مثل در دفع مواد فاسدۂ مس قلب منکران تقلید بمنزلہ اکسیر مصنف علامہ انتصاراً للحق کہ خودش نیز اسم بامسمّی منصورست بر دہنوات و خرافات پوچ و باد رہوائے مؤلف ظفر مبین علم خامۂ انصاف در مصاف مخالفین سراپا اعتساف برافراشت و در دیدۂ حسد لا مذہبان کور باطن خاک مذلت انباشت جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء فی الدنیا والاخری و مشکر سعیہ الذی بذلہ لاحقاق الحق واہتداء الوریٰ۔



فقہ الفقیر الشہیر بحافظ فتح محمد فاروقی الحقیر۔ +

حامداً و مصلیاً

بعد تحمید علام الغیوب و پس توحید ستار العیوب و نعت سید الابرار و آلہ الاطہار و اصحابہ الاخیار کے اس احقر العباد و اصغر الافراد نے کتاب فتح المبین جواب باصواب ظفر المبین کے اکثر مقامات کو جو غور سے دیکھا تو جوابات عجیب مصیب کو مزیل اعتراضات و دافع مغالطات مؤلف ظفر مبین کے پایا اللہ تعالیٰ جزائے خیر مجیب لبیب کو عطا فرماوے اور ناظرین کو راہ راست تقلید سلف صالحین کی دکھاوے۔ حررہ خادم الشرع المتین محمد شمس الدین عفی عنہ



ہو عالم الغیب

اسمیں کچھ شک نہیں کہ مؤلف ظفر مبین نے محض نفسانیت اور تعصب کے فقہائے مجتہدین خصوصاً

الله تعالى من يتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيرا ٥
فكما يجب علينا الايمان والتصديق بكل ما جاءت به الرسل وان لم نفقه حكمته
فكذلك يجب علينا الايمان والتصديق بكلام الائمة الاربعة وان لم نفهم علته. فان قلت
هذا شرك قلت لا لانهم كانوا من اولى الامر واهل الذكر المعترفين المقبولين وقد
اوجب الله تعالى علينا اتباعهم بقوله اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم
فان الله تعالى قد عطف اولى الامر منكم على الرسول والمعطوف والمعطوف عليه في
الحكم مستويان. فاين الشرك في هذا الكلام سقيم. ان هذا الا يفهمك السقيم
وامرنا ان نسأل عنهم عما لا نعلم بقوله فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون. و
حدنا ان نرد المسائل اليهم ونثق باستنباطهم بقوله ولو ردوه الى الرسول والى اولى الامر
منهم لعلمه الذين يستنبطونه منهم. واخبرنا بان الائمة منا يهدون بنا بقوله وجعلنا منهم
ائمة يهدون بامرنا. فكيف لا يجب اتباعهم علينا. وكما لا يجوز لنا الطعن فيما جاءت
به الانبياء مع اختلاف شرايعهم. فلذلك لا يجوز الطعن فيما استنبطه الائمة المجتهدون
بطريق الاجتهاد والاستحسان مع اختلاف استنباطاتهم لانهم ما استدلوا و
ما استنبطوا الا بالحديث ومن الحديث وبالقرآن ومن القرآن. اما ان لم يجدوا
فيهما وفي قضية الصحابة رضي عنهم الرب المستعان. حكما من الاحكام او ركنا
من الاركان. فقاسوا ما قاسوا باتحاد العلة والبرهان. فصار هذا القياس اصلا
رابعا لنا بنص الحديث والقرآن. اما القرآن - فاعتبروا يا اولى الابصار - وغيرها
من الايات التي الفتها في كتابي تذكرة المذاهب لمطالعة الاخوان. واما الحديث
فعن ابن عباس قال اتى رجل للنبي صلى الله عليه وسلم فقال ان اختي نذرت
ان تحج وانها ماتت فقال النبي صلعم لو كان عليها دين اكنت قاضيه قال نعم
قال فاقض دين الله وهو احق بالقضاء. اخرجه البخاري - وعن ابن مسعود
ما راه المؤمنون حسنا فهو عند الله حسن وغير ذلك من الاحاديث التي جمعتها
في التذكرة فارجعوا اليها ان شئتم يا ايها الخلان. فهذه الائمة الاربعة هم
العلماء الذين قيل في تناتهم علماء امتي كانبياء بني اسرائيل. فاولئك هم
الامناء للشارع على شريعته من بعده فلا اعتراض عليهم فيما بينوه للخلق واتبعوه

یارب العالمین - حررہ العبد الفقیر محمد بخش عفا اللہ القدیر -



تقاریر مشتبہ و دستخط و مواہیر علمائے محرر و فضلائے مشاہیر شہر کانپور

ھو الفتاح العلیم

الحمد للہ وحدہ الذی صدق وعدہ ونصر عبدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ اما بعد اس کتاب لاجواب مسمّٰی بالفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین کو خاکسار نے دیکھا مؤلف علام نے اسکو نہایت تحقیق و صحت سے لکھا شاہد مقصود کو لالی متلالی نصوص آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے مزین فرمایا مضمون صدق مشحون جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا کا جلوہ دکھایا + دفع جدال و الزام الدا لخصام بوجہ احسن کیا + جواب باصواب دندان شکن دیا - دلائل عقلیہ و نقلیہ سے اسکو آئینۂ حق نما بنایا + صیقل براہین قطعیہ سے زنگ تعصب کو مٹایا + فی الواقع یہ قول منصور ہے + اسمین کلام حق مسطور ہے - حق سبحانہ و تعالیٰ اسکے مؤلف علام فطین فہام عالم عامل فاضل کامل مناظر بے نظیر متکلم نحریر والا مناقب مولوی محمد منصور علی خان صاحب مرادآبادی سلمہ اللہ الہادی کو جزاے خیر عطا فرماوے اور آفات دارین سے بچاوے جعلہ اللہ تعالیٰ کاسمہ منصورا وکان سعیہ مشکورا



کتبہ العبد الراجی مغفرۃ اللہ القوی محمد عبد الغفار اللکنوی ثم الکانفوری

ھو الملھم بالصواب

حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب فتح المبین کے شائع ہونے سے ظفر مبین پایۂ اعتبار سے ساقط ہو گئی اور اوسکے مؤلف محی الدین کی ساری وقعت جاتی رہی تمام لاہور اور بلاد ہندوستان مین فتح المبین کا ڈنکا بجا لامذہبون کی شکست فاش کا گھر گھر چرچا ہوا کہ اب مقلدین نے کتاب فتح المبین کا ایسا ہتھیار پایا ہے کہ جسکے مقابلہ مین غیر مقلدون سے کچھ نہ بن آئیگا اور جو کسی نے ذرا بھی چون وچرا کی تو مقلدون سے قائل معقول ہو کر منہ کی کھائیگا - حق تعالیٰ اس کتاب کے مصنف علامہ اور اسکے دیکھنے والون کو منکرین تقلید اور طاعنین فقہ پر ہمیشہ مظفر و منصور رکھے اور ان لامذہبون کے زور و فریب سے ہر وقت ہم کو دور رکھے - آمین یارب العالمین - حررہ العبد المذنب محمد لطف اللہ عفا اللہ عنہ عام الغدر - مہتمہ مدرسہ رحیمیہ



وقتاله كذا اخرجه الخمسة كذا في التيسير، وقد قال الله تعالى والذين يؤذون المؤمنين والمؤمنات بغير ما اكتسبوا فقد احتملوا بهتانا واثما مبينا، وكذلك من ضار الامام فهو ملعون لانه ضار مؤمنا وكل من ضار مؤمنا فهو ملعون فمن ضار الامام فلا شك انه ملعون، كيف لا وقد قال رسول الله صلعم ملعون من ضار مؤمنا او مكر به اخرجه الترمذي كذا في التيسير، وقد قال الله تعالى ان الذين يحبون ان تشيع الفاحشة في الذين امنوا لهم عذاب اليم في الدنيا والآخرة وكذلك من لم يوقر الامام فهو خارج من اهل الاسلام لانهم يوقرون الامام العلام وكل من لم يوقر كبيرنا فهو ليس من اهل الاسلام فمن لم يوقر الامام فهو ليس من اهل الاسلام، كيف لا وقد قال النبي صلعم ليس منا من لم يرحم صغيرنا ولم يوقر كبيرنا اخرجه الترمذي، فلذلك وقر الامام الشافعي عند زيارة قبره في بغداد، فارضاهما الله تعم عن العباد وهكذا اكلها في كتابي التذكرة، فيا ليت شعري چند ديوان چند المؤلف لتطفل المبين في رد مغالطات المقلدين، الذي اسلم جند عالم المسلمين، كما اسلم عبد الله بن سبا جند عالم المومنين، فاستفت عن نفسك، ولا تستفت عن غيرك، فهو كفاية لك، الم تر كيف هذى بشناعة الامام فيه فقال تارة ان الامام ما تلقى من احاديث الرسول الا سبعة عشر حديثا، وشنع عليه تشنيعا فاحشا، تقليدا للمتاخرين المتعصبين المعاندين، فيا عجبا مع ذلك ينكر التقليد لامام المجتهدين، وقال تارة ان الامام قد خالف الحديث والقرآن في مسائل فلان وفلان وعدها بالبيان، واحتج عليه بالاحاديث التي وافقت لما تهواه نفسه من الصحاح، واعرض عما استدل بها الامام المصاحب للفلاح تغيرا للمقلدين الصالحين، عن عمل الفقه للائمة المجتهدين المقبولين، وقال تارة ان الامام قد خالف في هذه المسائل الفلانية حديث الصحيحين، ليعلم الحمقاء والسفهاء ان الصحيحين قد كانا قبل الامام ارضاه الله تعالى عن جميع المومنين المقلدين، فلعله لا يعلم هو نفسه ولا مقلده بفتح اللام ان صاحبي الصحاح رجعا الى الامام كطالب العلم، لا بل كآحاد الرعية من السلطان الاعظم، كيف لا وقد قال الامام سفيان الثوري رحمه الله بمقابلة ابي حنيفة كالصيرفي عند الباذ، وايضا قال مخاطبا لابي حنيفة رحمه الله سيد العلماء، الا تعلم ان المسلم الشافعي

نظر عاقل مین مؤلف ظفر مبین جو صاحب شتم وسباب ہی جسکے نزدیک ایمہ ہدی کو برا کہنا ثواب ہی قابل عتاب اور مستحق عقاب ہی۔ کیونکر فتح المبین کی تعریف نہ کی جاوے مؤلف اسکا عمدۃ الاماثل مسعود علیہ بالاماثل ہر گزیدۂ اقران فخر دمان فاضل اجل عالم اکمل مقبول بارگاہ لم یزلی مولوی محمد منصور علی سلمہ ربہ العلی ہی۔ خداوند کریم حضرت مؤلف کو جزائے خیر عطا فرماوے اسکے مقابل کو عناد اور تعصب سے بچاوے۔ آمین ثم آمین۔ حررہ الاثم بخش مدرس مدرسۂ فیض عام کانپور



هوالملهم للصواب

مین نے اس کتاب کو جابجا دیکھا جواب شافی تو ہر جگہ پایا مگر بعض جگہ تو نہایت ہی عمدہ وندان شکن جواب دیا ہی آسمین عمدگی نفس جواب کے علاوہ یہ امر بھی لائق تحسین ہی کہ ایسے غیر مہذب وقت کے مقابلے مین مصنف علام نے تہذیب ومتانت کو نہایت دخل دیا ہی جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء



کتبہ العبد الفقیر الی اللہ الغنی محمد علی اصلح اللہ حالہ الخفی والجلی۔ فقط۔

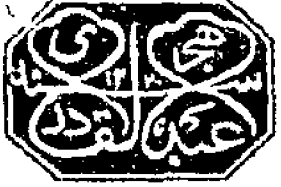
تقاریظ بلاغت مضمون وتقاریر فصاحت مشحون علمائے بریلی وبدایون

هوحافظ دین الاسلام

بعد حمد وصلوٰۃ کے واضح ہو کہ شریعت حقہ اسلامیہ مین اختلاف ائمہ صحابہ وعلما کا موجب رحمت حق سبحانہ کا ٹھیرا دیا گیا ہی اور احادیث کا اختلاف بھی بیان حلت وحرمت وغیرہ مین بخوبی ہوا ہی پس منجملہ ائمہ اربعہ مجتہدین اہل سنت کے جس مجتہد کی تقلید درصورت عدم طاقت اجتہاد کے کیجاویگی موجب نجات ہی اور اپنے نفس کی لذت کے واسطے حلال وحرام کو بدل دینا اور برے نام کبھی حنفی اور کبھی شافعی بنجانا محض خرافات اور طعن کرنا خاص کر حضرت امام صاحب پر سراسر گمراہی ہی کہ اجتہاد اور تقوی اور ورع اور تبحر آپکا مسلم جمہور ائمہ دین ہی آوسکا انکار کرنا وسوسۂ شیاطین پس اس زمانے مین گمراہون نے باتباع روافض کے جو رسائل طعن مسائل حنفیہ مین لکھے ہین وہ سب مطاعن یک قلم باطل ہین کہ احادیث واقوال صحابۂ کرام سے وہ سب مسائل ثابت ہین چنانچہ اہل سنت نے اپنے رسائل مین اسکی تحقیق کردی ہی خاصکر یہ رسالہ کہ جسکا نام نامی فتح المبین ہی جابجا میرے دیکھنے مین جو آیا تو مین نے اسکو تحقیق حق کے ساتھ بخوبی موصوف پایا۔ حق سبحانہ وتعالیٰ مصنف کو جزائے خیر عطا فرماوے اور گمراہون کو راہ ہدایت پر لاوے۔ کتبہ محمد عبد القادر بدایونی۔ عفی عنہ۔



مع قوة عدالتهم وايمانهم وفضلهم وعلمهم وورعهم وزهدهم وعفتهم وخوفهم من
الله تعالى ولا شك انه قد ثبت ان الامام الاعظم اتباعي اقربهم سندا الى الرسول
صلعم، واقدمهم تدوينا للمذهب، واكملهم ايمانا، واجملهم اسلاما، واعلمهم
علما، وافضلهم فضلا، واورعهم ورعا، واحسنهم دينا، فانصف في قلبك و
استفت عن نفسك، تعرف مثله في هذه الامور المعرفة من رواة الصحاح الثلاثة
عنه في الدرجة البعيدة التي قد شهدت بكذبها الاحاديث المذكورة، فينبغي لنا
العمل بالاحاديث التي استدل بها الامام، ولو ضعفها المتأخرون تقليدا لاكثر
المعاندين لذلك الامام الهمام، اولرؤيتهم التغيرات فيها لبعد الزمان وتداول
الايام، ولو لم يوجدن كلها في الصحاح، لما قال صاحبوها تركنا الاكثر من الاحاديث
الصحاح، فتامل في هذا الكلام فانه ادق الدقائق، واحسن الحقائق، قد زلت
فيه اقدام اكثر الخلائق، فلقد نبهتكم عليه يا ايها الاخوان، بنصرة الله المستعان
فان خصصتم وتدبرتموها ايها الخلان، فتجدوا كلها في كتب اهل الكشف والعرفان
والله اعلم بالصدق والصواب، واليه المرجع والمآب، هذا ما كتبه الحقير الفقير



المفتقر الى ربه المنير، خادم المقلدين محمد عبد القادر
غفر له ولوالديه رب العالمين، المدرس الاول للمدرسة
المحسنية في بلدة الجملي صانها عن الآفات هو العلي،

باسمه سبحانه، فما كتب مولانا المنصور على من الدليل والبرهان الجلي، كاف
لجواب غير المقلدين، الذين رأيهم غير متين، وينبغي ان يقال انه ذو الفقار على
لقطع براهين البنائيه، وصاح لادلتهم الواهيه، وجعل الله المنصور منصورا على
المفسدين، بمقتضى اقوال القائلين، لكل من اسمه



نصيب، وهذا شئ ليس بعجيب، الراقم غلام سلماني
العباسي عفا الله عنه في الدين، سوم مدرس مدرسة محسنية هو كلي

لله ونستعينه، اجمع سادات الفقهاء وفحول العلماء من السنة والجماعة على صحة
التقليد ووجوبه حتياطا لسد باب الفساد في الاركان الاسلامية، وتاليفا
لقلوب المسلمين في الامور الشريعية، فلا شك ان القول ببطلانه قول مجرب

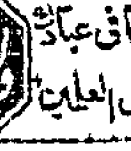
انکا اصحاب الرائے نام رکھا گیا ہی کشف ان وساوس وشبہات کا اگرچہ قرار واقعی اس ناچیز نے
اجوبۂ راضیہ اور مقدمۂ حواشی شرح وقایہ مین کر دیا ہی مگر اسوقت اوس سے قطع نظر کرکے صرف اسقدر
عرض پر اکتفا کرتا ہون کہ حنفیہ کی جانب ہر ہر مسالۂ خلافیہ وغیر خلافیہ مین نصوص قرآنی واحادیث
بکمال صحت وقوت متن وسند بکثرت موجود وموافقت مذہب امام احمد ابن حنبل کی جو مبنی
بر ظواہر احادیث وآثار ہی بمذہب امام الائمہ اکثر مسائل مین اول دلیل ہی مطابقت مذہب حنفی
کی ظاہر اخبار وآثار کے ساتھ خیر اس سب سے درگذریے تو جسطرح ہم عامیان بے دست وپا کو مسائل
اجتہادیۂ غیر منصوصہ مین بدون تقلید کوئی چارہ نہین ہی اسیطرح مسائل منصوصۂ خلافیہ مین بھی
بغیر تقلید امام کوئی صورت بطور استقامت ممکن نہین ہی یہ موازنہ ہر دو کفۂ جانبین کا اور رجحان
ایک پلے کا بنظر امعانی وعمیق در جملہ نصوص متعلقۂ مسالۂ بامراعات جمیع اطراف وجوانب مراتب
ومدارج از روے یقین وجزم ومراتب مختلفۂ ظن واسناد ومتن از روے رجال واضطراب
ودلالت واقتضا وصراحت واشارت وغیر ذلک حصدا نھین ایمۂ مجتہدین بالخصوص ربیعۂ مناسب
کا تھا جو بہمہ تن اسی نقادی اور پرکھنے مین بالکمال فراغ جہد در طرق اجتہادیہ تمام عمر اپنی جان
صرف کر گئے اور وہ بھی بوجہ سہولت اسباب وقلت آرا واختلاف وقدسیت وملکیت نفوس
وآلاف برکات وانوار قرب عہد نبوی یہ امر متعذر الحصول باراوۂ تائید وتفضیل دین محمدی اونکی
ارواح مقدسہ کو عنایت کر دیا گیا تھا ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ورنہ ذرا غور فرمایئے
کہ کتاب صحیح بخاری جو درباب صحت بعد کتاب اللہ الباری معدود ہی اوسکے رجال احادیث مین
بھی بکثرت کلام موجود اور انتقادات دارقطنی وغیرہ مشہور ومشہود ہان یہ کہیے کہ رجحان اوسمین
بجانب توثیق وتعدیل ہی مگر اختلاف مین شک نہین پھر اگر حدیث صحیح باصح الاسانید بھی ملجاوے
تو عمل اوسپر اوسوقت ممکن ہی کہ عدم منسوخیت اوسکی معلوم ہو اور کوئی معارض عقلی ونقلی
راجح یا مساوی موجود نہو ناسخ ومنسوخ کے علم کی یہ کیفیت کہ جسقدر اہتمام واعتناے شان اس
بارے مین بلکہ عامۂ ابواب مین کلام باری کا کیا گیا ہی اور مساعی بلیغۂ جلیلہ وجہود جمیلۂ جزیلہ
اسمین صرف کیے گئے ہین اوسکا عشر عشیر بھی دوسری شی مین نظر نہین آتا اور اس نظم معجز کے
نسخ تلاوت ونسخ حکم وغیرہ کی باتم تفصیل بحث وتفتیش کی گئی ہی تاہم جو اختلافات تعداد منسوخات
وتعیین ناسخ ومنسوخ مین بکثرت واقع ہوئے وہ کسیقدر مطالعۂ تفسیر اتقان سیوطی سے ظاہر ہین
پھر احادیث کا کیا حال پوچھنا ہی کہ تواریخ ارشاد کا علم تو اور چیز ہی شان ورود بھی اکثر مین نامعلوم

الى الحنفى دون غيره . شد دار الممتنع . لا فض فوه فانه كلما اجاب . قلت صاب

واجاد بما اراد . فهذا انعم الكتاب . وحبذا الخطاب . لمطالعة
اولى الالباب . منه محمد راشد اول مدرس مدرسة عزيزية حسينية هو كلى .

ثم بات دهياء . ان متوهية . لزمان قد زوروا القول تزويرا . وضلوا واضلوا كثيرا .
وعثوا عتوا كبيرا . مع انهم لا يفقهون الا قليلا . وتاهبوا لهدم دعائم الدين . وشمروا
لاستيصال نوائم اليقين . فويل لهم مما كتبت ايديهم وويل لهم مما يكسبون . و
تشبثوا بادلة كبيت العنكبوت . وتمسكوا ببراهين ضعيفة . فمثلهم كمثل العنكبوت . وان
اوهن البيوت لبيت العنكبوت . وعموا وصموا عن حجج بينة . وعموا وغووا عن محجة
واضحة . فهو كيوا من عشاء . وخبطوا خبط عشواء . ان اولياؤهم الا الطاغوت
يخرجونهم من النور الى الظلمات . فيا ليت شعري كيف تبادروا الى التشنيع والطعن
على الامام الهمام المقدام . اسوة الائمة الكرام . قدوة الانام . نبراس الملة
الحنفية البيضاء . ذى الاخلاق السنية والسناء . قامع البدعة . محيى السنة .
سراج الامة النبوية . صلى الله عليه وعلى آله واصحابه اجمعين وسلم . لله در
المجيب ما اجود ما اجاب . لقد جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا .
اللهم اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم من النبيين والصديقين
والشهداء والصالحين . ربنا اغفر لنا ذنوبنا وكفر عنا سياتنا وتوفنا مع الابرار .
بحرمة المقربين الكروبيين المعظمين لحبيبك ورسولك خاتم النبيين والمرسلين
صلى الله عليه وعلى آله واصحابه وسلم اجمعين . آمين .
ثم امين . منه ابو العلى عفى عنه مدرس مدرسة عالية بكلكته

من طعن على الائمة سيما على الامام الهمام مقتدى الائمة العظام . محيى
الشريعة خاتم الانبياء عليه وعليهم السلام امامنا وسيدنا ومولانا الامام ابى حنيفة
رحمه الله تعالى فمثله كمثل كلب ان تحمل عليه يلهث او تتركه يلهث . فلله در
المجيب العالم النحرير حيث افحمه مبسوط الجواب غاية الافحام . وشغله عن الرد



مر الجواب فقد اصاب
الا نجعلنا مع القوم الظالمين . ادخلنا فى عبادك
الصالحين . وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

طاری ہوگئی ہو کل جس سے مسائل امامین کچھ اختلال نہین ہوسکتا جیسا کہ شیخ عبدالحق بھی شرح
سفر السعادت مین تحریر فرماتے ہین بلکہ بعض متعصب نفس روایت امام سے اوس حدیث کو ضعیف
کہتے ہین نہ بروات ما بعد و نہ بروات ما قبل جیسے حدیث نہی قرارت فاتحہ خلف الامام اور فقدان ایسے
معارضات کا علم بدون احاطہ و تعلق کامل جمیع احادیث مرویہ صحاح و سنن و مسانید و مستدرکات
و مصنفات و معاجم و دیگر اصناف تصانیف حدیث علی وجہ الاستیعاب مع الامعان الکامل کے
نہین ہوسکتا جنہین سے آجکل کے محدثین اہل تخفیف کو اکثر کے نام بھی مسموع نہوئے ہونگے چہ جائے
معاینہ صورت چہ جائے عبور و مطالعہ باقی احاطہ استیعاب وراء وراء سپر غور کامل تو اور چیز ہی علاوہ ازان ایسا
مہیا بھی ہو تو حصر جمیع کتب اوس مقدار مہیا مین ممنوع بلکہ غیر ظاہر اور بفرض محال وہ حصر بھی مسلم تو
حصر جمیع احادیث صادرہ کا اس مجموع مین کیا ثبوت کل متفرقات کے بحیثیت لا یشذ عنہ شئی مکتوب و مدون
ہونے پر کیا دلیل و برہان قائم ہی متحمل ہی کہ مثلاً امام کو وہ حدیث پونہچی ہو جو امامین غیر مدون ہی پھر ہماری عقل
بلا وجہ ثبوت جانبین فیصلۂ مقدمہ کر دینے پر کسطرح قادر ہوسکتی ہی یا کسی جانب کو ترجیح دیسکتی ہی اور ایک
قسم معارض نقلی کی یہ ہی کہ یہ مضمون خبر کسی حدیث مشہور القوی یا اقوال و تعامل و عمل درآمد صحابہ یا مذہب
راوی کے صراحۃً مخالف ہو یا بروایت واحد فیما یعم بہ البلوی یا متعلق اجرای احکام وحدود و باعدم علم
خلفای راشد ہو یا باوجود اہم فرائض عامہ و احکام ضروریہ کے غیر مشہور و مستفیض فیما بین الصحابہ ہو اور
سوا اسکے اور بہت وجوہ ہین اور ایک قسم معارض نقلی کی یہ ہی کہ اجماع یا مقتضای اجماع کے خلاف ہو
اور ایک قسم یہ ہی کہ باوجود روایت غیر فقیہ کے جمیع اقیسۂ ظاہرۂ شرعیہ کے منافی ہو پھر ان سب معارضات
اور ہر معارضے کے جمیع انحاء و اصناف کا احاطہ تام کرنا ہم بالنصاف آپ ہی سے پوچھتے ہین کہ اسوقت
یا اس سے کچھ قبل کسی سے ہوسکتا ہی پھر یہ سب اس تقدیر پر ہی کہ وہ حدیث قطعی الدلالۃ علی المعناہ
غیر متحمل تاویل و تخصیص ہو اور غالباً اگر احادیث معارضہ و مخالفہ حنفیہ کہین نکل بھی آئین تو تاویلات
کثیرہ و معانی جمہ کے متحمل اور تخصیصات بسیار و احتمالات بیشمار اوسمین راہ پائے ہوئے کہ اگر مضامین
محتملہ غیر ظاہرہ ہی بوجہ کسی حدیث ضعیف منجبر بکسر متعددۃ الطرق قابل احتجاج کی وجہ سے اخذ کر کے
معمول بہ ہون تو اسکا نام مخالفت کوئی رکھ سکتا ہو بلکہ اگر بنظر اثر ضعیف غیر شدید الضعف ولا کثرۃ
الطرق باوجود قطعی الدلالۃ ہونے کے بنظر تطبیق بین الحدیثین معنی متحمل غیر ظاہر حدیث قوی کے لیے
جائین تو اسکا نام بھی مخالفت حدیث نہین ہی ہان اگر ہو تو مخالفت ظاہر پھر دیکھنا ضرور ہی کہ سکتے ہو
یہ کل مضمون عجالۃً وقت بالبداہۃ بر بناے لزوم عقلی و نقلی تقلید ہر کہ فیہ باشد متعلق بجملہ مسائل قیاسیہ

سے مظفر و منصور ہی اور شک شبہہ و احتراض
سے دور ہو جزی اللہ سبحانہ عنا المؤلف الفاضل
خیر الجزاء - مرقوم ۱۶ ربیع الثانی سنہ ۱۳ ہجری
حررہ الراجی الی رحمۃ ربہ المنان طراز خان







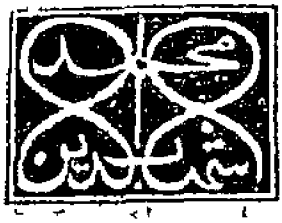
الجواب صحیح والمجیب مصیب
احمد بن قاضی الملک



سبحان اللہ اس کتاب کے دیکھنے سے
جلامی جسم و تنویر قلب حاصل ہوتا ہے



واقعی یہ جواب لاجواب
باصواب ہے۔ محمد عبد الکریم
عفی عنہ و عن اسلافہ



قد اصاب من
اجاب۔ محمد
شہاب الدین عفی عنہ



ابو المحامد سلطان محمود
الحنفی بن مولانا غلام قادر
الفاروقی عفی عنہما و
عن اسلافہما۔



صحیح الجواب
سید علی رضا المبین
کان اللہ لہ۔

یہ کتاب موافق مذہب اہل سنت و جماعت کے صحیح ہے۔ علی موسیٰ رضا عفی عنہ۔

تاریخ تصنیف کتاب مذا از تازہ اختراعات ناظم نکتہ دان شاعر فصیح اللسان کاشف مکائد لامذہبان قاطع مطاعن بابیان حافظ فتح محمد صاحب فاروقی حنفی دہلوی متخلص بہ مقلد

نہ کیونکر دو جہانمین ہو ذلیل اور خوار لامذہب	برا کہتے ائمہ کو ہین یہ بدکار لامذہب	بحالا ہو نیا اک پانچوان لامذہبی مذہب
ہین چار مذہبون کے نام سے بیزار لامذہب	خصوصاً ہی انھین انکو امام اعظم کے مذہب سے	مگر سب شیخ نجدی کے ہین پیرو کار لامذہب
نہ دست کرتے ہین ہرگز بتقلید ائمہ کی	مقلد کہتے ہین لے دے کے اوزار لامذہب	بدی دن رات ائمہ کی نہین کرتے ہین لیکن
گنا ہو تو یہ پھر کرتے ہین سر پر بار لامذہب	فقیہون کی برائی کرکے بہکاتے ہین لوگون کو	بلاشک ہین شیاطین کے رفیق اور یار لامذہب

الچشتی النظامی المذاقی کان لہ الہادی الباقی العزیز الحکیم بن سید ملی لولد مولائی الماجد-
ذی العز والجاہ الحافظ علی اسد اللہ الحاجہ الرئیس القادری المجیدی الصدیقی المحمدی الارشدی
البدایونی سلمہ اللہ تعالی وابقاہ وزادنی فضلہ الجسیم - یوم الاربعاء الثامن عشر من اولی الجمادین
والمائۃ الثالثۃ بعد الالف من ہجرۃ رسول الثقلین صلی اللہ
تعالی علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم احسن التسلیم ؛





عبدہ العجاز احمد نوشہ
مذاقی شیخوپوری عفی عنہ

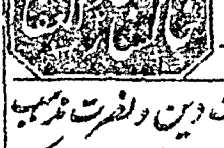


ھذا التحریر صحیح خادم القوم السید
عنایت احمد نقوی بن السید مظہر احمد البدایونی

غضب ہی جودت طبع مصنف ؛ لکھون کیا مدحت سحر البیانی ؛ جو ہوتی نیلگون ورقون پہ تحریر ؛
تو کہتا مین کتاب آسمانی ؛ - سبحان اللہ مضامین ہین یا گلدستہ ریاحین - طبع کی روانی ہی یا جادو
بیانی - جو مضمون ہی یکتا ہی جو طرز ہی وہ نرالا ہی - ہر جواب لاجواب - ہر اعتراض زبان عدو پر مقراض
تحقیق وتدقیق مصنف علام قابل داد - جسمین طعن وتشنیع کا پورا پورا انسداد آلہی
یہ ایجاز بیان اہل خرد کے واسطے بہار ہو کج فہمون کے حق مین کھٹکتا ہوا خار ہو



حامدا ومصلیا - فتح المبین کتاب بہت ٹھیک اور باصواب ہی - جو اسکے مطالب حقہ کو نمانے دونون
جہان مین خراب ہی - یہ تحقیق وتدقیق بن پڑنا ابو حنیفہ کوفی صوفی کی کرامت ہی -
جو اسپر بھی نہ سمجھے اوسکی یہان ذرہ پردہ اور وہان ظاہر اشاعت ہے فقط



نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم - حضرت مؤلف فتح المبین کی سعی وحمایت دین ونصرت مذہب
مقلدین کا دل وجان سے شاکر ہون - خواہ غائب ہون خواہ حاضر ہون - ان غیر مقلدون کی
طرف سے خصوصا منجانب مؤلف ظفر مبین محی الدین کہ درحقیقت محیت الدین ہی جو زبان درازیان
اور دریدہ دہنیان نسبت ائمہ مجتہدین اور علماے مقلدین کے معرض ظہور مین آئین سب کا
جواب باصواب بدلائل احادیث وقرآن کے اس کتاب مین مذکور ہی اور ہر طعن کا دفعیہ نہایت تہذیب
کے ساتھ بحوالہ کتاب وسنت مسطور ہی مصنف علام نے تحریر جوابات مین منصب حفظ مراتب کا بخوبی
ادا فرمایا فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم وہ جسکے دیکھنے سے ہر ایک کی آنکھون مین
ہدایت کا نور آیا ان لامذہبون کا فتنہ وجال کے فتنے سے کم نہین ہی انمین سے دشمن مقلد تو
دشمن دین ہی بلکہ ایسے دشمنون کا دوست بھی مصداق من لم یرض بکفر فقد کفر ہی مسلمانون کی صورت
مقلدون سے کدورت لاحول ولاقوۃ جو ان تقلید کو چھوڑ لامذہب ہو گئے - ادہر کے نہ ادہر کے

مصنف اوسکا ہو اگر نہ دیدار امرتسر — خلاف نفس و ہوی کو کیا حلال آخر — ہو اسکو تیاب کہتے ہین دل لامذہب
کیا بتلائون دل اللہ میر بھی سید ہر کہ ہو وہ پاد ادب دین نہ بخارا لامذہب — زیارت سے مزار پر منع کرتے ہین
کہ قبر شیخ نجدی کی ہین مرجع و زوار لامذہب — کہے جو رسول اللہ پر شرک اسکو کہتے ہین — پہنتے ہین مگر خود شرک کا زنار لامذہب
وہی یہ کام کرتے ہین کہ جو کچھ انکا جی چاہے — کرین عترت کی ملت اور ملت کی کرین عترت
کرانے گھر مین بیٹھے ہین نہ مختار لامذہب — کہین دھینے جلا بینگے و ہنیا لامذہب
کبائر ہون بہا انکی لیکن ہین جہان مولد — دعا کرای مقلد حق تعالے سے یہی ہر دم
کرین خود اپنی بے دینی پر استغفار لامذہب — رہے باقی نہ کوئی نام کو ورنہ لامذہب
بجای مبلغ اس فتح المبین کی فتح کا ڈنکا — کہاں آسا جلین گے آتش بغض و عداوت مین
جو دیکھین سنین یہ چپ پڑے اشعار لامذہب — مسلمان نام کے ہین پر نہین سید لامذہب
مقلدہ نکے اس تاریخ سے خندان شمائل گل — مقلدے اور اکابرون اور سید کو دہائی ہے

الہی تا سیح اسکی ہین بڑے مکار لامذہب

ایضاً نتیجہ ریز قلم بلاغت رقم سخن سنج فائق مولوی عبد الخالق صاحب لائق

امام زمان مخرج دین بو حنیفہ — کہ کامل بشرع آمدہ بلاغ اکمل — شدہ معترض بروی از راہ بطلان
کردہ ہے ناقص خیالان ارذل — بنام ایزد این نسخہ تصنیف گشتہ — پئے رد لامذہبان مضلل
بتحقیق و تدقیق فکر مصنف — دقائق شد آسان مسائل شد حل — بتاریخ آن در قم کلک لائق

تواریخ — جوابات دندان شکن شد مدلل — طبع

از تازہ فکر علامہ افاضت مآب مولانا محمد منصور علی خاصہ صاحب مصنف ہذا الکتاب عم فیضہم

محمدہ ربنا و نصلی علی — سیدنا الخاتم للمرسلین — بحمد اللہ الآن لرد الکفر
قد طبعت نسخۃ فی مبین — للحنفیتین بدت نصرۃ — ان لہم ذلک حبل متین
رنین بفقہ وحدیث وانی — رد علی المذہب لامذہبین — فحصل الفتح لنا بالحدال
ایدنا اللہ علی المفسدین — جاء کہیعص المصنف تاریخہ — انا فتحنا لک فتحا مبین

از نتائج فکر علامہ وحید مولوی حافظ محمد عبد الحمید از علمای دار العلم و العمل فرنگی محل

بنام ایزد این نسخہ مطبوع شد — بطبع غریب و بصنع عجیب — بود نام نامیش فتح المبین
زتصنیف محرر چنین ارسیا — باوصاف ہر علم و فن متصف — مفسر محدث فقیہ و ادیب

ملخصا من قولہ تعالی انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر ویتم نعمتہ علیک ویہدیک صراطا مستقیما

عن المقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالی عنہ سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین انہ سیاتی ناس یجادلونکم بشبہات القران فخذوھم بالسنن فان اصحاب السنن اعلم بکتاب اللہ رواہ الدارمی عن عمر بن الاشجع اے عزیز اسی گمراہی کی شامت ہی کہ وہ پیٹ بھر ابیفکر اپنی مسند پر تکیہ لگائے بیٹھا ہی جب اوسے حدیث پونہچے کہتا ہی ہم یہ حکم قرآن مین نہین پاتے قاتلھم اللہ انی یؤفکون ○ جان اے برادر ایسا ہی ہوتا تو عیاذاً باللہ حضرت حق سبحانہ وتعالی کا یہ ارشاد ما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا جو تمھین رسول دے وہ لو اور جس سے منع کرے باز رہو محض لغو تھا لہذا حضور سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین نے قرآن کے مجملات کی تقریر مشکلات کی تفسیر محتملات کی تعیین مبہمات کی تبیین مطویات کا اظہار مخفیات کا اسفار فرمایا اور وجہ شریعت غرا وبیضا سے نقاب وحجاب کو اوٹھایا فصلی اللہ تعالی وسلم علیہ وعلی الہ قدر جاھہ وجلالہ وفضلہ وکمالہ یہانتک تو صحابہ کرام ومحول مجتہدین کی تسکین ہوئی کہ حضور پر نور صلے اللہ تعالی علیہ وسلم ایسا فرماتے تو ان اراکین ملت واساطین شریعت کا ذہین ثاقب فکر صائب بھی دامن ادراک سے کوتاہ دست رہجاتا اسلیے ارشاد ہوا یعلمھم الکتاب والحکمۃ یہ نبی اونھین کتاب وحکمت سکھاتا ہی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کتاب عزیز خود سمجھ مین آسکتی تو تعلیم کی کیا حاجت تھی مگر ابھی احادیث کی غیر فقہا وصحابہ کرام کے حق مین وہی کیفیت تھی جو قرآن عظیم کی صحابہ وفقہا کے سامنے لہذا سید سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالی عنہ کہ اجلہ ائمہ محدثین وشیوخ بخاری ومسلم سے ہین ارشاد فرماتے ہین الحدیث مضلۃ الا للفقہاء حدیث گمراہ کردینے والی ہی مگر مجتہدون کو امام عبد الرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہین السنۃ المتقدمۃ من سنۃ اھل المدینۃ خیر من الحدیث اہل مدینہ کی سنت سے قدیم روش حدیث سے بہتر ہی سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہین العمل ثبت من الاحادیث تابعین مین کچھ لوگون کو اونکے خلاف پر حدیثین پہونچتین تو فرماتے ما نجھل ھذا ولکن مضی العمل علی غیرہ ہمین یہ حدیثین معلوم ہین مگر عمل تو انکے خلاف پر ہوچکا ہی محمد بن ابی بکر بن جریر سے جب اونکے بھائی کہتے لم لم تقض بحدیث کذا تم نے فلان حدیث پر کیون نہ حکم دیا جواب دیتے لم اجد الناس علیہ مین نے لوگون کو اسپر نہ پایا کل ذلک نقلہ الامام العلامۃ ابن الحاج فی مدخلہ لاجرم تقلید کی ضرورت ہوئی اور اوسکے وجوب مین کسیطرح کا کلام نرہا اور کیونکر نہوگی حالانکہ

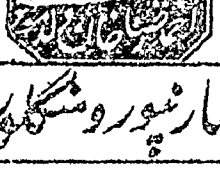
فوج عدو کو ہند سے رنگ تک ہٹا دیا | ناپون سے ننگ خار کی میدان جنگ میں | مانند نقش پا کے ہر اک کو مٹا دیا
اب ہمکو ان کی الفت سے خوف کچھ نہیں | اللہ نے تو فتح کا تمغا دلا دیا | ڈنکے کی چوٹ ہمنے تو اس نظم زر میں
ملکار کر شکست کو انکی سنا دیا۔ | تھی فکر سال عیب سے آواز آگئی | فتح المبین سے فتح کا ڈنکا بجا دیا

ولہ تاریخ تصنیف مشتمل بر صنعت ذو بحرین و ذو قافیتین و ذو تجنیسین

۲ عمل این نسخہ نصرت شکفت | مے وزد از مذہب منصور باد | سر زدہ چون امر حق از حرف داد
زد دلم از جستن منصور باد | مصرع سالش زدہ تکلم رقم | نصرت حق جایے منصور باد

مقلدین ملت حنیفہ و متبعین سنت شریفہ پر واضح ہو کہ جو مجتہد لا مذہبان بنجاب متحرف جاوے اصوب طالبان ایمہ مجتہدین مولوی غلام محی الدین نے ایک کتاب ظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین ایسے سخت الفاظ خلاف تہذیب کے ساتھ لکھی تھی کہ جس سے تمام مقلدین ہند کا سواد اعظم جوش میں آیا اور منصفین معین میں ہمارے نفس کی آزادی نے قدم جمایا تو چار و ناچار سے دفع فساد بین و رفع عناد مبین کے عالم اہل انصاف کے بدل جناب مولانا احمد منصور علی خان صاحب مراد آبادی شاگرد رشید علامہ وحید جناب مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم نے اس کتاب کو تصنیف فرمایا اور بعنوان تاسیہ انصافانہ بغیر تعصب کے حدیث و قرآن کے دلائل سے ہر اعتراض کو اور حنفیہ کے ہر مسئلے کا اخذ کتاب و سنت بتایا بعد کے اس سنہ اعنی محمد عبد الحکیم حنفی اس کتاب کو تا ہندسہ (۳۴۴) تک دو ورق تمثیل کے مع نجم العلوم فرنگی محل میں باجرت سنگ چپوا کر اسے نقد بتی و اعتبار کے جا بجا بلا دہند و ثنا و حرمین شریفین میں سما گئی کے پاس بھیجا باوجود اس سعی بلیغ کے سرگروہی کے دو برس کا زمانہ سیر مہین کرانے اور تدریطین لکھوانے میں گذر گیا بہر حال تا تمامی سے نہ رہا دیں ایک مدت تک مطبع دیگر میں چھپتا رہا آخر بفضلہ تعالیٰ شرف ورکیشہ باہتمام اس مجموعہ کی تکمیل ہوگئی اور بنظر تقویت دین متقدمین مقلدین قیمت اسکی مع محصول (چہ) رکھی گئی اور چونکہ حق تصنیف اس کتاب کا مصنف صاحب معوف سے بطریق ہبہ حاصل کیا گیا ہے لہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ کوئی صاحب اس کتاب کے چھاپنے کا قصد نہ فرمائیں ورنہ بحکم کتاب جرم حق تلفی حسب قانون ایکٹ (۲۰) ستہ ۱۸۶۷ء ماخوذ ہو کر اپنے کئے کی سزا پائیں اور ثمانین ہاں جملہ نسخے مطبوعہ مون مقامات مندرجہ آخر کتاب سے منگا لیں

وتلقی امت بالاقتدا بہرہ وافی ملا وہ اوپر ایک خاص فضل الٰہی تھا یہانتک کہ صدہا سال سے فرقۂ ناجیۂ اہل سنت انھین کے اتباع مین منحصر اور انھین کے اتباع پر مقتصر ہی کما اثر العلامۃ الطحطاوی فی حاشیۃ الدر محروم اور سخت محروم ملوم اور پورا ملوم وہ بے برکت بے سعادت خود ہی پسند بے قید و بند جو ان حضرات مین سے کسی پر معاذ اللہ بحکم عناد و طینت فساد ادنی تشنیع کرکے اپنی زبان کو آلودۂ ہزار خباثت کرے یہ سب ائمۂ رشد و ہدی ہین اور ان سب کے پیرو سالکان راہ خدا جزاہم اللہ عنا خیر الجزاء علماے دین تصریح فرماتے ہین کہ حضرات ائمۂ مجتہدین اماتنا اللہ علی حبہم و اتباعہم بالیقین تمام اولیاے باقیین سے افضل و اکمل ہین قال سیدی عبد الوہاب الشعرانی رحمہ اللہ تعالی فاعتقادنا ان کامل الصحابۃ والتابعین والائمۃ المجتہدین کان مقامہم اکبر من مقام باقی الاولیاء بیقین پھر انسے عداوت ملک جبار قہار جل جلالہ سے لڑائی باندھنا ہی قال ربنا تبارک وتعالی فیما یروی عنہ نبیہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم من عادی لی ولیا اذنتہ بالحرب رواہ البخاری جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھیگا مین اوس سے لڑائی کا اعلان کردونگا۔ اف ری ہمت ان لوگون کی اور بل بے جگرے ان بہادرون کے جو خدا سے خم ٹھونک کر لڑنے کو طیار ہین ربنا نسألک حسن الادب مع جمیع اولیائک امین اللہ تعالی اس کتاب مستطاب فتح المبین کے مؤلف کو جزاے خیر کرامت فرمائے کہ اونھون نے دشمنان دین کی سرکوبی فرماکر قلوب مومنین کو شفا اور صدور منکرین کو زیادت غیظ و شقا بخشی فرحم اللہ من شفی و اشتفی و اغنی و کفی والسلام علی من اتبع الہدی۔ قالہ بفمہ ورقمہ بقلمہ عبدہ المفتاق الیہ الکل علیہ عبد المصطفی احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی اصلح اللہ احوالہ وجعل الی خیر مآلہ وبمثلہ لکل مؤمن و مؤمنۃ امین ثم امین برحمتک یا ارحم الراحمین۔



عبارات مثبتۂ مواہیر و دستخط علماے دیوبند و سہارنپور و منگلور

باسمہ سبحانہ۔ بعد حمد و صلوۃ معلوم ہو کہ اس کتاب کو بندے نے اکثر مقامات سے دیکھا حق یہ ہو کہ بعض جا پر تو بہت ہی عمدہ لکھا ہی اور بعض مقام پر بقدر ضرورت جواب دیا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۸	۸	المتلیف	المتلف
۸۹	۱	لمال	کمال
〃	۲	نقاہت	کمال
〃	۱۰	ماتے تو	مانتے تو
۹۱	۱	تزہیہ	تنزیہ
۹۲	۹	التفصیل	التفصیل
〃	۲۱	اکثر	واکثر
۹۵	۱۹	قیتا	فیتا
۹۶	۴	اوس	اوس سے
〃	۱۶	دیوسے	لیوسے
〃	۱۹	سے	تے
۹۷	۱	ردکرنا	ردکرسے
〃	۵	الکانی باالکانی	الکانی بالکانی
〃	۱۴	یالبعد	اوربعد
۹۸	۱۱	تو	+
۹۹	۵	الجنون	المجنون
۱۰۱	۱۴	کہ	+
۱۰۲	۶	جو	+
〃	〃	آئی ہو	+
〃	۶	چونماز فجر	نماز فجر کے
〃	〃	مین آئی ہو	وقت میں آئی ہو
〃	۱۲	لکنتہا	لکنہا
۱۰۳	۱	ہو	ہو تو
〃	۲	ہوتی	ہوئی
۱۰۷	۴	او	اور
〃	۱۹	مَعَر	عَقِیرَہ
۱۰۹	۱۰	یدل	بدل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۹	۱۱	ویحل	یحل
〃	〃	شرب	شرمت
〃	〃	الطلاء	الطلاع
〃	۱۸	+	+
〃	۹	کاہو	کا
〃	۲۱	کھڑے	کھڑے
۱۱۳	۱۴	قبلہا	قبلہما
〃	〃	〃	〃
۱۱۶	۶	ابتدا	اشدہ
〃	۱۱	تذھوا	تذھبوا
〃	۱۶	لاتذکوا	لاتذکروا
۱۱۸	۴	نقل	النقل
۱۱۹	۲	ایسے تین جگہ	ایسا تین جگہ
۱۲۰	۸	ابو الزناد	ابو الزناد
۱۲۱	۱۴	لایکید	لایکید
۱۲۲	۱۴	مطق	مطلق
۱۲۳	۴	جو	جنون سے
〃	۱۵	ذلک لما	ذلک لہا
〃	۱۶	کانت	کانت
۱۲۴	۴	صاحب	+
۱۲۵	۱	قاذھوا	فاذھبوا
۱۲۹	۱۲	کو	+
۱۵۰	۱۲	مین ہی سے	ہی سے
۱۵۱	۹	کا	کے
〃	۲۰	پڑھی	پڑھتی
۱۵۲	۱۲	النحی	النحی
〃	۲۰	کیا	کہا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۳	۱۸	الآثار	اسانی الآثار
۱۵۴	۵	ہم	+
۱۵۵	۹	حدیث	حدیث
〃	۱۰	ظہیہ	ظہیر
〃	۱۸	اون	اوس
〃	۲۱	حدیث	حدیث
〃	〃	ہکر	کہ
۱۵۶	۱۷	نذر	نذر
۱۵۸	۹	سکے	+
۱۵۹	۱	ہین	اسی
〃	۹	ہرروز	ہر روز
۱۰۰	۷	مردیہ	مرویہ
〃	۱۶	دہ	اور وہ
۱۶۱	۱	تغریب	تغریب
〃	۲۰	جزا	جزء
۱۶۲	۵	فکل	قتل
۱۶۰	۱۱	کہ	+
〃	۱۸	ایجاب کے	کے
۱۶۱	۹	میاث	میقات
۱۶۲	۱۵	التہات	التہات
〃	۱۹	اسکو	اکو
۱۶۳	۷	کوئہ	کوئہ
۱۶۵	۱	ابن	ہبہ
۱۶۲	۴	حجت	حجت
۱۶۳	۵	کھلیان	کھلیان
۱۶۸	۱۱	اغسلہ	اغسلہ
〃	۱۳	الغلام	الغلام

من الذی قال صلی اللہ علیہ وسلم من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین اما بعد فقد طالعت ھذا الکتاب المسمّٰی بفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین وتاملت فیہ فوجدتہ حقا صحیحا وصدقا فصیحا بالاذعان والیقین قد سلک المصنف سلمہ اللہ تعالٰی مسلک ارباب التحقیق وابطل مکائدھم ومطاعنھم بتقریر انیق علی الاصول الراسخۃ للامام الفھام القمقام الذی ھو سراج لامۃ نبی اٰخر الزمان الشیخ المشہور بابی حنیفۃ نعمان۔ جزاہ اللہ عنہا وعن جمیع المسلمین۔ حررہ العبد المفتقر الی رحمۃ اللہ الغنی ابو المکارم المدعو محمد قاسم علی المرادابادی

حامدا ومصلیا ومسلما بندۂ حقیر نے کتاب فتح المبین کو چند جاسے بامعان نظر وغور کامل دیکھا تو الفاظ وعبارات بغایت درست اور جوابات اوسکے اعلی درجے کے نہایت خوبی پائے صحیح تو یہ ہی کہ یہ کتاب اپنی نوع مین لاجواب ہی مسائل فقیہہ کی احادیث نبویہ علی صاحبہا الف الف صلوۃ وسلام کے ساتھ عمدہ تطبیق دی ہی اور ہر ہر مسالے کا ماخذ کتاب وسنت سے خوبی کے ساتھ بیان فرمایا ہی اور بڑی خوبی اس کتاب کی یہ ہی کہ باوجود اس امر کے کہ فی زمانا ہذا مناظرات باہمی تعصب وتعند سے کم خالی ہوتے ہین۔ فریقین کی تحریرات مین افراط وتفریط تک نوبت پہونچ جاتی ہی مگر مؤلف کتاب موصوف عالم نبیہ ومحدث فقیہہ مولانا مولوی محمد منصور علی خان صاحب جعل اللہ سعیہ مشکورا ولازال ھو کاسمہ مظفرا ومنصورا کا کمال انصاف ہی اور غایت تہذیب کہ باینہمہ گستاخی وشوخی کلام مخالف کہ جسکی تحریر تعصب وعناد سے مالامال ہی اور بہ نشۂ تعصب اوس شخص نے سلف صالحین وایمہ مجتہدین کے حق مین زبان درازی کرکے اپنے کو فوارۂ لعنت بنایا ہی۔ لیکن مولوی صاحب موصوف نے انصاف کو ہاتھ سے نہین دیا اور بحکم ارشاد ہدایت بنیاد واذا مروا باللغو مروا کراما کے عمل کیا اور بطور جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا کے بھی اونکے حق مین لکھنے وکہنے سے اپنی زبان وقلم کو روکا بالجملہ یہ کتاب از جملہ مغتنمات ہی وداخل باقیات الصالحات۔ اللہ تعالی مؤلف کتاب کو جزاے خیر اور برادران اسلام کو توفیق عمل عنایت کرے۔ کتبہ بقلمہ خادم الطلبۃ احقر الزمن احمد حسن الحسینی الامروہی غفر اللہ لہ ولوالدیہ جمیعا۔ فقط

الجواب صحیح

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۸۴	۷	عجرہ	حجرہ
〃	۱۵	یحیی بن	یحیی بن
۲۸۶	۲	مثل	مثل
〃	۲۱	الصغیر	الصفیر
۲۸۷	۱	الحکم	اور حکم
〃	۳	ابو رومیہ	ابو روبہ
〃	۴	النحری	النحوی
〃	〃	سفیان	شاب ابو سفیان
〃	۵	السبعی	الشعبی
〃	۶	ابی	ابی الخارق ابو
〃	〃	علی	عدی
〃	۸	سی	اور علی
〃	〃	الزواد	الزراد
〃	〃	عمر	عمرو
〃	〃	بن عبید اللہ	+
〃	۱۰	محارذ	محارب
〃	۱۱	بن ابی طالب	بن حسین بن علی بن ابی طالب
۲۸۷	۱۱	مسلم	مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ
〃	۱۲	مخول	مخول
〃	۱۳	المحلی	البجلی
〃	۱۴	الشیم	الہیثم
〃	۱۵	الکندری	الکندی
〃	۱۶	ابی الجہیم	وابو بکر بن الجہم
〃	〃	ابو جناب	ابو جناب
〃	〃	ابو السوادی	ابو السوار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۸۰	۱۷	ابو العنبر	ابو یعفور
۲۹۱	۷	فحسن	فان
۲۹۲	۲۰	ابنہ	ابنہ
۲۹۴	۶	کثیرۃ	کثیرۃ
〃	〃	بناء کثیر	بناء کثیرۃ
〃	۸	[illegible]	[illegible]
۲۹۶	۱	شعر	اس نمونہ کا شعر
〃	〃	کہ تیری	تیری
〃	۱۶	حدیث	حدیث سے
〃	۱۰	او جلال الدین	جلال الدین سیوطی
۲۹۸	۱	فان	ان
۲۹۹	۱۴	[illegible]	[illegible]
〃	۱۷	قائل	قابل
۳۰۱	۱۳	تو	تو
۳۰۲	۸	امراۃ	امرأۃ
۳۰۳	۲۱	مومنون	مومنو
۳۰۴	۱۰	ہوتی	کرتے
۳۰۵	۱	ابیک	ابیک
〃	۳	فاعطیہا	فاعطیہا
۳۰۶	۴	استبعد	استبعدا
۳۱۲	۱۹	ابو حنیفہ	ابو حنیفہ کے
۳۱۳	۶	اعلام	علم
۳۱۶	۲	کہا	+
〃	۷	کہا	کہ
۳۱۷	〃	کفہ	فقیہ
۳۲۴	۵	[illegible]	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲۵	۷	علمہ	علقمہ
۳۲۹	۱۲	اگر	کہ
〃	〃	تو	تو
۳۳۰	۹	تو	سو
۳۳۱	۱۰	استذہ	استذہ
۳۳۲	۱۵	خوبیں	خوبیں
۳۳۳	۱۹	تو	اور
۳۳۴	۵	ضمرۃ	صبرۃ
〃	〃	معوذ	معوذ
〃	۱۱	ضمرہ	صبرہ
〃	۱۸	البخاری و	+
۳۳۴	۱۸	مابۃ	ماجۃ
〃	۱۹	والبخاری والترمذی	والبخاری والترمذی
۳۳۶	۹	سوئے	سوئے
〃	۱۳	وہ	وہ
۳۳۷	۱	الحداد	الحداء
〃	۴	ثلثا	ثلثی
〃	۵	الحداد	الحداء
〃	۱۳	حداد	حداء
〃	۱۰	〃	〃
۳۴۰	۱	یزد	یزر
۳۴۲	۱۰	مراد	مردی
〃	۱۶	یبیست	یبیست
۳۴۴	۱	العشاء	العشاء
۳۴۶	۹	بتر	بتر
۳۵۰	۸	او	اور



وتحلم بیجا باقی نرہے - جزاہ اللہ تعالیٰ عنا وعن جمیع المسلمین خیر الجزاء - فقط - العبد الراقم



حامدا ومصلیا ومسلما - فقیر نے کتاب فتح المبین کے اکثر مقامات دیکھے - تحقیق اوسکی قرین حق گوئی وانصاف ہے - اور مضمون اوسکا دور از اعتساف ہے - کتبہ العبد المذنب الاواہ محمد لطف اللہ عفی عنہ ابن مولانا الحاج مفتی محمد سعد اللہ غفر اللہ لہ -

بسم اللہ الرحمن الرحیم - الحمد للہ الذی خلق الانسان وھدی واوضح لہ بینات من الفرقان والھدی وجعل مساعیھم فی اخذ ناصیتھم الیہ شتی فیوفق من یشاء لما یحبہ ویرضی فیعطیہ الفہم والزکاء والفقہ فی الدین والتقی ویشرح صدرہ ویسرہ للیسری ویضل من شاء ان یھوی ویذلہ فی الدنیا ویخزیہ فی الاخری فیجعل صدرہ ضیقا حرجا کانما یصعد فی السماء ویسرہ للعسری والصلوۃ والسلام علی خیر البریۃ والوری افضل من اوحی الیھم ربھم وعلمھم شدید القوی من اطاعہ فقد اطاع اللہ ونجی ومن عصاہ فقد تاہ وھوی وضل وغوی وآلہ واصحابہ الذین ھم شموس براقع الترفع والعلاء واقمار ظلام الاسوی ونجوم الدجی وعلی من تبعھم باحسان المدی من المجتھدین وائمۃ الدین الذین لھم الدرجات العلی اتاھم ربھم من لدنہ ذکری لا سیما الاربعۃ الذین فاح من انوار ریاضھم القدس نفحات الانس والرضا فعطر مشام العالم وعرف عرفھم وشذی وظھر انوار مقباس حقایقھم وتجلی فضاء فضاء الخلق الی المنتھی وابرزوا کنوز الدقائق الاسنی فلا زال فلاح العالمین واسنی فمن امن بھم بان قلدھم باعیانھم فقد استمسک بالعروۃ الوثقی ومن اظلم واطغی فاعرض عنھم وابی فلعلہ باخع نفسہ علی اثارہ من اتبع ھواہ بما سعی ومقتم فی الاخسرین اعمالا الذین ضل سعیھم فی الحیوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا **وبعد** فان عادۃ اللہ قد جرت وسنۃ اللہ قد مضت فی حفظ دینہ وشرعہ امینہ فی کل زمان ومکان من بدء طلوع ذکاۃ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۵۹	۱۸	کل	اکل
۴۶۰	۱۹	هذه	علی هذه
〃	〃	یدخلون	یدخلوا
〃	۲۰	مساجدا	مساجدهم
		ولا یصاحب	ولا یصاحبوا
〃	۲۳	الیه	-
۴۶۱	۱۰	ان	انی
۴۶۳	۱	کر	۲
۴۶۵	۸	فاجتنا	فاستنا
〃	〃	المعادین	المقلدین
〃	۹	الحنلیفیة	الحنفیة
〃	۱۰	المخالفة	لمحالفة
〃	〃	شخصیا	تخصیا
۴۶۵	۱۲	العمل	بها
〃	۱۳	بالفقه	الفقه
〃	۱۴	القاس	الناس
〃	۱۸	فتونا	افتونا
〃	۲۰	قلوبنا	قلوبنا
〃	۲۱	هدا	هدا
〃	〃	ساء	ساع
〃	۲۲	اتباعه	اتباعه
〃	۲۳	انهم	انهم
۴۶۶	۱۲	بناء	ابنا
〃	۱۷	فیما	وفیما
〃	۲۱	المسورة	المشهورة
〃	۲۲	بقولها	یقولها
۴۶۷	۶	۔ نے	الله
〃	۸	طرق	طریق
۴۷۱	۲	پھنایا	پھنایا
۴۷۳	۱۱	مزل	مزیل
۴۸۰	۱۸	الکل	المتوکل
۴۸۹	۱	خیرا	بر خیرا
۴۹۰	۴	ببتغی	یبتغی
〃	〃	للاستقامة	الاستقامة
۴۹۳	۱	سبحانه	سبحانه
۴۹۵	۱۶	نفس	نفس
〃	۲۰	یسبئون	یسبئون
۴۹۶	۱۹	سفہاے	غیر فقہاے

تنبیہ متعلق بتنقید معترض - ناظرین اہل علم کو توحال جہالت و بے علمی مؤلف ظفر مبین کا معلوم ہی کہ اس غیر کو سوائے اردو کتابین دیکھنے کے عربی و فارسی دانی کی بالکل لیاقت نہین بلکہ اردو بھی ٹھیک نہین اسپر یہ دعوے کہ ہم فقہ و حدیث بھی جانتے ہین بھلا اس بات کو یار لوگ کب مانتے ہین جسکو صحیح لفظ تک بولنا نہین آتا وہ معنی کی غلطی کو کب سمجھیگا چنانچہ یہی ایک نمونہ اوپر ہی کہ جب لفظ (عقود فسوق) کا صفحہ ۴۶۲ سطر آخر ظفر مبین مطبوع سابق ۱۲۹۸ مین چھپگیا تو ہمکو گمان ہوا کہ یہ غلطی سہواً ہوگئی ہو کہ اس کتاب غلطنامے مین بھی صحت اوسکی ہوگئی لیکن جب پھر دوبارہ ۱۳۰۰ مین یہ کتاب چھاپی گئی تو وہی غلطی (فسوق) کی تاء سے صفحہ ۴۶۳ سطر ۱۱ مین بدستور سابق رہگئی اور طرہ یہ کہ دوبارہ غلطنامے مین بھی صحت اوسکی نہین کی تحت کیا خاک کرتے کہ مؤلف صاحب کو تو یہ لفظ اصطلاح غلط یاد تھا اور اسقدر آپکا مبلغ استعداد تھا پس ہنسے بھی اس کتاب کے صفحہ ۴۶۵ سطر ۱۹ مین بحکم النقل کالاصل کے تحت عبارت قال بعینہ اوسی لفظ غلط کو لکھوا دیا لیکن اس کتاب کے غلطنامے مین تصحیح اوسکی بجای تجہ کردی ہی تو یہ تو آپکی نثر کا حال تھا اب نظم کی نظم کا کمال سنیے کہ ملکہ دباندانی و موزونیت طبع تو خاک نہین شعر کہنے کو آندھی اور نظم پرچان دیتے ہین بلکہ حقیقت اس فن کی جان لیتے ہین چنانچہ ظفر مبین کی تاریخ مین یہ مصرع آپکا ع ثواب سو شہیدون کا نہین مفت ۔ کس قدر غلط ہی کہ باوجود جائز رکھنے اضافت تا جائز لفظ ثواب کے اردو کی طرف پھر بھی لفظ (کا) مہمل و بیکار ہوا جاتا ہی اور اگر ثواب کو بقطع اضافت پڑھین تو ناموزونی مصرع کا کچھ علاج نہین ع جزا نیکہ بد نزد خلق و خدا ۔ یا اطفال ۔ الا واے ہو ایسی شاعری اور شعر گوئی پر ہزارون بار نفرین اور لاکھون بار پھٹکار ہی بلکہ آسمین اپنی حماقت اور جہالت کا اظہار ہی

باسمه سبحانه

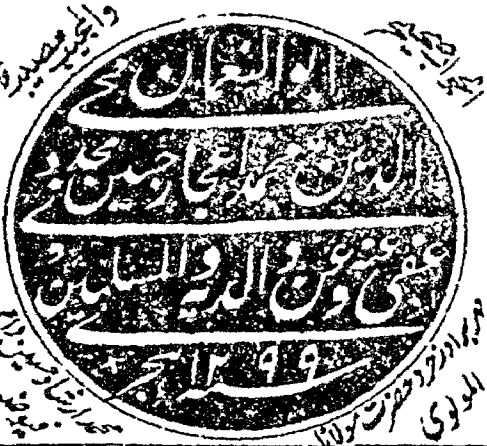
ان هذا الجواب حق صحیح صحیح والمجیب نجیح فقط



حامدا ومصلیا

اصاب من اجاب فجزاه الله خیر الجزاء عنی وعن سائر النظراء





تقاریر مستندہ وعبارات مصدقہ علمای مشاہیر وفضلای نحریر شہر دہلی

الحمد لله رب العالمین والصلوة علی سید المرسلین وعلی آله المجتبین واصحابه المنتخبین واتباعه المنتصرین وانصاره المجتهدین اما بعد فیقول الصدیقی السنی الحنفی محمد شاه اوصله الله سبحانه وتعالی شانه الی ما یرضاه کما کان نظام الانام باحکام الاحکام وکان احکام الاسلام بالعلماء الاعلام لان العلماء ورثة الانبیاء کما فی حدیث رواه احمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجة والدارمی وکان حکم الانبیاء والمرسلین ان من رای منکم منکرا فلیغیره بیده فان لم یستطع فبلسانه وان لم یستطع فبقلبه وذلک اضعف الایمان رواه مسلم وغیره من المحدثین وکان حکم الزمان ان الزمان السابق خیر من اللاحق بحکم حدیث خیر امتی قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم الحدیث متفق علیه حتی صار ترجمته هکذا کل یوم بد تر بحکم حدیث قال علیه الصلوة والسلام لا یاتی علیکم الزمان الا الذی بعده شر منه حتی تلقوا ربکم رواه البخاری حتی کان آخر الزمان اشد الاشد خرج طلاب الدنیا بالدین والدجاجلة الکذاب فیفترعون فی صور المشایخ والعلماء مسائل فاسدة وعقائد باطلة کما فی مجمع البحار فی بحث الدال بحکم حدیث فانه قال علیه السلام یخرج فی آخر الزمان رجال یختلون الدنیا بالدین یلبسون للناس جلود الضان من اللین السنتهم احلی من السکر وقلوبهم قلوب الذیاب رواه الترمذی وقال علیه السلام یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم بالاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا آباؤکم فایاکم وایاهم

مذہب مقلدین خصوصاً ایسے زمانہ فتنہ انگیز اور طوفان بے تمیزی میں کہ ائمہ مجتہدین اور فقہائے دین پر لعن و طعن کرنا ہر
ہی اور تقلید و فقہ کی نسبت ہر ایک کی زبان پر کفر و شرک و بدعت جاری ہو ماسوائے جواہر ہی مرتضیٰ کے یہ کتاب ایک تو
اکاذیب وہابیوں کے چند بکار اور ایک درہ ہی وہابیوں پر غالب آیا کہ اسمیں ہر طرح کی تحقیق مسائل شرعیہ متدولہ اہلسنت
فریق و توفیق احادیث متناقضہ و تطبیق اقوال متنافیہ و ترجیح مسلک مختار حنفیہ بدلائل معتبرہ و رفع تشویش و حروج
عن الفتین و تحریر ارادہ سعیدہ نصوص صریحہ و استدلال باحادیث صحیحہ مع تخریج و تصحیح اسناد و متن و توثیق و تعدیل رجال
و رد شبہات واردہ و اجوبہ احتمالات باردہ و تنقیح عبارات و توضیح اشارات کے جواہر کو کوٹ کوٹ کی بھر دیا ہی علی الخصوص اسکے
ضمیمہ تنبیہ الوہابیین میں عجب التزام کیا ہی کہ ہر مسئلہ میں مخالفت حدیث و قرآن کا غیر مقلدین کو الزام دیا ہی اور
اونکے دعوی عمل بالحدیث کو بالعکس کر کے دکھایا ہی اور ہر جگہ اونکو مورد اعتراض بنایا ہی یہ وہ تذکرہ مستند
و معتبر ہی کہ ایک مدت تک بلاد ہند و ستان اور مکہ معظمہ کے بڑے بڑے عالموں نے صدہا تقریظین اپنے مہرین کر دین چنانچہ مواہیر و خطوط علما کا دو سو سے زیادہ شمار ہی اور بطریق نمونہ یہ تاریخ طبع کی ہدیۂ ناظرین اول الابصار ہی

فتح البین کے طبع نے کس دھوم دھام سے
اس آفتاب طبع نے اوسکو بجا دیا
الزامی اجوبہ سے مصنف نے یکقلم
ہر مسئلہ کا شرع سے ماخذ بتا دیا
وہابیت کی بیخ کو یہیکا اوکھاڑ کر
میدان صفحہ تیغ زبان سب دکھا دیا
اتباع شیخ نجد نے کھائی ہی کیا شکست
فوج عدو کو ہند سے سر تک ہٹا دیا
ڈنکے کے چوٹ کہتی تواریخ اشاعتیز
اللہ نے تو فتح کا متعا دلا دیا

سارے جہانمین فتح کا ڈنکا بجا دیا
لامذہبوں میں اس سے بڑی کیا ہی کھلبلی
جتنے مطاعن انکے تھے سبکو اوٹھا دیا
سارے مسالک نہان کر دیے عیان
طبل و علم دوات و قلم لشکر سخن
اک دم میں سبکو تیغ دو دم سے بھگا دیا
پائی سزا خیال غلط کو بھلا دیا
ٹوپے سے خنگ خامہ کے میدان جنگ تیز
لاکار کر شکست کو انکے سنا دیا
تہی فکر سال غیب سے آواز آ گئے

لامذہبی کے آگ جو بھڑکی تھی ہر طرف
وہابیوں کو خواب گران سے جگا دیا
قرآن اور حدیث سے کیا کیا دیے جواب
سب انکے داؤ گھات کا خاکا اڑا دیا
طبل و علم دوات و قلم لشکر سخن
اک دم میں سبکو تیغ دو دم سے بھگا دیا
اس معرکہ میں مار دلیلوں کے مار کے
مانند نقش پا کے ہر اک کو مٹا دیا
اب ہمکو ان مخالف نفسی خون کہ نہیں
فتح البین نے فتح کا ڈنکا بجا دیا

غرضکہ یہ کتاب بصحت تمام باہتمام تمام مطبع بحر العلوم واقع دار العلم فرنگی محل لکھنؤ میں چھاپی گئی اور قیمت اسکے بنظر تقویت ناظرین و منفعت مقلدین بہت ارزاں رکھی گئی جو صاحب جاہیں مفصلہ ذیل سے قیمت مفصلہ بھیکر منگوالیں قیمت فی جلد (۴) مصول ڈاک (۱)

چوک لکھنؤ حافظ عبد الستار ناصر تاجر کتب۔ چوک لکھنؤ حافظ عبد الواحد خاں صاحب تاجر کتب۔ لکھنؤ مولوی محمد یعقوب صاحب مہتمم کارخانہ فرنگی محل
کانپور محلہ پکا پور محمد عبد الرحمن خاں صاحب مہتمم مطبع لقا۔ لاہور کشمیری بازار آلہی بخش صاحب تاجر کتب۔ کلکتہ محلہ کلنگہ کان نمبر ۱ احمد یعقوب صاحب تاجر
دہلی چاندنی محل عبد الرزاق و شیخ محمد صاحب تاجر کتب۔ عظیم آباد پٹنہ خواجہ کلان گوٹ حافظ دوست محمد صاحب تاجر کتب۔

اگر ایسا جواب باصواب نہ پاتے تو یہ جاہل لوگ اتراتے اور گلی کوچون مین بغلین بجاتے اللہ اللہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کو (کہ جنکی عبداللہ بن مبارک وکیع یحیی بن معین وغیرہم ائمہ حدیث مدح فرمائین اور جنکے وفور علم وکثرت قبول پر اونکے معاصر رشک مین آئین) یہ فرقہ (کہ جس نے تیرھوین صدی مین سینگ نکالے اور بجاطریقہ ٹیٹون کی آڑ مین شکار کھیلنا ہے یعنی عمل بالحدیث کے پیرایے مین آزادانہ خواہش نفسانی کو کام مین لانا کبھی پانچون نمازون کو بلا عذر ایک ہی وقت مین پڑھ لینا کبھی درصورت جماع بلا انزال بغیر غسل نماز ادا کرنا مال تجارت مین زکوٰۃ نہ دینا چاندی کے زیورات کو مرد کے لیے درست بتانا مطلقہ ثلاثہ کو بغیر حلالہ کے جائز کرنا ختم نبوت کا انکار کرنا حضرت عمر کو بدعتی کہنا حضرت علی وعباس وفاطمہ زہرا رضہ وابوبکر صدیق رضہ کو مصداق سباب المؤمن فسوق وقتالہ کفر کا بنانا عبادت تمام شب کو بدعت سیئہ قرار دیکر تمام اولیاے کرام وصحابہ عظام کو جو شب بھر یاد الٰہی مین مصروف رہتے تھے برا بتانا اکل شحم خنزیر کو آنحضرت علیہ السلام کی طرف منسوب کرنا انبیا علیہم السلام کی عصمت کا منکر ہونا وغیر ذلک من القبایح التی لا یحسن ذکرھا فی ھذا المقام) برا کہے اور ائمہ کرام اور اونکے اتباع کو (کہ جنھون نے کمال محنت وعرق ریزی سے قرآن واحادیث واقوال صحابہ کو درست کیا ناسخ منسوخ مطلق مقید کو مشرح فرمایا تاکہ بوالہوس لوگ قرآن واحادیث کو اپنی خواہش نفس کے تابع کرکے دین مین فتور نہ مچائین آزادی کے مزے نہ اڑائین) مشرک وتارک احادیث وقرآن قرار دیوین اور اپنی اس ہواے الحادی ونفس الدخالی کو عمل بالحدیث بناوین چہ خوب ؎ از صحن خانہ تا بلب بام ازان من ✦ وز سقف خانہ تا بہ ثریا ازان تو ✦ کیون نہو مخبر صادق نبی علیہ السلام نے اس گروہ کی ایک مدت پیشتر خبر دی تھی عن انس بن مالک وابی سعید الخدری عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سیکون فی امتی اختلاف وفرقۃ قوم یحسنون القیل ویسیئون الفعل یقرئون القرآن الخ حتی قال یدعون الی کتاب اللہ ولیسوا منہ فی شئی رواہ ابوداؤد یعنی انس سے روایت ہو کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ میری امت مین اختلاف پڑیگا ایک قوم ہوگی کہ اونکی باتین اچھی اور کام برے ہونگے قرآن پڑھین گے لیکن اونکے حلق کے نیچے نہ اوتریگا یہانتک فرمایا کہ قرآن کی طرف بلائین گے اور کسی بات مین میرے نہونگے۔ خیر اب مین ختم کلام کرتا ہون اور اس بحث کو تمام کرتا ہون۔

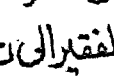
حررہ ابو محمد عبدالحق الدھلوی۔ مدرس مدرسہ مسجد فتحپوری دہلی۔

ویسا ہی اس قوم ہنود نے بعض علمای اسلام کو کہ جنکی خلقت ارض طین سے ہی اور درحقیقت وہ مقلد بال وجاہ کے ہین اپنے ڈھنگ پر لگالیا اور جیسے اوس قوم یہود نو مسلم نے ایکدم سے مسلمانون کو عقائد کفریہ یہودیہ تعلیم نہ کیے بلکہ رفتہ رفتہ اس سررشتے کو جاری کیا۔ اور بعض اونکے اس کام پر مسلط ہوئے کہ محبت اہل بیت کی فرض ہی حضرت عثمان کو قتل کرنا اجر عظیم ہی سو وہ اوسنے ظہور مین آیا بعض کو اس کام پر مامور کیا کہ حضرت عثمان کو حضرت علیؓ نے قتل کروایا اونھون نے شام مین جاکر حضرت معاویہ کو طالب قصاص خون خلیفہ برحق کا بنایا اور حضرت شاہ ولایت کا ناک مین دم کروایا بعض اس کام پر مامور ہوئے کہ عقیدے مسلمانون کے تباہ اور خراب کرین کسی نے یہ درس جاری کیا کہ حضرت شاہ ولایت کو نبوت ہوئی تھی جبرئیل سے وحی لانے مین خطا ہوئی بعض نے یہ تعلیم شروع کی کہ حضرت شاہ ولایت خود ذات خدا تھے اونھون نے قصہ ہی پورا کیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝ ایسا ہی اس قوم ہنود نو مسلم نے عقائد ہنود یہ کفریہ ایکدم سے مسلمانون کو تعلیم نہ کیے بلکہ اول مسلمانون کے دلون سے شان وقعت دین اسلام اوٹھانی شروع کی بعض اسپر تجویز ہوئے کہ اونھون نے مسلمانون کے دلون سے شان فقاہت کہ عبارت سمجھ کامل سے ہی اور وقعت فقہا کی کہ وہ اعلے درجے کے صحابہ اور تابعین تھے اوٹھادی یہانتک کہ تراویح بیس رکعت کی کہ سنت فاروقی ہی اور شرق سے غرب تک تمام مسلمانون کی معمول بہ ہی بعض اہل اسلام کے دلون سے اوٹھادی کہ اونھون نے اوسکو بدعت عمری جانکر آسانی نفس کے واسطے ترک کیا اور لباس رفض کا پہن لیا بعض نے یہ ڈھنگ اختیار کیا کہ علم صرف نحو فقہ عقائد معانی بلاغت تفسیر سب موقوف کروا کر فقط ترجمہ قرآن مجید کا لڑکون اور بوڑھون کو حفظ پڑھانا شروع کیا اور یہ لوگون کے قلب مین ڈالا کہ تحصیل علوم کرنے سے کچھ فائدہ دین کا نہین دیکھو تمام لوگ علم پڑھکر تباہ ہوگئے ہم تمکو فقط قرآن شریف کے معانی بتاتے ہین کہ اوس سے قیامت مین پوچھ ہی اور مضمون یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا کو قطعًا فراموش کیا بعض نے انمین سے ایسا امر خطیر اختیار کیا کہ اُولوالعزم علمای امت کی مذمت جیسے ایمہ اربعہ اور اتباع اونکے کہ اونھون نے جد وجہد تحقیق حدیث مین اپنے جان ومال کو سب قربان کیا اور اونکی کارگذاریان جناب باری عز اسمہ مین مشکور ہوئین اور وہ مقبول کافہ انام وجماہ اہل اسلام ہوئے) اس نہج سے کرنی اور گھسنی شروع کی کہ اونھون نے اپنے قیاس سے مخالفت کی حدیث رسول اللہ کی اور فقہ کی کتابین خلاف سنت کے لکھین چنانچہ اندنو

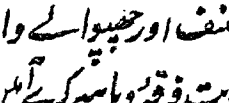
کیسی ہزیمۃ المبین بناتے ہین انتصار الحق کو کیا کچھ کم جانا آجتک جواب اوسکا نصیب نہین ہوا
اور جو کتب و رسائل مقلدین کی ہر چہار طرف سے ژالہ باری ہو رہی ہے اس فرقے کی سخت جان
ہے کہ نہین ٹلتی اگر کچھ بھی غیرت کو کام فرماتے تو مُنہ نہ دکھاتے اور اس ظفر المبین کے جواب جو
چند در چند ہوئے ملاحظے مین گذرے ہی ہونگے اب فتح المبین آپکو تحفہ بھیجی جاتی ہے قبول کیجیے
خدا کے واسطے انصاف کو ہاتھ سے مدینا اپنے ہر دھوکے کا جواب صاف صاف لینا اور
چھیڑ چھاڑ شعر اشعار سے کہ طرز عاشقانہ پر اس کتاب مین ہے دلیرانہ چین بر جبین نہ لانا میدان
استفاضہ سے ہرگز قدم نہ ہٹانا جا سکتا کوئی اوس بت خود کام تک نہین ✣ جاوے
اگر تو کام نہو کچھ نہ کچھ تو ہو ✣ دو چار گالیان ہی ہمین خط مین لکھ کے بھیج ✣ گرچہ دعا سلام نہو
کچھ نہ کچھ تو ہو ✣ چنانچہ مین نے چہل حدیث کو صحاح ستہ سے نقل کر کے بڑی امید سے تحفہ اس
فرقۂ نامبارک کو ارسال کیا تھا کوئی تو کچھ نہ بولا مگر رنجیت سنگھ عرف مولوی محمد سعید صاحب نے
وہ گالیان مجھے لکھین کہ اوسکے دیکھنے سے بے اختیار مجھے ہنسی آگئی اور اونکی تحریر سے
قطعًا معلوم ہوگیا کہ ہمشیرہ کا نکاح کرنا معیوب ہے مگر فرخی پر چلانا خوب ہے ایسا ہی جواب اس کتاب
کا ہوگا خیر اب وہ کچھ ہی لکھین مصنف صاحب یعنی مولانا منصور لے تو ایسے وقت مین یہ کہنا
اس فرقۂ ناصواب کے جواب مین لکھی کہ دور زمانے کا آخر ہے اہل مجلس اوٹھے جاتے ہین
جلسہ درہم برہم ہو چلا شمع اسلام سنبھالے رہی ہے باد مخالف کے جھونکے از حد چل رہے
ہین اوسمین بھی جماعت علما کے اتفاق سے اعدا کے دانت کھٹے تھے اور کسیکو کچھ بن نہ آتی
تھی جو سامنے آتے تھے اپنا سا مُنہ لیکر رہجاتے تھے اس فرقۂ ناعاقبت اندیش نے وہ
تفرقہ امت مین ڈالا کہ اپنے بیگانے ہوگئے دوست دشمن بن گئے بھائی کو بھائی قہر کی نگاہ
سے دیکھنے لگا عیادت و تعزیت سب موقوف ہوگئی حمایت و نصرت بھی کوچ کر گئی حسد کا
بازار گرم ہوا کہ ایک ایک کو دیکھ نہین سکتا وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ الغرض یہ
ایسی کتاب ہے کہ واسطے دفع تاریکی جہالت کے ایک روشن آفتاب ہے کتابے کہ رخشندہ
ذکائے ✣ کہ ذرہ ذرہ از وی پُر ضیائے ✣ ز خلاق جہان عرض من انست ✣ دہ فتح المبین
راہم لقائے ✣ مصنف را دہد روزی فراوان ✣ ز راحت روح ریحان ہم رضائے ✣ خدا منصور دارد مثل نامش ✣ بر اندیش بود
ازال بلائے ✣ بقلب منکر تقلید نعمان ✣ ز تاثیر کلامش دہ جائے ✣ بحق احمد و اصحاب آلش ✣ بود مقبول یارب این دعا

شیطان ہین بہکاتے ہین ہر مومن کو	لاحول ولا قوۃ الا باللہ

غرضکہ جب اس فساد کو ہمارے مولانا سے فاضل جلیل علامۂ نبیل فقیہ اجل محدث بے بدل مولوی محمد منصور علی خان صاحب مراد آبادی دام بالنعم والایادی نے ملاحظہ فرمایا تو میدان مناظرہ مین نیزۂ قلم کو اوٹھایا اور سیف زبان کو چمکایا پھر تو کوئی مخالف سامنے نہ آیا ہر مفسد نے فانظر کیف کان عاقبۃ المفسدین کا نتیجہ پایا حتی کہ مولانا منصور نے تمام عالم مین فتح و نصرت کا ڈنکا بجایا اور اس کتاب فتح المبین کو ردّ خرافات ظفر المبین مین بجوابات دندان شکن تصنیف فرمایا۔ جزاہ اللہ عنی وعن سائر المقلدین خیر الجزاء وحفظہ عن جمیع طوارق الآفۃ والبلاء حررہ الفقیر الی رحمۃ اللہ الغنی وحید احمد الحنفی السورتی

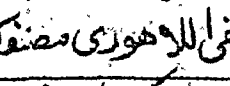


نحمدہ ونستعینہ۔ مین نے اس کتاب کو دیکھا اور مصنف علام کو فتحیاب پایا اور جن احادیث سے مؤلف نے تمسک کیا ہے سب قوی اور صحیح اور محتج بہ ہین اس کتاب کے چھپنے سے نہایت طبیعت خوش ہوئی اسواسطے کہ دربارۂ قمع اور قلع اوہام فرقۂ نجدیہ کے آجتک ایسی کتاب نظر نہین پڑی اللہ تعالیٰ اسکے مصنف اور چھپوانے والے کو جزائے خیر دے۔ اور اسکے مضامین کو ذریعۂ ہدایت فرقۂ وہابیہ کرے آمین ثم آمین حررہ عبد اللطیف السورتی



تقاریر نے نظیر وتقاریظ دلپذیر علمای مشاہیر لاہور وامرتسر مع دستخط ومواہیر

الحمد للہ وکفی۔ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ اما بعد فقد طالعت الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین علی سبیل الاجمال للاستجمال فوجدت دلائلہ ساطعۃ کالشمس فی الضحی۔ وبراہینہ لامعۃ کالقمر فی الدجی۔ لم لا وقد حققہ المصنف المولوی محمد منصور علی خان المراد آبادی سلمہ اللہ ذو الایادی لردّ اصحاب الظواہر الذین لا یمیزون بین الغثّ والسمین۔ والمہین والمتین۔ وثبتہ بالکتاب والسنۃ واجماع الامۃ التی لا تجتمع علی الضلالۃ اصلا۔ ثم بقیاس الفقہاء المجتہدین الذین ہم ہداۃ الشریعۃ الغراء۔ جعل اللہ سعیہ مشکورا فی الاخرۃ والاولی حررہ فقیر محمد الدین الحنفی اللاہوری مصنف کتاب وضۃ الادباء



باسمہ سبحانہ۔ فتح المبین را کہ مولوی محمد منصور علی خان صاحب در ردّ مغالطات ظفر المبین مؤلفہ محی الدین تالیف نمودہ انداز مواضع مختلفہ مطالعہ نمودم مصنف علام جزاہ اللہ خیر الجزاء داد تحقیق وتدقیق داده اند ودلائل حنفیہ ابرد اقوال ظاہریہ کہ از کوچہ تحقیق محض نابلد اند بزبان اردو انموده اند

شیوهٔ فاسده هم باز نه آئین تو بجز خاموشی انکا کیا جواب هی ع جواب جاهلان باشد خموشی +

گر نه بیند بروز شپره چشم + چشمهٔ آفتاب را چه گناه + والسلام علی من اتبع الهدی

حررهٔ الراجی رحمة ربه الباری ابو البشیر عبد العلی القادری مفتی و مدرس مدرسهٔ اسلامیه امرتسر

تقاریظ قبتهٔ مواهیر و دستخط علمای مشاهیر آرا و هوگلی و کلکته +

الحمد لله الذی لولاه ما اهتدینا + والصلوة والسلام علی رسوله محمد الذی ارسل لیه انا فتحنا لك فتحا مبینا + وعلی آله واصحابه الذین هم مقتدانا + وعلی الائمة المجتهدین هم وسیلتنا فی القرب والاقتداء برسولنا ونبینا ومولانا وحبیبنا وشفیعنا محمد الذی خاتم الانبیاء ورحمة للعالمین ٥ اما بعد میگوید کمینهٔ امت کمترین اهل سنت بندهٔ گمنام محمد علی اکرم نام خادم الحدیث ورجاله الکرام - الآروی وطنا والحنفی مذهبا والحدثی مشربا والصدیقی العلوی نسبا وبواسطه وبواسطتین الحقی تلمذا والمکی اصلا والمدنی مولدا ان شاء الله تعالی که چون زمزمهٔ قبول اسلام مولوی محی الدین وامثال ایشان بگوشم رسید باداء شکر باری تعالی هر موی تنم صورت زبان گرفت که درین هنگام که کساد بازاری اهل اسلام بحدی ست تا هم مردمان در زمرهٔ اسلام داخل میشوند وبجماعت مومنین رغبت میکنند در مسرت و شکر این بودم که ناگاه اتفاق دیدن کتاب ظفر المبین مؤلفهٔ ایشان گردید مسرتم متبدل برنج شد و زمانی متحیر ماندم که الهی این چه معامله است آیا این نو مسلمان در پردهٔ اسلام آمده افتراق اهل اسلام اراده کرده یا چه مطلوب ایشانست آخر کار دانستم که مولوی صاحب گرچه با سلام گرویده اند لکن هنوز ادب که سر آمد اخلاق ایمان ست از کسی نیاموخته اند بل بگوش جان نشنیده اند ع حافظا علم ادب ورز که در حضرت شاه ❀ هر که را نیست ادب قابل صحبت نبود +

نتیجهٔ تالیف این کتاب چنان گردیده که هر ناقص العلم آنرا دیده از جادهٔ ادب پا بیرون نهاد و یا اگر او خود مؤدب ست از مقلد این کتاب و مؤلف آن بجنگ در پیوست کم کسی ست که از دیدن این کتاب نتیجه بد نه برداشته باشد جمیع معاندین دین را دستاویز نیست خوش و بلے ادبان را تمسکے است خوب و در حق حنفیان تبرائیست که بزبان جانبازیها و جنگ کردن ضرورت افتاده ست خلاصه آنکه مؤلف رساله عجیب شور و فساد در دین متین انداخته که در اخوان دین افتراق و تباغض بحد سے پیدا گردیده که قابل بیان نیست دانسته بودم که اسلام آوردن اغیار موجب موافقت و تحابب باخود ها خواهد شد بخلاف آن ذریعهٔ تفارق و وسیلهٔ تباغض فیما بین شده

اختلاف الرواة اليه + فهذا الفضله تعالى لقلع ضلالة الاشقياء كاف + ولنفع
هداية الاتقياء وافٍ + فلا شك ان المؤلف قد اجاد فيما اراد + وسلك سبيل السداد
والرشاد + وكلما اجاب + فاصاب + فكان سعيه مشكورا + فلذلك صار كاسمه
على المخالفين منصورا + فنحن الفوه اللامذهبون فى كل واد يهيمون + لما لم يجب
لهم من الجواب - فبغيظهم يموتون + فيا ايها اللامذهبون موتوا بغيظكم + ولا تلوموا
غيركم + فانكم مفسدون فى الارض لا مصلحون + لم تقولون ما لا تفعلون + فتوبوا
الى بارئكم + واستغفروه من ذنوبكم - فتنجوا + والا فتهلكوا + لان الشريعة عبارة
عن هذه المذاهب الاربعة فحسب وهى فيها قد انحصرت + فان هذه المذاهب
قد دونت + وقواعدها قد ضبطت + واصولها بالنصوص قد انطبقت + وبفضله
تعالى احكامها فى كل البلاد جبرت + وفروعها فى جميع الجهات انتشرت + فبحار
هدايتها فى قلوب المسلمين تموجت + ودررها المكنونة فى صدور المومنين قد
استقرت + فنفوس المقلدين بضوئها اتجلت + فرأت بها ما رأت + وحصلت بها ما حصلت
وعرفت بها ما عرفت + فلذلك ترى ان الفرقة الناجية المسماة باهل السنة والجماعة
فيها قد اجتمعت + لان الشريعة من غير هذه المذاهب فى الدنيا ما وجدت + واطاعة
احكام الشريعة للناس قد فرضت + فان لم يحتسب هذه المذاهب الاربعة للشريعة
معتبرة فالشريعة عن الدنيا عدمت + لان ما سواها من المذاهب ليست كمثلها فى ضبط
القواعد والاصول + وفى ربط العلة والمعلول + بل كلها قد اندرست + وفى بعض كتبها
التى بقيت + اقوال المعاندين فيها قد دخلت + فتغيرت ما تغيرت + فكيف تكون
هى الشريعة التى من الشارع شرعت + فما اعتبرت احكامها المنتشرة فيها وما
حسبته فلا محالة ان هذه المذاهب الاربعة لاجراء الاحكام للشريعة قد بقيت
لانها من التغيرات قد حفظت + لما من الدلائل التى قد ذكرت + والاختلافات
التى بين المذاهب نظرت - فهى رحمة للعالمين من سفائك الثقلين خلقت + فمن
كان خارجا عن المذاهب الاربعة فى هذا الزمان + فهو من اهل الهاوية والنار و
منبر الشيطان + كيف لا وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله لا يجمع امتى
او قال امة محمد على الضلالة ويد الله على الجماعة ومن شذ شذ فى النار + وقد قال

من الشريعة لاسيما الامام الاعظم رح فلا يجوز لاحد الاعتراض عليه لكونه من اجل الائمة واقدمهم تدوينا للمذهب واقربهم مسندا الى الرسول صلعم ومشاهدا لفعل الصحابة واكابر التابعين رضى الله عنهم اجمعين + وكيف يجوز لامثالنا الاعتراض عليه لقد اجمع السلف والخلف على جلالته وعلمه وفضله وورعه وزهده وعفته وعصمته وسخاوته وعبادته وكثرة مراقبته لله تعالى وخوفه منه فمن قال غير ذلك فهو من جملة الجاهلين المتعصبين المنكرين على ائمة الهدى المقبولين + يفهمه السفيه + وبعناده الذى بقلبه المقيم + بل يجب على كل مكلف ان يشكر الله تعالى على ايجاده مثل الامام ابى حنيفة رح فى الدنيا + المرتكيف بذل الجهد وسعى الامام الاعظم فى استنباط احكام الشريعة الغراء + وانضباط اركان الطريقة البيضاء + واماطة الاذى وسبيل المعرفة العليا + المرتر كيف استحكم به الشرع المبين + واهتدى به الخلائق كلهم اجمعين + فانه بوبه مبوبا وفصله مفصلا + وهذبه مهذبا + ورتبه مرتبا + ونقحه تنقيحا + وعلله تعليلا + وميزه تمييزا + ويسره تيسيرا + التعرف مثله من الائمة فى الدنيا + فلا تجد له نظيرا فيها + فاذا عرفت انه افضلهم فلا تنسى فضله واعمل بقوله تعالى + ولا تنسوا الفضل بينكم + واذا عرفت انه احسنهم فلا تشغل عنه واعمل بقوله تعالى وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ + فظهر من هنا ان من انكر مسائل الامام المستنبطة من الكتاب والسنة واقضية الصحابة رض فهو كافر + لانه انكر الشريعة وكل من انكر الشريعة فهو كافر + فمنكر المسائل كافر + وكذلك من لعن او طعن فى الامام الهمام فهو ليس بمؤمن + لانه طعن او لعن المؤمن الذى اكمل المؤمنين + واجلهم واحسنهم فى الدين + وكل من طعن او لعن المؤمن فهو ليس بمؤمن + فطاعن الامام او لاعنه او فاحشه ليس بمؤمن + كيف لا وقد قال رسول الله صلعم ليس المؤمن بطعان ولا لعان ولا فاحش ولا بذى كذا فى التيسير + وايضا قال لا يرمى رجل رجلا بالفسق والكفر الا ارتدت اليه ان لم يكن صاحبه كذلك - اخرجه البخارى + وكذلك من سب الامام فهو فاسق - لانه سب المسلم + وكل من سب المسلم فهو فاسق + فمن سب الامام فهو فاسق + كيف لا وقد قال رسول الله صلعم سباب المسلم فسوق

تلميذ البخاري - والبخاري تلميذ للامام احمد بن حنبل رح - واحمد تلميذ للامام الشافعي رح - والشافعي تلميذ للامام محمد رح - ومحمد تلميذ للامام الاعظم رح رضي الله تعالى كلهم اجمعين - فاعرف منازلهم ومقاديرهم واحفظ ما قبهم بمدارجهم فلا تقل ان ادلة الامام ضعيفة - ولا بادر اليه بالفاظ قبيحة تقليد المتعصبين فتحشر مع الخاسرين - اما الصحاح وان كانت اصح الكتب بالنسبة الى ما بعدها - لكنها لا عبرة لها بمقابلة الاحاديث التي استدل بها الامام الهمام قبلها - لكونه اقرب الى الرسول - فلذلك تلقت الامة الاستدلال بالقبول - فلا ينبغي لاحد ان يطعن في الامام الهمام بروايات الصحاح التي بعد المائتين وثلثمائة دونت فلا شك ان فيها اقوال المعاندين المتعصبين والمنافقين قد دخلت - فلذلك قال ابن حجر في نخبة الفكر ان الخبر اما يكون لمطرق بلا عدد معين او مع عدد حصر بما فوق الاثنين او بهما او بواحد فالاول هو المتواتر وهو المفيد للعلم اليقيني بشروطه والثاني هو المشهور والثالث العزيز وليس شرطا للصحيح خلافا لمن زعمه والرابع الغريب وكلها سوى الاول آحاد فيها المقبول والمردود فتوقف الاستدلال على البحث عن احوال رواتها دون الاول الخ - الا تعلم ان اسمعيل بن علية الذي قال بخلق القرآن مخلوق واهلك بحكمه تلميذه الخليفة المأمون خلقا كثيرا وجما غفيرا وابو بكر بن شيبة الذي وضع في كتابه بابا للرد على الامام ابي حنيفة واخوه عثمان بن شيبة وغيرهم الرواة للبخاري قد كانوا متعصبين ومنكرين على الامام الهمام فالحقيقة او الصداقة من الرواة النازلين من الامام بالتعصب او ببدا اول الزمان هو الايام - قد فقدت - لان الآية السابقون السابقون اولئك المقربون الخ والحديث خير القرون قرني - الى - ثم يجئ قوم تسبق شهادة احدهم يمينه ويمينه شهادته اخرجه البخاري - وفي رواية اوصيكم باصحابي - الى - ثم يفشو الكذب - وفي رواية ثم يظهر الكذب وغير ذلك التي في التذكرة كتبت - في نقدها قد سبقت - بل على كذب الرواة النازلين قد شهدت - فاين الاعتماد على جميع روايات الصحاح وكيف يترك بها الاحاديث التي استدل بها الامام المصاحب للصلاح - ولا شك ان اعتبار الروايات باعتبار الرواة واعتبارهم باعتبار قرب زمانهم الى الرسول صلى الله عليه وسلم

بناء الاصول الا للامیه + ویفرق بین صلحاء الامة المصطفویه + قد اجاد مصنف
هذا الکتاب فی رد اعتراضات المبطلین الساعین فی ارض الله بالفساد فی الدنیا والدین
والمریدین باطفاء نور الله الساطع فی اقطار العالم کالشمس فی ضحوة النهار بالافتراء علی
سادات الایمة المرحومین فجزاه الله تعالی عن المسلمین خیر الجزاء
فی الدنیا والاخرة امین + هذه نسخة عبد العلی الاسلام آبادی عفی عنه



لله در المجیب الفاضل اللبیب قد اجاد فی جواب غیر المقلدین المفسدین + لا دنیا لهم
ولا دین - وبئس القوم قد ظهروا فی زماننا - وهم یشتمون ایمة دیننا - ویقولون ان
الایمة المجتهدین - قد اهدموا بناء الاسلام والدین + بآرائهم الباطلة واقیستهم
الفاسدة + واظهروا طریقا خلاف الحدیث والمثانی - واضل الناس ولا مثلهم
فیه ثانی - والمقلدون سلکوا طریقا غیر حق - وانهم علی الباطل ونحن علی الحق +
لانا نعمل بالقرآن وحدیث خیر البریه + وهم یعملون بآراء ابی حنیفة + هیهات
هیهات هذا لرکاکة رایهم - ومن قلة بضاعتهم - اما فهموا ان الایمة رکن الاسلام
وما کان غرضهم الا هدام بناء الاسلام والانعدام - وقد ادرک امامنا الاعظم ضحایا
عدة + ولیس فی ذلک شئ من الریب والشبهة - وقد بلغ فی العلم والعمل درجة
القصوی + واجتهد من القرآن والحدیث من المبتدأ الی المنتهی - والاستنباط
والقیاس کله مستنبط من کلام الله - ومن حدیث خیر البریه - وکان فی خیر القرون
الامام ابو حنیفة رح - وفی الزهد والورع کان عدیم المثال بلا شک وشبهة + وکیف
یکون اتباع الایمة من ضلال + من غیر قیل وقال + لان المقلدین اتبعوا اولی الامر
منهم + وما اخذوا سبیل الشر والکید مثلهم + الا ایها الاخوان ان کیدهم ککید
الشیطان + لا ینبغی للعاقل ان یقع فی شرکهم - لانه ما نجی کل من وقع فی فخهم
واما رأیتم انهم سلکوا طریق التلهی الحرام + واخذوا طریق الفجرة اللئام + ففی حین
من الاحیان یاخذون دلائل الروافض والمعتزلة - ویلزمون حنفیة من براهینهم
الباطلة - وربما یستدلون بدلائل الشافعیه - لیغلبون علی المقلدین لابی حنیفة
فظهر الآن ان غیر المقلدین - رایهم غیر متین + وهم مضل ومضل - وما سلموا
من الخلل والزلل - فنعم ما قال القائل المرء یقیس علی نفسه - فنسبوا الضلال

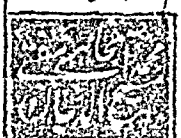
لقد جاد الحبيب الخبير فيما اجاد، واتى بما يفحم من اراد فى الارض الفساد، وبالغ فى اشاعة الخير واحياء الدين، وسعى سعيا كاملا فى ازالة الشكوك عن قلوب المفسدين، فيجعل الله سعيه الجميل مشكورا، وابقى ذكره فى بطون الصحائف مرقوما ومسطورا، وهدى جماعة المخاصمين الى سبيل الرشاد، وصانهم عما يقتضيه لبغى والعناد، انه هو الموفق والمعين، فى كل ساعة وحين، وصلى الله على خير خلقه محمد وآله واصحابه اجمعين، حرره العبد الاواه،

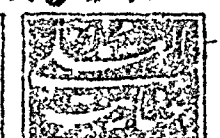
محمد محمود الله غفر الله ذنوبه ستر عيوبه، مدلس مدرسة عاليه كلكته

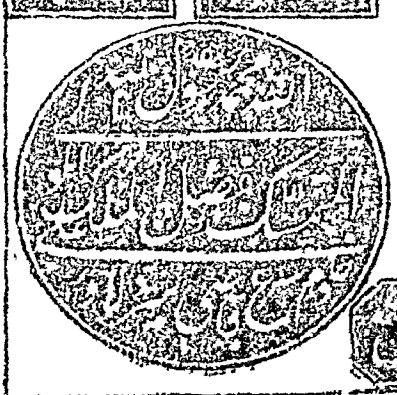
تقاریظ ثبتہ دستخط و مہر مشاہیر علمای حیدرآباد دکن و مدراس

انچہ اجوبہ در کتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مولوی صاحب جامع معقول و منقول کشاف دقائق فروع و اصول جناب مولوی محمد منصور علی صاحب سلمہ اللہ تعالی و ابقاہ مرقوم فرمودہ اند صحیح و صواب است و خلاف آن باطل جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء، باید کہ جمیع مسلمانان بران عمل لازم و واجب و اللہ اعلم

اگر نام این کتاب را مع التلبیس بہ ہدایۃ المضلین نہادہ شود بجاست







بسم اللہ الرحمن الرحیم وقد رأیت ہذا الکتاب کلہ من اولہ الی آخرہ وجدتہ صحیحا کامل الجواب کما ذکرہ وختمت علیہ علی صحتہ اعنی کتاب الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مولانا واستاذنا بالفضل والاہ مولوی محمد منصور علی صاحب جزاہ اللہ تعالی عنا وعن جمیع المقلدین لمذہب امام الحنفیۃ رضی اللہ عنہ خیر الجزاء، وانا الفقیر الضعیف حامل نعال العلماء العاملین فی الصوفیتین الکاملین محمد اکبر علی عفا اللہ عنہ، فقط





قد اصاب من اجاب

خلف الرشید و ولیعہد مولوی محمد اکبر علی خان

باسمہ العلی الاعلی

کتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین تالیف جناب مولوی محمد منصور علی خان صاحب سلمہ اللہ تعالی بہ کاتبہم ابتدا سنہ ۱۳۳۰ ہجری و بہ ختم سنہ ۱۳۳۱ ہجری ملاحظہ من آلی - امید کہ این کتاب دلائل قویہ و براہین جلیہ

چلیا دین ہم مزا لانکو فراست ایمہ کا
جہان مین جمع وہی لغو ہین ہو کردار لا مذہب

سزا دیکر بتا دین منی و تا بیت انکو
تو ہمکو بھی سیاف کہدیگے ہین اہل النار لا مذہب

شراب آب و گل مین ہی بھی انکے دین مین ہے
مگر کہتے ہین کر فساد کا بازار لا مذہب

جہان دیکھے مسند آتے ہین جاہل سر مقلد کے
مقابل اہل مذہب کے گئے ہین ہار لا مذہب

عجب یہ فرقہ وہابیہ ہے فتنہ دوران
اگرچہ لڑنے آوین ہاتھ مکر ستھیار لا مذہب

انھون نے شہر دہلی مین بہت اب سر اوٹھایا ہے
شراب شہر کی بدعت سے ہین خود شہر شار لا مذہب

مقلد گلشن دین نبی کے ہین گل تازہ
کہ مکہ مین مقلد ہین بلا تکرار لا مذہب

چٹین ایسے یہ کہنے مین کہ دم ہونگ ہین انکا
نہین سنتے نہون باتین پس دیوار لا مذہب

گریبان کھولکہ پھرتے ہین سب صورت وحشی
رکابی منصب اور مطلب کے ہین بس لا مذہب

خوشامد کا ہی دین اور رو پیونکا انکا مذہب ہے
ہین شرعیت بھی شہر الناس کے سر دار لا مذہب

ہی جہال با لحدیث انکا لقب لیکن حقیقت مین
سمجھتے ہی نہین قرآن کے بھی اسرار لا مذہب

نہین یہ مانتے قرآن کی آیات صحکہ کو
سمجھتے ہین صلوٰۃ اور صوم کو دشوار لا مذہب

نہین یہ مانتے ہین منقطع موقوف و مرسل کو
زوائد کو ہین کہتے زائدہ بیکار لا مذہب

ہمارے حال پر ہنسنا آوین اگر اکابر لا مذہب
تبرا کرتے ہین مثل روافض یہ مقلد پر

کرین جاکر کسی حاکم سے استفسار لا مذہب
تعصب سے یہ اندھے احمق کو حق نہین کہتے

کبھی ہرگز نہونگے راست ور ہموار لا مذہب
جہان جاتے ہین ان کرتے ہین بر پا اک غدر

مگر کھاتے ہین مرگ پر مرگ سر ار و نا بار لا مذہب
مقلد معرکہ نہین کرتے رہتے ہین انھین جو رنگ

جہان دیکھو وہان لڑنے کو ہین تیار لا مذہب
یہ کیا ہونگے مقابل معرکہ آرائی مین ہم سے

اوتارے جائینگے اکر دز جنبا پار لا مذہب
کل تقلید انکی آنکھون مین کانٹا سا چبھتا ہے

مگر ہر باغ شریعت مین ہوئے ہین خار لا مذہب
تقیہ مثل شیعہ انکے مذہب مین بھی جائز ہے

عقائد گرچہ وہان اپنے کرین اظہار لا مذہب
ہین سادات انہین اکثر ہین دعا دیتا انکی طینت مین

پہاڑی ہین بنائین اپنا گھر کہسار لا مذہب
یہ سب دنیا کے بندے ہین خلوص بندگی کیسا

کرین کھانے کمانے مین بڑے ہشیار لا مذہب
بدی کا خون سودا وی بھرا ہے انکی رگ رگ مین

نہ عالم ہین نہ عامل بلکہ ہین فجار لا مذہب
نہین تصدیق ہے انکے دلون مین ارکانی کی

جحد شیون کا بھی کرتے ہین صریح انکار لا مذہب
روا ہین تو ہین صدقے یہ قاموس انسانی کے

نہین محبت کے قابل کہتے ہین اغیار لا مذہب
بزرگان سلف پر یہ نہایت طعن کرتے ہین

اوتھا ئینگے بہت ذلت سر دربار لا مذہب
اگر کہتے ہین انکو ناری مقلد کو نہ سمجھ سے

نہونگے خواب غفلت سے کبھی بیدار لا مذہب
زبان اور دل مین انکے نام کو صلا نہین اصلاح

فساد اور شیطنت کا کرتے ہین ہر کار لا مذہب
کبھی بازی نہین پاوین گے انھون نے بحث مین

اگر چہ ہو اوسپر ایک اژدہا ہو ون بیکار لا مذہب
ولیکن اہل تقلید انکو دم بھر مین ہیگا دینگے

زمین پر نوکدم بھاگین گے دم بیکار لا مذہب
کہا کرتے ہین یہ تقلید کو سب شرک اور بدعت

نہین دیکھینگے ہرگز خار کو گلزار لا مذہب
مقلد سے یہان لڑتے ہین اور تکرار کرتے ہین

بلا شک ہین فریق جعلی و مکار لا مذہب
مسلمانو نہ بھولو ہرگز تم انکے فریب و مکر مین

بچا ہی گر کہو ہین سید الاشرار لا مذہب
جہان گھانیکو دیکھا روپیونکی سی پڑتے ہین

جدھر دیکھو ادھر ہین بندۂ زر دار لا مذہب
بظاہر خیر کا دم بھرتے ہین یہ اجوف الباطن

مگر ظاہر مین بنتے ہین یہ اشرار لا مذہب
یہ کیا جانین حدیثونکے دقائق اور حقائق کو

اگرچہ چست ظاہر کرتے ہین اقرار لا مذہب
فرائض بھی قضا کرتے ہین اور ترک سنت کے

رسالہ ہے جو اک اظہار حق رکھا ہے نام اوسکا

ادیب آنکہ منصور شد بر حریف — حریف آنکہ باشد ہزیمت نصیب — ہر یک رسد آنچہ مقسوم ہست

بقول عرب الخطیب خطیب — قلم شد سر دشمنان یک قلم — قلم را علم کرد چون آن لبیب

ہر آنکس کہ خواند بصدق این کتاب — ہر آئینہ گردد بہ سنت مصیب — جوابات سر کوب دندان شکن

رقم زد با قوی دلائل مجیب — زہے آب و رنگ مضامین او — ز باغ سخن سعید ہر نفیح طیب

کسانیکہ تقلید بر ہم زنند — فویل لہم من عذاب مہیب — بآخر زمان شد بپا فتنہا

تو گوئی کہ آمد قیامت قریب — شد آنکس کہ بیمار لا مذہبے — نہ او را علاجے نہ او را طبیب

ظفر یاب کن اہل تقلید را — الٰہی بحق رسول حبیب — چو تاریخ نصرت قرین خواستم

ز قرآن معجز نمائے غریب — ندا از لب ہاتف آمد چنین — کہ نصر من اللہ فتح قریب

ایضاً از تازہ فکر حضرت التنبیہ والتبکیت المحدث المولوی وصی احمد صاحب سورتی ثم مدرس مدرسہ میاں صاحب

ذرا الصاف سے آنکھوں سے اوروہا بنو دیکھو — کتاب اب یہ مصنف نے لکھی کیا دلکشا عمدہ — جو آیا اسمیں ثابت ہین سنت کے دلائل سے

ہر اک بات اسکی اردو مین ہوئی کیا دلکشا عمدہ — کتاب اس حسن خوبی کی نہین چھاپی گئی اب تک — کہ خطاطان خوشخط نے لکھی کیا دلکشا عمدہ

عجب پودا لہا ہے باغ حوض اسکا نہر جدولے — اور اسکی لوح و پیشانی بنی کیا دلکشا عمدہ — ہوا اسکا نسخ و نستعلیق سر اک خوشنما خوشخط

خفی کیا دلکشا عمدہ جلی کیا دلکشا عمدہ — ضمیمے کو جو دیکھا خصم منکر بھی بول اٹھا — کہ حق بات اسمین ظاہر ہو گئی کیا دلکشا عمدہ

جو پوچھا سال چھپنے کا لب بیت سے یون نکلا — کتاب ذی المعالی الدین چھپی کیا دلکشا عمدہ — جو کا ٹو سر وہابی کا تماشا ہے اسی سن مین

۱۳۰۱ — سن تصنیف ہے سید اوصی کیا دلکشا عمدہ

ایضاً از بندۂ اثیم محمد عبد الحکیم عفا عنہ اللہ الکریم بحرمۃ نبیہ الرحیم

فتح المبین کی طبع نے کس دھوم دھام سے — سارے جہان مین فتح کا ڈنکا بجا دیا — لا مذہبی کی آگ جو بھڑکی تھی ہر طرف

اس آبشار طبع نے اوسکو بجھا دیا — لا مذہبون مین اس سے پڑی کیا ہی کھل بلی — وہابیونکو خواب گران سے جگا دیا

الزامی اجوبے سے مصنف نے یک قلم — جتنے مطاعن انکے تھے سبکو اوٹھا دیا — قرآن اور حدیث سے کیا کیا دیے جواب

ہر مسئلے کا شرع سے ماخذ بتا دیا — سارے معاملات نہان کر دیے عیان — سب اونکے داؤ گھات کا خاکا اوڑا دیا

وہابیت کی بیخ کو بھیکا او کھاڑ کر — تقلید حق کو دلمین ہر اک کے جما دیا — طبل و علم دوات و قلم لشکر سخن

میدان صفحہ تیغ زبان سے دکھا دیا — پھر کیا مجال تھی کہ یہ کرتے مقابلہ — اک دم مین سبکو تیغ دو دم سے بھگا دیا

اتباع شیخ نجد نے کھائی ہے کیا شکست — پائی سزا خیال ظفر کو بھولا دیا — اس معرکے مین مارے دلیلون کی مار کے

از کتب خانہ گلزار محمدی واقع کوچہ چابک سواران

جدول مزیل اغلاط فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مع ضمیمہ سوم بہ تنبیہ الوہابین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱	۱۱	نکہ	مگر
۱۳	۱۵	بحیای	بتحیای
〃	۱۶	یکذب	یکذِب
〃	۱۷	چھوٹ	جھوٹ
۱۴	۱	قال قال	قال
〃	۴	کہا اونھوں نے	+
〃	۲۰	ترمذی	ترمذی کی
۱۶	۹	یا صحیح	صحیح
۱۸	۱۳	کی	کی ہی
〃	۲۱	افقہ	افقہ
۱۹	۱۰	کہ	کہ فقاہت
〃	۱۱	بات کے	+
۲۱	〃	اور اور	اور
۳۱	۳	الصیاغۃ	الصیاغۃ
〃	۸	منھا	فیھا
۳۲	۲	اوس سے	فیہ
〃	۶	او	اور
〃	۷	مذہب	مذہب
〃	۱۵	پابندی	پابندی
۳۴	۱	واجب	واجب علی الاطلاق
〃	〃	کہ	+
۳۸	۲	او	اور
۳۹	۳	الذین	الذین
۴۱	۸	موجود	موجود
۴۲	۱۸	انکا	انکی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۳	۱	لیین	لے
۴۷	۴	امامہ	اسامہ
۵۵	۲	اوسکا اوسکو	اوسکا اوسکو
۵۶	۵	[illegible]	[illegible]
〃	〃	〃	〃
〃	〃	〃	〃
〃	〃	〃	〃

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۱	۱۴	بھی	+
۱۹۲	۳	او	اور
″	۱۴	گی	کی
″	۱۵	ہو	تھی
۱۹۳	۲	ہوجانے	ہوجائے
″	۵	ہنزلے	بمنزلے
″	۱۹	جب	جب تک
۱۹۶	۱۶	اسی	اس
۱۹۸	۶	تلفی	تلقی
″	۹	کرادتے	کرادیتے
″	۴	تقصان	نقصان
″	۱۹	حرم	حرام
۱۹۹	۱۶	انتقصدَ	انتقصتَ
″	۲۱	أنّما	إنّما
۲۰۰	۲۰	تو	+
۲۰۱	۲۱	فرمامایا	فرمایا
۲۰۲	۲	ہاھہ	ہاتھہ
″	۵	اذعی	اِدّعی
″	۶	صاحب	صاحب
″	۱۷	نیس	تیس
۲۰۴	۶	تگ	تک
″	۱۲	یجلس	یجلس
۲۰۶	۵	قال	قال
″	۲۱	پونچی	پونچا
۲۰۸	۱۳۲	من انّ	صنہ انّ
″	۱۱	علیر	علیہ
″	۱۲	المتصدّق	المتصدّق
″	۱۷	اعطیتکما	اعطیتکمُ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۹	۱۹	ہاتھو	ہاتھون
۲۱۲	″	قنت	قنتَ
۲۱۳	۱	غیار	غبار
۲۱۴	۷	عثمان نے	عثمان سے
″	۱۵	ورنہ	کیونکہ
″	۱۶	قبل	بعد
۲۱۹	۶	ہوتا	ہوتاکہ
″	۹	خود	خودتو
۲۲۰	۸	مگر	تو
۲۲۵	۲	اورراسوجہ	اسوجہ
۲۲۶	۱۶	افضلُ	افضلَ
۲۲۷	۱۰	چیر	چیز
۲۲۸	۶	لغیرہ	لغیری
۲۲۲	۱	مَن	صِن
″	۱۳	بکلمةٍ	بکلمةِ
۲۳۴	۸	نیسُم	لیسَمّ
″	۹	بنت	نیت
″	۱۰	کہ میرروز	کہ میرا روزہ
۲۳۵	″	جب	جسنے
۲۳۷	۴	اینا	اپنا
۲۴۲	۲۱	اجلب	اغلب
۲۴۴	۱۹	حدیث سے	سے حدیث میں
۲۴۵	۱۶	فاذ	فاذا
۲۴۹	۱	کی	سے
″	۱۹	اوس	اون احادیث کی
۲۵۸	۵	فیسمعُ	فیسمعَ
″	۱۲	الاظھرُ	الاظھرَ
۲۵۹	۴	حصہ	درجے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۶۵	۲۰	بلاواسطہ	بلاواسطہ
۲۷۰	۱	بمبنی	معنی
″	۵	جب	اوسوقت
″	۱۰	اوسکے	اوسکو
″	۱۷	تقدیرہ	تقدیرہ
۲۷۲	۵	کہ	+
″	۱۵	بھی	+
۲۷۳	۱	لینا	لیا
۲۷۴	۱۳	معنی	معنی بھی
۲۷۵	۲	ہین	کے
۲۷۶	۳	مگر	لیکن
۲۷۹	۱۲	عجرۃ	عجرد
″	۱۴	عجرۃ	عجرد
″	۱۶	عجرہ	عجرد
″	۱۸	″	″
۲۸۰	۱۲	اللہُ	اللہَ
″	″	یجنبُنی	یجنبُنِی
″	″	ویجنبُہٗ	ویجنبُہٗ
″	۱۳	فقط	چنہ
۲۸۱	۱۱	سے	[illegible]
″	۱۲	″	″
″	۲۱	نووی	نووی نے
۲۸۲	۶	الحسینِ بنِ	الحسینُ بنُ
″	۸	الحمصیِ	الحمصیُ
۲۸۳	۲	الاسوادیِ	الاسوادیُ
″	۱۲	غیرِ	غیرُ
۲۸۴	۵	عجرۃ	عجرد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۵۰	۷	ایسے	ایسے ہی
۳۵۱	۱۸	جب	جب تک
۳۵۲	۵	ثم	ثم الذین
۳۵۳	۲۰	وجہ سے	وجہ سے بھی
۳۵۵	۱	کسی	اوسی
〃	〃	بوجہ	توجوجہ
〃	〃	ضعیف	ضعف
〃	۴	سب پر	سب
۳۶۰	۱۷	جس	اوس
۳۶۴	۱	باکاخرکاخر	باکاخرفاخر
۳۶۴	۱۵	تظہر	تُظْہِرُ
۳۷۶	۴	کرتے	کرتے ہیں
۳۸۱	۱۲	حائل	حائل
۳۸۲	۱۴	الضعف	الضِّعف
۳۸۶	۲۳	مفسرنانے	مفسرین نے
۳۸۷	۱۳	پونچا	ہو
۳۸۸	۳	اخفا	اخفی
〃	۱۸	ابو یعلی	ابویعلی
〃	〃	صبرانی	طبرانی
۳۸۹	۲۲	باپ سے	باپ سے سنا ہو
۳۹۲	۱۱	مجاھد	مجاھدِ
	۲۱	الرازی	الرازیؒ
〃	۲۲	الشاذکونی	الشاذکونیؒ
〃	۲۳	المحناطین	المحناطینِ
۳۹۵	۷	جہل	صلّی
۳۹۷	〃	انہ	اِنہ
۴۰۶	۳	صول	اصول

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۰۶	۳	مُبَیِّنًا	مُبَیِّنًا
〃	〃	مفسر	مفسّرا
۴۰۷	۱۱	بلفظ	بلفظ
۴۰۸	۱۷	الاسدی	الاسدیؒ
۴۰۹	۱۲	آنّ	اِنّ
〃	〃	〃	〃
〃	۱۵	اعلم	اسم
〃	۱۷	نُھَیْنًا	نُھَیْنًا
〃	۱۹	〃	〃
〃	۲۰	مذہیب	مذہب
〃	۲۳	رزبن	رزین
۴۱۱	۹	فذکر	فذکرہ
۴۱۲	۲۳	التتمم	التیمّم
۴۱۳	۲۱	نمازدمین	نمازدن
۴۱۴	〃	مستدررک	مستدرک
۴۱۵	۱۱	النسن	النس
۴۱۶	۱	لوبجاتا	توبجاتا
〃	۴	و	وہ کہ
〃	۲۳	[illegible]	[illegible]
۴۱۷	۱۰	جکہ	جگہ
〃	۱۲	خدیجہ	خدیج
〃	〃	کقول	یقول
〃	۱۳	چوراے	چورانے
〃	۱۵	لکھے مین	لکھے ہیں
۴۱۹	۱۳	ابنِ	ابنُ
۴۲۰	۹	سالم	بِسالمہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۲۰	۹	انتو	انتُو
۴۲۱	۸	بھاگیں گے	نکل جائیں گے
〃	۹	بھاگتا	نکل جاتا
۴۲۲	۱۰	حنابلہ	اپنے ہی
۴۲۳	۱۷	او	اور
۴۲۴	۸	جیر	جبیر
〃	برعایتِ شد	حقیقت	حقیت
۴۲۵	۵	اَنّ	اِنّ
۴۲۶	۱۹	الغرب	العرب
۴۲۸	۵	اوش	اوس
۴۲۹	۲۲	ابانی	زبانی
۴۳۰	۸	سے ثابت	+
〃	۲۲	وصول	اصول
۴۳۱	۱۷	جمع	جمع حقیقی
۴۳۳	۲۲	او	اور
〃	۲۳	اونکے	اونکے
۴۳۶	۸	شالیشتہ	شالیستہ
۴۳۹	۱۱	المکنات	الممکنات
۴۴۰	۳	پرھا	پڑھنا
۴۴۳	۱	والالہام	والا الہام
۴۴۷	۸	جاتی	جانی جاتی
۴۵۷	۲۱	ان	ان فی
۴۵۸	۱۸	یحاصل	یحامل
۴۵۹	۲	تفرو	تفرون
〃	۱۶	ریھا	ریھما
〃	〃	البقیہ	البقیع
〃	۱۷	السلم	المسلم

اشتہار کتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مع ضمیمہ تنبیہ الوہابیین

ڈنکا بجا جہان مین فتح المبین کا	دقت شکست آگیا سب منکرین کا
بازار فتح کرم مقلدین سرخرو	دل سرد رنگ زرد ہی وہابیین کا

کیونکر نہو کہ برسونکے بعد شاہد مقصود فتح المبین نے آئینہ ظہور مین صورت دکھائی ہی مدتون کی آرزو برآئی ہی مناظرہ کا میدان معرکہ مقلدونکے ہاتہ رہا اور مباحثہ کا نشان فتح مندی حنفیونکے ساتہ رہا اس کتاب کے غلبۂ حقیت اور شہرۂ فتح و نصرت پر یہی ایک بڑی دلالت ہی کہ آیت قرآنی نصر من اللہ و فتح قریب اسکی تاریخ اشاعت ہی۔ کتاب کیا ہی کہ رفع اعتراضات منکرین کیواسطے ایک ہتیار ہی قرآن کی برہان قاطع کا اور دفع مطاعن مخالفین کے لیے ایک اوزار ہی حدیث کی دلیل ساطع کا یعنی جو مجتہد لاندہبان پنجاب منحرف جادۂ صواب طاعن ائمہ مجتہدین شیخ محی الدین کتب فروش لاہوری نے اپنے تمام اعوان و انصار برادران لاندہب کے اعانت سے ایک کتاب بنام مغفر المبین فی ردمغالطات المقلدین مین پچیس مغالطے مقلدین کیطرف منسوب کرکے بارہ مین مغالطے مین تو مسلمہ لکہا ہی اور ہر مسئلہ مین بطریق طعن کے لکہا تہا کہ اسمین امام اعظم نے خلاف احادیث صحیحہ و آیات صریحہ کے عمل کیا ہی اور مقلدین نے کتاب و سنت کو چہوڑ دیا ہی سو اوسکے ہر ہر اعتراض کا جواب باصواب بدلائل قویہ اس کتاب مین دیا گیا ہی اور حنفیہ کے ہر مسئلہ کا ماخذ قرآن و حدیث سے بتا دیا ہی اور ہر حکم کی فرع کو کتاب و سنت کی اصل سے اسطرح ملا دیا ہی کہ جسکے دیکہنے اور سمجہنے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ حقیقت مین عامل قرآن و حدیث کے مقلدین ہین اور یہی لوگ متبع کتاب و سنت کے بالیقین ہین غرضکہ یہ وہ کتاب ہی کہ اسمین بجواب ہر اعتراض ظفر المبین کے واسطے قائل کرنے منکرین کے آیات و احادیث و عبارات عربیہ کتب معتبرہ مع ترجمۂ عام فہم اردو کے بحوالۂ نام کتاب و نشان صفحات و ابواب و فصول مرقوم ہین تا پھر کسی معترض کو نہ جای اعتراض ہو نہ راہ اعتراض یہ وہ نسخہ ہی کہ آجتک کسی نے اس تہذیب و شائستگی کے ساتہ قرآن و حدیث کی دلائل قویہ اور کتاب و سنت کے مسائل ضروریہ نہین لکہے کہ جن سے حقیت مذاہب اربعہ پر منکرین کو یقین ہو اور اونکے یاد رکہنے سے تائید دین اور تقویت مقلدین ہو یہ وہ رسالہ ہی کہ اگر اسکو غیر مقلدین سچے دل سے بغیر تعصب و نفسانیت کے دیکہینگے تو عجب نہین کہ اپنے لاندہبی سے توبہ کرکے حقیت مذہب امام اعظم پر ایمان لائین اور تقلید کے برکت سے پوری پوری عامل بالکتاب والسنت ہو جائین یہ وہ مجموعہ ہی کہ اس فرقہ ظاہریہ کے جملہ عقائد فاسدہ و اعمال کاسدہ اسمین مذکور ہین اور جو جو لاندہبون کی حیلہ سازیان اور روباہ بازیان عمل بالحدیث کے پردے مین تہین اور جن جن کید و نسے مقلدین کو لاندہبی کی جال مین پہنساتے تہے اور ائمہ مجتہدین کی تقلید سے اونکو بدظن کراتے تہے سب اسمین مسطور ہین یہ وہ دستور العمل ہی کہ ہر مقلد کو اسپر عمل کرنا اور دلائل اپنے مسائل کے یاد رکہنا بجملہ ضروریات دین ہی اور باعث تقویت